احمد بابا

AHMD.

B.A.B.A.

A Majid

بسم الله الرحمن الرحیم

A Majid

اس میں ایک طرف چھوٹی چھوٹی نہریں جاری تھیں جس پر نشست گاہ ان کی مچھلیاں تیرتی تھیں دوسری طرف سنگ مرمر کی منقش حوضیں لبریز نظر آتی تھیں۔ ان تمام حوضوں میں ایک حوض زیادہ دل ستائش ہے جس میں انسانی پیکروں پر میناکاری و طلانگاری سے کام لیا گیا تھا یہ قسطنطنیہ سے منگائی گئی تھی جس میں۔ طرح طرح کی تصویریں طیور و بہائم کی خوبصورت مطلا بنائی گئی تھیں مثل ہاتھی شیر۔ ہرن۔ چیل۔ مور۔ عقاب۔ کبوتر۔ گِدھ وغیرہ کے یہ سب سونے کے جڑاؤ کام کی تھیں اور ہر ایک منھ سے پانی رواں تھا جس سے اور بھی منظر کی خوشنمائی بڑھ گئی تھی۔ اس محل کی تعمیر میں دو کرور اشرفی سے زائد خرچ ہوا تھا۔

یہ خلیفہ نہایت علم دوست تھا۔ اس نے علم کا بازار اس قدر گرم کر رکھا تھا کہ قرطبہ علوم کا مخزن اور علماء و فضلاء کا معدن سمجھا جانے لگا۔ اس زمانہ میں لوگ کتابیں جمع کرنا ضروریات زندگی سے شمار کرتے تھے اور یہ سب کیفیت خلیفہ و خلیفہ کے خاندان کے بدولت تھی۔

دوسرا باب (۲)

قرطبہ کا کتب خانہ

دیکھنا پیر مغان حضرت زاہد تو نہیں
کوئی بیٹھا نظر آتا ہے پس خم مجھ کو

ہرہ (خادم کا نام) آقا آج کیا معاملہ ہے کہ لوگ نہ کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں نہ اور کسی اور کام مشغول ہیں۔

(مالک کتب خانہ) آج چند قاصد روم سے آئے ہیں جو اپنے ہمراہ امیر المومنین ناصر کے لئے لائے ہیں جنھیں شاہ قسطنطین بن جیون نے بھیجا ہے شہر کے جوق جوق اشخاص ان کے استقبال کو گئے۔ شاید تم شہر میں موجود نہ تھے۔

حضور میں نے تو ایک ہفتہ سے کہیں باہر قدم بھی نہیں نکالا۔ آخر معاملہ کیا ہے بتایئے تو۔

(مالک) جب خلیفہ کو شاہ روم کے قاصدین کے آنے کا حال معلوم ہوا تو اپنے اخلاق شہریاری سے

ابن عبدالبر۔ یوں تو مولانا عبدالبر کے کتب خانہ میں اس کتاب کے کئی نسخے موجود ہیں۔ وہیں دیکھ لیتا مگر تمہارے دیکھنے کو بہت جی چاہا اور جذب محبت کھینچ لایا۔

سعید۔ جناب من یہ میری خوش نصیبی ہے۔

راوی۔ سعید یہ کہتا ہوا ایک طرف چلا گیا اور ابن عبدالبر کو وہیں بیٹھا رہنے دیا آفتاب غروب ہو چلا تھا کہ اُسے دور سے ایک گروہ آتے ہوئے دکھائی دیا۔ فوراً سمجھ گیا کہ قاصدین آ گئے تھوڑی دیر تک چپ چاپ کھڑا ہوا غور کرتا رہا اور دنیا و مافیہا سے بالکل بے خبر ہو گیا جب اُسے جوہر نے آواز دی اس وقت ہوش میں آیا اب جو منہ پھیر کر دیکھا تو جوہر کو بلاتے ہوئے پایا فوراً اس کی طرف چلا جوہر کا چہرہ خوف سے زرد تھا۔ زبان رک رک کر چلتی تھی بھرائی ہوئی آواز میں۔ با.... سر.... امیرالمومنین کا.... اردلی....

تیسرا باب (۳)

سعید یہ سنکر کہ باسر ادھر آرہا ہے سخت حیرت ہوئی۔ کیونکہ اُسے پہلے ہی سے معلوم ہو چکا تھا کہ باسر اور تمام دونوں اردلی قاصدوں کے استقبال کے لیے روانہ کئے گئے ہیں۔ خلیفہ کو جب کسی کی خاص خاطر و تواضع منظور ہوتی تھی تو یہ دونوں اس کی پیشوائی کے لیے بھیجے جاتے تھے۔ محل شاہی میں بھی انکو ایسا ہی رسوخ حاصل تھا جیسا کہ فی زمانہ (بابن آغا) کو حاصل ہے۔ محل شاہی میں ان کا رسوخ و قرب اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ حجابہ سفید و سیاہ کا ان کو اختیار تھا اور پوشیدہ رکھنے والے اہم ترین کام بھی ان پر ظاہر کر دیے جاتے تھے اسی خصوصیت سے آج بھی یہ لوگ بغرض استقبال بھیجے گئے باسر ایک لمبے قد کا جوان تھا۔ گورا رنگ گڑھے میں گھسی ہوئی نیلگوں آنکھیں۔ بڑے بڑے رخسارے۔ چہرہ پر بال ندارد۔ سعید اسکی طرف متوجہ ہوا اور بڑی خاطر مدارات کے بعد اسکو مطالعہ کے کمرہ میں آرام کرنے کی غرض سے لاکر بٹھایا اور اس کے اترے ہوئے چہرے کی طرف سعید نے کچھ توجہ نہ کی اور اس طرح کہنے لگا۔

سعید۔ استاد باسر تم خوب آئے۔

راوی۔ باسر نے اس کا جواب تو بلند آواز میں دیا لیکن روزمرہ کی طرح اُس کے چہرہ پر مسکراہٹ نہ تھی۔

سعید کا ہاتھ پکڑے ہوئے کمرہ میں آیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ مگر اس کی نگاہیں زبان حال سے پرزور

کہہ رہی تھین کہ ہمین کسی کی جستجو ہے۔

سعید۔ جناب کو۔ کتاب۔ کاغذ۔ قلم وغیرہ کی ضرورت ہے جس چیز کی خواہش ہو حکم دیجئے تعمیل کی جائے۔

یاسر۔ نہین۔ یہان فقیہ محمد بن عبد البر تو تشریف نہین لائے۔

سعید۔ جی ہان تشریف فرماہین دوسرے کمرہ مین کتابون کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ ارشاد ہو تو بلا لاؤن

یاسر۔ بلانے کی ضرورت نہین انکو انکے کام میں مصروف رہنے دو۔

سعید۔ (دریافت کے لہجہ مین) کیا جناب آج سفرا قسطنطنیہ سے ملاقات کرنے تشریف نہیں لے گئے۔

یاسر۔ ہان۔ گیا تو تھا۔ اور ابھی ابھی وہین سے آرہا ہوں۔ شہر پناہ تک پہونچ گئے ہین ان کا انتظام بھی اسی جگہ کر دیا گیا ہے۔ برائے حفاظت دکار ہائے ضروری چوکیدار دربان وغیرہ بھی مقرر کر دیے ہین۔ اب امیرالمومنین کے حکم کا انتظار ہے۔ دیکھئے کب یاد فرماتے ہین۔

راوی۔ یاسر نے یہ سب کچھ تو کہدیا لیکن اُس کے طرز بیان سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی راز کی بات وہ دل میں چھپائے ہوے ہے۔

سعید۔ ان لوگون کے لیے تو ایک جلسہ منعقد کیا جائیگا آپکو علم ہے کہ کہان ہوگا۔

یاسر۔ شاہی محل میں چند دنون سے کچھ صفائی و آراستگی ہو رہی ہے۔

سعید۔ میرا تو یہ خیال تھا کہ (قصر زہرا) کے کسی حصہ میں ہوگا۔

یاسر۔ لیکن خلیفہ نے تو اسے شاہی محل میں تجویز کیا ہے۔

سعید۔ پھر وہان تو اعلی پیمانہ پر انتظام کیا جائے گا۔ واقعی قابل دید ہوگا۔

راوی۔ یاسر یہ سمجھ کر کہ یہ بھی جلسہ مین آنا چاہتا ہے یون کہنے لگا۔

یاسر۔ اگر تمہارا جی آنیکو چاہے تو ہمارے یان فقیہ ابن عبد البر کے ساتھ چلے آنا۔ تم کو کوئی مانع نہ ہوگا اور اگر یہ دیکھنا کہ مین منتظم ہون۔ یعنے استقبال کرنے والوں میں ہون تو جس وقت طبیعت چاہے چلے آنا۔

راوی۔ یاسر اتنا کہکر بحر سکوت میں غرق ہو گیا۔ چہرہ سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ کچھ دل ہی دل میں پیچ وتاب کھا رہا ہے۔ سعید اوس کی تمام حرکات و سکنات پر غور کی نظریں لگائے ہوے تھا اسکو اس درجہ چین بہ جبین بامنغص دیکھکر گویا ہوا۔

سعید۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ اپنے لئے استقبالی کمیٹی کی صدارت میں شک کرتے ہیں۔ کیا اسکا اور بھی کوئی دعویدار ہے

یہ غیر ممکن ہے کہ آپ استقبالی کمیٹی کے صدر نہ منتخب کئے جاہین۔

راوی۔ یاسر اپنے دل کی بھڑاس نکالنا چاہتا تھا لیکن کچھ سوچکر ٹال دیا اور یون بولا۔

یاسر۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مین وہان نہ ہون۔

راوی۔ سعید یہ سنکر ہنسا جس سے یہ منشا تھا کہ آپکا ایسا فرمانا صحیح نہین ہے۔

سعید۔ مین اچھی طرح جانتا ہون کہ جو قدر و منزلت آپ کی خلیفہ کے دل مین ہے آپ ضرور بالضرور عہدہ مقرر کئے جائین گے۔

راوی۔ یاسر نے اٹھکر سعید کے منھ پر ہاتھ بغرض سکوت رکھدیا اور مسکرا کر بولا۔

یاسر۔ یہ قدر و منزلت کسی زمانہ مین تھی ...... مگر۔

کچھ سوچکر رک گیا کہ شاید کوئی ایسا کلمہ منھ سے نہ نکل جائے۔ جو بعد کو موجب ندامت ہو پہلے کلام کو ٹال کر کہنے لگا۔

میں دیکھ رہا ہون کہ تمھارے پاس لوگ کثرت سے آرہے ہیں۔ مین یہ نہین چاہتا کہ کسی کو میرے یہاں آنے کی اطلاع ہو۔ لہذا خدا حافظ میں جاتا ہوں۔

راوی۔ یاسر کے جانے کے بعد سعید بحر تفکر و تردد میں غرق ہو گیا کیونکہ یاسر کا اتنا مختصر کلام بے شمار مطالب خیز تھا۔ سعید اس کے یہان آنے اور جلد تر چلے جانے پر نہایت متحیر تھا۔

تھوڑی ہی دیر مین کتب خانہ مین لوگون کا اجتماع بکثرت ہونے لگا۔ کوئی مطالعہ کتب میں مشغول ہو گیا کوئی نوٹ وغیرہ لکھنے لگا۔ اگر کسی کو کسی بات کے سمجھنے میں کوئی وقت پیش آئی۔ تو وہ سعید کے پاس آیا سعید نے اسے بآسانی سمجھا کر مطمئن کر دیا۔ سعید مین ایک بہت بڑی فضیلت یہ تھی کہ جو کچھ وہ کہدیتا اگر خلاف واقعہ ہی کیون نہ ہو لوگ باطمینان قلب تسلیم کر لیتے کیونکہ سعید کے ادلہ و براہین نہایت زوردار ہوتے تھے۔ اس کی آنکھون مین مقناطیسی کشش یا مسمریزم کا کوئی زبردست عمل تھا کہ جو اس سے نظر ملاتا اس کے اقوال کی تصدیق پر مجبور ہو جاتا۔ سعید کی عمر اس وقت تقریباً چالیس سال کی ہو گی۔ اعضا کا تناسب باقاعدہ تھا۔ سینہ چوڑا۔ بھرے ہوے بازو۔ بڑا سر۔ پیشانی اور آنکھون سے آثار ذہانت و ہوشمندی نمایان۔ لب و دندان سے مستقل مزاجی کا پورا ثبوت آشکارا۔ چھوٹے چھوٹے رخسارون پر چھوٹی چھوٹی داڑھی اگرچہ تبسم اس کا خلقی حصہ تھا لیکن اس کے چہرہ پر ہنسی کے آثار بہت کم پائے جاتے تھے۔ اسے قرطبہ مین کتب فروشی کرتے ہوے چند ہی سال گذرے تھے لیکن اس عرصہ مین شہر کا کوئی ایسا ہی شخص ہوگا۔ جو اس کے یہان نہ آیا ہوگا۔ اور اس کے اخلاق فاضلانہ سے مستفید و متاثر نہ ہوا ہو۔ فقہا۔ اہل ادب۔ معززین و رؤسا اسی غرض سے اس کے مکان پر آیا کرتے تھے۔ جیسا کہ آجکل لوگ کتب خانون و لائبریریون مین

بغرض مطالعہ کتب و اخبارات جایا کرتے ہیں۔

سعید بعد مغرب دروازہ کتب خانہ کا بند کر دیا کرتا تھا۔

اسنے اپنے غلام کو حکم دیا کہ دروازہ بند کر دے اس کا غلام بربری ملک مغرب کا باشندہ تھا۔ قرطبہ کے روسا و امرا کے یہاں کی طرح کا خواجہ سرا غلام نہ تھا۔

چوتھا باب (۴)

خدا کے واسطے تم بھی ذرا گلشن میں آ جاؤ
جوانانِ چمن اترا رہے ہیں اپنے جوبن پر

(حکم کے کتب خانہ کا محافظ)

تلمید

جوہر آنے والے اشخاص کی ضروریات کے پورا کرنے میں مصروف ہو گیا اور سعید سیدھا اٹھ کر اس کمرہ میں پہونچا۔ جہاں ابن عبدالبر نہایت غور و خوض سے مطالعہ کتب میں مشغول تھے اور کچھ نوٹ بھی کرتے جاتے تھے۔ عمامہ سر سے اتار کر علیحدہ رکھ دیا تھا مصروفیت اس درجہ تھی کہ دنیا و مافیہا سے قطعاً بیخبر تھے۔ سعید یہ کیفیت دیکھ ہی رہا تھا کہ کسی کی پیچھے سے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی۔ منھ پھیرا تو تلمید محافظ کتب خانہ ولیعہد کو آتے ہوئے پایا معلوم ہوتا تھا کہ بہت عجلت میں ہے

یہ تلمید بھی خواجہ سرا ہے۔ لیکن خوبصورت ہے سعید نے ارادہ کیا کہ تھا کہ کچھ کہے اور استقبال کو بڑھے لیکن اس نے اشارہ سے منع کر دیا۔ اور آہستہ آہستہ ابن عبدالبر کے قریب پہونچ گیا جب ابن عبدالبر کو مطالعہ کتب میں ہمہ تن مستغرق پایا۔ تو سعید کے کان میں چپکے سے کہا۔ کہ فقیہ صاحب ایک اڈریس قاضی القضاۃ بننے کی غرض سے تیار کر رہے ہیں اور کل امیرالمومنین کی خدمت میں پیش کریں گے حقارت سے سر ہلا کر اور سعید کا ہاتھ پکڑ کر دوسرے کمرہ کی طرف چلا گیا۔ ابن عبدالبر کو اس کی مطلق خبر نہ ہوئی سعید اُس کے ہمراہ ہو لیا اور اسی خیال میں رہا کہ دیکھیے اب کیا ظہور پذیر ہوتا ہے تھوڑی دور چلنے کے بعد تلمید یوں بولا

تلمید۔ سعید تجھیں معلوم ہے کہ اصحاب بنی امیہ میں سے ابوالفرج اصفہانی نے کوئی کتاب تالیف کی ہے

سعید۔ میں نے سنا تھا کہ ایک کتاب عرصہ دراز سے تالیف کی جا رہی تھی۔ لیکن اُس کے مکمل ہونے یا طبع ہونے کا مجھے علم نہیں ہے۔

تلید۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ لٹریچر میں بہترین کتاب ہے۔

سعید۔ جی ہاں سننے میں آیا ہے کہ اس نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ اس کتاب کے تصنیف کرنے میں صرف کیا ہے۔

تلید۔ اس کی خبر میرے آقا حکم کو ہوئی ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ اِس کا مولف بنی امیہ میں سے ہے اُس کو اس کتاب کی خواہش ہے جو کوئی فروخت کرنا چاہیے تو اُسے منہ مانگے دام ملیں گے

سعید۔ میں کتاب کو عراق سے کسی کو بھیج کر منگاؤں گا کیونکہ اس کا دوست وہاں رہتا ہے۔

تلید۔ منگاؤ ضرور منگاؤ...... مگر کسی کو میرے یہاں آنے کی کانوں کان خبر نہ ہو اور نہ اس کتاب کا کسی سے ذکر آنے پائے۔ (خوب اچھی طرح سمجھ لیا)

سعید۔ بہت اچھا۔

راوی۔ سعید اس کی طرز گفتگو سے تاڑ گیا کہ ابن عبد البر اِس قصہ کو کسی خاص وجہ سے چھپانا چاہتا ہے۔ ابن عبد البر کی آمد و رفت ولیعہد کے چھوٹے بھائی عبداللہ کے یہاں زیادہ تر تھی اور دونوں بھائی بہترین کتابوں کی جستجو میں رہتے تھے جس کو پہلے کوئی بہتر کتاب ملجاتی تو وہ اُسے مایۂ فخر سمجھتا تھا تلید سعید کو جب اشارہ کر کے جانے لگا ہے تو سعید بھی اُسے پہونچانے دروازہ تک آیا اور یوں کہا۔

سعید۔ کیا جناب بھی سفراء روم کی ملاقات کے لیے شہر کے باہر تشریف لے گئے تھے۔ کیا اچھا ہوتا کہ میں بھی آپ کے ہمراہ ہوتا۔

تلید۔ میں نہیں گیا تھا۔

سعید۔ اگر میں گیا ہوتا تو یاسر کو اس درجہ کشیدگی نہ ہوتی۔

راوی۔ اگرچہ سعید کو یاسر کے کشیدہ ہونے کی وجہ نہیں معلوم تھی لیکن اس نے اتنا جملہ فقط اصل واقعہ کے ظاہر ہونے کے لئے کہدیا۔

تلید۔ تم کو معلوم بھی ہے کہ کیا بات ہوئی۔ میرا جہانتک خیال ہے یاسر کا غصہ بیجا نہیں ہے میاں تمام جو ابھی چند روز سے آئے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ میری بات سب میں بالا رہے اور میں ہی سر محفل بنایا جاؤں بھلا ایسا کہیں ہو سکتا ہے۔ یاسر ایک سمجھدار شخص ہے وہ اس کو کبھی خیال میں بھی نہ لائیگا یہ کہکر تلید چلتا بنا اور چلتے چلتے سعید سے کہتا گیا۔ دیکھو میرے آنے کی کسی کو خبر نہ ہو۔

راوی۔ سعید باہر کے غصہ کی کیفیت معلوم کرکے اپنے دل میں نہایت مسرور ہوکر اپنے کام میں مشغول ہوگیا سورج غروب ہونے کو تھا کہ تمام لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس گئے لیکن ابن عبدالبر اسی طرح اپنے کام مین مصروف رہے۔ سعید نے بھی خیال کیا کہ انھین رہنے بھی دو۔ یہانتک کہ سوائے ان کے ایک متنفس بھی باقی نہین رہا۔ جب سورج غروب ہوگیا اور شب کی تاریکی نے اپنا عمل کیا تو فقیہ صاحب خود ہی گھبراکر چونک پڑے۔ جیسے ہی اٹھنے کا ارادہ کیا تو جوہر کو دیکھا لیمپ لیے چلا آرہا ہے اور کہتا ہے کہ یہ لیمپ میرے آقا نے دیا ہے کہ آپ اس سے اپنا کام نکالین۔

پانچوان باب (۵)

(عابدہ)

ابن عبدالبر سعید کی اس مہربانی کا دل سے مشکور ہوا اور پھر اپنا کام لکھنے پڑھنے کا کرنے لگا ابھی لکھنا شروع ہی کیا تھا کہ کمرہ کے باہر کسی کے آنے کی آہٹ سی معلوم ہوئی۔ نظر اٹھاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ کوئی ضعیفہ چلی آرہی ہے لیکن رفتار مین جوانون کا ایسا چلبلاپن برستا تھا اُسے تعجب ہوا اور اسی فکر میں رہا کہ کسی طرح یہ راز معلوم ہوجائے جب سعید نے اُس کی (خوش آمدید) زنانہ تخاطب سے کی تو ابن عبدالبر کی حیرت کو اور بھی ترقی ہوگئی اور اُس ماہ پیکر کو دیکھنے کا بیحد خیال اس کو اور بھی بے چین کرنے لگا چنانچہ وہ اٹھکر دروازہ کے قریب آیا اور ایک نازنین کو دیکھا جس کا منور چہرہ بدر کو شرماتا تھا جس کی ہرادا زخم خوردہ عاشقون کے لیے نمک پاشی کا کام کرتی تھی۔ وہ مہ چہار دہ سعید کے ساتھ نہایت فصاحت وبلاغت سے ہمکلام تھی۔ سعید اُس کے تاخیر مین آنے کی شکایت کررہا تھا۔

سعید۔ میری آنکھین آپ کے انتظار میں پتھرا گئیں۔ آپ نے بہت دیر کردی۔

نازنین۔ مین نے قصداً دیر نہین کی۔ میں کتاب (عقد الفرید) کے مطالعہ مین مشغول تھی۔ اور اُسے نقل بھی کررہی تھی جسے ابن عبداللہ نے تصنیف کیا ہے جسکی نظیر دنیا میں مفقود ہے۔ بے نظیر وبہترین کتاب ہے علاوہ عروض۔ اشعار۔ اخبار۔ تواریخ کے اس مین دینی مواعظ بھی موجود ہین خصوصاً امیرالمومنین

کے کارنامے نہایت دلچسپ و دلکش نظم مین لکھے ہین یہ اُس کی آٹھ سال کی محنت و جانفشانی کا نتیجہ ہے سنہ ۳[illegible]ھ مین اس نے وفات پائی۔

راوی۔ نازنین نے اتنا کہکر اپنی چادر سے ایک بہت بڑا بستہ نکالا اور سعید کے روبرو پیش کیا اور کہا یہ وہی کتاب ہے جس کا مین نے ابھی ذکر کیا۔

سعید (کتاب لیکر) کیا اسے خود تم نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔

نازنین۔ جی ہان مین نے لکھا ہے۔ امید ہے کہ اسے آپ پسند کرینگے۔

راوی۔ سعید اس کے اوراق الٹنے پلٹنے لگا اور کہنے لگا کہ واقعی یہ کتاب بے نظیر ہے اور اسے لئے ہوے ابن عبد البر کے کمرہ مین پہونچا اور ان سے کہا کہ یہ نسخہ امیر عبد اللہ ابن امیر المومنین کے کتبخانہ کے لئے مناسب ہے جب ابن عبد البر نے سعید کو اپنے کمرہ کی طرف آتے ہوے دیکھا تو چپکے سے دروازہ کے پاس سے چلا آیا اور کتابین دیکھنے لگا سعید نے دروازہ پر پہونچکر اندر آنے کی اجازت چاہی۔

سعید۔ کیا مین حاضر ہو سکتا ہون۔

فقیہ۔ آیئے تشریف لایئے۔

راوی۔ سعید کتاب لئے ہوے اندر آیا اور اُس نازنین کو بھی وہین بلا لیا فقیہ اس سراپا حسن کے چہرہ کی آب و تاب اسکی رسیلی آنکھون کو دیکھکر محو حیرت ہو گیا اور اس کو تعجب تھا کہ باوجود اسقدر حسن خداداد ہونے کے اس قدر بے پردگی ہے اور پھر خیال کیا کہ شاید یہ کوئی عیسائن یا یہودن ہو خاموش ہو گیا اور سعید کی طرف دیکھنے لگا۔

سعید۔ (کتاب پیش کر کے) یہ ادیبہ اس کتاب کو اپنے ہاتھ سے لکھکر میرے پاس لائی ہین یہ عبدربہ کی تصنیف کردہ کتاب عقد الفرید ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کے کئی نسخے امیر عبد اللہ کے کتب خانہ میں موجود ہین۔

راوی۔ فقیہ نے اس موٹی کتاب کو ہاتھ مین لے لیا اور لیمپ کے پاس جا کر ورق گردانی کرنے لگا اُس کے خط اور طرز تحریر پر نہایت متعجب ہو کر کہنے لگا۔

فقیہ۔ اس کتاب کے واقعی متعدد نسخے امیر کے کتب خانہ مین موجود ہین لیکن اس کے مقابلہ کا ایک بھی نہیں ہو سکتا اگر امیر عبد اللہ کو معلوم ہو جائے تو فوراً خرید لیں جبکہ یہ نازنین صاحبہ بھی اسے فروخت کرنا چاہتی ہین ...... کیا انھون نے اسکو واقعی اپنے ہی ہاتھ سے لکھا ہے۔

سعید۔ جی انھین نے خود لکھا ہے آپکو اس مین تعجب کیون ہے مین یہ خیال کرتا ہون کہ اُسوقت

تو آپ کا تعجب اور بھی اعلےٰ پیمانہ پر ہوگا جب یہ سنیں گے کہ ایسی ایسی بیسیوں کتابیں یہ نازنین صاحبہ لکھ سکتی ہیں زمانہ جہالت وغیر جہالت کے جو اشعار آپ پوچھنا چاہیں پوچھ سکتے ہیں۔

ابن عبدالبر ۔ ماشاء اللہ ...... ایسی عورتیں تو دیکھنے وسننے میں نہیں آتیں۔

سعید ۔ جناب اس کے علاوہ انکو علم موسیقی میں بھی ید طولیٰ حاصل ہے۔

راوی ۔ اب فقیہہ کی حیرت حد سے سوا بڑھ گئی اور اُسپر سکوت کا عالم طاری ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد سعید سے کہنے لگا۔

ابن عبدالبر ۔ یہ نازنین صاحبہ یہودن ہیں یا عیسائن۔

سعید ۔ واہ جناب واہ یہ تو پکی مسلمان ہیں۔

ابن عبدالبر ۔ مگر ان کے چہرہ پر کوئی نقاب نہیں ہے۔

راوی ۔ سعید نازنین کی طرف دیکھنے لگا جس کا یہ منشا تھا کہ وہ خود اسکا جواب دے۔ چنانچہ وہ اس طرح گویا ہوئی۔

نازنین ۔ میں اپنی بے پردگی کے متعلق سوائے ضعف نفس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتی۔ اور میرا عائشہ بنت طلحہ کی رائے سے اتفاق ہے۔ وہ مردوں میں جب بیٹھا کرتی تھیں تو چہرہ پر نقاب وغیرہ نہیں ڈالتی تھیں۔ اگر کوئی معترض ہوتا تو یوں فرماتیں کہ خداوند کریم نے مجھے حسن وجمال اس لئے نہیں عطا فرمایا ہی کہ میں اللہ کی مخلوق کو اس کی نعمتوں سے محروم رکھوں۔ اور خدا کے فضل سے باعصمت وپاکدامن ہوں کوئی انگلی بھی نہیں اٹھا سکتا۔

راوی ۔ فقیہہ صاحب اسکی اس گفتگو سے اور بھی پریشان ہوئے اور آہستہ سعید سے یوں پوچھا۔

ابن عبدالبر ۔ سعید سچ بتاؤ یہ نازنین سراپا حسن وجمال کون ہے۔

سعید ۔ یہ بغداد کی ایک لونڈی ہے۔

ابن عبدالبر ۔ (تعجب سے سر ہلاکر) بغداد کی کہانتک تعریف کی جائے۔ یہ تو خلفاء و امراء کے محلات کے لئے باعث زینت ہے۔

سعید ۔ (قطع کلام کرکے) کیا امیر عبداللہ عقد الفرید کے اس نسخہ کو خرید فرمائیں گے۔

ابن عبدالبر ۔ مجھے تو کوئی امر ایسا نظر نہیں آتا جو مانع ہو۔ جلسہ کے بعد اس نسخہ کو تم پیش کرنا مجھے خیال ہے کہ وہ ضرور لے لیں گے اور میں بھی ذکر کردونگا۔ اگر مناسب تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان کو بھی اپنے ہمراہ لیتے آویں امیر کی خوشنودی کا اور بھی زیادہ باعث ہوگا۔

سعید۔ بہت بہتر میں جہاں تک ممکن ہوگا ایسا ہی کرونگا۔ لیکن یہ تو فرمائیے کہ جلسہ استقبالیہ کب تک ہوگا۔

ابن عبدالبر۔ آٹھ دس روز میں ہوگا۔ امیرالمومنین کی پالیسی ہے کہ وہ ہر ایک سے ملاقات میں تاخیر ضرور فرماتے ہیں۔

سعید۔ اس جلسہ کے دیکھنے کو میرا بہت جی چاہتا ہے

فقیہہ۔ میں یقین اپنے ہمراہ لیچلوں گا اور جب وقت جلسہ ہوگا مطلع کر دوں گا۔ تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں اب وقت بہت آگیا ہے جانا چاہتا ہوں۔

سعید۔ یہ میں کیونکر کہوں کہ آپ تشریف لیجائیں آپ اپنا کام کیجیے جو کتاب فرمایئے حاضر کی جائے یہ دیکھیے عقد الفرید بھی موجود ہے آپ اس میں سے بھی بہت سے تاریخی واقعات اپنے بیان کے ثبوت میں پیش کر سکتے ہیں۔

فقیہہ۔ (دوبارہ شکریہ ادا کرکے) اب اتنا کافی ہے۔ زیادہ مطالعہ کی ضرورت نہیں ہے۔

سعید۔ میرا خیال ہے کہ آپ کا ایڈریس تو نہایت پر مغز و پر معنی ہوگا اس سے یقیناً کسی نہ کسی قسم کا فائدہ ضرور ہوگا مگر آپ ہم کو کیوں یاد فرمانے لگے۔

راوی۔ سعید کی اس گفتگو سے فقیہہ صاحب کسی قدر شرمندہ ہو کر کہنے لگے۔

فقیہہ۔ تم دعا کرو اگر میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تو دیکھنا یقین کیسا خوش کرتا ہوں۔

سعید۔ ضرور دعا کروں گا۔ اور آپ سے بڑھ کر اس عہدہ کے لائق کون ہو سکتا ہے۔

چھٹا باب (۶)

ابن عبدالبر نے سعید سے بہت کچھ انکسار ظاہر کیا اور کاغذات کو جیب میں رکھ کر وہاں سے چل کھڑا ہوا سعید اس کو پہونچانے دروازہ تک گیا اور ملازم سے کہا کہ دروازہ بند کر لے دروازہ بند ہو جانے کے بعد تھوڑی دیر تک وہ وہیں خاموش کھڑا رہا اور پھر اس لڑکی کے پاس آیا تو اسے اپنا منتظر پایا۔ جب سعید وہاں پہونچا تو اس نازنین نے عجب ناز و انداز سے کہا۔

نازنین۔ اب جانے کی اجازت مرحمت فرمایئے۔
راوی۔ سعید نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اُسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور چاروں طرف نگاہ اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگا کہ کوئی غیر تو یہاں موجود نہیں ہے نازنین وہاں ایک پر تکلف فرش بچھا ہوا تھا اسپر بیٹھ گئی اس کمرہ میں سوائے ایک میز و کرسی دوات قلم اور چند کتابوں کے کچھ اور نہ تھا ہاں ایک لیمپ البتہ روشن تھا جس کی شعاعیں بڑھ بڑھ کر اُس نازنین کے گورے گورے رخساروں سے اٹکھیلیاں کرتی تھیں۔ جب نازنین بیٹھ گئی تو سعید بھی اس کے سامنے آکر متمکن ہو گیا۔ جیسے ہی دونوں کی نگاہیں ملیں نازنین نے شرما کر آنکھیں نیچی کرلیں کیونکہ وہ سعید کے نگاہوں کے تیر کی تاب نہیں لاسکتی تھی سعید بھی اس بات کو بخوبی سمجھتا تھا لیکن انجان ہوکر پوچھنے لگا۔
سعید۔ آپ نیچی نظریں کئے ہوئے کیوں بیٹھی ہیں۔
نازنین۔ کیا آپ کو نہیں معلوم کہ میں آپ سے نظر نہیں ملا سکتی۔
سعید۔ میں تو سمجھتا تھا کہ آپ بوجہ شرم و حیا کے ایسا کرتی ہیں۔
نازنین۔ بھلا اس میں شرم کی ایسی کون بات ہے میرے تمام رازوں سے آپ بخوبی واقف ہیں علاوہ ازیں ایک عرصہ تک میرا اور آپ کا ساتھ بھی رہا ہے۔
سعید۔ مسرت آمیز لہجہ میں) آپ میرا مطلب سمجھ گئیں۔ میرا اب وہ گمان فاسد نہیں رہا
نازنین۔ جی ہاں میں سمجھ گئی آخر اس انتظار کی بھی کوئی حد ہے۔

نہیں معلوم کس کے منتظر ہیں تیرے دیوانے
سوئے گلشن کبھی سوئے گریباں دیکھ لیتے ہیں

آپ تو اپنی کتب فروشی میں محو ہیں۔ لیکن اس کی پرواہ بھی نہیں کہ دوسرے پر کیا گذرتی ہے

ہجر میں یاں تو جان جاتی ہے
لیک تم کو ذرا خبر بھی نہیں

نازنین کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھی لیکن شرم و حجاب نے زبان روک لی اور سعید کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

منھ سے نہ کچھ کہا مگر آنسو نکل پڑے

سعید کے چہرہ کا رنگ اس کے ملال سے فق ہو گیا اور اس طرح کہنے لگا۔
سعید۔ آپ مجھے کتب فروش سمجھتی ہیں۔ میں آپ سے بے خبر نہ تھا۔ مگر دوسرے کاموں کے سبب

سے مجبور تھا۔

نازنین۔ آپ خفا نہ ہوجیے رنگین خدا کے لیے ایسا خیال بھی نہ فرمایئے گا۔ مجھے آپ کو کسی طرح غمگین کرنا منظور نہیں اصل امر تو یہ ہی کہ رفتہ رفتہ ایام شباب کا چل کوچ ہے اور مجھے کامیابی میں بہت عرصہ معلوم ہوتا ہے۔

سعید۔ مجھے تمہاری دیدہ دلیری سے سخت حیرت ہے کہ تم اتنے بڑے مہتم بالشان کام کے لیے وطن کو خیرباد کہہ کر یہاں چلی آئیں تم اپنے دل میں یہ خیال نہ کرنا کہ میں نے اصلی مقصد کو فراموش کردیا ہے میں تم کو دیگر مستورات سے ہوشیار سمجھتا ہوں۔ اور میرے تمہارے درمیان اس کے متعلق حلف بھی ہو چکا ہے تم اس خیال کو دل سے دور کرو کہ معاملہ میں دیر ہورہی ہے جب اس کا وقت آجائیگا۔ کام خود بخود ہوجائیگا۔ (کل امر مرہون باوقاتہا) کیا تم نے مجھے کوئی نادان مقرر کرلیا ہے اب اس وقت عالم تنہائی ہے اور تم اپنے کام کو بھی پورا کرچکیں

راوی۔ سعید یہ کہکر خاموش ہوگیا اور کسی امید میں عابدہ کا منھ تکنے لگا۔

عابدہ۔ مجھے آپ کے جملہ احکام بسروچشم منظور ہیں فقط آنکھ کا اشارہ کافی ہے۔ اتنا معلوم ہوجاتا ہے کہ جناب کا یہ منشا ہے۔ بس سمجھ لیجیے کہ اس کی تعمیل ہوگی۔

راوی۔ سعید عابدہ کی اس سیرچشمی و مستقل مزاجی پر متعجب ہوکر کہنے لگا۔

سعید (عابدہ سے) جو کچھ میں کہوں کیا تم اُسے کرسکتی ہو۔

عابدہ (نہایت اولوالعزمی و دلیری سے) بسروچشم کرونگی بھلا مجھے آپ کے احکام کی تعمیل میں عذر ہو سکتا ہے مجھے تو آپ اپنی کنیز تصور فرمایئے بلکہ لونڈی کو بھی عذر ہوگا۔ مجھے تو خیال عذر بھی نہیں ہے۔ معلوم نہیں کہ تمہاری سرگین رسیلی جادو بھری آنکھوں نے میرے نازک دل پر کیسا افسون پھونکا ہے کہ کسی پہلو چین نہیں جب نگاہیں چار ہوتی ہیں برچھیاں دل وجگر کے پار ہوتی ہیں۔

مصطفیٰ ؎ خدا جانے مجھے ترچھی نظر سے کس نے دیکھا ہے

زمین و آسمان جنبش میں ہیں و نیم بسمل ہوں

جبکہ میری اور آپکی کیفیت ایک روح دو قالب کی ہے تو آپ کا یہ فرمانا کہ میری اطاعت کرو گی یا میرے احکام کی تعمیل میں عذر تو نہ ہوگا کس قدر بیگانگی کا نازیبا خیال ہے۔ اس کی مثال تو ایسی ہوگی آفتاب کی موجودگی میں رات کا ہونا۔

راوی۔ عابدہ نے اتنا کہکر شرم و حجاب سے گردن جھکائی اور عرق انفعال کے آبدار موتیوں کی

پیشانی سے تا بقدم چومنے لگین۔

سعید۔ کیا تم تا بہ زیست میری اطاعت کرو گی۔

عابدہ۔ زندگی تو زندگی ہی ہے مین تو بعد فنا بھی آپ کی فرمان برداری و اطاعت کے لیے آمادہ ہوں اور ہر وقت یہی تمنا رہتی ہے کہ کوئی ایسی خدمت بجالاؤں جو آپ کی خوشنودی طبع کا باعث ہو

مصطفےٰ ۵ نبھا ہین گے فنا کے بعد بھی وضع محبت کو

غبار راہ ہو کر ہم ترا دامن نہ چھوڑین گے۔

سعید۔ باوفا خاتون میرا انجدا یہ مقصد نہین ہے کہ تم میرے لیے اپنے کو مٹا دو۔ بلکہ یہ خواہش ہے کہ تم اپنا ہاتھ کسی کے خون میں رنگ لو۔

عابدہ۔ بشرط امکان مین اس حکم کی تعمیل مین بھی بدل وجان موجود ہوں۔

راوی۔ عابدہ یہ کہنے کو تو کہہ گئی لیکن خوف وہراس سے ہاتھ پاؤں میں رعشہ پڑگیا اور لبوں پر کسی آنے والی دہشت نے مہر خاموشی لگادی۔

سعید۔ اس وقت میرا ارادہ ایک جلسہ میں شرکت کا ہے اور میں وہین جانا چاہتا ہوں۔

عابدہ۔ کیا آجکل لوگ اس قسم کے جلسے وغیرہ کیا کرتے ہین۔

سعید۔ خوب اچھی طرح آزادی سے بلکہ فی زمانہ ایسے جلسوں مین روز بروز ترقی ہوتی جارہی ہے بلکہ یہان تک حالت پہونچ گئی ہے کہ جسقدر قبائل ناصر کے خلاف ہین وہ سب ہمارا ساتھ دینے کے لیے آمادہ ہین آل خصیفون اکثر خفیہ۔ دبربر وغیرہ کے اشخاص ملاکر ایک فوج کی فوج ہمارا ساتھ دینے کو طیار ہے اور وقت فرصت کے ہم لوگ منتظر ہین۔

عابدہ۔ کیا وہ ملک کی اندرونی حالت مین کچھ اصلاح کرسکتے ہین۔

سعید۔ اس کمیٹی کے تمام ممبرون نے مصمم یہ ارادہ کرلیا ہے کہ لوگوں میں جوش پیدا کیا جاوے اور ان پر یہ واضح کردیا جائے کہ ان دونون خواجہ سراؤن کی وجہ سے قوم و ملک کا کسقدر مال بیجا طور سے برباد ہورہا ہے ظاہری مطمح نظر یہی اغراض ہیں اور ان ممالک میں مقاصد مذکورہ کا سمجھنے والا اور ایسی پوشیدہ کارروائی کا جاننے والا سوائے میرے اور تمہارے کوئی نظر نہیں آتا

راوی۔ تھوڑی دیر عابدہ گردن جھکائے ہوئے عالم سکوت میں رہی پھر گردن اُٹھاکر یون گویا ہوئی۔

عابدہ۔ آپ مجھے بھی اپنے ہمراہ لیتے چلیے۔

سعید۔ تمہاری وہاں کیا ضرورت ہے۔

عابدہ۔ جو آپ کریں گے وہی میں بھی کرونگی بہت ممکن ہے کہ یہ کنیز بھی کوئی قومی خدمت انجام دے کر ابنائے جنس کے دلوں میں کسی قسم کے روحانی جذبات برانگیختہ کر سکے۔

سعید۔ مرحبا۔ جزاک اللہ۔ ؎ آفرین باد برین ہمت مردانۂ تو۔

راوی۔ سعید یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور عابدہ بھی چادر اوڑھ کر ساتھ ہولی۔ سعید اس کی انگلی پکڑے ہوے دروازہ سے باہر نکل کھڑا ہوا۔ تاریکی کا یہ عالم تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا تھا۔ عابدہ سعید کے اسقدر کہنے میں تھی اگر وہ کہتا کہ کنوئیں میں پھاند پڑو تو وہ دریغ نہ کرتی کیونکہ اسپر سعید کا ایسا افسون چل چکا تھا اور اُس کی محبت کا بھوت اُس کے سر پر اس طرح سوار ہوگیا تھا کہ اُس کو سوائے سعید کے دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہ تھی۔ چنانچہ یہ دونوں مکان سے نکل کر ٹیلوں و گھاٹیوں کو طے کرتے ہوے چلے جارہے تھے جیسے ہی آبادی سے کچھ دور نکلے ہیں تو پانی کے گرنے کی آواز سنائی دی۔

سعید۔ بس اب ہم لوگ منزل مقصود تک پہونچ گئے

ساتواں باب

جلسہ

خدا جانے یہ دنیا جلوہ گاہ ناز ہے کس کی
ہزاروں اُٹھ گئے رونق وہی باقی ہے محفل کی

راوی۔ عابدہ چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگی تو اُسے سامنے نہر میں پانی بہتا ہوا معلوم ہوا اُسی تاریکی میں جب نہر کا پانی چمکا تو بڑے غور کے بعد سوچکر کہنے لگی آخاہ ہم تو وادی کبیر یعنی (دریائے قرطبہ) کے کنارے کھڑے ہیں سعید اُس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا خاموش رہو اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر نہر کے کنارے ایک تیرہ و تار مکان میں دیوار کے سہارے سے جا پہونچا اور اپنی جیب سے کنجی نکالکر اس کا قفل کھولا اور اندر جاکر دروازہ بند کر لیا۔ عابدہ کو اندھیرے میں کچھ سوجھائی نہیں دیتا تھا۔ یکایک اسکی نظر ایک ہلکی سی روشنی پر پڑی جو آہستہ آہستہ تیز ہوتی جاتی تھی سعید و عابدہ چلتے چلتے ایک ایسے دروازہ

پر پہونچے جو اندر سے بند تھا۔ سعید نے ایک مقررہ آواز سے دستک دی دروازہ کھل گیا دونوں اندر گئے۔ سعید نے روشنی میں جب عابدہ پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ اسکا چہرہ راہ کے تکان سے اتر گیا ہے عابدہ سے کہنے لگا کہ اب تم نقاب ڈال لو چنانچہ وہ نقاب پوش بنکر سعید کے بغل میں فرش پر بیٹھ گئی جماعتِ حلبہ میں سے اُسنے اکثر لوگوں کو پہچانا جسمین سلطنت مروانیہ کے بھی اشخاص شریک تھے۔

سعید۔ برادران حلبہ آج مین اپنے ہمراہ ایک فاضلہ خاتون کو لایا ہون (نہین) بلکہ وہ خود ہمارے مصائب مین حصہ لینے کو آئی ہین۔ لہذا اب کارروائی حلبہ شروع ہونا چاہیے کبتک ہم لوگ زبانون پر مہر لگائے بیٹھے رہین گے۔

نوجوان۔ بیشک۔ ہم لوگ اسوقت تک خاموش رہین گے۔ جبتک کہ آپ حکم نہ دین گے۔

سعید۔ یہ صحیح ہے لیکن میرے خیال مین اتنا مہتم بالشان معاملہ اسقدر عجلت مین نہین طے ہوسکتا ہم لوگوں کو اس معاملہ مین نہایت غور و خوض سے کام لینا چاہیے ضائع شدہ حقوق کو ثابت کرنا کوئی آسان امر نہین ہے۔ یہ شخص جو اپنے کو خلیفہ وقت کہتا اور امیر المومنین ہونے کا دعوی کرتا ہے اس کے حرکات ناشائستہ اس کے افعال قبیحہ اس قابل نہیں ہیں کہ ان پر خاک ڈالی جائے۔ اس کے سر پر جابرانہ حکومت کا جن سوار ہے طرح طرح کی بے عنوانیان آئے دن ہوتی رہتی ہیں۔ بڑے بڑے جلیل القدر و اعلی مناصب پر ان لوگوں کو مامور کر رکھا ہے جو کسی طرح اس کی اہلیت نہین رکھتے سلطنت کے بڑے بڑے پر خطر امور۔ اعلی سے اعلی پیچیدہ مسائل خواجہ سراؤن اور غلامون کے ہاتھون سے انجام پا رہے ہین۔ ان غلامون کی مثال اُن تجارتی مویشیوں کی ایسی ہے جو دور دراز ممالک سے لاکر منڈیوں میں فروخت کی جاتی ہین۔ اسی طرح خلیفہ مذکور بھی غلام خرید خرید کر ان کو مقرب بارگاہ بناتا ہے آئین جہانداری و کشور کشائی کا نظم و نسق ان کے سپرد کرتا ہے (یہ امر ظاہر ہے) کہ خلیفہ کا ایسا جاہلانہ و غیر مدبرانہ طرز عمل ہونا باعث بربادی ممالک و رعایا ہے۔ رعایا کا ظلم و ستم سے آہ بکا کرنا کوئی اہم امر نہین ستم تو یہ ہی کہ خلیفہ کے اعزا و اقربا بھی ان بیجا ناگفتہ بہ مظالم سے نالان و پریشان ہین۔

خواب گران نے ہم لوگوں کی حالت کو اس درجہ تک تو پہونچایا۔ اگر اب بھی ہم اس غفلت کی نیند سے نہ چونکے تو چند روز میں کسی خواجہ سرا کو ملک کا قاضی القضاۃ بنا ہوا پائین گے۔ اس کے علاوہ خزانہ پر بھی اسقدر بار ڈال دیا گیا ہے جس سے رعایا کا شدید تر نقصان متصور ہوتا ہے روزمرہ نئے نئے محلات منقش و طلائی عمارات طرح طرح کے مجسمے بنوائے جاتے ہیں جو کہ ممنوع بالنص ہین آپ لوگ اپنے اپنے دلوں میں غور فرما کر نتیجہ نکال سکتے ہین کہ جب کسی سلطنت میں ایسے برباد کن اسباب رونما

ہوجاتے ہین وہ خود اپنی بنیاد ہلاکر چھوڑتے ہیں آپ لوگ ان خرابیون کے دور کرنے کے لئے بیدار ہوجایئن اور خدا کے لئے اپنے ہاتھون اپنے پانوں میں کلہاڑی نہ مارین۔

عابدہ۔ حاضرین جلسہ یہ مسلمہ ہے کہ بوجہ عورت ہونے کے مین (ناقص العقل والعلم) ہوں لیکن اتنا ضرور جانتی ہوں کہ جلدی کا انجام عاجزی ہے اور کامون مین جلد بازی نہ کرنا ایک قسم کی دانائی و تجربہ کاری کی دلیل ہے۔

سامعین کرام خلیفہ عبدالرحمن ناصر کی روز بروز دن دونی رات چوگنی فضول خرچیان بڑھتی جاتی ہین وہ عرب جو کسی زمانہ مین دین اسلام کے رکن اعظم بنائے جاتے تھے۔ وہ عرب جن کی شجاعت جن کے علوم وفنون کے کوبکو چرچے ہوتے تھے۔ جن کے بہترین افسانے بچون بچون کے ورد زبان تھے۔ صد حیف کہ وہی عرب آج خواجہ سراؤن وغلامون کے بھی ہم پلہ نہین سمجھے جاتے۔ جملہ مسلمانون کے حقوق پامال کئے جارہے ہین۔ جن عہدون کے ہم لوگ مستحق ہین۔ اور صلاحیت بھی کما حقہ رکھتے ہین۔ ان پر خواجہ سراؤں اور غلامون کا قبضہ ہے اونے سی ادنی لونڈیوں کے لیے بے شمار مال ودولت صرف کرکے (قصر زہرا) سے عالیشان محل طیار کئے جارہے ہین۔ جن مین سوائے خواجہ سراؤن لونڈیوں اور غلامون کے کسی کا گذر تک نہین۔ آپکو یہ سنکر حیرت ہوگی کہ اُس محل مین ۱۳۷۵۰ خواجہ سرا ۳۷۵۰ غلامان سادہ رو اور تخمیناً ۶۳۱۴ چھوٹی بڑی عورتین ہین۔ جاہل سے جاہل احمق سے احمق اپنے دل میں سمجھ سکتا ہے کہ ان ناکارہ لوگون سے جو کہ فقط مردم شماری کے اعتبار سے ہین سلطنت کو کیا فائدہ پہونچ سکتا ہے۔ خالی اس محل کے اخراجات کا تخمینہ لگانا کوئی آسان کام نہین ہے۔ ایک ادنے سے خرچ کی مثال جس سے مجھے وقفیت ہے پیش کرتی ہوں وہ یہ کہ صرف نہر کی مچھلیوں کی خوراک روزانہ ۱۲۰۰۰ روٹیاں مرغن اور ۶ قفیز چنے مقرر ہین یہ تو فقط مچھلیوں کے خرچ کا حساب ہے اگر ہاتھی گھوڑے اونٹ۔ خچر کتے لونڈیون غلامون وغیرہ کا شمار کیا جائے تو لکھوکھا روپیہ روزانہ خرچ ہوتا ہے۔ کیا آپ حضرات مین سے کوئی شخص بتا سکتا ہے کہ اس محل کا روزانہ خرچ کسقدر ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ کوئی بھی نہیں بتا سکتا لیکن اتنا ضرور آپ لوگ جانتے ہیں کہ سلطنت کا بیشمار روپیہ ایک دن میں پھونک دیا جاتا ہے (تھوڑی دیر خاموش رہ کر) آج وہی خواجہ سرا جو کل کوڑیوں کے مول بازاروں میں مارے مارے پھرتے تھے۔ وہی آج ارکین مملکت وعمائدین سلطنت ہیں۔ سواروں سے لیکر معمولی نوکرون تک یہی بہ نظر آتے ہین۔ لشکر۔ دیوان۔ خدام۔ مصاحبین۔ مقربین۔ غرضکہ ہر جگہ انھین کا عمل ودخل ہے ریاض اور مملکت کی شاخون پر انھین کا طوطی بول رہا ہے۔

جو کچھ ہونا تھا شہرہ ہو چکا لعل بدخشان کا
کہ طوطی بولتا ہے اب لب رنگین جانان کا

جب کسی کی قدر منزلت عظمت وشان ظاہر کرنے کے لیے پیش قدمی کی جاتی ہے تو خواجہ سرا منتخب کئے جاتے ہین جیساکہ آج سفرا قسطنطنیہ کے استقبال کے لیے باسر وتام بھیجے گئے۔ زرخرید غلام بجائے اُن عربون و بربریون کے جنھون نے اس ملک کو فتح کیا جنھون نے خدا کی راہ مین اپنا جان ومال تباہ کیا تو کچھ نہین اور یہ خواجہ سرا غلام۔لشکری۔خدم وحشم بنے گھومتے ہین۔اگر مین اپنے آپ مین ہون اور بے حواس نہین ہون تو کہہ سکتی ہون کہ یہی خلیفہ کے طرز اعمال سلطنت کے فنا ہونے کی کھلی ہوئی نشانیان ہین۔آپ لوگون کو ہوشیار ہو جانا چاہیئے آپ کو سلطنت کی اس تنزل پذیر ثروت وشوکت پر اطمینان سے نہ بیٹھنا چاہیئے۔کیا بنو عباس آپ سے کسی طرح کم تھے، ہرگز نہین۔ پھر وہ کیون تباہ و برباد ہوگئے صرف اس وجہ سے کہ انھون نے اپنی قوم سے بالکل کام نہ لیا اور ترکون کے ہاتھوں مین جملہ نظم ونسق دیدیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ بنی عباس کا کوئی نام لیوا باقی نہ رہا۔ اور ترکون کے روبرو ان کی کچھ نہ چلی بعینہٖ آج وہی حالت اس سلطنت کی ہو رہی ہے۔ بلکہ اُس سے بدرجہا بدتر ہے۔یہان تو ہم پر وہ لوگ حکمرانی کرتے ہیں جو دین ودنیا دونون سے پاک وصاف ہیں۔اگر آپ لوگوں میں کچھ بھی احساس کا مادہ یا خون غیرت وحمیت باقی ہے تو شرم وحیا کی نقاب چہرے سے الٹ کر کھڑے ہوجیئے اور میدان جد وجہد مین قدم ہمت بڑھائیے اور اپنی کوششون وجانفشانیوں میں اس وقت تک دم نہ لینا چاہیئے جب تک کہ آپ اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہو جائین۔

مشکلے نیست کہ آسان نہ شود
مرد باید کہ ہراسان نہ شود

آپ لوگ میرے متعلق جو کچھ خدمت سپرد فرمائیں مجھے بسر وچشم منظور ہے اور اس کو کماحقہ پورا کرنے کے لئے تیار ہون لیکن مجھ عورت ذات کی اتنی آمادگی پر آپ لوگون کو بہت کچھ کر دکھانا چاہیے تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ مردون کی عورتون میں کرکری ہوگئی۔

راوی۔ حاضرین جلسہ پر عابدہ کے بیان نے اتنا گہرا اثر ڈالا تھا کہ تمام اہل محفل ہمہ تن گوش بنے ہوئے تھے اور اس کی پر مغز تقریر سے محظوظ و پر جوش ہو ہو کر جھومنے لگے تھے۔چنانچہ ان مین سے ایک جوشیلا جوان اُٹھ کھڑا ہوا اور نہایت دلیری وجوانمردی سے یون کہنے لگا:

نوجوان۔ مین قوم ونیز قومی کامون پر فدا ہونے کے لیے تیار ہون میرا سر حاضر ہے جو حکم ہو بجا لاؤن

راوی - پھر کیا کہا جائے تمام جلسہ مین جوش قومی دلیری و مردانگی کی آوازین گونجنے لگین ہر سمت سے یہی صدا آتی تھی کہ ہم لوگ مع جان و مال قوم پر فنا ہونے کو آمادہ ہین - جب جذبات لوگوں میں حد سے بڑھتے ہوئے نظر آنے لگے تو سعید نے کھڑے ہو کر سب کو خاموش کیا اور یون کہنے لگا -

سعید - قوم و نیز قومی کاموں پر سچے فدا ہونے والے بھائیو خدا تمہین جزاے خیر عطا فرمائے اور تمہارے مقاصد میں تمہیں کامیاب کرے - ابھی عجلت سے کام نہ لینا چاہیئے جب وقت اسکا وقت آجائیگا فوراً آپ لوگوں کو اس کی اطلاع دیجائے گی - فی الحال ہمارے مطمح نظر خلیفہ ہونا چاہیئے کیونکہ جو کچھ خرابیاں و نقص سلطنت میں روز بروز ہوتے جاتے ہیں اور نظام حکومت میں جو آیندہ تنزل پیدا ہونے والا ہے وہ سب اسی خلیفہ کی وجہ سے - ولیعہد بھی کچھ ایسا بیدار مغز نہین ہے جس سے امید بہبودی کی جائے آجکل خلیفہ کا زیادہ مقرب (جعفر) خواجہ سرا ہو رہا ہے خدانخواستہ اگر عبدالرحمن کے بعد زمام خلافت اُس کے ہاتھ میں آئی تو ہم لوگوں کی اور بھی مٹی پلید ہو جائے گی - عبدالرحمن کے ظاہری دکھاوے و شان و شوکت سے لوگ اندھے ہو رہے ہین لیکن مغز حکومت سے بالکل بے خبر ہیں اور آنے والے انقلاب عظیم پر کچھ بھی خیال نہین کرتے ہمارا یہ مقصد نہین ہے کہ سلطنت میں کسی قسم کا زوال آئے بلکہ یہ خواہش ہے کہ موجودہ خلیفہ و نیز ولیعہد دونون خلیفہ ہونے کی صلاحیت نہین رکھتے ہیں جیسا کہ عابدہ خاتون کی پرجوش و جامع تقریر نے ثابت کردکھایا

راوی - سعید کے اتنا کہنے کے بعد جلسہ برخاست ہوا - اور لوگ اپنے اپنے گھرون کو روانہ ہونے لگے -

سعید بھی عابدہ کو ہمراہ لیکر چل کھڑا ہوا اور راہ مین اس طرح گفتگو کرنے لگا -

سعید - اس سے قبل آپ نے کبھی ایسے پاکیزہ و پرجوش خیالات کا اظہار میرے روبرو نہین کیا اور نہ مین ایسا خیال کرتا تھا واللہ آپ نے تو وہ تقریر کی ہے کہ اہل جلسہ میں ایک تازہ روح پھونک دی خیر اسقدر کارروائی تو ہو چکی ہے اور جو کچھ کیفیت ہو گی وہ مین تم سے اس روز کہدونگا جس روز امیر عبداللہ کے وہان عقد الفرید کتاب لیکر چلین گے -

راوی - یہ سنکر عابدہ و سعید جس راستہ سے آئے تھے روانہ ہو گئے اور عابدہ سعید سے علیحدہ ہو کر اپنے مکان کی طرف چلی اور پھر پھر کر بار بار سعید کو دیکھتی جاتی تھی -

آٹھوان باب (۸)

(دل سے گفت گو)

مصطفٰی۔ پیش نظر کسی کا ہے مصطفٰی تصور
بیٹھے ہوئے خیالی تصویر کھینچتے ہین۔

راوی۔ عابدہ جب سعید سے رخصت ہوکر اپنے مکان کو روانہ ہوئی سعید حسرت بھری نگاہوں سے اس کی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھتا رہا اُس کا نگاہوں سے اوجھل ہونا تھا کہ سعید کی حالت دگرگون ہوگئی۔ قسم قسم کے خیالات طرح طرح کے تفکرات کا ہجوم ہوگیا حتیٰ کہ احساس میں مدہوشی وخودفراموشی کا عالم پیدا ہوگیا ملازم لمپ لیے سامنے سکوت کی حالت مین کھڑا تھا لیکن خوف کے سبب سے کچھ کہہ نہ سکتا تھا۔ تھوڑی دیر مین سعید کو خود بخود کسی قدر ہوش آیا اور اپنی آرام گاہ کی طرف روانہ ہوا اور نوکر سے کہا کہ لیمپ یہین رکھ کر تم جاؤ۔ سعید نے ملازم کے جانے کے بعد کمرہ کا دروازہ بند کرلیا اور بغیر پوشاک اتارے بے ترتیبی کی حالت میں لیٹ رہا پریشان کن خیالات نے اُس کے ہوش وحواس کو بے قابو کررکھا تھا۔ لیٹنے کو تو وہ لیٹ گیا لیکن کسی پہلو چین نہ پڑتا تھا۔ آخراسی اضطراب مین اُٹھ بیٹھا اور دل ہی دل میں اس طرح باتین کرنے لگا۔ یا الٰہی کیا کرون عجب مصائب وکشائش میں جان حزین مبتلا ہے کچھ کرتے دھرتے نہین بنتا نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن اگر دن تو کیا کرون کہو تو کس سے کہوں۔

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے زبیکسیِ ماسُے برد خبرے

عابدہ مجھکو جس محبت والفت کی نظرون سے دیکھتی ہے وہ اظہر من الشمس ہے مگر میرا یہ بیرحم ظالم دل اس کے علاوہ کسی اور کے فریب میں گرفتار ہے (محبت آہ (محبت) تو میرے مان کی بات نہین۔ تو ایک جوہر لطیف ہے جو کثافت کو نہین پسند کرتی تجھ میں ایک ایسی کشش موجود ہے کہ عظیم الشان پہاڑ دل اعلےٰ سے اعلیٰ سربلند تاجدار دن کو آن کی آن میں ایک ادنے اشارے سے جنبش میں لے آتی ہے تو نے لاکھوں کے گھر خاک کیے تو نے موت وزیست کے افسانے پاک کیے مگر میرے سخت دل میں اس خواہش کی آرزو بنکر کیون نہین سماتی تجھے اتنی ہمت کیون نہین دلاتی کہ اس سے محبت کرسکون۔ خدانخواستہ

کہین کی وہ گئی گذری نہین حسن ولیاقت مہر وفا مین پوچھا جائے تو سو مین ایک ہے جب یہ کیفیت ہے تو یہ میرا بیوفا دل دوسری طرف کیون متوجہ ہے

راوی۔ سعید اسی کرب وبے چینی کے عالم مین اپنے مُنھ پر طمانچہ مارتا ہے اور دانتوں کو پیس کر اُٹھ بیٹھتا ہے اور کمرہ بھر مین مثل دیوانون کے مارا مارا پھرتا ہے اور یون بڑبڑاتا جاتا ہے وفادار عابدہ کی خوبصورتی مین تو کوئی شک نہین اور واقعی وہ مجھ سے بھی محبت والفت رکھتی ہے اور اسی جستجو مین رہتی ہے کہ کوئی امر ان کی مرضی کے خلاف نہ ہونے پائے اور جو یہ کہیں اُسے بسر وچشم نہایت خوشی سے منظور کر کے تعمیل کرون آخر کیا وجہ ہے کہ مین اس سے بجائے انس ومحبت کے بیوفائی وسنگدلی سے پیش آرہا ہون۔ افسوس کیا مجھے اس سے قطع تعلق کر لینا چاہیے اور مجھے اس صورت سے اپنے اصلی مقاصد کے کامیابی میں آسانیان پیدا ہونگی اور میرا یہان قیام ہے یہی منشا تھا کہ حتی المقدر مظلوموں کی مدد کرون اور ظالمون کو ظلم وستم سے باز رکھون اور حقیقتاً مجھکو یہی کرنا چاہئیے اور اسی کی محبت کو دل مین جگہ دینا چاہیے اور عابدہ کی محبت کے خیالات کو دل سے نکال دینا چاہئیے۔ اگر مین ایسا کرون گا تو مجھے بفضل خدا اسے امید کامیابی ہے جس کی لوگ مدتون سے تمنا کر رہے ہین وہ کام بھی ہوجائے گا اور دل کو اصلی فرحت وانبساط حاصل ہوگا۔ بس سعید کو اب یہی زیبا وضروری ہے کہ قوم کا فدائی ہوجائے۔ اور اتنا کہنے کے بعد اچکن وغیرہ اتار کر کمرہ مین ادھر سے اودھر ٹہلنے لگا لیکن پریشانی کا اسپر اسقدر غلبہ تھا کہ اُسنے کپڑے کھونٹی پر لٹکانے کے بجائے زمین پر ڈالدیے اور شمع گل کر کے پھر لیٹ رہا مگر نیند کہان غنودگی تک کا کوسون پتہ نہ تھا۔ انتشار پیدا کرنے والے خیالات رنج وغم کو اور ترقی دیتے جاتے تھے دریاے اضطراب موجین مارتا ہوا بڑھتا جاتا تھا۔ سعید نے جون تون کر کے اپنی قوت واہمہ کو کسی قدر بیہودہ وپریشان کن خیالات سے پھیرا تو آنکھون مین کچھ کچھ آثار خواب نمایان ہونے لگے۔ اور عالم احساس میں سکوت کا پھریرا لہرانے لگا۔ اس وقت سعید کی کچھ یون ہی سی آنکھ جھپکی تھی تو کیا دیکھتا ہے کہ کوئی سرہانے کھڑا کچھ کہہ رہا ہے۔ یہ نیند میں بستر سے اچک کر پاگلون کی طرح بڑبڑانے لگا۔ "نہین" ہرگز نہین" ایسا نہین ہو سکتا" مین ضرور عابدہ سے محبت کرون گا جب وہ مجھپر اس طرح جان دیتی ہے اور میرے لیے مٹی جاتی ہے تو میں ایسا کہان کا گیا گذرا ہون جو اس کا خیال نہ کرون۔ اچھا! اب مجھکو اپنا پہلا خیال دل سے نکال ڈالنا چاہیے۔ اگر مین ایسا نہ کرون تو میرا نام سعید نہین۔ کیا یہ مجھ سے ممکن ہے آہین یہ میری آنکھون کے سامنے کوئی چیز متحرک نظر آتی ہے... چل دور ہو... تجکو یون ہی رہنے دے اب مین نے پچھلے واقعات بالکل بھلا دیے ہین... کیون نہیں مین اپنے میں اتنی قوت پاتا ہون کہ پہاڑ کو جگہ سے ہلا دون آج میرا مقابلہ کوئی نہین کر سکتا۔ اگر کوئی ہو تو میدان میں آئے پھر... کسی قدر چونک کر

... خیال.... بالکل خیال۔ آنکھین ہاتھون سے بند کرلین تاکہ تصور خیالی اوجھل ہو جائے اور یون بولا.... چل دور ہو مجھے میری حالت پر رہنے دے۔

اس وقت اگرچہ میری عمر چالیس سال کو پہونچ گئی ہے لیکن میری قوت جوانون سے کہین بڑھی چڑھی ہے اچھے اچھے نوجوان میری نگاہون مین ضعیف نظر آتے ہین (اب مجھے بالکل بھلا دینا چاہئیے کیونکہ اس نے دوسرے سے تعلق پیدا کرلیا ہے) آہین۔ یہ کیسا دوسرے سے تعلق پیدا کرنے کے کیا معنی.... کیا اسنے مجھے ذلیل سمجھا... اب مین اس سے بدلہ لونگا... بدلہ لینا چہ معنی دارد... نہین بھول گیا۔ ممکن ہے کہ وہ مجبور و معذور ہو اور جس وقت مجھے دیکھے تو پچھلے واقعات یاد کرکے اپنے دل مین پشیمان ہو، کیا ایسا ہو بھی سکتا ہے۔ بھئی واہ مین تو عجیب شخص ہون۔ وہ تو مجھے دیکھ دیکھ کر مسکرا رہی ہے۔ تو۔ وہ تو گلے ملنے دوڑی آرہی ہے۔ آہا ہا۔ اب تو عابدہ کیا میرے دل سے دنیا و مافیہا کے خیالات محو ہوے جا رہے ہین۔ وہ کون ایسی گھڑی آئے گی کہ خدا مجھے اپنے مقاصد مین کامیاب کریگا۔ انشاءاللہ ضرور کامیاب ہونگا اور کامیابی تک پہونچنے کی ہر ممکن کوشش کرون گا اب تو (وصال ہے یا انتقام)...... اتنا کہکر خاموش ہوگیا یکایک کانون مین دھماکے کی آواز آئی فوراً خیال پیدا ہوا کہ عابدہ آگئی۔ دیر تک اندھیرے مین منتظر رہا۔ کہ کوئی دروازہ کھٹکھٹائے آخر دل کو ان کو سمجھ گیا کہ یہ سب وہم خیال تھا۔ پھر عابدہ کے واقعہ مین غور کرنے لگا۔ کیا مین اُسے چھوڑ دون معاً خیال پیدا ہوا۔ نہین "ہرگز نہین" یہ غیر ممکن ہے۔

نوان باب (۹)

(نجوم اور جادو کے کرشمے)

مصطفےٰ ان آنکھون سے جہانتک ہمنے نیرنگ جہان دیکھا
حقیقت مین طلسم انقلاب آسمان دیکھا

یہ طول طویل رات سعید نے آنکھون مین بسر کی یہانتک کہ سپیدہ سحری نمودار ہوا لوگون کی کتب خانہ مین آمد و رفت شروع ہوگئی کسی قدر اس کے دل سے بوجہ اس مشغولیت کے رنج و آلام دور ہوے لیکن جلسہ کے دن کا انتظار اس کے دل مین رہ رہ کر موجزن ہوتا رہا۔ سعید اسی تردد مین تھا کہ اس کی مدنظر عابدہ بھی آگئی اور جلسہ کے متعلق سوال کیا کہ کب تک ہوگا سعید نے کہا واللہ اعلم مین خود اسی کا منتظر ہون۔ چنانچہ عابدہ اسی کے

پاس وہاں پہنچ گئی اور کتابوں کی ورق گردانی میں مشغول ہو گئی۔ اس وقت سعید کے چہرے سے آثار مسرت ظاہر ہونے لگے اگرچہ اس کے دل میں ہر قسم کے ترددات اپنا عمل کئے ہوئے تھے لیکن اسکی عالی ہمتی و مستقل مزاجی نے کسی طرح قبول نہ کیا کہ مقاصد کی کامیابی میں جو دقتیں واقع ہوں اور کشمکشیں پیش آئیں ظاہر ہونے دے کیونکہ یہ صاحبان ہمت کے منور چہرہ کیلیئے ایک بدنما و قابل ذلت دھبا ہے۔ اس نے دل میں یہ خیال کیا کہ اپنے مقاصد میں عملی تدابیر عمل میں لانے کے سبب عابدہ کو بھی شریک مشورہ کرے اور کتب خانہ سے ایک رسالہ علم نیرنجات و نجوم کا نکالا جس میں طرح طرح کے نقوش و دوائر کھینچے ہوئے تھے عابدہ اس کتاب کو دیکھکر سعید کی طرف سے اور بھی واثق الاعتقاد ہو گئی۔ یعنی اس کی قابلیت کا سکہ اس کے دل میں بیٹھ گیا۔

راوی۔ سعید اور عابدہ ان امور میں منہمک تھے ملازم نے آکر اطلاع کی کہ فقیہ ابن عبد البر صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ سعید ان کے استقبال کے لیے بڑھا یہانتک کہ فقیہ موصوف داخل کتب خانہ ہوئے اور وہاں عابدہ کو بیٹھے دیکھ کر دل ہی دل میں نہایت مسرور ہوئے کہ کیسے اچھے وقت آئے اور نہایت تپاک سے عابدہ کو سلام کیا۔

عابدہ نے اس انداز سے ادب و تعظیم کو ملحوظ رکھکر جواب سلام دیا کہ فقیہ کے دل میں اس کی اور بھی محبت و وقعت بڑھ گئی۔

فقیہ۔ (سعید کی طرف متوجہ ہوکر) میرا خیال ہے کہ اس وقت میرا آنا خلاف وقت ہوا۔

سعید۔ نہیں جناب آپ تو نہایت مناسب وقت پر تشریف لائے ہیں (کتاب کی طرف اشارہ کرکے) کیا آپ نے اس کتاب کو ملاحظہ فرمایا ہے۔

فقیہ۔ یہ کتاب نئی تو نہیں ہے بلکہ بہت قدیم ہے۔

راوی فقیہ صاحب اتنا کہکر کتاب مذکور کی ورق گردانی کرنے لگے اور ان کی نظر اُن دوائر و نقشوں پر پڑی جن کو اکثر انھوں نے کتب طلسم و شعبدہ جات وغیرہ میں دیکھا تھا کتاب کو دیکھ کر فقیہ صاحب اس طرح کہنے لگے۔

فقیہ۔ یہ کہئے آپ جادوگر و شعبدہ باز بھی ہیں۔ بھئی تم تو چھپے رستم نکلے۔

سعید۔ بندہ نواز اس میں تعجب کی کون سی بات ہے کیا آپ نے یہ مقولہ نہیں سنا ہے من جد وجد انسان جس چیز کی کوشش کرتا ہے اُسے حاصل کئے بغیر نہیں رہتا اور اس کو پالیتا ہے ورنہ مجھ میں کوئی ایسی صفت نہیں ہے کہ دوسروں میں نہ پائی جاتی ہو اور خصوصاً آپ کے مقابلہ میں میں تو طفل مکتب ہوں اور آپ فاضل و مشہور مقرر۔۔۔

راوی۔ فقیہ صاحب نے سعید کا کلام اس طرح قطع کیا جس سے شبہہ پیدا ہوتا تھا کہ شاید اس کے دل مین کوئی ایسی بات کا خیال آگیا جو اس سے قبل نہ تھا۔ حالانکہ وہ اسی امر کو سوچکر وہان آیا تھا چنانچہ سعید سے اس طرح گویا ہوا۔

فقیہ۔ آپ میرے متعلق جو اسقدر حسن ظن رکھتے ہین اور مجھے کسی قابل خیال فرماتے ہین جو درحقیقت مجھ مین نہین ... لیکن آپ نے اس وقت لکچر کو خوب یاد دلایا مین تو بھولا ہوا تھا

راوی۔ سعید فقیہ صاحب کا مافی الضمیر معلوم کرکے کہنے لگا۔

سعید۔ مین نے لکچر کے متعلق آپ کو اس واسطے یاد دلایا تھا تاکہ آپ کے طیار کردہ ایڈریس کو سنون اور اس سے مستفید ہون۔ کیا آپ نے اسی پورا کرلیا ہے

راوی۔ ابن عبدالبر نے اپنی جیب مین ہاتھ ڈالا اور اسمین سے رومال نکالا جس مین ایک لفافہ تھا اس لفافہ کو چاک کرکے کہنے لگا۔

فقیہ۔ لیجیے یہ ایڈریس موجود ہے ... لیکن میری پسند کے موافق نہین ہے ... تاہم کوئی ایسا برا بھی نہین ہے۔

راوی۔ سعید نے عابدہ سے اشارہ ہی اشارہ مین کچھ کہدیا اور عابدہ سمجھ کر اس طرح کہنے لگی۔

عابدہ۔ جناب فقیہ صاحب بھلا ہماری قسمت ایسی کیون ہونے لگی کہ دربار امیرالمومنین مین سنانے سے پہلے ہمارے کان اس سے آشنا ہون۔

فقیہ۔ (متاثر ہوکر) کیون نہین) اگر تمہاری خواہش ہو تو پڑھ کر سنادون لیکن تم ایسی فاضلہ کے روبرو اس کی کیا وقعت ہوسکتی ہے۔ بلکہ میرے خیال مین تو تمہاری سمع خراشی ہوگی۔

راوی۔ عابدہ نے مسکرا کر اشارہ کیا اگر آپ کی خوشی ہو تو پڑھیے۔

فقیہ۔ لیجیے مین بطور مشق پڑھتا ہون اگر آپ کی نظر مین کوئی غلطی ونقص وغیرہ ظاہر ہون تو آگاہ فرمائیے گا۔

راوی۔ سعید فقیہ کی قابلیت ولیاقت کا معترف تھا اور وہ جانتا تھا کہ مضمون نہایت پاکیزہ و اچھوتے خیالات سے بھرا ہوگا چنانچہ ابن عبدالبر لکچر کو اسی طریقہ سے سنانے لگا۔ جیسا کہ اسکا ارادہ دربار امیرالمومنین مین پڑھنے کا تھا۔ سعید و عابدہ ہمہ تن گوش ہورہے تھے اور بعض بعض مواقع پر اشارون ہی اشارون مین تعجب ظاہر کرتے تھے جب ایڈریس کا کچھ حصہ بیان کرنے کو رہ گیا تو فقیہ کو خود بخود جوش و ولولہ پیدا ہوگیا۔ سعید و عابدہ تصویر حیرت بنے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد سعید مہر خاموشی کو توڑکر

یوں کہنے لگا۔

سعید۔ اگر امیر المومنین نے آپ کے قابل قدر ایڈریس پر کچھ بھی توجہ کی تو اس میں شک نہیں کہ آپ قاضی القضاۃ یا شیخ المفتیین ضرور بالضرور بنا دیے جاوینگے۔

راوی۔ فقیہ نے انکساری سے اپنا سر جھکا لیا۔ حالانکہ وہ ایڈریس کی اپنے دل میں اس سے کہیں زیادہ قدر و منزلت کرتا تھا۔

فقیہ۔ جملہ امور تقدیر پر منحصر ہیں اگر واقعی وقت آ گیا ہے تو یہ کام ہو کر رہیگا مگر اس میں آپ کی عا[ئ]ی بھی شرط ہے آپ اپنی کتاب رمل میں دیکھ کر بتا ئیں کہ اس ایڈریس کے پیش کرنے کے بعد میرا ستارہ کیا خبر دیتا ہے۔

سعید۔ (کتاب کھولتے ہوئے) ذرہ توار۔ یہ امر تو اُسی دن حساب کر کے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کیا ہوگا کیونکہ سیاروں کی رفتار نت نئی ہوتی ہے معلوم نہیں کہ اس دن آپ کا کون ستارہ اور کس برج میں واقع ہو۔ کیا آپ کو انعقاد جلسہ کی تاریخ معلوم ہے۔

فقیہ۔ جی ہاں آیندہ گیارہ ربیع الاول یوم شنبہ کو جلسہ ہونا قرار پایا ہے۔

راوی۔ سعید کتاب کے مختلف اوراق الٹنے پلٹنے لگا اور کتاب کے دیکھتے ہی دیکھتے اس کی آنکھیں خوفناک ہو گئیں جن سے دہشت کے آثار ظاہر ہونے لگے۔

سعید۔ کیا آپ یہ تحقیق سے فرما رہے ہیں کہ سنیچر کو جلسہ ہوگا میرا خیال ہے کہ شاید آپ کو تاریخ عا[ئ]ب میں شبہ ہو گیا۔

راوی۔ فقیہ کا دل یہ سنکر اداس ہو گیا اور آپ ہی آپ دھڑکنے لگا اور سعید سے کہنے لگا کیا وہ دن میرے لئے راس نہیں ہے۔

سعید۔ میرا مقصد یہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ وہاں کس کس طرح کے اشخاص ہونگے اس کے ستا[رو]ں کا اثر بھی اجتماعی حالت میں وہی ہوگا جس قسم کے وہاں لوگ مجتمع ہونگے (پھر کتاب کا ایک ورق الٹ کر) اگر آپکا ستارہ اسی حالت میں قائم رہا تو کسی دن اندیشہ کی بات نہیں ہے۔ اگر سنیچر کے روز آپ کا [ستارہ] دوسرے سیارہ کے ساتھ جمع ہو گیا تو کسی قدر خطرہ ہے لیکن میں اسے یقینی نہیں کہہ سکتا اور آپ کو یہ ما[ن] کر لینا چاہیے کہ بفضل خدا آپ کا ستارہ دوسرے سے بہتر ہے۔ اس وقت میں آپ سے گذارش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ اگر آپ اس مرتبہ کو پہونچ جائیں تو اس ناچیز سعید کو نہ بھولیں۔

راوی۔ فقیہ سعید کے پہلے کلام سے کسی قدر گھبرا گیا تھا لیکن بعد کی امید افزا گفتگو سے چہرہ [...]

مسرت ظاہر ہوئے اور سعید کے اس جملہ سے (کہ مجھے بھولئے گا نہین) یون کہنے لگا کہ بھلا یہ بھی کوئی بات ہے جو آپ ایسا فرماتے ہین یہ تو وضع شرافت سے بعید ہے اور فقیہ کو اس عہدہ پر مامور ہونے کی اور بھی زیادہ امید بندھ گئی یہ لوگ اسی خیال مین بیٹھے ہوئے تھے کہ یاسر خواجہ سرا آیا یہ کوئی نئی بات نہین تھی وہ برابر سعید کے پاس اُس دن کی ملاقات سے روزمرہ آنے جانے لگا تھا۔ اور باہمی خوش کن باتون سے دونون مین بیجا تعلقات و بے تکلفی بڑھ گئی تھی جب یاسر آگیا اور سعید نے اس کی بہت عزت و تعظیم کی ابن عبداللہ کے ہاتھ مین اس وقت تک وہ لفافہ موجود تھا جس مین درباری ایڈریس رکھا تھا ارادہ کیا کہ اُسے جیب مین رکھ لے۔ اور یاسر کو معمولی طور سے سلام کیا۔ جس کا جواب یاسر نے خلاف عادت غیر معمولی تعظیم و تکریم سے دیا۔ معلوم نہین کہ یاسر کے اُس آؤ بھگت کرنے مین کون مصلحت مخفی تھی سعید (یاسر سے) کیا جناب کو کوئی ضرورت ہے۔

یاسر۔ ضرورت تو کچھ بھی نہین ہے۔ لیکن آپ نے جو مجھ سے دریافت کیا تھا کہ سفراء قسطنطنیہ کے استقبال کا جلسہ کب ہوگا اس کے متعلق حالات بیان کرنے چلا آیا ہون۔ چونکہ آپ کی دلی خواہش تھی کہ مین بھی اس مین شریک ہون۔ مین اس وقت اپنے ایک ضروری کام کو جا رہا تھا آپ کا کتب خانہ راستہ مین پڑ گیا مین نے خیال کیا کہ آپ کو جلسہ کی تاریخ سے خبر دیتا چلون جلسہ آئندہ سنیچر کو ہوگا اور زیادہ خوشی یہان آنے سے مجھے یہ ہوئی کہ فقیہ صاحب سے ملاقات ہوگئی اور آپ کو قصر زہرا مین ہمراہ لیجانے کو مین اُن سے یہین کہے دیتا ہون۔

سعید۔ بندہ آپکی اس مہربانی و عنایت کا ممنون و مشکور ہوا (اور فقیہ صاحب سے متوجہ ہوکر) جناب سے کب اور کہان ملاقات ہوگی

فقیہ۔ وادی کبیر کے کنارہ باب الجنان کے قریب والی مسجد مین انشاءاللہ ملاقات ہوگی میرا خیال ہے کہ وہی سب سے زیادہ قریب محل کا راستہ ہے۔

سعید۔ بہت بہتر انشاءاللہ سنیچر کے روز بوقت صبح مین آپ سے ملاقات کرون گا۔

فقیہ۔ یاسر سے (مخاطب ہوکر) کیا اس سے قبل آپ کو علم تھا کہ سعید علم نجوم و رمل وغیرہ جانتے ہین۔

یاسر۔ آپ تو صرف اسی قدر جانتے ہون گے مجھے تو سعید کے علم و ہنر کی اس سے کہین زیادہ واقفیت حاصل ہے وہ علاوہ عالم و فاضل ہونے کے علم طب وغیرہ مین بھی کامل دستگاہ رکھتا ہے۔

فقیہ۔ (متعجب ہوکر) کیا وہ کیمیاگری بھی جانتے ہین۔ مین ایسا سمجھتا تھا واللہ وہ تو ماہر علوم و فنون نکلے۔

راوی۔ یہ لوگ اسی قسم کے گفت و شنید میں مشغول تھے لیکن عابدہ ایک کتاب کا مطالعہ کر رہی تھی۔ جب سعید کی آواز اس کے کانوں میں پہنچتی تو دل ہی دل میں فرط مسرت سے بیتاب ہو جاتی اور غیر معمولی حرکات و سکنات اس کے جذبات دلی کی ترجمانی کرتے۔ دفعتاً فقیہ کو جو عابدہ کا خیال آیا تو یاسر سے کہنے لگا کیا آپ اس فخر زمانہ حسینہ جمیلہ۔ عالمہ فاضلہ کو بھی جانتے ہیں۔ میرے خیال میں امیر المومنین کے محل میں شاید ہی کوئی عورت اس باکمال خاتون کے مقابل ہو۔ زبان دانی میں بے نظیر فضل و ہنر میں بدر منیر۔ علوم و فنون میں یکتائے دہر غرض ہمہ صفت موصوف ہے۔ یاسر فقیہ کے اس کلام سے متاثر ہو کر تعجب کی نگاہوں سے عابدہ کی طرف دیکھنے لگا۔ عابدہ کے ہر بن مو سے مارے شرم و حجاب کے پسینہ جاری ہو گیا اور آنکھیں نیچی کئے ہوئے خاموش بیٹھی رہی۔

یاسر۔ کیا ان خاتون کو کچھ شعر و شاعری میں بھی دخل ہے۔

سعید۔ جی انہیں تو سیکڑوں ہزاروں اشعار ازبر ہیں۔

یاسر۔ شاہی محلات میں سے سوائے زہراء کے کسی کو ایک شعر بھی یاد نہیں ہے اور امیر المومنین اسی وجہ سے اس کو سب سے زیادہ چاہتے ہیں اور واقعی امیر المومنین اہل کمال کی بڑی قدر و منزلت فرماتے ہیں اور آپ کے بیان کے موافق زہرا اس باکمال خاتون کے پاسنگ بھی نہیں

فقیہ کو اس کا ذکر کرنے سے ایک فکر پیدا ہو گئی۔ جو اس نے اپنے دل میں خیال کیا تھا اس کے خلاف نتیجہ ظاہر ہوتے معلوم ہوا۔ فقیہ کا مقصد تھا کہ اس کو امیر عبد اللہ کی خدمت میں پیش کرے لیکن یاسر کی باتوں سے یہ اندیشہ ہو گیا کہ یہ اس کو امیر المومنین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہے جس سے بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔ یکایک روئے سخن پلٹ کر اس طرح کہنے لگا۔ بھئی اب تو چلنا چاہئے خدا نے چاہا تو سنیچر کو ملاقات ہو گی۔ تھوڑی دیر کے بعد یاسر بھی سعید کے کان میں کچھ کہہ کر چلا گیا۔

دسوان باب

جلسہ

ان آنکھون سے جہانتک مجلس پیر و جوان دیکھی
یہ صورت یہ ادا یہ شان یہ شوکت کہان دیکھی
سنا کرتے تھے بزم جم وہ دیکھی آج آنکھون سے
حکایت جو پڑھا کرتے تھے وہ ہم نے یہان دیکھی

سفرا قسطنطنیہ کی تہنیت مین قرطبہ مثل دولھن کے آراستہ ہو رہا ہے ہر طرف نہایت جوش و خروش کے ساتھ بہترین انتظامات کیئے جا رہے ہین خصوصًا محل زہرا ہفت آرائش سے مزین ہے قسم قسم کے بیش بہا جھاڑ و فانوس موقع بموقع آویزان ہین مصفا و خوشنما قندیلین جا بجا لٹکائی گئی ہین جس کی آب و تاب تماشائیون کی آنکھون کو چکا چوند کیئے دیتی ہے - اس محل کی مفصل کیفیت سے ہم ناظرین کو پہلے آگاہ کر چکے ہیں یہ محل زہراوہی ہے جس مین چھوٹے چھوٹے بیشمار مکانات خوشنما بنے ہوے ہین - کثرت سے باقاعدہ چمن بندی کے ساتھ نصب کیئے گئے ہین پھول مہک رہے ہین کہین نسیم سحر کے جھونکون سے غنچے چٹک رہے ہین کہیں بار آور اشجار جھوم رہے ہین - جا بجا نہرین جاری ہین جھلملاتا ہوا آب مصفا موجین مار رہا ہے فوارے چھوٹ رہے ہین اس محل کے گرد بلند دیوارون کا احاطہ تھا جس مین مختلف دروازے مختلف نامون سے تھے - دو دروازے دریا کی طرف آنے جانے کے لیے کھلے رہتے تھے - ایک کا نام دباب الجنان دوسرے کا نام (باب السطح) تھا - شمالی پھاٹک کو (باب فوریہ) مشرقی دروازہ کو (باب جامع) کہتے تھے اور سب سے آخری دروازہ (باب وادی) کے نام سے مشہور تھا - اول الذکر دروازون کے سامنے ایک خوشنما چبوترہ بنایا گیا تھا جہان بغرض سیر و تفریح متمول و دولت مند اصحاب جا کر بیٹھا کرتے تھے دریا کا پل بھی قرطبہ مین صنعت و کاریگری کا بہترین نمونہ ہے جس کا طول و عرض ۸۰۰ گز و ۲۰ گز بالترتیب ہے سطح آب سے بلندی ۱۸ گز تھی - اور ہر محراب کا فاصلہ ۱۸-۱۸ گز تھا - اس پل پر انیس برج ایسے خوشنما بنائے گئے تھے جس سے اس کی زینت اور دوبالا ہو رہی تھی سعید کا مکان شہر قرطبہ کے جانب جنوب واقع تھا بدین وجہ اس کو محل مین داخل ہونے کے لیئے پل کا طے کرنا ضروری تھا چنانچہ مقررہ دن کو وہ لباس عالمانہ

سے مزین ہو کر اپنے خچر پر سوار ہوا اور محل شاہی کا راستہ لیا۔ ملک اندلس میں خچر کی سواری عموماً دولتمند مالدار لوگ کیا کرتے تھے۔ سعید نے تھوڑا ہی راستہ طے کیا ہو گا کہ اس کے کانوں میں چکیوں کی آواز آنے لگی اُسے معلوم ہو گیا کہ دریا کا پل قریب آگیا۔ اس زمانہ میں وہاں پانچ ہزار پنچکیاں چلا کرتی تھیں۔ تھوڑے عرصہ کے بعد سعید پل پر پہونچ گیا دیکھا کہ ایک مخلوق جوق جوق گروہ گروہ اُمڈی چلی جارہی ہے تل رکھنے کی جگہ نہ تھی رنگ برنگ کے پھریرے جھنڈیوں میں لہرا رہے تھے۔ غرض خدا خدا کر کے بمشکل پل کو طے کیا اور اُس چبوترہ پر پہونچا جہاں مرد و عورت بڈھے و بچے سوار و پیدل غرضکہ ہر قسم کے اشخاص نظر آرہے تھے جس قدر سفرا کی آمد کا وقت قریب آتا جاتا تھا اسی قدر پل کے قریب آدمیوں کا اور زیادہ ہجوم ہوتا جاتا تھا۔ پولیس نہایت قاعدہ کے ساتھ انتظام میں مصروف تھی۔ سعید خچر سے اُتر کر دوڑتا ہوا مسجد میں پہونچا چار طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا رہا لیکن فقیہ صاحب کی صورت کہیں نظر نہ آئی لیکن ایک خادم کو اپنی تلاش میں سرگرم پایا جیسے ہی ملازم کی نظر سعید پر پڑی دوڑ کر سلام کیا اور عرض کرنے لگا تشریف لے چلئے فقیہ صاحب آپ کو یاد فرماتے ہیں آپ کا یہاں بہت دیر تک انتظار کرتے کرتے کوٹھی پر تشریف لے گئے اور فرما گئے ہیں کہ آپ بھی وہیں آئیں کیونکہ وہاں سے تماشا دیکھنے کا بہت اچھا موقع ہے۔ سعید اتنا سنکر پھر خچر پر سوار ہوا اور اُس پھاٹک پر جا پہونچا خچر ملازم کے سپرد کر کے خود کوٹھے پر چڑھ گیا۔ فقیہ صاحب انتظار ہی میں تھے جیسے سعید کو دیکھا اٹھ کھڑے ہوئے اور بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آئے۔

فقیہ۔ آپکو بڑی تکلیف ہوئی۔ خیر یہاں کی زیب و زینت سبب تلافی ہو جائیگی۔

راوی۔ سعید فقیہ صاحب کے پہلو میں کھڑا ہو کر تماشا دیکھنے لگا۔ پل کی آرائش دریا کی روانی جھنڈیوں کا لہرانا تماشائیوں کا ہجوم عجب دلکش منظر پیش نظر تھا۔

خوان طرح طرح کے کھانوں و میوہ جات سے بھرے ہوئے خوان مُرصع خوان پوشوں سے ڈھکے ہوئے لوگ سروں پر دھرے جارہے تھے سقے پیاسوں کو پانی پلاتے پھرتے تھے اہل پولیس بجا انتظام میں مشغول تھے۔ حبشی و تُرکی غلام زردیوں سے آراستہ و پیراستہ صف بصف پل سے لیکر باب الجنان تک کھڑے تھے۔

گیارھوان باب (۱۱)

محلات

اگر فردوس بر روی زمین است
ہمین ست وہمین ست ہمین ست

فقیہ نے اشارۃً سعید سے کہا کہ ذرا شمال ومغرب کے گوشہ کو دیکھو قدرت خدا نظر آرہی ہے سعید نے مُڑکر دیکھا تو واقعی عجیب دلربا ودلکش منظر آنکھون کے سامنے پایا چھوٹے چھوٹے محل مختلف ساز وسامان سے آراستہ موقع بموقع چمن وباغیچے نصب ہین. صاف وستھری نہرین جاری ہین چاندی وسونے کے طیار شدہ حوض جگمگا رہے ہین۔ چند حوضون مین مجسمے ہین جس کے چارون طرف سے پانی گر رہا ہے اور مختلف رنگ بدلتا ہے سعید اسے دیکھ کر تصویر حیرت بنگیا۔ کیونکہ اس سے قبل اس نے کبھی کوٹھے پر سے اس کا معائنہ نہین کیا تھا۔

سعید۔ درحقیقت ناصر نے اس محل کو نہایت حکمت ودانشمندی سے تعمیر کرایا ہے سب سے نادر وعجیب تر حوض ہے کہ جس مین یہ مجسمے بنے ہین جنکے مختلف مقامات سے پانی کے فوارے چھوٹ رہے ہین شاید پانی اس مین دریا سے آتا ہے۔

فقیہ۔ (مسکراکر) آہین دریا کا پانی کیسا۔ یہ تو بتاؤ بھلا دریا کا پانی اس ملبند مکان تک کیسے پہونچ سکتا ہے۔ میان صاحب۔ یہ پانی دور دراز سر بفلک کشیدہ پہاڑون سے لایا گیا ہے خیال توکرو کہ کس قدر روپیہ پہاڑون سے سیسے کی نالیوں میں پانی لانے اور چٹانون کے کھودنے اور اُن کی مرمت کرانے مین صرف ہوا ہوگا۔ خیر یہ تو کچھ بھی نہیں۔ زیادہ تر غور کرنے کی یہ بات ہے کہ پانی مختلف نہرون وحوضون چمنون۔ باغیچون مین کیونکر پہونچایا گیا ہوگا مجسمے وغیرہ ادر شے ہین۔ پانی کا اس طرح لانا دوسری شے ہے

راوی۔ فقیہ صاحب اسے بیان کرتے جاتے تھے اور سعید ہمہ تن گوش بنا ہوا نہایت غور وخوض سے سن رہا تھا جب فقیہ صاحب خاموش ہوئے تو سعید نے کہا۔

سعید۔ جناب مفتی صاحب یہ لاتعداد وبے شمار زر ومال جو صرف کیا گیا ہے اس مین مجھے ذرہ برابر تعجب

نہین۔لیکن ان تصاویر دمجسمون سے البتہ سخت تعجب ہے۔کیا جناب نے ایسے جائز سمجھ کر حکم دیدیا ہے
میرے خیال ناقص و معلومات مین یہ تو قطعاً حرام ہے۔

فقیہ۔فتوی کس مردک نے دیا اُس نے خود اپنا ہوا کرلیا۔

راوی۔دفعتاً پل کی طرف سے شور و غل کی آواز سنائی دی دونون نے اُدھر نظر پھیری تو دیکھا کہ کثرت
لوگ ایک دوسرے پر اوندھے سیدھے ٹوٹے پڑتے ہین اور ہر ایک کی یہی خواہش ہے کہ آگے بڑھکر سفرا
کو دیکھین شہسوار علیحدہ زرق و برق پوشاک زیب جسم کئے ہوے گھوڑون کو اپڑ بتاتے ہوے اسی طرف
جارہے ہین غرض کہ اس خوش اسلوبی سے انتظام کیا گیا تھا جس سے اعدا کے دلون مین رعب طاری ہو
اور واقعی خلیفہ عبدالرحمن کا یہی منشا تھا۔

فقیہ(سعید کو نیچے اترتے دیکھکر) آپ کہان جاتے ہین لوگ تو راستہ بھر مین ٹھساٹھس بھرے ہین کہین تل رکھنے
کی تو جگہ نہین دیکھو دھکا ہو رہا ہے مناسب ہے کہ تھوڑی دیر یہان اور ٹھہریے دونکران سے مل جائینگے نہین تو ایک
نہایت قریب کے راستہ سے نکل چلین گے جو مجھے بخوبی معلوم ہے ذرا اس امر پر تو غور کیجیے کہ امیرالمومنین نے اپنے ٹھہر
لوگون کو راستہ مین کیون کھڑا کیا ہے اس کا مطلب صرف اتنا ہی ہے کہ اعدا کے دلون مین خوف و ہراس بیٹھ جائے
اس وجہ سے غلامون کی صفین پل پر باقاعدہ نہایت شان و شوکت سے آراستہ کی گئی ہین۔دیکھیے نا کہ یہ رذم (؟)
بافتندے خوف سے گردنین جھکائے کانپتے لرزتے ہوے چلے جارہے ہین ذرا باب الجنان پر تو نظر ڈالیے کہ کسقدر
پھریرے لہرا رہے ہین اور کسقدر سواران زرین پوش اپنی اپنی ڈیوٹی یا نوکری پر مستعدی سے جمے ہوے مشغول
کار مقررہ ہین اس کے بعد والے اندرونی دروازہ پر ایک جماعت کثیر تیراندازون کی کھڑی کی گئی ہے جو کمان و
ترکش کندھون پر لٹکائے ہوے بالکل طیار ہین اور مجھے تو اس مین ذرہ برابر بھی شک نہین معلوم ہوتا کہ واقعی یہ دو
اشخاص تو بالکل مرعوب ہوگئے ہین ابھی کیا ہے اندر پہونچکر یہ لوگ اور بھی ششدر و حیران ہون گے جب نسبت
یہان کے وہان کی شان و شوکت بے انتہا جلال و عظمت کا اپنی آنکھون سے نظارہ کرین گے۔

سعید۔مجھے خوف ہے کہ کہین ہمارے پہونچنے سے پہلے جلسہ شروع نہ ہو جائے اور ہماری کی دھری سب محنت
رائگان جائے اور جس منشا و غرض سے یہان آئے ہین وہ فوت ہوجائے

فقیہ۔یہ آپ نے خوب کہا کچھ تو سمجھ سے کام لیا کیجیے۔بھلا یہ تو بتایے کہ بغیر مقربین کے جلسہ کا کیسے آغاز ہوسکتا
ہے آپ کو ایسے راستہ سے لیچلون گا کہ آپ جملہ اشخاص سے پہلے محل مین داخل ہوکر کچھ دیر آرام کرلین گے اور
دلچسپ مناظر کے نظارہ سے مستفید ہون گے آپ اطمینان کے ساتھ اپنی جگہ پر بیٹھے رہین کسی قسم کا اندیشہ
و تردد نہ کرین

سعید۔ بہتر جیسی آپ کی مرضی مین تو آپ کے بموجب ارشاد عمل کرون گا اور مجھے بہ نسبت اپنے وقوف کے آپ کی آگاہی پر زیادہ تر اعتبار و وثوق ہے۔

راوی۔ فقیہ صاحب و سعید اپنی اپنی گفتگو ختم کر کے دونون چلنے پر مستعد و آمادہ ہوگئے فقیہ صاحب نے سعید سے کہا کہ اس بھیڑ بھڑکے مین اسپ یہ معلوم ہوتا ہے کہ خچر کو یہین چھوڑ دیجیے ورنہ بڑی دقت و تکلیف اٹھانا پڑے گی۔ سعید نے خچر کو ملازم کے حوالہ کیا اور خود پیدل فقیہ صاحب کے ہمراہ جلسہ مین چلنے کے لیے تیار ہوگیا چلتے چلتے دونون باغ مین پہونچے۔ باغ کی بہار و سجاوٹ اور خوشبو کی لپیٹون سے سعید کا دماغ باغ باغ ہوگیا۔ اسی پر منحصر نہ تھا بلکہ شفیق براہ بیمار رک رک کر حوضون دنہروں و چمنوں کی سیر بھی کرنے لگتا تھا باغبانان باغیچہ جات اپنے اپنے فرائض کی انجام دہی مین خاطر خواہ کوشش جانفشانی سے کام کر رہے تھے۔

فقیہ۔ سعید کو متحیر دیکھ رہا ہون دیکھ رہا ہون کہ آپ اس معمولی محل کو دیکھ کر اسقدر ششدر و حیران ہوتے ہین جس وقت قصر زہرا کو دیکھین گے تو خدا جانے کہ آپ کے استعجاب و حیرت کا کیا حال ہو جس کی ادنی اصنعت یہ ہے کہ باغیچے صحن۔ بروج۔ وغیرہ طلائی و نقرئی دھاتون سے بنائے گئے ہین

سعید (بنہایت حیرت و استعجاب سے) جناب سونے چاندی کی عمارت یعنی امیر المومنین نائب رسول ہو کر ان ناجائز و نامشروع امور کا مرتکب ہونا کیسے جائز کر سکتے ہین اور خلاف شرع کا موں کا رہبند ہوتے سے وہ کس طرح نائب رسول و امیر المومنین کہے جانے کے مستحق ہو سکتے ہین۔

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

فقیہ۔ (اشارہ سے منع کر کے) بھئی سعید اس وقت ان خیالات کو جانے دو اور ایسی باتون کو کسے دوسرے وقت پر اٹھا رکھو کیونکہ ہر چیز کا موقع و محل ہوتا ہے۔

بارھوان باب (۱۲)

(قصر زہرا)

چنان ساخت این قصر گردون مثال
کہ اندیشہ رانیست در وے مجال

فقیہ وسعید چمنہائے خوشنما و باغیچہ ہائے پر فضا کو طے کرتے ہوئے محل زہرا مین پہونچے جو حسن وخوبی مین اپنا نظیر نہ رکھتا تھا جس کی صفت وثنا کے بیان مین زبان قلم بیکار جس کی صنعت ونقاشی سے مانی وبہزاد شرمسار۔ القصہ ایسے نقش ونگار وبیل بوٹے اس کی چھتون ودیوارون پر بنائے گئے تھے کہ قدرت خدا نظر آتی تھی۔ جا بجا ایسے ایسے خوبصورت ومزیب مجسمے حسب ضرورت باقاعدہ استادہ کئے گئے تھے جو زبان حال سے کہہ رہے تھے کہ فقط بولنے کی کسر ہے۔ منقش مینا کار حوضین مصفا وشیرین پانی سے بریز موجین مار رہی تھین جن کے کنارون پر مختلف الالوان گلکاریان کی گئی تھین غرضکہ وہان کی ہر چیز بجائے خود دلفریب ودلکش تھی زبان ناطقہ جس کے اوصاف بیان کرنے میں لال ہے جس قدر تعریف کی جائے بجا درست ہے غرضکہ عجب محل تھا۔

مصطفے ملبندی سے جس کے فلک منفعل
ریاض جنان جس کے آگے خجل

سعید محل کے پھاٹک ہی سے کھڑا ہوا ان ہوشربا عجائبات کی سیر کر رہا تھا اندر قدم رکھنے کی جرأت وہمت نہ پڑتی تھی۔ کیونکہ بے شمار دربان محل کے چہار سمت پاسبانی مین مصروف تھے۔ جن کی وردیان و لباس ایک ہی وضع وقطع کا تھا۔ نہایت مستعدی سے اپنے فرائض منصبی کو انجام دے رہے تھے۔ ہر ایک کے زیب کمر سنہرے جڑاو دستہ کی شمشیر آبدار تھی۔ ٹوپیوں مین خاص نستم کی کلغی ہوا کے جھونکون سے جھوم رہی تھی۔ اس شان وشوکت۔ رعب وجلال کو دیکھ کر سعید کی اور بھی ہمت پست تھی بلکہ اصل تو یہ ہے کہ اُس کے دل مین خوف وہراس نے گھیر لیا تھا۔ اور دل ہی دل مین کہتا تھا کہ جس محل کا بیرونی حصہ یہ زیب وزینت رکھتا ہے معلوم نہین کہ اُس کے اندرونی زیبائش وآرائش کا کیا عالم ہوگا جہان پر یہ خاص مہمان فروکش ہونگے طرح طرح کی تدابیر سوچا لیکن کوئی صورت اندر جانے کی نظر نہ آتی یہ اسی تردد کے دریا مین غوطہ زن تھا۔ کہ

ک دربان کی نظر فقیہ صاحب پر اتفاقاً پڑ گئی۔ اس نے خیال کیا کہ یہ تو امیر عبداللہ کے خاص احباب
ن سے ہین ان کو اندر جانے بھی دو چنانچہ ان کو بلا لیا۔ فقیہ صاحب معہ سعید کے محل کے اندر داخل ہوئے
ان سفرار قسطنطنیہ کے آمد کی تہنیت مین جلسہ منعقد ہونے والا تھا۔ یہ دونون بسرعت تمام آگے بڑھے اور
نگ مرمر کے چند خوشنما سیڑھیون کو طے کرکے ایک ایسے کمرہ مین پہونچے جس کے در و دیوار سقف وغیرہ
نقش سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ جس کی چمکدار زمین پر ایک نہایت ہی مکلف بہترین فرش بچھا ہوا تھا
تم کی نشست گاہین باقاعدہ موقع بموقع لگائی گئی تھین وسط کمرہ مین جڑاو تخت شاہی بچھا ہوا تھا جس مین
قسم قسم کے جواہرات زمرد و یاقوت وغیرہ کا کام اور بیش بہا چتر لگا یا گیا تھا عود و عنبر جا بجا جڑاو منقش
انگیٹھیون مین سلگ رہا تھا جس سے تمام کمرہ معنبر و معطر ہو رہا تھا۔ چونکہ ابھی تک امیر المومنین تشریف نہین
لائے تھے نہایت شدومد سے انتظار کیا جا رہا تھا بدین وجہ ان دونون کو بھی باہر ہی کھڑا رہنا پڑا دونون
اسی پس و پیش مین کھڑے ہوئے ادھر ادھر حیرت تک رہے تھے کہ دفعتاً سعید کی نظر یاسر پر پڑی جو
سعید کی طرف پہلے سے دیکھ رہا تھا اس نے اشارہ سے کہا کہ مین اندر جانا چاہتا ہون یاسر نے اس کے
پاس آکر کہا۔ کہ آپ بخوبی جانتے ہین کہ پادشاہ سلامت ہنوز تشریف نہین لائے ہین۔ یہ امر میرے
امکان سے بعید ہے کہ ان کے آنے سے قبل آپ کو اندر آنے کی اجازت دیجائے تاہم مین آپ کو
ایک تدبیر بتاتا ہون (ایک سمت اشارہ کرکے)، آپ صاحبان اسی دروازہ کی آڑ مین تشریف تشریف
ارزانی فرمائین۔ میرے خیال مین آپ اس مقام سے ہر آیند و روند کا بخوبی نظارہ کرسکتے ہین جس وقت
تمام لوگ آجائین آپ بھی ان کے ہمراہ چلے آئیگا اور فقہار کی صف مین جاکر بیٹھ جائیگا۔

چنانچہ سعید شادان و فرحان فقیہ صاحب کو ہمراہ لیے ہوئے اس دروازہ کی آڑ مین جاکر
کھڑا ہو گیا۔ اور ہر آنے و جانے والے کو دیکھتا تھا لیکن اس پر کسی کی نظر نہین پڑتی تھی۔ تھوڑی دیر کا بھی
عرصہ نہ گذرنے پایا تھا کہ ان کے کانون مین غیر معمولی آواز سنائی دی دونون خواجہ سرا مستعد ہوکر
مودب استادہ ہو گئے۔ فقیہ صاحب یہ خیال کرکے کہ امیر المومنین تشریف لا رہے ہین سہم سے گئے اور
بیم و ہراس ان پر طاری ہو گیا اور خوف کے آثار چہرہ سے ظاہر ہونے لگے۔

سعید۔ (فقیہ صاحب کا متغیر چہرہ دیکھ کر) معلوم ہوتا ہے کہ شاید امیر المومنین کی سواری آپہونچی

فقیہ۔ (اشارہ سے سر ہلا کر) ہان۔

(راوی)۔ جب امیر المومنین سامنے آپہونچے تو سعید نے فقیہ صاحب کو اس نظر سے دیکھا جس سے
پایا جاتا تھا کہ کچھ مزید معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے چنانچہ فقیہ صاحب نے اس کے مافی الضمیر کو سمجھ کر

زبان فیض ترجمان کو اس طرح وا کیا۔

فقیہ۔ (چپکے سے) اگر امیر المومنین کے دربار میں آپ کی آمد و رفت دس برس قبل سے ہوتی تو آج اس وقت دیکھتے کہ اس کی پوشاک وغیرہ میں کس قدر بین فرق ہو گیا ہے یہ چھڑی جو آپ اُن کے دست مبارک میں دیکھ رہے ہیں۔ خلافت کی چھڑی ہے اور انکو خلیفہ ہوئے ابھی مشکل سے دس سال ہوئے ہوں گے چنانچہ محض اسی وجہ سے عصائے خلافت زینت دست دستار خلافت زیب سر ہے بیش بہا چادر جسے سلطنت پناہ امیر المومنین اوڑھے ہوئے ہیں خلفائے سابقہ کا یہی دستور تھا خاندان بنی امیہ میں جس قدر خلیفہ گذرے ہیں شام کے وقت اسی قسم کے سفید چادر استعمال کیا کرتے تھے۔ چادر کے نیچے جو قبا امیر المومنین زیب جسم کئے ہوئے ہیں وہ بھی خلفائے بنی امیہ کی تقلید ہے۔ راوی فقیہ صاحب یہ گفتگو کرتے جاتے تھے اور ادھر اُدھر مڑ مڑ کر دیکھتے بھی جاتے تھے کہ کوئی سن تو نہیں رہا ہے لیکن اُس وقت تمام حاضرین کی نگاہیں خلیفہ کے جانب تھیں اس طرف کوئی بھی متوجہ نہ تھا بلکہ میدان بالکل خالی تھا سعید بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نہایت استعجاب سے امیر المومنین کو دیکھ رہا تھا بلکہ یہ کہنا بجا نہ ہوگا کہ ہمہ تن چشم حیرت بنا ہوا تھا خلیفہ عبدالرحمن نادر ایک گورے رنگ کا آدمی تھا۔ رخساروں پر جا بجا ہلکی ہلکی سرخی جھلک رہی تھی۔ نیلگوں تیز و تند آنکھیں۔ چہرہ سے رعب و جلال کے آثار نمایاں تھے پیشانی سے اقبال و تاجداری کا ستارہ چمک رہا تھا۔ خراماں خراماں چھڑی ٹیکتا ہوا تماشائیوں پر نظر احسان ڈالتا ہوا چلا آرہا تھا اگرچہ وہ بڈھا ہو گیا تھا لیکن اس کی دوربین نظریں اُس کی ذہانت و تیز طبعی کا پتہ دے رہی تھیں۔ سعید کی پر شوق نگاہیں سر سے تک اُس کی مرصع دستار پر جمی رہیں مگر جناب فقیہ صاحب قبلہ مارے خوف کے سہمے و سمٹے جا رہے تھے کہ کہیں امیر المومنین مجھے دیکھ نہ لیں۔

سعید۔ امیر المومنین کو جیسا میں خیال کرتا تھا ویسا نہیں پایا۔ باوجودیکہ اس کی ماں نصرانی ہے کوئی قیافہ شناس اس کے خلیفہ ہونے میں شک نہیں کر سکتا۔

تیرھوان باب (۱۳)

سفرائے قسطنطنیہ کا خیر مقدم

پیشوائی کے لیے دھوم ہے ہر سمت بپا
کون آتا ہے الٰہی مرے کاشانہ مین

فقیہ۔ (سعید سے) غالبًا تم کو معلوم ہوگا کہ خلفائے بنی امیہ و بنی عباس اکثر لونڈیون کے پیٹ سے گذرے ہین لیکن ہمارے امیر المومنین کی والدہ ماجدہ ایک خوبصورت نصرانیہ ہین جن کا نام نامی مریہ ہے

راوی۔ فقیہ صاحب و سعید کا سلسلۂ گفتگو ابھی ختم ہونے بھی نہ پایا تھا کہ حضور خلافت پناہ امیر المومنین تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوے تمام عمال محفل اپنے اپنے فرائض کے انجام دہی میں مصروف ہوگئے۔ اہل دربار کی بیش بہا زرق برق پوشاکین نگاہون مین چکاچوند ڈالے ہوے تھین لیکن سعید کی مشتاق نگاہین خلیفہ ناصر پر تھین اور وہ اُس کو بغور دیکھ رہا تھا۔ یکایک امیر المومنین کی نظر دروازہ کی طرف اٹھ گئی۔ تو چہرہ خندان سے آثار مسرت ظاہر ہونے لگے اور فطرتی تازگی و تابندگی کی جھلک رخسار ون پر دوڑ گئی۔ سعید سخت حیرت و استعجاب مین تھا کہ ابھی خلیفہ کی بے وجہ مسکرانے و خوشنود ہونے کا آخر کیا سبب ہے لیکن ولیعہد حکم کو آتے دیکھ کر اس کا تعجب دور ہوگیا اور سمجھ گیا کہ ولیعہد بہادر کی آمد امیر المومنین کی مسرت کا باعث ہے۔ ولیعہد کے بیش بہا لباس معطر نے تمام محفل کو معنبر بنا دیا۔ قیمتی پوشاک و قیافہ سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ولیعہد خلافت یہی ہے چہرہ سے متانت رعب و جلال شاہی ہویدا تھا چمکتی ہوئی کشادہ پیشانی بلند حوصلگی و جہانداری کا صاف پتہ دیتی تھی اور یہ شعر بھی سعدی علیہ الرحمہ کا اسی کے شایان حال ہے۔

بالائے سرش ز ہوشمندی
می تافت ستارہ بلندی

جب ولیعہد شاہی تخت کے قریب پہونچا تو سلطان نے اپنے قریب بلا کر جانب راست بیٹھنے کو جگہ دی اور اُسے دیکھ دیکھ دل ہی دل مین مسرور ہوتا رہا۔ واقعی اولاد بھی خدا کی ایک بہترین نعمتون مین سے ہے۔ اگر صالح ہو۔ میر انیس کیا خوب فرماتے ہین۔

ماں باپ کا دل غنچہ خندان ہے اسی سے
سب راحت و آرام کا سامان ہے اسی سے

اس کے چند ہی منٹ کے بعد خلیفہ کے دوسرے نور نظر امیر عبداللہ صاحب بھی رونق افروز ہوئے چونکہ اب کمرہ میں لوگون کا اجتماع بکثرت ہو گیا تھا۔ فقیہ صاحب کو گفتگو یا بات چیت کرنے کا موقع اچھا مل گیا۔ اور یہ بھی خوف نہ رہا کہ کوئی ہماری بات سن لیگا تو سعید کو مخاطب بنا کر اس طرح زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمانے لگے۔

فقیہ۔ جو صاحب ابھی ابھی تشریف لائے ہین یہی ہمارے سردار و آقا امیر عبداللہ صاحب ہین جناب سعید صاحب فرمایئے آپ انکو کن نگاہون سے دیکھتے ہین۔

سعید۔ اگر آپ مجھ سے سچ سچ پوچھتے ہین تو مین بلا قیل و قال کہنے کو طیار ہون۔ کہ جملہ حاضرین جلسہ مین میری نگاہون مین یہی بہتر و افضل معلوم ہوتے ہین۔ دیکھیے ناکس قدر سادگی پسند طبیعت واقع ہوئی ہے تصنع کا نام نظر نہین آتا۔ تقویٰ و پرہیزگاری کے منور ستارے پیشانی درخشان پر جھلک رہے ہین اگر شاہی قیود و پابندی امراسم سے یہ آزاد کر دیے جائین اور رسم و رواج سے مستغنی ہو جائین تو مین خیال کرتا ہون کہ انکو آپ سوائے جبہ و دستار کے ایسے وقیع و ناجائز بیش بہا لباس سے آراستہ و پیراستہ کبھی مزین نہ دیکھینگے

فقیہ۔ واللہ خوب سمجھا حقیقت مین واقعہ یہی ہے سعید تم تو بڑے صاحب نظر نکلے کیون نہ ہو روشن دماغی و تجربہ کاری کے یہی شایان شان ہے میرے خیال مین شاید تم کو قیافہ شناسی مین خاطر خواہ ملکہ و ید طولےٰ حاصل ہے۔ اس وقت کے علاوہ مین نے کبھی امیر عبداللہ صاحب کو ایسے لباس مین نہین دیکھا۔ بلکہ جب کبھی مکان پر دیکھا۔ اکثر سادہ لباس ہی پایا۔ ان مین ذرہ برابر بھی تمکنت و خود بینی کی بو نہین پائی جاتی زہد و تقویٰ کی یہ کیفیت ہے کہ ان کے مکان مین خواجہ سرا انکو آنے کی اجازت نہین۔ اگرچہ ان کے پدر بزرگوار ان تمام مکروہات دنیاوی مین مبتلا نظر آتے ہین تمام لوگون مین ان کے اتقاء پرہیزگاری کا عام طور سے شہرہ ہے لوگ انکو تارک الدنیا سمجھتے ہین جملہ علوم و فنون مین اچھی خاصی معلومات ہے۔

سعید۔ (قطع کلام کر کے) یہی تو ایک ایسا قابل قدر شخص ہے جس کی ہم کو ایک عرصہ دراز سے تلاش تھی کاش یہ خلیفہ بنا دیے جائین تو نظام سلطنت ایک اعلےٰ و بہترین پیمانہ پر نظر آنے لگے اور تمام اندرونی نقائص مین امید کرتا ہون کہ بہت جلد رفع ہو جائین۔ اور امور مملکت جو آجکل ناگفتہ بہ حالت اختیار کیے ہوئے ہین دفعتاً درست ہو جائین اور جس قدر خلافت کے نظم و نسق مین خرابیان پیدا ہو گئی ہین وہ بھی کالعدم

ہو جائین گے۔

فقیہ (چپکے سے سعید کے کان مین ابھی یہ موقع سیاسی معاملات مین حرف زنی وسخن رانی کا نہین ہے کوئی اور ذکر چھیڑو کیا تم نے نہین سنا ہے کہ (دیوارہم گوش دارد) بموجب شعر سعدی علیہ رحمہ یون سمجھے

زیر دیوار آنچہ گوئی ہوش دار

تا نہ باشد در پسِ دیوار گوش

امیر عبداللہ کے آنے کے بعد۔ تین شاہزادے۔ عبدالعزیز۔ اصبغ۔ مردان۔ بھی تشریف فرما ہوے۔ بادشاہ نے خواجہ سرا اون کو جو اس کام پر مامور تھے جن مین ہمارا دوست یاسر بھی تھا ارشاد فرمایا کہ ندا کرو کہ قبیلہ مروانکے تمام لوگ اندر آجائین۔ چنانچہ اس جماعت کے سرگروہ منذر۔ عبدالجبار اور سلیمان آئے اور تخت حکومت کے جانب چپ اپنی اپنی نشست گاہون پر متمکن ہوگئے اس کے بعد وزرا کی باری آئی وہ بھی حسب مراتب درجہ بدرجہ آگر فروکش ہوے۔ سب سے آخر مین فقہا کی آمد ہوئی انھیں مین عبداللہ ولیعہد بھی شامل ہوگئے اور سب کے سب حسب مراتب جاجا کر کرسیون پر بیٹھ گئے اسکے بعد شعرا نازک خیال کی باری آئی یہ بھی صف بصف اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوے۔ پھر فوجی لوگون نے علیحدہ علیحدہ اپنے پرے جمائے۔ اس وقت محفل کا سین قابل دید تھا وہ خوشنما منظر پیش نظر تھا جو نہ کبھی کانون سے سنا اور نہ آنکھون سے دیکھا۔ ہر طرف سکوت کا عالم تھا یہانتک کہ خود امیر المومنین شاہزادے خاموش تھے۔ دربار کی وہ عظمت و شوکت۔ وہ رعب وداب تھا کہ بام فلک کی نگاہین اسے بحسرت ویاس تک رہی تھین۔

تھوڑی دیر کے بعد یاسر دوڑتا ہوا آیا اور امیر المومنین کے روبرو دست لبستہ مودب کچھ عرض کرنے کی غرض سے کھڑا ہوگیا لیکن رعب جہانداری سے زبان کھولنے کی جرأت نہ پڑی۔ دونون ہاتھ باندھے ہوے سر جھکائے سامنے کھڑا رہا۔

خلیفہ۔ کہو کیا کہتے ہو۔

یاسر۔ حضور سفرا قسطنطنیہ تالب در آگئے ہین۔ حکم ہو تو انھین پیشوائی کر کے لے آون۔

خلیفہ۔ ہان ہان۔ جاؤ اور بلحاظ مراتب لے آؤ۔

راوی۔ یاسر یہ حکم پاتے ہی بغرض استقبال سفرا الٹے پاون دربار سے دروازہ کی طرف واپس گیا۔ حاضرین دربار کی پرشوق نگاہین یاسر کے ساتھ ساتھ تالب در نہایت تیزی و سرعت سے پہونچین کیونکہ دیر سے آنے ہوے مہمانون کی مشتاق دیدار تھین،،

تھوڑے عرصہ کے بعد جب ہاشمران لوگوں کو اپنے ہمراہ لیے داخل دربار ہوا تو جملہ حاضرین محفل کی نظریں انھیں کے جانب تھیں وہ لوگ شمار میں بہت زیادہ نہ تھے بلکہ معدودے چند تھے۔

جس نے دربار میں سب سے پہلے قدم رکھا وہی ان میں سب کا افسر تھا۔ اُس نے بغرض تعظیم شاہی اپنی ٹوپی اتار لی جس کی اتباع اُس کے چار ساتھیوں نے کی جیسے ہی ان کی نگاہ تخت شاہی پر پڑی اور اس کے قریب پہونچے تو تعظیماً سربسجود ہو گئے پھر اٹھ کر دو چار قدم آگے بڑھے اور پھر سجدے میں جھکے اسی طرح چندبار انھوں نے رسوم شاہی ادا کیے لیکن اُن میں سے ایک شخص جو اپنے ہاتھوں دریائی پوشاک کا ایک نادر تحفہ لیے ہوئے سجدہ نہیں کیا بلکہ ہر بار وہ اپنے سر کو کسی قدر خم کر دیتا تھا جب یہ لوگ تخت شاہی کے قریب پہونچ گئے۔ تو سب لوگ ہٹ گئے لیکن ان کا افسر اور آگے بڑھا اور خلیفہ ناصر نے اسے منع کر دیا اور کہا کہ آپ سب لوگ سامنے مسندیں لگی ہوئی ہیں ان پر تشریف رکھیے۔ یہ مسند تقریباً تخت سے دس گز کے فاصلہ پر انھیں کے لیے آراستہ کی گئی تھیں تمام ادر سفراء بیٹھ گئے لیکن جس کے ہاتھ میں تحفہ تھا وہ کھڑا رہا

چودھواں باب ۱۴

تحفہ

تھوڑے عرصہ کے بعد امیر المومنین نے سفراء قسطنطنیہ سے بذریعہ ترجمان گفتگو شروع کی سفیر دل کا سردار اپنی جگہ سے اٹھا اور اپنے ہمراہی سے تحفہ لیکر بعد ادائے مراسم شاہی خلیفہ کی خدمت میں پیش کیا خلیفہ نے خواجہ سرا کو حکم دیا کہ اسے کھولے جب سے کھولا تو اس میں سے ایک چاندی کی خوبصورت صندوقچی نکلی جس پر سونے کا آئینہ دار غلاف چڑھا تھا اُس پر شاہ قسطنطین کی تصویر بنی تھی جس وقت صندوقچی کھولی گئی تو زبان یونانی سنہرے حرفوں میں نیلگوں کاغذ پر لکھا ہوا ایک خط نکلا۔ یہ خط قسطنطین بن سیون نے بھیجا تھا اور اس میں سے بزبان یونانی مختلف الالوان کاغذ پر روپہلے حرفوں میں لکھی ہوئی ایک فہرست نکلی خلیفہ عبدالرحمٰن ناصر نے وہ دونوں خط اٹھا لیے اور ورق گردانی کرنے لگا۔

پہلے خط کے کھولنے سے سونے کی ایک مہر نکلی جس کے ایک سمت مسیح علیہ السلام اور دوسرے سمت

ولیعہد قسطنطین و شہریار قسطنطین کی خوشنما تصویر تھی۔

جو فہرست ہم اوپر ذکر کر آئے اسمین تحفہ جات و ہدایا کے مفصل نام درج تھے۔

حاضرین جلسہ کی مشتاق نگاہین اسی سمت نگران تھین اور اس کے سننے کے لیے گوش بر آواز تھے۔

اولاً ترجمان نے باواز بلند آئے ہوے خط کا ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ جس مین امیر المومنین کا القاب و آداب اور بھیجنے والے کا نام و نشان تھا خلیفہ نے اسے سنکر ترجمان کو حکم دیا کہ اسے احتیاط سے رکھوا دے مجھے تحفہ جات کی فہرست پڑھ کر سناو۔ جب فہرست پڑھی گئی تو امیر المومنین بہ نسبت اور اشیاء کے ایک بہترین کتاب کا نام سنکر بہت خوش ہوے۔ یہ کتاب علوم نباتات کے مفصل بیان مین مصنفہ (دیسقوریدس) تھی مصنف مذکور اس فن مین ید طولیٰ رکھتا تھا خلیفہ نے ارشاد کیا کہ اس کتاب کو لاؤ دیکھین تو کہ اسمین کیا لکھا ہے۔

چنانچہ کتاب مذکور لاکر کھولی گئی تو زبان یونانی نکلی اور اس مین تمام نباتات کی تصویرین تھین۔

اسی کتاب کے ہمراہ ایک کتاب مصنفہ (ہروشیوس) بھی آئی تھی جس مین واقعات روم کے علاوہ دنیا بھر کے بادشاہون کے حالات اور زمانہ بھر کی خبرین بزبان لاطینی درج تھین منجملہ دیگر امور کے شاہ قسطنطین کے خط مین یہ بھی تحریر تھا کہ دیسقوریدس کی کتاب اسی وقت فائدہ رسان ثابت ہو سکتی ہے جب کوئی ایسا شخص ہو جو زبان یونانی اور خواص ادویہ سے بخوبی ماہر ہو اگر آپ کی سلطنت مین کوئی ایسا قابل فخر شخص موجود ہے تو آپ بیشک اس لاجواب کتاب سے کثیر فائدہ اٹھا سکتے ہین اور کتاب مصنفہ (ہروشیوس) کے متعلق مجھے وضاحت سے تحریر کرنے کی کوئی ضرورت بھی نہین معلوم ہوتی کیونکہ آپ کی سلطنت مین اس کے سمجھنے والے بہت موجود ہون گے اور زبان عربی مین ترجمہ بھی کر دین گے۔ جب ناصر ان کتابون کے اوصاف اور ان کے فوائد سے واقف ہو گیا تو دل ہی دل مین نہایت مسرور ہوا اور اپنے اقبال پر فخر کرنے لگا۔ خلیفہ تو ادھر کتابون کے ذکر اذکار مین مشغول تھا ادھر سعید فقیہ سے رہ رہ کر بات چیت کرتا جاتا تھا۔

جیسے ہی تحفہ جات کا معائنہ ختم ہوا تو سعید نے فقیہ صاحب کے چہرہ کو دیکھا کہ بالکل زرد تھا اور ہوائیان اڑ رہی تھین سمجھ گیا کہ ان کے دل مین شاید اس وجہ سے خوف طاری ہو گیا ہے کہ اب مجھے ایڈریس سنانا پڑے گا۔ سعید کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ فقیہ صاحب نے پیش قدمی کر کے دریافت کیا۔

فقیہ۔ (سعید سے) اب امیر المومنین مجھے خطبہ سنانے کا حکم ضرور دینگے ذرا میرا اشارہ تو ملاحظہ فرمائیے کہ کیا صورت حال ہو گی۔

راوی۔ سعید کتاب نجوم اور حاضرین دربار کو بار بار دیکھتا ہی رہا کہ یکایک کمرہ سے آواز آئی کہ فقیہ اب

عبداللہ صاحب اپنا ایڈریس سنائین اور یہ آواز ولیعہد (حکم) کی معلوم ہوتی تھی حکم نے بحکم خلیفہ فقیہ صاحب کو اس کے لیے پہلے ہی منتخب کر رکھا تھا کیونکہ فقیہ صاحب اپنی قابلیت کے متعلق بہت دون کی ہانکا کرتے تھے۔ جیسے ہی ابن عبداللہ کے کانون مین یہ صدا گونجی ہاتھون کے طوطے اُڑ گئے بغلین جھانکنے لگے گرگرتے تو تیاکرتے چار و ناچار۔ قہر درویش بر جان درویش۔ اسٹیج پر لرزتے کانپتے پہونچے۔ چہرہ کا رنگ اُڑ کر زرد پڑ گیا تھا آواز بند تھی۔ گویا کسی نے زبان پر مہر لگا دی تھی ایڈریس کا ایک لفظ بھی یاد نہ آیا شرم و حجاب سے کاٹو تو جسم مین ایک قطرۂ خون تک نہ تھا۔ رعب دربار و حاضرین سے بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے سعید بسرعت تمام ان تک پہونچا اور ان کے ہوشیار کرنے کی تدابیر عمل مین لانے لگا۔ خدا خدا کر کے جب فقیہ صاحب نے آنکھین کھولین تو سعید نے انھین اٹھا کر بٹھایا۔ پھر اسمٰعیل نے حاضرین جلسہ مین سے اٹھکر لکچر دیا۔ ان کے بیان کرنے کے بعد فقیہ منذر ابن سعید نے بھی ایک بے مثل مبسوط جامع تقریر کی جس سے اہل محفل نہایت محظوظ ہوئے اور تھوڑے عرصہ کے بعد وہ شہر کے قاضی القضاۃ کر دیے گئے شعرار کی قصائد خوانی کے بعد دربار برخاست ہوا اور لوگون نے اپنے اپنے گھرون کا راستہ لیا۔

پندرھوان باب (۱۵)

تغیر

سعید نے فقیہ ابن عبداللہ کے رنج و غم مین نہایت ہمدردی سے ساتھ دیا اور یون کہا۔

سعید۔ بخدا مجھے پہلے ہی سے اس بات کا ڈر لگا ہوا تھا کہ کہین آپ پر رعب مجلس نہ طاری ہو جائے جس وقت آپ نے مجھ سے ستارہ کے متعلق دریافت کیا تھا تو مین نے سمجھ لیا تھا اور اسی وجہ سے مین نے جواب کے دینے مین پس و پیش کیا تھا۔

فقیہ۔ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ آخر اُس وقت مجھے ہو کیا گیا تھا کہ ایک لفظ تک نہ یاد آیا۔ شاید یہ بھی کوئی ستارہ کا پھیر ہوگا۔ جہانتک میرا خیال ہے یہ سب اسمٰعیل کی وجہ سے وقوع مین آیا۔

سعید۔ یہ سب کچھ کیا دھرا منذر ابن سعید کا ہے۔ بھلا اس مین بیچارے اسمٰعیل کا کیا قصور۔ واللہ دنیا بھی عجیب حیرت کا مقام ہے کہ فقیہ ابن عبداللہ سے فاضل کو تو لرزہ آجائے اور بول بند ہو جائین۔ اور

منذر ابن سعید صاحب گو کہ سبقت لیجائین جس امر نے مجھے خاص طور سے تکلیف پہونچائی ہے وہ یہ ہے کہ ...... (چپ ہو جاتا ہے۔

فقیہ۔ تمہاری جگہ پر اگر کوئی اجنبی شخص ہوتا تو میرے فضل و کمال مین ضرور شک کرتا۔ لیکن تم تو اس سے قبل میرا ایڈریس سنا چکے ہو اس مین شک نہیں کہ کوئی وجہ خطبہ کے وقت میری زبان بند ہو جاتے مین ضرور ہے

سعید۔ کچھ بھی ہو لیکن یہان اور ہی بات ہے۔...... اب اسوقت اسے جانے بھی دیجئے۔

فقیہ۔ کچھ کہو تو سہی آخر معاملہ کیا ہے؟۔

سعید۔ جناب بات تو یہ ہے کہ ولیعہد صاحب........ اب آگے مین کیا کہون گا..... ممکن ہے کہ مین نے غلط سمجھا ہو۔

فقیہ۔ نہین نہین جو کچھ سنا ہے کہہ بھی ڈالو۔ چھپانے سے کیا فائدہ۔

سعید۔ جب آپ بیہوش ہوگئے ہین اور منذر ابن سعید نے بیان کیا ہے تو ولیعہد صاحب نے اسوقت یہ فرمایا تھا کہ یہی اس کا مستحق ہے ابن عبداللہ کو کوئی حق نہین ولیعہد کی اس گفتگو سے سمجھ مین نہین آتا کہ آخر اس کا کیا مطلب تھا۔

فقیہ۔ بھئی سعید آخر تم اسقدر پریشان کیون کرتے ہو کہہ بھی ڈالو تم تو اکثر پوشیدہ امور بھی بتا دیا کرتے ہو

سعید۔ میرا خیال ہے کہ وہ اس وقت قاضی القضاۃ ہونے کا مستحق سعید ابن منذر ہی کو سمجھتے تھے۔

فقیہ۔ دوست کوڑی تو تم دور کی لائے اور منذر کو یہ عہدہ بھی ضرور ملے گا۔ خیر خدا انھین مبارک کرے

سعید۔ (مسکرا کر) دور کیون جایئے آپ اسی کو ملاحظہ کر لیجیے کہ امیر عبداللہ مین خلافت کی زیادہ قابلیت ہے یا حکم مین میرا جہانتک خیال ہے وہ یہ ہے کہ حکم امیر عبداللہ کے پاسنگ کے برابر نہین۔

راوی۔ سعید کی اس تقریر سے ولیعہد کی طرف سے ابن عبداللہ کے دل مین میل آگیا کیونکہ حکم نے فقیہ صاحب کے تمام منصوبون پر پانی پھیر دیا تھا بدین وجہ اس کے سینہ مین آتش حسد شعلہ زن ہوگئی اور اصل حقیقت کے سمجھنے مین اندھا ہوگیا۔ اپنی اس ناگفتہ بہ ناکامی کو گردش زمانہ پر تعبیر کیا سعید کی گفتگو نے اسکے دل مین اچھا خاصہ اثر کر لیا اور فقرہ فقرہ دل نشین ہوگیا۔ اور وہ اپنے کو مظلوم حکم کو ظالم تصور کرنے لگا اور اس فکر مین مبتلا ہوگیا کہ حکم سے انتقام کی کون تدبیر نکالے چونکہ یہ تمام رخنہ اندازیان۔ وفتنہ پردازیان سعید کی کی دھری تھین اور فقیہ کے جذبات سے بھی وہ اچھی طرح واقف ہوگیا تھا یکایک کسی آنے والے شدید خطرہ نے اسے چونکا دیا اور دل ہی دل مین خوف کھانے لگا کہ کہین اس کی خبر حکم کو نہ ہو جائے تو لینے کے دینے پڑ جائین پھر کچھ سوچکر مطمئن ہوگیا اور کہنے لگا مین تو ایک معمولی کتب فروش ہون مجھے

امور مملکت و سیاست سے کیا سروکار اور نہ مجھ پر اس کے متعلق کسی طرح کا اشتباہ ہو سکتا ہے ناحق کی پریشانی دور دوسری ان خیالات فاسدہ سے مول لے رہا ہون۔

فقیہ نے دل مین خیال کیا کہ آخر سعید نے یکایک اپنا روئے سخن کیون پھیر لیا اور اس کی وجہ کیا ہے کچھ سوچکر کہنے لگا

فقیہ۔ یہ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ حکم مین اس کی صلاحیت نہین اُس کے متعلق تو تم سے زیادہ مجھے معلومات ہونا چاہئے کیونکہ میرا اور اسکا بہت سابقہ رہا ہے۔

سعید۔ جناب آپ اپنی ہمراہی و معلومات کو رہنے دیجئے ان کے حالات سے جس قدر مجھے واقفیت حاصل ہے میرے خیال مین آپ اتنا نہ واقف ہون گے کیونکہ وہ لوگون سے گریز کرتے ہین خصوصاً گروہ فقہاء سے چونکہ ان کے زیر مطالعہ زیادہ تر کتب فلسفہ رہتی ہین بدین وجہ ان کو علماء مذہب سے روز بروز تنفر ہوتا جاتا ہے۔

فقیہ۔ (جوش مین آکر) فلسفہ کی کتابین دیکھتا ہے یہ تو شان خلافت و سرداری سے سراسر بعید و خلاف ہے خدا ایسے فلسفی خلفاء سے بچائے خلفاء کو تو ایسا ہونا چاہیئے کہ وہ فلسفیون کے اقوال کی تردید کرین

سعید۔ اب مجھے اجازت مرحمت فرمایئے۔

راوی۔ سعید و فقیہ وہان سے اٹھکر اُس کوٹھے کے دروازہ تک پہونچے جہان خچرون کو . . . آئے تھے۔

فقیہ (سعید سے) اب مین آپ سے رخصت ہونا چاہتا ہون۔

سعید۔ اچھا اب یہ تو بتایئے کہ مین کتاب عقد الفرید لیکر کب امیر عبداللہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہون

فقیہ۔ دو دن کے بعد۔ کیا آپ کو موصوف کا مکان معلوم ہے۔

سعید۔ جی ہان کہان ہے۔

فقیہ۔ محل مروان مین جو قرطبہ سے باہر ہے۔

سعید۔ مین اُسے جانتا ہون . . . . فی امان اللہ . . . .

فقیہ۔ اس امر کے متعلق انشاءاللہ پھر کسی وقت مفصل گفتگو کرون گا مگر ہان سنیئے تو اس مرتبہ عابدہ کو اپنے ہمراہ ضرور بالضرور لائے گا کیونکہ مین امیر صاحب سے اسکا ذکر کر چکا ہون اور وہ مشتاق دیدار بھی ہین

سعید۔ بسر و چشم

راوی۔ سعید اتنا کہکر خچر پر سوار ہوا اور اپنے گھر کا راستہ لیا۔

سولھواں باب

شفیق راہ میں

تیز رکھنا سر ہر خار کو اے دشت جنوں
شاید آ جائے کوئی آبلہ پا میرے بعد

فقیہ سعید سے رخصت ہونے کو تو ہو لیا لیکن دل میں یہ تمنا تھی کہ تھوڑی دیر اور بات چیت ہوئی ہوتی کیونکہ دربار میں سخت ندامت ہوئی تھی۔ اس وقت اس سے اور سعید سے۔ ولیعہد حکم اور اس کے والد کی مخالفت میں گفتگو ہو رہی تھی اور جب سے اسے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ ولیعہد فلسفہ کی کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے کٹ ملاؤں کو اور بھی اعتراضات کا موقع ہاتھ آ گیا اور قسم قسم کی تدابیر کرنے لگا۔ اس نے بلا سوچے سمجھے اس خیال کو ذہن نشین تو کر لیا لیکن اس پر مطلق نہ توجہ کی کہ پہلے اس کو جانچ لینا چاہئے کہ سعید صحیح کہتا ہے یا نہیں انھیں خیالات میں فقیہ نے راہ کا بہت حصہ طے کر لیا اور مطلق علم نہ ہوا کہ مجھے خچر کہاں لئے جاتا ہے جس وقت دریا کے پل پر پہونچا قریب تھا کہ دریا میں جا رہے کہ سائیس نے بہت سنبھالا اور فقیہ کی نظر اس مجمع پر تھی جو جلسہ سے واپس آ رہے تھے۔ بہرحال فقیہ صاحب کا خچر دریا کا پل طے کر کے امیر عبداللہ کے دہان قصر مردان تک پہونچ گیا مگر یہ بندہ خدا پھر بھی نہ چونکے یکایک ہوش میں جو آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے قصر مردان ہے خچر کو ٹھہرا کر کے امیر عبداللہ سے ملنے کا ارادہ کیا لیکن سبب یہ معلوم ہوا کہ امیر عبداللہ ابھی تک جلسہ سے واپس نہیں آئے ہیں خچر کی باگ اپنے مکان کی طرف پھیر دی۔

تھوڑی راہ طے کرنے کے بعد خچر سے اتر کر باغ میں پہونچ گئے وہاں کپڑے وغیرہ اتار کر کچھ دیر آرام کرنے کی غرض سے لیٹ رہے۔ چند منٹ کے بعد باورچی آیا اور کہنے لگا سرکار کھانا طیار ہے حکم ہو تو حاضر کیا جائے۔ فقیہ صاحب کھانے کو بھی بھولے بیٹھے تھے باورچی کے کہنے سے آپ کو کھانے کا خیال آیا۔ اور کہنے لگے ارے آج ابھی تک کھانا ہی نہیں کھایا۔ بھئی واہ میں بھی عجیب شخص ہوں۔ پھر اٹھے اور کھانا کھا کر اپنی آرام گاہ پر واپس آئے ملازم سے اچھی طرح فہمایش کر دی خبردار کسی کو آنے نہ دینا ورنہ میرے آرام میں خلل ہو گا۔ لیکن اصل کیفیت یہ تھی کہ فقیہ صاحب بوجہ شرم و حجاب کے کسی سے ملنا نہیں چاہتے تھے سمجھتے تھے کہ لوگ مجھے تحقیر سے دیکھیں گے اور اس بے موقع ندامت پر میرا مضحکہ اڑائیں گے مگر فقیہ

صاحب کو یہ بیکار کا وہم تھا کیونکہ اُن کے دل مین یہ خیال جم گیا تھا کہ آج کے اڈریس نہ بیان کرسکنے سے میرے علم و فضل پر دھبا لگ گیا۔

اسی اُدھیڑبن مین نیند بھی نہین آئی جو کچھ کھانا وغیرہ کھایا ہضم نہ ہوا ور ترات دماغ پر چڑھنے لگے اور یہ بھی فکر دامنگیر تھی کہ امیر عبداللہ کے روبرو مین اپنے فضل و کمال کا جو ذکر کیا کرتا تھا۔ اب ان کے دل سے بھی وقعت جاتی رہی ہوگی۔ اور وہ خدا جانے کیا کیا خیال کرتے ہونگے۔ لہذا اب کوئی ایسی تدبیر نکالنا چاہیئے انکو جو بدظنی میری طرف سے ہوگئی ہے وہ دور ہو۔

اس بدظنی دور کرنے کے لیے فقیہ صاحب نے یہ تدبیر سوچی کہ امیر عبداللہ سے یہ کہنا چاہیئے۔ کہ قبل اس کے مین تقریر کرون۔ کچھ ایسا واقعہ پیش نظر تھا جس سے میرے آئے ہوئے ہوش وحواس گم ہوگئے تھے اور مین اپنے آپے مین نہ تھا جیسے ہی یہ تدبیر ان کو سوجھی۔ فرط مسرت سے اُچھل پڑے مارے خوشی کے پھولے نسمائے تھے اس وقت دوپہر ڈھل چکی تھی۔ آرام گاہ سے اٹھکر کپڑے پہنے ہی تھے۔ کہ اتنے مین خواجہ سرا آیا اور کہنے لگا کہ خچر کسوایے امیر عبداللہ صاحب یاد فرماتے ہین۔ چنانچہ خچر کسا گیا۔ اور فقیہ صاحب نے سوار ہو قصر مردان کا راستہ لیا۔

امیر عبداللہ ایک جوان اور صاحب فضل و کمال شخص تھا اس کے اوصاف جسقدر بیان کیے جائین بجا و درست ہین وہ علمار و فضلار سے زیادہ محبت رکھتا تھا۔

سترھوان باب

(امیر عبداللہ)

قصر مردان ابن عبداللہ کے مکان سے کچھ زیادہ فاصلہ پر نہ تھا جاتے تو پیدل چلے جاتے۔ اکثر پیادہ جایا ہی کرتے تھے۔ مگر آج خیالات جلسہ مٹانے کی غرض سے خچر پر سوار ہو کر اکڑتے پڑتے چل کھڑے ہوئے حدیقۃ القصر کے دروازہ پر جب پہونچے تو دربان نے فوراً دروازہ کھولا فقیہ صاحب معہ خچر وسائیس کے اندر داخل ہوئے۔ جب خاص محل کے دروازہ پر پہونچے تو ایک خوبصورت مقرب خواجہ سرا کو استادہ پایا جس کا نام سابر تھا اُسنے بڑھ کر سلام کیا۔

فقیہ کیا امیر صاحب تشریف فرما ہین

سایر۔ جناب وہ تو کتب خانہ مین بیٹھے ہوے کتب بینی مین مصروف ہین۔ مین اطلاع کئے دیتا ہون

فقیہ۔ اطلاع کی ضرورت نہین میرے لئے کوئی روک نہین ہے چلو مین تمہارے ہمراہ چلتا ہون۔

راوی۔ جہان مکلف فرش بچھا ہوا تھا فقیہ صاحب و سایر دونون پہونچے فقیہ صاحب تو فرش پر متمکن ہو گئے اور سایر امیر عبد اللہ صاحب کو خبر دینے چلا گیا۔ یہان فقیہ صاحب کے دل مین قسم قسم کے خیالات پیدا ہونے لگے کہ دیکھئے اب کیا گذرتی ہے اتنے مین امیر عبد اللہ صاحب ایک کتاب ہاتھ مین لے ہوے تشریف لائے فقیہ صاحب سروقد تعظیم کو کھڑے ہوے اور جھک کر سلام بجا لائے۔ فقیہ امیر صاحب کے چہرہ پر کسی قسم کا تغیر نہ پاکر بہت خوش ہوے اور سوچنے لگے کہ کیونکر گفتگو کا آغاز کیا جائے جس سے مجھ پر کوئی حرف نہ آئے چنانچہ یون سلسلہ کلام شروع کیا۔

فقیہ۔ جناب کے دست مبارک مین آج تو یہ کوئی نئی کتاب معلوم ہوتی ہے۔

امیر۔ ہان یہ بالکل نئی کتاب ہے اور اس کا مصنف بھی ابھی حین حیات ہے۔

فقیہ۔ ٹائٹل پیج دیکھا مجھے تو نہین یاد پڑتا کہ مین نے یہ کتاب آپ کے کتب خانہ مین آج سے پہلے دیکھی ہو۔

امیر۔ واقعی آپ ٹھیک کہتے ہین۔ یہ کتاب ابھی ابھی مجھے دستیاب ہوئی ہے۔

فقیہ۔ بھلا یہ ابھی کہان سے آگئی۔

امیر۔ میرے بھائی۔ ولیعہد حکم نے بھیجی ہے جس کا ذکر انھون نے مجھ سے دربار ہی مین کیا تھا۔

راوی۔ حکم اور دربار کا نام سن کر فقیہ صاحب کے دل مین طرح طرح کے وحشت ناک خیالات اپنا عمل دخل کرنے لگے لیکن انھون نے ان خیالات کو بہت دبایا اور اپنے چہرہ پر اُن کا اثر ظاہر ہونے نہ دیا

فقیہ۔ کیا جناب اس کے مصنف ابھی زندہ ہین۔

امیر۔ ہان ابتک زندہ و قرطبہ مین موجود ہین مین نے صبح اُن کی تقریر بھی سنی تھی۔

فقیہ۔ (چونک کر) میرا خیال ہے کہ اس کتاب کا مصنف اسمٰعیل ابن قاسم ہے مجھے معتبر ذرایع سے معلوم ہوا ہے کہ انھون نے اکثر ممالک کی سیاحی کے بعد یہ کتاب ولیعہد حکم کے لیے تصنیف کی ہے واقعی یہ کتاب اچھی ہے۔

امیر۔ اس کتاب کو اسمٰعیل نے خود ہی بھائی صاحب کی خدمت مین پیش کی تھی انھون نے مجھ سے اس کا ذکر کیا تھا بلکہ اس وقت بھیج بھی دی اگر مجھے پسند آئی تو میں بھی اس کی ایک نقل اپنے کتب خانہ مین رکھ لون گا

فقیہ۔ (کچھ غور کے بعد) یہ کیسی لغو بات ہے انھون نے امیر عبد اللہ کی خدمت مین اس کتاب کو کیون نہین پیش

کیا۔ کیا یہ قدر دان علم نہین ہین۔

امیر۔ (مسکرا کر) واللہ اعلم بالصواب مجھے تو کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی .... کیا آپ خیال کرتے ہین کہ بھائی صاحب قدر دان علم و اہل علم نہین ہین۔

فقیہ۔ شانہ ہلا کر) جی ہان وہ تو خلقی سب کچھ جانتے ہین۔ اگر اس قابل نہ ہوتے تو ولیعہد کیون بنائے جاتے

امیر۔ ممکن ہے کہ اسمٰعیل نے ان کے ولیعہد ہونے کا خیال کر کے خوشامد مین ایسا کیا ہو یہان لیاقت وغیر لیاقت کا تو کوئی ذکر نہین ہے چونکہ وہ ہمارے بڑے بھائی ہین بدینوجہ ولیعہد بنادیے گئے۔

فقیہ۔ عمر مین بڑا ہونا شرط خلافت نہین ہے بلکہ قابلیت کا لحاظ خیال کرنا چاہیے۔

بزرگی بعقل ست نہ بسال

اسی کا خیال کر کے اکثر متقدمین خلفاء نے اپنی چھوٹی اولاد کو خلیفہ باعتبار لیاقت وقابلیت بنایا ہے۔

اٹھارہوان باب (۱۸)

چغل خوری

میان دو کس آتش افروختن

نہ عقل ست خود در میان سوختن

امیر عبداللہ فقیہ صاحب کے کلام سے اُن کے مافی الضمیر کو سمجھ تو گئے لیکن بوجہ اعتقاد قدیم کے جو اُن کو فقیہ صاحب سے تھا کوئی بات خلاف شان نہین کہہ سکتے تھے۔

امیر۔ جن خلفاء متقدمین نے اپنی بڑی اولاد کو خلیفہ نہیں بنایا ہے تو اُن اولاد مین شرائط خلافت وجہانداری کما حقہ نہین پائی جاتی تھین۔

فقیہ۔ کیا جناب کو خلافت کی شرطین یاد ہین۔

امیر۔ مجھے یاد ہین۔ دس شرطین ہین۔

فقیہ۔ کیا ان شرائط مین یہ بھی کوئی شرط ہے۔ کہ خلیفہ سوائے اپنی بڑی اولاد کے دیگر اولاد کو خلیفہ

نہین بنا سکتا۔

امیر۔ ہرگز نہین۔ بلکہ یہ ہونا چاہیے کہ اگر خلیفہ کی کوئی اولاد بھی اس قابل نہ ہو تو اس صورت مین تمام رعایا کو اختیار ہے کہ جسے اسکا اہل سمجھے اُسے خلیفہ بنا دے۔ اور جو آپ یہ عرصہ سے سنتے چلے آرہے ہین کہ خلیفہ کے بعد خلیفہ کا بیٹا وارث خلافت ہوتا ہے۔ یہ اس وقت سے رائج ہو گیا ہے جب سے عام لوگون نے قوانین اسلام سے روگردانی کی ہے۔

فقیہ۔ آپ شرائط مین سے اہم شرطون کو بیان فرمایئے۔

امیر۔ پہلی اہم شرط یہ ہے کہ بموجب قوانین شرعیہ دین کی حفاظت کرنا اور منکران دین کو حجج و براہین سے راہ راست پر لانا اگر اسپر بھی وہ اپنے اعمال و افعال سے باز نہ آئین تو حدود شرعی کا ان پر نفاذ کرنا۔

فقیہ۔ بس اسی قدر کافی ہے.... تو کیا یہ شرط ہمارے ولیعہد صاحب مین پوری طرح سے پائی جاتی ہے۔

امیر۔ (فقیہ صاحب کے بے تکے اعتراض سے متحیر ہو کر) کیون نہین۔ خیر اس وقت اس معاملہ کو جانے بھی دیجیے۔

فقیہ۔ جناب یہ ڈھکوسلا ہے جانے والے کا نام نہ لیجیے اگرچہ آپ کو ہر طرح کا اختیار ہے لیکن اب مین سالہا سال کے غیظ و غضب کو نہین ضبط کر سکتا۔

امیر۔ آپکو یہ غیظ و غضب کس سبب سے ہے۔

فقیہ۔ اگر جان بخشی ہو تو عرض کرون۔

امیر۔ فرمایئے.... کچھ تردد نہ کیجیے۔

فقیہ۔ جب سے حکم صاحب ولیعہد ہوئے ہین مجھے اُسی زمانہ سے ایک الجھن سی تھی رہ رہ کر یہی خیال پیدا ہوتا تھا کہ اس کے مستحق تو امیر عبداللہ صاحب تھے یہ الٹا معاملہ کیسے ہو گیا مجھے امید ہے کہ جناب میری خدمت قومی اور صاف باطنی پر خیال کر کے ضرور میرے سچے جذبات کے ہم آہنگ ہونگے۔ اور آپ پر یہ بھی بخوبی روشن ہے کہ ولیعہد میرے ایک دیرینہ محسن ہین اور انہین کی وجہ سے مین نے ملک کے اعلی طبقہ مین رسوخ حاصل کیا اب تھوڑے زمانہ سے جناب کے خرمن کا خوشہ چین ہون مین نے بخوبی آپ دونون بھائیون کی لیاقت و قابلیت کا اندازہ کر لیا اُس کے بعد یہ رائے صادقہ قائم کی جب کبھی مجھ کو اس کا خیال آجاتا تو نہایت اضطراب و بےچینی مین مبتلا ہو جاتا۔ لیکن جس وقت سے مجھے جلسہ مین یہ ندامت حاصل ہوئی ہے اُس وقت سے اسوقت تک اس سکے نہ ظاہر کرنے سے مجبور ہون۔ مین کل ایک لفظ بھی نہین ادا کر سکا۔ آپ نے اپنے دل مین

خیال ہوگا کہ یہ ناقابل شخص ہے لیکن اس سے قبل مین کئی بار لکچر دیچکا ہون جس کا علم یقین ہے کہ آپ کو بھی ہوگا جلسہ مین میرے بیہوش ہوجانے کا یہی سبب تھا کہ وہان اہل محفل کے خیالات حکم کو ولیعہد بنانے کے متعلق تھے اور مین نے آپ کو منتخب کیا تھا جب مین نے دیکھا کہ میری امید بر آتے نہین معلوم ہوتی تو دل مین ایک قسم کا ہیجان شروع ہوگیا مین اپنے آپے مین نہ رہا یہانتک کہ بیہوش ہوگیا۔

راوی - جب امیر عبداللہ صاحب نے فقیہ صاحب کا کلام معجز نظام سماعت کیا تو اور بھی ان کے معتقد ہوگئے لیکن اپنی طباعی سے باز نہ آکر یون رطب اللسان ہوے۔

امیر - جناب نے اس وقت جو کچھ ارشاد فرمایا یہ محض آپ کے ذاتی بغض و عناد کی وجہ سے تھا نہ کہ قرین مصلحت و انصاف - آپ کو ایسا ہرگز زیبا نہین کہ ولیعہد کے متعلق ایسے ناشایستہ و نازیبا کلمات استعمال فرمائین اور آپ کی شان علم سے بھی بعید ہے اگر آپ کا مین صدق دل سے معتقد نہ ہوتا تو کبھی اس قسم کی گفتگو برداشت نہین کرسکتا تھا جناب من حکم مجھ سے جملہ امور مین کہین بڑھ چڑھ کر ہین۔ خواہ عمر کے لحاظ سے سمجھیے یا علم و فضل کے اعتبار سے اور مین خلافت کا ان کے مقابلہ مین کسی طرح مستحق نہین ہوسکتا۔

فقیہ - (گھبرا کر) جناب کو میری گفتگو سے غلط فہمی ہوئی میرا روے سخن ولیعہد صاحب کے مخالفت کا پہلو لیے ہوے نہین تھا بلکہ اپنے مافی الضمیر کے اظہار کا منشا تھا اس سے زیادہ مین کیا عرض کرون آپ ماشاءاللہ سمجھدار ہین۔ (عاقلے را اشارہ کافی ست)

آپ خیال تو فرمایے کہ فی زمانہ انتظام خلافت کس قدر ابتری کی حالت مین ہے زمام حکومت خواجہ سراؤن کے ہاتھ مین ہے وہ جو چاہتے ہین کرتے ہین۔ خدانخواستہ اگر حکم صاحب کا زمانہ خلافت آگیا تو میرے خیال مین اور بھی حکومت کا شیرازہ منتشر ہوجائیگا۔

امیر - جناب فقیہ صاحب ان باتون کو جانے بھی دیجیے کوئی اور مفید ذکر چھیڑیے جو کارآمد ہو مین دیکھ رہا ہون کہ آپ میرے پدر بزرگوار کے بھی خلاف شان الفاظ ادا فرما رہے ہین جنھون نے قرطبہ ایسی ویران بستی کو رشک فردوس بنا دیا۔ دشمنان دین کو تہ تیغ فرماکر اشاعت دین معین فرمائی۔

فقیہ - حاشا و کلا بھلا مین امیر المومنین عبدالرحمن ناصر کے متعلق ایسے کلمات کہہ سکتا ہون میری اتنی مجال ہوسکتی ہے۔ میرا مقصد اس تمام گفتگو سے یہ ہے کہ اسلام کے لیے ایسے آنے والے خلیفہ سے جو کہ فلسفہ سے ناپاک کا علم کا حامی ہو کیا اندیشہ نہین ہے۔

امیر - یہ کہیے فلسفہ کی کتابین - کیا واقعی ولیعہد صاحب کتاب فلسفہ کا مطالعہ کرتے ہین معاذاللہ - آپ بھی ذرا ذرا سی باتون پر چراغ پا ہوجاتے ہین - فرض کیا اگر وہ ایسا کرتے بھی ہین بہزار ترکیب ان کو منع کردون گا۔

فقیہ (مسکراکر) سمجھاتا - کیا آپ انھین نصیحت کرینگے - جانے بھی دیجیے کسی نہ کسی وقت آپ ہی راہ راست پر آجائینگے -

راوی - فقیہ نے جب یہ دیکھا کہ میری تقریر نے امیر عبد اللہ کے دل مین کچھ اثر نہین کیا اور فسون پرداز نے کام نہین کیا تو بہت سٹپٹائے اور بغلین جھانکنے لگے - بلکہ خیال انجام انکے لیے سوہان روح ہو گیا طرح طرح کے توہم و تردوات نے آگھیرا - آفتاب غروب ہو چکا تھا لیلائے شب کا بیش خیمہ - روئے زمین پر نصب کیا جانے لگا - لیکن ہمارے خود فراموش میان فقیہ صاحب کو کچھ بھی خبر نہ تھی وہ اُس وقت چونکے جس وقت ملازم نے سامنے جلتا ہوا لیمپ لاکر رکھدیا - اس وقت فقیہ صاحب کو اپنے دوست سعید کتب فروش کا خیال آیا جس سے اُسی شب کو قصر مردان مین ملنے کا وعدہ تھا -

انیسوان باب ۱۹

(سعید اور امیر عبد اللہ)

فقیہ صاحب اسی خیال مین تھے کہ اس وقت دربان نے آکر اطلاع کی کہ سعید کتب فروش دروازہ پر کھڑے ہوے اندر آنے کی اجازت چاہتے ہین - امیر عبد اللہ نے فقیہ صاحب پر دریافت کن نظر ڈالی اور پوچھنے لگے اس وقت سعید کے آنے کی کیا وجہ ہے

فقیہ - شاید وہی کتاب لیکر آئے ہونگے جس کے متعلق مین آپ سے پیشتر عرض کر چکا ہون -

امیر - اہاہا وہی عقد الفرید - جا دربان کو حکم قطعی دیکر اجلد بلاؤ جلد

راوی - دربان فوراً دروازہ پر پہونچا اور سعید سے کہا کہ چلیے جناب تشریف لے چلیے سرکار بہت جلد یاد فرماتے ہین - سعید دربان کے ہمراہ امیر عبد اللہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوکر آداب شاہی بجالایا اور اپنی جگہ پر مودب کھڑا ہو گیا - امیر نے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ سعید ایک جگہ پر گاؤ تکیہ سے ٹیک لگاکر بیٹھ گیا ہاتھ مین کتاب وغیرہ کچھ نہین تھی -

امیر - کیا آپ ہی سعید کتب فروش ہین ... میرا خیال پڑتا ہے کہ شاید مین نے آپ کو اس سے پہلے بھی کہین دیکھا ہے ... خوب سمجھ گئے - یہ تو بتاؤ عقد فرید کہان ہے -

سعید۔ باہر ہے حکم ہو تو حاضر کی جائے۔
امیر۔ کیون نہین۔ اس مین دیر کی کیا ضرورت جلد لاؤ بھی جلد
راوی۔ سعید اٹھکر باہر گیا اور کتاب کو ایک ریشمی جزدان مین باندھے لیکر حاضر ہوا اور امیر صاحب کے روبرو اُسے پیش کیا۔

امیر صاحب نے اس کی ورق گردانی شروع کی اور کتابت کو نہایت غور وخوض سے ملاحظہ فرمانے لگے

امیر۔ کیا اعلیٰ درجہ کی تحریر ہے یہ کس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔
فقیہ۔ مین اس کے متعلق جناب سے بیشتر ہی عرض کر چکا ہون کہ ایک عورت کی تحریر ہے۔
راوی۔ سعید نے فقیہ صاحب کے کلام کی تائید کر کے کہا۔
سعید۔ فقیہ صاحب نے خود اُسے دیکھا ہے اور اس کا کلام بھی سنا ہے
فقیہ۔ (سعید سے مخاطب ہو کر) کیا مین نے آپ سے یہ نہین کہدیا تھا کہ خاتون کو اپنے ہمراہ لیتے آنا تاکہ امیر صاحب سے ملاقات ہو جائے یہ تو بتاؤ کہ وہ اس وقت کہان ہین۔

سعید۔ مین ان کو اپنے ہمراہ لایا ہون۔ حرم سرا مین موجود ہین۔
امیر۔ مین اُن کو تھوڑی دیر کے بعد بلاؤن گا۔۔۔۔ اس کتاب کے علاوہ آپ کے کتب خانہ مین کوئی اور بھی نئی کتاب ہے۔
سعید۔ اور تو کوئی نئی کتاب نہین ہے لیکن سنا ہے کہ ایک بے مثل کتاب زیر طبع ہے۔
امیر۔ (کتاب آمالی مصنفہ اسمٰعیل کو پیش کر کے) کیا آپ اس کتاب کے متعلق تو نہین کہتے ہین
راوی۔ سعید نے اس کتاب کو ہاتھ مین لیکر اور اس کے اول صفحہ پر حکم ولیعہد کی مہر ثبت پا کر یون کہنے لگا۔
سعید۔ یہ تو ہمارے آقا ولیعہد صاحب کی کتاب ہے۔۔۔ مجھے اس کی پہلے ہی خبر معلوم ہو چکی تھی کہ ابو علی اسمٰعیل ثانی اس کتاب کو ولیعہد کے لیے تالیف کر رہے ہین۔۔ فی الحقیقت ولیعہد صاحب حصول کتب مین بیشمار مال و زر خرچ کر کے علم مین مولفین و مصنفین کی بیحد قدر دانی فرماتے ہین۔
امیر۔ (جوش غیرت سے) کیا یہ وہی کتاب ہے جس کا آپ نے ابھی ابھی ذکر کیا تھا۔
سعید۔ جی نہین۔ یہ وہ کتاب نہین ہے۔
امیر۔ پھر وہ کون سی کتاب ہے۔
سعید۔ اس سے کہین بہتر وہ ایک دوسری کتاب ہے یہ اس کی عشر عشیر بھی نہین ہے۔

امیر۔ اس کتاب اور اُس کے مولف کا کیا نام ہے۔

راوی۔ سعید فقیہ صاحب کی طرف اس طرح دیکھنے لگا جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کتاب کا نام نہین جانتا ہے۔

فقیہ صاحب کو بھی اس سے پہلے کچھ خبر نہ تھی وہ جواب نہ دے سکے بھونچکے سے ہو گئے۔

امیر۔ زیادہ انتظار کی تاب نہ لاکر آخر آپ نام بتاتے بتاتے خاموش کیون ہو گئے۔ اب چھپانے کی کونسی بات ہے اگر نام معلوم ہو تو بتا بھی دیجیے۔

سعید۔ بیشک بہت چھپایا مجھے یہ نہ چاہیے تھا کہ امانت مین خیانت کرون لیکن اپنی زبان پر نفرین کرتا ہون

راوی۔ امیر کو سعید کے اس جواب سے اور بھی شوق پیدا ہوا آخر فقیہ صاحب مجبوراً اسطرح گویا ہوے۔

فقیہ۔ (سعید سے) کیا اس رمز کو آپ امیر صاحب پر ظاہر کرنا نہین چاہتے... آپ کو اس کے ظاہر کرنے مین کس کا خوف مانع ہے۔

سعید۔ مجھے ایک ایسے شخص کا خوف ہے جن کا مرتبہ بعد امیر المومنین کے ہے۔

راوی۔ امیر صاحب سمجھ گئے کہ اس کے دل مین شاید ولیعہد حکم کا خوف سمایا ہوا ہے تو یون بولے۔

امیر۔ جب آپ کو میرے بھائی حکم کا خوف ہے تو اُسے نہ کہیے مجھ سے آپ کس لیے چھپاتے ہین۔

سعید۔ اگر جان بخشی ہو تو کچھ عرض کرون۔

امیر۔ بسر و چشم۔ جو کچھ کہنا ہے کہہ ڈالو۔

سعید۔ وہ کتاب فن ادب مین ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ بہ نسبت حکم صاحب کے جناب کے لیے زیادہ مناسب ہے۔ کیونکہ مجھے علم ہے کہ آپ کے اور انکے ذوق علوم مین زمین و آسمان کا فرق ہے۔

راوی۔ فقیہ صاحب سعید کے اس جواب سے بہت خوش ہوے اور سمجھ گئے کہ یہ کتب فلسفہ کی کچھ نہ کچھ مذمت ضرور کریگا لیکن فقیہ صاحب کی دل کی دل ہی مین رہ گئی اور سعید نے اپنا کلام ختم کر دیا۔

فقیہ۔ (سعید سے) مین سمجھا دون کہ آپ کا یہ مطلب ہے کہ ولیعہد صاحب بہ نسبت دیگر علوم دینی فلسفہ کی کتابون کا زیادہ تر مطالعہ کرتے ہین۔

سعید۔ یہ آپ سے کس نے کہا۔ ممکن ہے کہ بعض کتب فلسفہ انھون نے جمع کی ہون لیکن اس سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ ان کو کتب لغت و حدیث و فقہ و عروض وغیرہ مطلق دلچسپی نہ ہو آخر اس بہترین ادبی کتاب کی تالیف کس کے ایجاد سے ہوئی اگر ان کو اس سے رغبت و دلچسپی نہ ہوتی تو یہ نادر و بے مثل کتاب کیسے ظہور مین آتی۔

امیر - اب کوئی ایسی وجہ نہیں معلوم ہوتی - یعنی کتاب و مولف کا نام ضرور بتانا پڑے گا کسی طرح کے خوف و خطر حیلہ و حوالہ کو دل میں راہ نہ دو بھلا ایسی باتیں بھی چھپانے کے قابل ہوتی ہیں علمی مضامین کا پوشیدہ رکھنا بدترین اخلاقی کمزوری و سخت ترین ادبی جرم ہے -

سعید - باادب گردن جھکا کر) جہان پناہ وہ کتاب آغانی فن موسیقی میں ہے جس میں قواعد راگ بہ باحسن وجوہ نہایت شرح و بسط سے بحث کی گئی ہے - محاورات عرب وادبیات کا بخصوصیت لحاظ رکھا گیا ہے -

امیر - آغانی وہی کتاب تو ہے نا جس کو موصلی نے تصنیف کیا ہے -

سعید - نہیں جناب اس کتاب کے تو مصنف ابوالفرج اصفہانی ہیں جن کا نام مشہور مصنفین کی فہرست میں شمار کیا جاتا ہے عرصہ ہوا کہ اس کتاب کے چند ورق بغداد میں میری نظر سے گذرے تھے مجھے اس کے متعلق اب کچھ اور زیادہ مفصل بیان کرنا بیکار معلوم ہوتا ہے کیونکہ ولیعہد نے اس کے حاصل کرنے کے لیے معقول انتظام و بندوبست کر لیا ہے اور اس کی دستیابی کی کوشش میں مصروف ہیں -

فقیہ - (سعید کی طرف متوجہ ہو کر) اگر ہمارے آقا امیر عبد اللہ صاحب اس کتاب کے حصول میں کوشش کریں تو کس کا اتنا دل و گردہ ہے کہ مانع ہو -

راوی - امیر عبد اللہ صاحب کچھ سوچ کر کھنکارے اور دل ہی دل میں کہنے لگے کہ بھائی صاحب ابتو علوم ادب میں ہاتھ پاؤں مارنے لگے - امیر صاحب اس خیال کو ٹالنے کی غرض سے کتاب عقد الفرید کھول کر مطالعہ کرنے لگے - سعید نے بڑھ کر عرض کیا کہ جناب نے ایسے پاکیزہ خط میں لکھی ہوئی کتاب ملاحظہ فرمائی ہے اس کے بعد عرض کیا - کیا جناب تھوڑی دیر کے لیے یہ کتاب ناچیز کو مرحمت فرما سکتے ہیں امیر صاحب نے کتاب سعید کے حوالے کی سعید نے اس میں سے ایک فصل نکال کر پیش کی جس میں حکمرانی و نظام سلطنت کے متعلق نہایت شرح و بسط سے بہترین مضامین درج تھے پھر یوں گویا ہوا -

سعید - میں خیال کرتا ہوں کہ جناب ابو علی ابن مقلہ خوشنویس سے جنہوں نے ۳۲۸ھ ہجری وفات پائی ہے ضرور واقف ہوں گے - (کتاب پر انگلی رکھ کر) دیکھیے اس لفظ کی شان خط من عن انھیں سے ملتی جلتی ہے -

امیر - کیا یہ ابن مقلہ کی لکھی ہوئی کتاب ہے -

سعید - نہیں جناب یہ ایک نوعمر بغدادی لڑکی کا خط ہے جس نے ابن مقلہ سے خاص طور پر اس فن کو حاصل کیا ہے اور اس کے چلہ نکات کو سیکھ کر اپنے آپ کو زمانہ کی نگاہوں میں قابل فخر بنا دیا ہے -

[را]وی۔ امیر صاحب غور سے اس تحریر کو ملاحظہ فرمانے لگے اور سعید بار بار الفاظ کو دکھا دکھا کر کہنا چاہتا تھا [د]یکھئے اس لفظ کی کیا نشست ہے اس کی کس درجہ نفیس شان ہے۔ سعید نے کتاب کا جو حصہ کھول کر [رکھ]ا پاتھا اس میں حسب ذیل عبارت درج تھی جس کو سعید نے خود اس طرح پڑھ کر سنانا شروع کیا۔

جس وقت حضرت عمرؓ و عبد الرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہما نے شام کا سفر اختیار کیا قریب [تھ]ا کہ اس شہر میں داخل ہوں کہ معاویہ رضؓ نے شہر سے باہر آکر نہایت تزک و احتشام سے ہر دو قابل فخر [بزرگ]وں کا استقبال کیا پہلے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگے بڑھتے چلے گئے لیکن جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ امیر [مع]اویہ رضؓ یہیں موجود ہیں تو آپ واپس آگئے اور سواری سے اتر کر پاپیادہ ہو لئے۔ امیر معاویہ بھی اپنی سواری [چ]ھوڑ کر پاپیادہ ہمراہ چلے۔ عبد الرحمن ابن عوفؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ یا امیر المومنین آپ نے تو [م]عاویہ کو کھٹکا ڈالا۔ حضرت عمرؓ نے امیر معاویہؓ سے مخاطب ہو کر یوں فرمایا۔

امیر المومنین عمر رضؓ۔ آپ نے تو اس عہد ذلیل کے لیے بڑا تزک و احتشام کیا۔ میں نے سنا ہے۔ کہ [آ]پ کے یہاں حاجتمندان عالم کا شب و روز ایک جم غفیر رہتا ہے۔

امیر معاویہؓ۔ واقعی امیر المومنین بجا ارشاد فرماتے ہیں۔

امیر المومنین عمر رضؓ۔ آخر ایسا کیوں کیا جاتا ہے۔

امیر معاویہ رضؓ۔ چونکہ ہمارا قیام ایک ایسے ملک میں ہے جہاں دشمنان ملت و مذہب کی کثرت ہے جب تک ہم اپنا رعب و داب دشمنوں کی نگاہوں میں قائم نہ رکھیں گے اپنے مقاصد حکمرانی و کشورستانی میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اصل واقعہ تو یہ ہے جو خاکسار نے عرض کیا۔ آپ جناب مالک و مختار ہیں جیسا ارشاد ہو تعمیل کی جائے۔

امیر المومنین عمر رضؓ واقعی اگر تمہارا یہ کہنا درست ہے تو ضرور ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو تم مجھے دھوکہ دیتے ہو۔

راوی۔ اس کے بعد سعید نے اس کتاب کی دس سطروں کے قریب اور پڑھیں جس میں ابوموسیٰ اشعری کے حالات تحریر تھے سعید اس کو پڑھتا جاتا تھا۔ جہاں پورے طور سے مطلب سمجھ میں نہیں آتا تھا الفاظ دہراتا جاتا تھا۔ اور امیر عبداللہ صاحب اس کو نہایت غور سے سن رہے تھے اور دل ہی دل میں کہہ رہے تھے کہ واقعی فقیہ صاحب کا کہنا بجا و درست ہے۔ والد صاحب بیشک امیر المومنین ہونے کے کسی طرح مستحق نہیں۔ اس پر فقیہ صاحب نے یوں کہا۔

فقیہ۔ واللہ میری زبان ناقص بنیان میں تاب کلام نہیں جو خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین

کے اوصاف حسنہ بیان کرسکون - وہ لوگ ہمہ صفت موصوف خدا کے برگزیدہ و مقبول بندون مین
جنھون نے دین مبین کی حرمت قائم رکھنے اور اسلام کی اشاعت مین سخت سے سخت پریشانیان و تکلیفین
اٹھائین طرح طرح کے رنج و آلام سہے - فاقون پر فاقے برداشت کئے پیوند پر پیوند لگے کپڑے پہنے د
مقابلہ مین - دولت حشمت - جاہ و مرتبت کی پروانہ کی - بڑے بڑے تاجداران نامی و جلیل القدر شہریاران
کو نظر مین نہ لائے - خدا کے احکام اور امر و نواہی کی ویسی ہی تصدیق دل تعمیل کی جیسا کہ خاصان خدا
کرنا چاہیے - انھین فرشتہ صفات بزرگون کے دم سے نام خلافت روشن تھا - انھین کے قابل فخر و مبارک نام
پر خود خلافت نازان تھی - انھین بزرگون نے مشرق سے لیکر مغرب تک بلکہ دنیا کے گوشہ گوشہ مین اسلام
روح روان توحید کا نقارا بجا دیا انھین باہمت و اولوالعزم مقدس حضرات نے دشمنان دین کی حکومت
کا آن کی آن مین شیرازہ درہم و برہم کر دیا جب تک ان اوصاف حسنہ سے خلیفہ مزین نہ ہو - میرے
خیال مین کسی طرح وہ اس عظیم الشان و گرانبار منصب کا مستحق نہین ہو سکتا اب تو ویسے خلفار نظر ہی نہین آ
بلکہ ان اوصاف مین سے ایک وصف کا عشر عشیر بھی کسی مین نہین پایا جاتا -

سعید - جناب فقیہ صاحب نے جو کچھ اپنی تقریر مین ارشاد فرمایا واقعی بجا و درست ہے - میرے دل
مین کسی پر خلفار ماضیہ کا پرچھاون تک بھی نہین پڑا معلوم ہوتا آجکل کے خلفار کچھ ایسے عیش و عشرت مین
جاتے ہین کہ انھین ملک و اہل ملک کی فلاح و بہبودی کی مطلقاً پرواہی نہین رہتی بلکہ آنکھون پر غفلت
کے پردے پڑ جاتے ہین - جس سے اپنے و سلطنت کے انجام پر نظر نہین رہتی - جس کی نظیر خلفار عباسیہ
کی بدنظمی اور ان کا قابل افسوس زوال ہے -

حقیقت الامر تو یہ ہے کہ امیر المومنین عبد الرحمن ناصر کے بعد ان کی اولاد مین سوائے امیر عبد اللہ
کے کوئی ایسا شخص نظر نہین آتا جو انتظام سلطنت و مسند خلافت کے لائق ہو - مین یہ بھی بغیر کہے نہین رہ
سکتا کہ امیر عبد اللہ صاحب خدا کے فضل و کرم سے اس مہتم بالشان منصب خلافت کو کما حقہ بحسن و خوبی
انجام دے سکتے ہین لیکن امیری اس تقریر مین کسی قسم کا تصنع نہین اور نہ کسی قسم کے فتنہ و فساد کا منشا ہے اور
حکم صاحب کا ولیعہد ہونا بھی مسلم ہو چکا ہے -

راوی - فقیہ صاحب نے سعید کے پر مغز و مصلحت آمیز بیان کی دسر ہلا کر تائید کی -

بیسوان باب (۲۰)

(عابدہ)

زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق کے بوسے میری زبان نے لیے

سعید نے اس قدر تقریر کے بعد خیال کیا کہ کہین فقیہ صاحب کوئی ایسی بےموقع بات نہ کہہ گذرین جس سے
[...]ر صاحب خفا ہو جائین فوراً روے سخن بدل کر اسطرح کہنے لگا۔
[...]عید۔ خیر۔ ان سب قصے کہانیون کو جانے بھی دیجیے ہین اس سے کیا سروکار۔ اب مین مکان جانے کی
[...]جازت چاہتا ہون۔
[...]میر۔ (تعجب سے) ابھی اسقدر جلد کہان جانے کا ارادہ ہے ... یہ تو بتاؤ جس لڑکی کے متعلق تم نے ذکر
[...]یا تھا۔ کہان ہے۔ کیا وہ تمہاری ہی لونڈی ہے۔
[...]عید۔ ہان ہے تو وہ میرے ہی۔ لیکن وہ میری لونڈی نہین ہے بلکہ علوم و فنون کی خادمہ ہے خصوصًا
[...]دب۔ عروض۔ موسیقی وغیرہ مین تو اُسے کامل دستگاہ ہے ...... حکم ہو تو حاضر کردن۔
[...]راوی۔ امیر نے اسی وقت گھنٹی بجائی سایر خادم حاضر حاضر کہتا ہوا موجود ہوا امیر نے حکم دیا کہ باہر ایک
[...] جوان عورت کھڑی ہے اُسے بلا لا۔ سایر گیا اور اس سراپا حسن کو اپنے ہمراہ لیے ہوے فوراً واپس آیا۔
[...]زنین پر اُس وقت حسن پھٹا پڑتا تھا۔ تمام اعضا اپنی اپنی موزونیت مین فطرتی حسن و خوبی کا لطف دے
[...]ہے تھے۔ آنکھون سے آہوے ختن شرمندہ۔ بالون سے لیلاے شب پریشان۔ چہرۂ تابان سے مہر منور خجل گیندھی
[...]ہوئی چوٹی کے موباف سے ظاہر ہوتا تھا کہ دو ناگنین زبانین نکال نکال کر گتھ گئی ہین جس کے اوصاف کو
[...]سی قدر رونقی فردوسی طوسی کے حسب ذیل اشعار ڈالتے ہین۔

بہم بستہ مو را بصد پیچ و تاب — گرہ داد شب را بس آفتاب
چو بکشود آن طرۂ مشکتاب — شب آمد بپا سوے آفتاب

غرض وہ شمع انجمن حسینان جہان کو شرمائی ہوئی عجب ناز و انداز سے امیر عبداللہ صاحب کی
بزم مین آپہونچی۔

بہ دنبال چشمش یکے خال بود
کہ چشم خودش ہم بدنبال بود

جیسے ہی امیر کی نظر اس آفت جان غارتگر دین وایمان پر پڑی۔ دل سینے مین مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا نگاہ شوق کسی طرح اس کے پرضیا چہرہ سے ہٹنے کا نام نہین لیتی تھی امیر صاحب بتصویر حیرت بنے عرصہ تک گلچینی گلشن جمال کرتے رہے جب کسی قدر سکون ہوا اور دل قابو مین آیا تو بیٹھنے کا اشارہ کیا رطب اللسان ہوے۔

فروغ منظر چشم من آشیانہ تست
کرم نماو فرود آکہ خانہ خانۂ تست

نازنین شرم وحجاب سے نیچی نگاہین کیے ہوے بیٹھ گئی۔

امیر۔ آپ کا نام نامی

نازنین۔ لونڈی کو عابدہ کہتے ہین۔

امیر۔ مجھ سے سعید نے ذکر کیا تھا کہ آپ کو شعراء عرب کے بکثرت اشعار۔ اور ان کے سوانح یاد ہین اگر خاطر نہ ہو تو کچھ سنایئے۔

عابدہ۔ جیسا حکم ہو لونڈی کو تعمیل ارشاد مین دریغ نہین۔ زمانہ جاہلیت کے اشعار سناؤن۔ یا دور اس... کے یا حال کے۔

امیر۔ کیا آپ کو ابوزید کی تصنیف (جمہرۃ الاشعار) کے کچھ شعر یاد ہین۔

عابدہ۔ جی ہان مجھے اس کے منتخب وچیدہ چیدہ اشعار یاد ہین۔ بحتری کا (دیوان حماسہ) ابن قتیبہ کی (طبقات الشعراء) اس کے علاوہ اور بھی بہت سی کتب ادبیہ نظر سے گذری ہین سب سے آخر مین ا... کتاب عقد الفرید کا بھی مطالعہ کیا ہے.... واقعی بہترین تصنیف ہے۔

امیر۔ مضامین تو نادر و نایاب ضرور ہین۔ لیکن آپ نے اس کو دست حنائی سے تحریر فرما کر اور بھی حسن وخ... مرقع بنا دیا ہے۔

راوی۔ امیر نے یہ کہہ کر کتاب امالی اپنے ہاتھ مین لی اور ارادہ کیا ہی تھا کہ اسے کھولے عابدہ بول اٹھی۔

عابدہ۔ کیا جناب کے دست مبارک مین کتاب امالی ہے۔

امیر۔ (متعجب ہو کر) کیا آپ کے مطالعہ سے یہ کتاب بھی گذری ہے

عابدہ۔ جی ہان مین نے اسے سرسری نظر سے دیکھا ہے۔ اس کے کچھ مضامین بھی ابتک حافظہ مین موجود ہین اگر ارشاد ہو تو آپ کے آبا و اجداد بنی امیہ کے کچھ حالات بیان کرون۔

امیر (اور بھی زیادہ متعجب ہو کر) اچھا جو کچھ تمھین معلوم ہو سناؤ۔

عابدہ۔ مین عبدالملک بن مروان کا وہ واقعہ گوش گذار جناب کرتی ہون جس وقت وہ مصعب ابن زبیر (رض) سے نبرد آزمائی کے لیے گیا تھا۔ اس زمانہ مین خلافت کے خواستگار یا مدعیان خلافت بہت لوگ تھے عبدالملک نے فرداً فرداً مدعیان خلافت سے قتال و جدال کر کے انکو ہزیمت دی۔ اور کتنون کو تہ تیغ کر کے خود خلیفہ بن بیٹھا اور زمام خلافت اپنے ہاتھ مین لے لی۔ ایک شام سے مصعب پر چڑھائی کر کے عراق مین جانا اسکی ہمت و جوانمردی کی بین دلیل ہے۔ حالانکہ اس کی بیوی اُسے اس عزم سے بہت روکتی و سمجھاتی رہی اور برابر یہی کہتی رہی کہ یا امیر المومنین اس مہم پر کسی اور کو روانہ کر دیجیے۔ اور خود اس ارادہ سے باز آیئے۔ عبدالملک نے اس کے کلام کی کچھ سماعت نہ کی اور برائے جنگ و جدال روانہ ہو گیا پھر بھی اس کی عورت راستہ بھر سمجھانے سے باز نہ آئی۔ جس وقت عراق کے شہر پناہ پر پہونچے باآواز بلند گریہ و بکا کرنے لگی۔ عبدالملک رونے کی آواز سن کر واپس آیا اور اس کو اس بزدلی پر سخت سرزنش کی۔ مجھے آپ کے روبرو زیادہ عرض کرنے کی ضرورت نہین آپ خود واقف ہونگے کہ جب تک عبدالملک نے تخت خلافت کو اپنے قبضہ مین نہین کر لیا اسوقت تک جنگ و جدال سے باز نہین آیا۔

راوی۔ امیر صاحب عابدہ کی تقریر کو ہمہ تن گوش بنے ہوے سن رہے تھے سامعہ کوثر و تسنیم کی موجون مین ڈوبی ہوئی تھی

امیر (عابدہ) سے بخدا آپ نے کس فصاحت بلاغت سے مضامین کتاب کو بیان کیا ہے کہ تعریف نہین ہو سکتی۔ کیا آپ کو اس کے علاوہ حالات بنی امیہ مین سے کوئی اور مضمون بھی یاد ہے۔ اگر یاد ہو تو بیان کیجیے۔

عابدہ۔ زہیر ابن ابی سلمی کے کچھ اعلی پیمانہ کے اشعار مجھے یاد ہین انکو بھی گوش گذار جناب کرتی ہون جو کہ خالی از دلچسپی نہ ہون گے۔

راوی۔ چنانچہ عابدہ نے اس قصیدہ مین سے چند اشعار سنائے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

(۱) جو شخص اپنی عزت و آبرو تلوار سے نہ بچائے گا وہ ذلیل ہوگا۔ اور جو دوسرون پر تشدد نہ کرے گا اسپر دیگر اشخاص تشدد کرینگے۔

(۲) جو شخص بُرے مَن کے ساتھ بھلائی کریگا اپنے لیے بدی کا بیج بوئے گا۔ جو کیچڑ مین ڈھیلا پھینکیگا

چھینٹیں ضرور پڑیں گی۔

(۴) جو غیر مستحقین پر احسان کریگا وہ اپنے کو صفت وثنا کا حقدار نہیں بنا سکتا جس کا انجام خجالت ہے

جب عابدہ بیان کرتے کرتے یہاں تک پہونچی تو فقیہ صاحب امیر عبد اللہ صاحب کو جوش دلانے کی غرض سے اس طرح بول اٹھے۔

فقیہ۔ سبحان اللہ زمانہ جاہلیت کے شعرا میں اس کا کلام جادو کا اثر رکھتا ہے کیوں نہ ہو صدق بیانی ہی کو تو لوگ جادو و اعجاز سے تعبیر کیا کرتے ہیں جذبات صادقہ ہی تو برق تاباں کا کام دیتے ہیں

عابدہ۔ (امیر عبد اللہ کو کتاب امالی میں بتا کر) دیکھیے جو اشعار میں نے جناب کو سنائے ہیں اس کتاب میں موجود ہیں۔

سعید۔ (عابدہ کی طرف مخاطب ہو کر) بس عابدہ بس، اپنی تقریر کو مختصر کرو۔

امیر (سعید سے) آپ خیال کرتے ہیں کہ میں طول طویل تقریر سے گھبرا کر اٹھ کھڑا ہونگا ہرگز نہیں۔ اگر آپکے دل میں یہ اندیشہ ہو تو نکال ڈالئے فقیہ صاحب پر میرا ذوق علم اظہر من الشمس ہے مذاکرات علمیہ سے بجز امیری طبیعت قطعی پریشان نہیں ہوتی بلکہ ایک گونہ روحی مسرت حاصل ہوتی ہے۔

سعید (امیر صاحب سے التجا کر کے) اگر حکم ہو تو عابدہ خاتون کچھ علم موسیقی کے متعلق بھی بیان کریں۔

امیر۔ کیا آپکو فن موسیقی میں بھی ملکہ ہے یہ کہئے آپ گانا بھی جانتی ہیں کس سے اسکو حاصل کیا ہے ؟۔

عابدہ۔ جناب عالی میں نے اسکو بغداد کے گویوں سے سیکھا ہے اور اکثر نغمہ جات یا گیت مجھے اچھی طرح یاد ہیں

امیر۔ تو پھر کار خیر میں تاخیر کاہے کی جو کچھ یاد ہے جلد سنائیے

عابدہ۔ حکم ہو تو ابراہیم بن مہدی کا ترانہ سناؤں انھوں نے تو اس کے لیے اپنی خلافت ترک کر دی تھی ان کو اس فن میں ید طولیٰ تھا۔

امیر۔ پھر کیا ہی سناؤ۔ ابن خلیفہ کا راگ ابن خلیفہ ہی کو سننا انسب ہے۔ لیکن کہاں اُس زمانہ کے خلیفہ کہاں اس وقت کے۔ زمین و آسمان کا فرق ہے۔

راوی۔ عابدہ نے ایک چیدہ گیت اس خوش الحانی سے گایا ہے کہ امیر عبد اللہ صاحب تصویر حیرت بن گئے۔ اور دل ہی دل میں کہنے لگے کہ یہ نازنین تو مجھے ہر فن میں کامل نظر آتی ہے زمانہ میں اس کا نظیر میرے خیال میں ملنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔

اکیسواں باب (۲۱)

(واپسی)

بوئے گل نالۂ دل دود چراغ محفل
جو تری بزم سے نکلا وہ پریشان نکلا

امیر عبداللہ کے دل مین خدا جانے عابدہ کی محبت نے کیسا گھر کیا تھا کہ تمام آئے ہوے ہوش وحواس گم تھے۔ طبیعت مین ایسا فوری انقلاب پیدا ہو گیا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ کوئی زبردست قوت تیزی سے پس پردہ اپنا کام کر رہی ہے امیر کی یہ حالت کسی ذلت آمیز اثر نے نہین تبدیل کی تھی بلکہ عزت و حرمت کے ساتھ ساتھ یہ بھی رفتہ رفتہ ترقی پذیر تھی۔ رنگ طبیعت اسی سرزمین مین تخم ریزی کرنے لگا۔ یکایک امیر کو خیال پیدا ہوا کہ کھانا نہین کھایا ہے۔ حکم دیا کہ دسترخوان بچھایا جائے۔ یہ ایما پاتے ہی بکاول نے نہایت خوش سلیقگی سے انواع واقسام کے بہترین کھانون سے دسترخوان چن دیا حاضرین محفل معہ امیر صاحب کے کھانا کھانے مین مشغول ہو گئے۔ آپس مین طرح طرح کی دلچسپ گفتگو ہونے لگی عابدہ بھی کبھی کبھی اثنائے کلام مین نغمہ سنج ہو جاتی تھی جس سے اور بھی لطف بڑھ جاتا تھا۔

امیر۔ (عابدہ) مین خیال کرتا ہون کہ آپ جسطرح باقاعدہ گا لیتی ہین باجا بھی اسی طرح بجا لیتی ہونگی۔

راوی۔ سعید نے متوجہ ہو کر عابدہ سے کچھ اشارون ہی اشارون مین کہہ دیا۔ جس کو سمجھ کر اُسنے اپنی جیب سے کچھ کھونٹیان، تار نکال کر ایک باجا جسے قانون کہتے ہین طیار کیا۔ اور اس پر لطف قاعدہ سے راگ و راگنی درست کر کے بجایا کہ حاضرین پر ایک خاص اثر پڑا خصوصًا امیر عبداللہ صاحب تو بےچین ہی ہو ہو گئے اور سعید سے پوچھنے لگے کہ اس باجے کا کیا نام ہے۔

سعید۔ جناب من اسے قانون کہتے ہین۔

امیر۔ مجھے تو نہین یاد پڑتا کہ مین نے کبھی اس قسم کا باجا دیکھا ہو۔

سعید۔ اس باجے کا موجد فی الحال زندہ ہے وہ بڑا صاحب کمال و مایہ ناز ہے اس نے فلسفہ مین بہترین کتابین تصنیف کی ہین۔ علم موسیقی مین بھی کامل مہارت رکھتا ہے

امیر۔ کہین آپ فارابی کو تو نہین کہتے ہین جنکی جائے پیدائش شام ہے۔

سعید۔ جی ہاں وہی وہی۔

فقیہ۔ فارابی وہی شخص تو نہیں ہیں جنھون نے سیف الدولہ کی محفل مین باصرار تمام باجا بجا کر اہل بزم کو محو حیرت بنا دیا تھا لیکہ بیخودی کی کیفیت پیدا کر دی تھی۔

سعید۔ جی ہاں وہی ہیں۔ سیف الدولہ کے وہاں انھون نے ایسا ہی باجا بجایا تھا عود اجانے ہماری عابدہ خاتون صاحبہ نے اسے کس حکمت عملی سے حاصل کیا۔ میرے خیال مین یہ بھی فی زمانا اپنا نظیر نہین رکھتین۔

امیر۔ (سعید سے) کیا آپ ان کو فروخت کرنا چاہتے ہین

سعید۔ خرید و فروخت کی کیا ضرورت ہم دونون آپ کے بندۂ بے زر ہین۔ تا زیست ہم دونون کو جناب کی فرمانبرداری مین عذر نہ ہوگا۔ (تا زندہ ایم بندہ ایم)

امیر۔ تو کیا آپ اپنا کتب خانہ بند کر دین گے۔ کیا ایسا ممکن ہے۔ اگر واقعی یہ ارادہ ہو تو آپ و عابدہ دونون کو مین اپنے کتب خانہ مین مامور کر سکتا ہون۔

سعید۔ جناب کی خدمت و فرمانبرداری مجھ ناچیز کے لیے مایہ ناز و موجب افتخار ہے ... مین نے اس سے پہلے مصمم یہ ارادہ کر لیا تھا کہ جناب کو اپنے مافی الضمیر سے آگاہ کرون کہ عابدہ کو جدا نہین کر سکتا کیونکہ اسنے میرے دل پر اپنا پورا قبضہ کر لیا ہے۔ نیز یہ بھی خیال ہے کہ میرا اس کا علمی مذاکرہ ہوتا رہیگا اور مین اس کو بہترین و منتخب اشعار بھی یاد کراتا رہونگا۔

امیر۔ میری کوئی اور تمنا اس کے سوا نہین ہے کہ آپ دونون میرے محل مین رہین اور کتب خانہ کا ایسا معقول انتظام کرین کہ قرطبہ مین اس کتب خانہ سے بہتر کوئی کتب خانہ نہ نکلے دور دراز ملکون مین اس کی یکتائی کا شہرہ ہو جائے۔

سعید۔ بہت اچھا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔

راوی۔ امیر نے گھنٹی بجائی سایر خادم حاضر ہوا۔

امیر۔ (سایر سے) ایک خاص محل ہمارے مہمان کے لیے ضروری سامان سے آراستہ کرو اور عابدہ کو نہایت عزت و احترام سے محل بیگمات مین پہونچا آؤ۔

راوی۔ سعید جانے کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا۔

امیر۔ ابھی کہان جاؤ گے بیٹھو بھی تھوڑی دیر اور دلچسپی رہے۔

سعید۔ اب مجھے جانے بھی دیجیے کیونکہ بہت سے کارہائے ضروری انجام دینا ہین جن کا معاملات

کرکے انشاء اللہ بہت جلد حاضر ہونگا۔

فقیہ۔ اگر ہے ہو کر میں بھی چنانچہ مکان جانے کی اجازت چاہتا ہوں۔

راوی۔ جب سعید مکان جانے لگا تو عابدہ حسرت بھری نگاہوں سے اُسے دیکھنے لگی اور اپنی تنہائی پر شرم و حجاب سے آب آب ہوئی جاتی تھی بلکہ ایک گونہ وحشت بھی طاری تھی سعید نے عابدہ کی یہ کیفیت دیکھی تو اس کے شانہ پر ہاتھ رکھکر سمجھانے لگا کہ تمھین کسی قسم کا خوف و ہراس نہ کرنا چاہیے امیر عبد اللہ صاحب تمھارے نگران و محافظ ہین مین بھی انشاء اللہ جلد تر واپس آؤنگا۔

سعید (امیر کی طرف متوجہ ہوکر) جناب قہرمانہ کو حکم دیدین کہ وہ آکر ان کا دل بہلائین۔ اور محل مین لیجاکر بیگمات سے شناسائی کراوین۔

راوی۔ امیر نے قہرمانہ کو حکم دیا وہ حاضر ہوئی اور عابدہ کو اپنے ہمراہ لیکر محل کا راستہ لیا۔ عابدہ مُڑ مُڑ کر حسرت بھری نظرون سے سعید کو دیکھتی جاتی تھی۔ سعید و فقیہ بھی اپنے اپنے خچرون پر سوار ہوکر مکان کو چل کھڑے ہوے جس وقت باغ سے باہر ہوے تو فقیہ صاحب نے کہا۔

فقیہ۔ مکان تو ہم دونون کے قریب ہی قریب ہین اگر ممکن ہو تو آج ہمارے ہی یہان چلیے ہم آپ دونون ملکر کھانا کھائین۔ اور ایک ہی جگہ رات بسر کرین۔

سعید۔ کیا مضائقہ ہے۔

راوی۔ فقیہ صاحب سعید کو ہمراہ لیے ہوے اپنے مکان پر پہونچے اور فقیہ صاحب بیحد خوش تھے کہ مجھے آج سعید سے اپنے معاملات مین مشورہ لینے کا اچھا موقع ملے گا لیکن یہ خبر نہ تھی کہ سعید خود اسی امر کا متمنی ہے کہ کسی طرح یہ معاملہ زور پکڑے۔ فقیہ صاحب سعید کو ایک بڑے کمرہ مین بلا کر لے گئے جہان ایک بڑا خوشنما لیمپ روشن تھا فقیہ صاحب نے خواجہ سرا کو بلا کر حکم دیا کہ بہت جلد دو بستر بچھا دیے جائین بستر بچھا دئے گئے فقیہ صاحب و سعید نے اپنے اپنے کپڑے اتار کر شب باشی کا لباس زیب تن کیا اور بسترون پر جاکر باطمینان بیٹھ گئے۔

بائیسوان باب ۲۲

انجمن مشاورت

چو از نیمہ تیرہ شب در گذشت — شبا ہنگ بر چرخ گردان بگشت
تنے چنے مشورہ مجلس آراستند — نشستند و گفتند و برخاستند

فقیہ۔ ہم لوگون نے آج بڑا کام کیا۔

سعید۔ لیکن خدا کے فضل و کرم سے کام نکل گیا۔ امیر عبد اللہ صاحب واقعی بڑے قابل و لائق سردار ہیں میں خیال کرتا ہون کہ اب تو آپ ان کے یہان برابر آیا جایا کرین گے۔ کیا ایسا نہین ہو سکتا کہ آپ بھی ہمارے ہمراہ رہین اور کتب بینی مین ایک دوسرے کے معین و مددگار ہون اور امیر کی خدمت مین اپنا وقت عزیز صرف کرین بخدا مجھے امیر عبد اللہ صاحب سے بیحد محبت و الفت ہو چلی ہے

فقیہ۔ امیر نے مجھ سے اکثر فرمایا ہے کہ یہین محل مین آکر رہو لیکن مین ہی حیلہ و حوالہ کر رہا ہا انشاء اللہ اب مین بھی وہین سکونت اختیار کرون گا۔

راوی فقیہ صاحب کے پس پشت لیمپ روشن تھا جس کی روشنی سعید کی آنکھون کو اور بھی چمکیلا بنائے ہوئے تھی۔ فقیہ صاحب جس کے سبب سے نہایت مرعوب تھے۔

فقیہ۔ امیر صاحب کو لازم ہے کہ اپنے دوستون سے مافی الضمیر کا اظہار کر دین اور یہ بھی بتادین کہ ہمارے مطلب خاطر یہ یہ امور ہین اور یہ نہین تا کہ ہم لوگ اُس کو ملحوظ رکھ کر کاربند ہون۔

سعید۔ مین نے ان کی ظاہری حالت سے جو کچھ اندازہ کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے مزاج مین بیحد انکسار و ایثار ہے سیاست سے بالکل علیحدہ رہنا چاہتے ہین۔ گوشہ نشینی مرغوب طبع ہے بدین وجہ حکم صاحب ولیعہد کئے گئے ورنہ سوا انکے کون ہو سکتا تھا۔

فقیہ۔ دفرط مسرت سے اچھل کر) مین نے ان کو لاکھ مرتبہ سمجھایا کہ آپ غیر معمولی انکسار و تواضع کو چھوڑ کر خودداری اختیار کیجیے اور سیاسی معاملات سے معلومات بڑھائیے لیکن وہ بندۂ خدا ایک بھی سماعت نہین کرتے۔ آپ ہی کہئے بھلا ایسی مسکینیت و عاجزی کس کام کی جو اپنی ترقی مین سدراہ رعایا کی فلاح و بہبودی کی منافی اور انتظام سلطنت کی تخریب کا باعث ہو۔ اب ہمارا آپ کا ساتھ ہوا ہے

خدا کی ذات سے امید ہے کہ ان کو راہ راست پر لے آئین گے کیونکہ آپ کی مدلل تقریر بہت جلد لوگون کو راہ راست پر لے آتی ہے۔

سعید۔ یہ مسلمہ ہے کہ حکم سے امیر عبداللہ صاحب مسند خلافت پر متمکن ہونے کے لیے ہم لوگون کے خیال مین افضل ہین لیکن وہ مرد خدا اپنے کو اُن سے بہتر نہین سمجھتے اور اس معاملہ مین وہ اپنا کاندھا ڈالے ہوے ہین اگر ہم لوگ کچھ کہین بھی تو وہ اپنا مافی الضمیر ولیعہد صاحب سے ظاہر کردین گے بیکار کو ہم لوگ بدنام و مورد عتاب ہون گے۔

فقیہ۔ اچھا ہم لوگون کو چاہیئے کہ پہلے اُن سے اس معاملہ کے متعلق زبانی گفتگو کرلین۔ بھلا یہ تو فرمایئے کیا آپ ان کو اس امر کا یقین دلا سکتے ہین کہ خلافت کے حقدار آپ ہین۔

سعید۔ میرے خیال مین اگر آپ ہی اس کا پہلے ذکر کرین تو انسب ہے۔ جہانتک ہوسکے آپ انکو امیر المومنین کے طرز حکومت سے آگاہ کرکے حکومت کی بربادی کا یقین دلا دین۔ اور اُن پر ظاہر کردین کہ تمام عمائدین شہر اُن کے حکمرانی سے متنفر ہوکر در پردہ اُن کی بدخواہی کی فکر مین لگے ہوے ہین۔

راوی۔ فقیہ صاحب ہمہ تن گوش بنے ہوے سعید کے کلام کو باطمینان سن رہے تھے اور دل ہی دل مین خیال کررہے تھے کہ واقعی سعید کا کہنا صحیح ہے اگر یہ پہلو اختیار کیا جائے تو تسوحصہ امید کامیابی معلوم ہوتی ہے۔

فقیہ۔ مجکو آپ کی دانشمندی مین کلام نہین کیا بات سوچی ہے مین نے پہلے یہ خیال کیا تھا کہ اس طریق پر عمل کیا جائے لیکن اس خوف سے نہین کہہ سکتا تھا شاید وہ پوچھ بیٹھین کہ مخالفان ناصری کہان اور کون ہین تو پھر مجھے کچھ کرتے دھرتے نہ بن پڑے۔

سعید۔ (مستعدی ظاہر کرکے) اس کے بتانے کے لیے مین طیار ہون لیکن ذرا اس امر کا خیال رکھئے گا کہ میرا نام نہ آنے پائے۔ ضمناً کہہ دیجیئے گا کہ مین سعید سے دریافت کرکے بتادون گا۔ کیونکہ ان کے پاس مختلف گروہ کے اشخاص آیا کرتے ہین مجھے امید ہے کہ وہ ضرور ایسے معاملات سے واقف ہون گے آپکا بس اتنا کام ہے کہ آپ یہ واقعہ ان کے گوش زد کردین۔

فقیہ۔ انشاءاللہ جیسا آپ نے کہا ہو ویسا ہی عمل کیا جائیگا مین دیکھتا ہون کہ آپکو نیند آرہی ہے کیونکہ خمار آلودہ آنکھون سے ظاہر ہورہا ہے ۔۔ اچھا اس معاملہ کو اب کل پر اٹھا رکھئے۔

راوی۔ اس گفتگو کے بعد فقیہ صاحب نے گھنٹی بجائی خواجہ سرا حاضر ہوا حکم دیا کہ لیمپ اٹھالے جاؤ۔ چنانچہ خواجہ سرا لیمپ اٹھالے گیا اور یہ دونون کے دونون سو گئے۔

تیئسوان باب (۲۳)

(امیر عبداللہ اور تنہائی)

جب امیر عبداللہ صاحب سعید و فقیہ کے جانے کے بعد تنہا رہ گئے اور ان کو قسم قسم کے پریشان کن خیالات نے گھیرا اضطراب و بیقراری کا دریاے ذخار سینہ مین موجین مارنے لگا حکم کے ولیعہد ہونے کے وقت سے اس وقت تک ان کو کبھی اس قسم کے خیالات نہین پیدا ہوے تھے انسان اس وقت تک نہایت ضعیف و کمزور رہتا ہے جب تک کہ نفس پرستی و خود بینی کے توہمات مین اپنے آپ کو پھنسائے ہوے ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ مین بھی کچھ ہون۔ اگر ایسے شخص کو کسی کام کے لیئے برانگیختہ کیا جائے تو وہ اپنے خیالات وغیرہ سے ذرہ برابر بھی ٹس سے مس نہین کرتا اور گھوم گھماکر اسی دائرہ مین رہتا ہے جس مین وہ پہلے تھا۔ اس سے قبل امیر عبداللہ کے دل مین اپنے بھائی حکم سے خلافت کے بارے مین نقشہ دوسا وس کرنے کے خیالات کبھی نہین پیدا ہوئے تھے۔ ان لوگون کے جانے کے بعد امیر عبداللہ صاحب خالی خولی نہین بیٹھے رہے بلکہ قسم قسم کی سرگوشیان اپنے دل بیتاب سے کرنے لگے۔ آتش حسد کی چنگاری جو اُن کے خرمن دل مین ولیعہد کی طرف سے پڑ گئی تھی۔ وہ رفتہ رفتہ بھڑک اٹھی حالانکہ وہ اس کو اپنی دانشمندی سے بہت دبائے ہوے تھے اور یہ نہین چاہتے تھے کہ ولیعہد ہمارے ان خیالات سے آگاہ ہون۔ اور ان وساوس کو وہ ٹالنے کی غرض سے دل سے یون باتین کرنے لگے کہ مجھکو خلافت کا دعوے دار بننے سے کیا فائدہ سواے اس کے کہ اور طرح طرح کی پریشانیان و مصائب مول لون مجھے خدا کے فضل و کرم سے اب کسی بات کی کمی نہین ہے دنیا بھر کی ضروریات کس وخوبی سے انجام پا رہی ہین جو چاہتا ہون خاطر خواہ کرتا ہون۔ ایام زندگی نہایت عیش و آرام سے بسر ہو رہے ہین یکایک عابدہ کا خیال آتے ہی اور بھی فرط عشرت سے بے چین ہوگیا اور کہنے لگا کہ یہ مسرت خیز و عشرت انگیز صحبت کو چھوڑ کر بیکار کا دردسر کس لیئے مول لون اور خواہ مخواہ یہ عیش و عشرت آرام و سرور کی گھڑیان اپنے لیے تلخ بنالون پھر سوچنے لگے کہ مین ان لوگون کے کہنے پر عمل کرون یا اپنے خیالات کا عامل ہون آخرکار تمام خیالات کو دور کرکے یہ فیصلہ کرلیا کہ اپنے بھائی کی طرف سے حسن ظن ہی رکھنا چاہیئے چنانچہ یہ طے کرکے اپنے بستر پر جا کے لیٹ رہے اور عابدہ کے خیالات سے اپنے دل کو بہلانے لگے یہانتک کہ بآرام تمام سو رہے۔ صبح اٹھکر کتب خانہ مین جا کر طرح طرح کی کتابون کے مطالعہ مین

مصروف ہو گئے اور ایک کتاب کی تلاش کرنے لگے۔ لیکن دستیاب نہیں ہوئی۔ سعید کا انتظار تھا کہ وہ آجاوے تو اُس سے دریافت کروں

چوبیسوان باب (۲۴)

ولیعہد کا قاصد

آلٰہی خیر ہو بیوجہ میرا دل دھڑکتا ہے

کوئی بیڈھب خبر لایا ہے قاصد انکی محفل سے

دن بہت چڑھ آیا نہ سعید ہی آئے نہ نقیہ صاحب امیر صاحب کو ان لوگون کے انتظار ہی انتظار مین جب شام ہوگئی اور دل مین ایک قسم کی اضطرابی و پریشانی پیدا ہوئی تو کچھ سوچکر سایرؔ کو بلاکر حکم دیا کہ تہ خانہ سے کہدو عابدہ کو یہان پہونچا جائے۔ کیونکہ اب انتظار کی سخت گھڑیان کاٹے نہین کٹتین۔ تھوڑی دیر اُسی سے غم غلط کرنا چاہیے۔ پھر دل ہی دل مین کہنے لگے کہ جب تک سعید و فقیہ صاحب بھی آجائین گے اُن سے ولیعہد کے متعلق اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرون گا مجھے امید ہے کہ وہ لوگ بھی میری رائے سے موافقت کرین گے۔ اور باہمی مشورہ سے امور متعلقہ مین بھی ایک قسم کا استحکام ہوجائیگا۔ تھوڑی دیر کے بعد سایرؔ نے آکر عرض کیا کہ تابعدار نے حکم حضور سے ان کو اطلاع دیدی عابدہ آرہی ہین۔ امیر نے ارشاد کیا کہ بکاول سے کہو باقاعدہ دسترخوان آراستہ کرے چنانچہ قسم قسم کے بہترین کھانون سے دسترخوان چنا گیا۔ امیر صاحب ایک کتاب ہاتھ مین لیے ہوے کھانے والے کمرہ مین جا پہونچے اتنے مین عابدہ بھی ہزار ہزار بناو سنگار کئے ہوے بصد ناز و انداز خرامان خرامان شرم و حجاب سے گردن جھکائے ہوے آپہونچی۔ اور امیر صاحب کا اشارہ پاتے ہی بیٹھ گئی۔ امیر صاحب نے اشتیاق آمیز لہجہ مین ارشاد کیا کہ اگر تم کو کچھ گران نہ گذرے تو اثنائے طعام مین کچھ گانے بجانے کا بھی شغل ہوتا جائے عابدہ نے سر تسلیم خم کرکے عرض کیا کہ جہان پناہ بہت بہتر لونڈی کو تعمیل ارشاد مین کیا عذر ہوسکتا ہے چنانچہ اسی وقت امیر عبداللہ صاحب نے حکم دیا کہ ساز وغیرہ لایا جائے قبل اس کے کہ ساز آوے امیر صاحب عابدہ کو مخاطب بناکر یون رطب اللسان ہوے۔

امیر۔ کہو عابدہ کیسی رہیں تمھیں محل میں کسی قسم کی تکلیف وغیرہ تو نہیں ہوئی

عابدہ بھلا حضور کے سایہ عاطفت میں رہکر سوائے عیش وآرام کے کسی قسم کی تکلیف وپریشانی ہوسکتی ہے خدا کے فضل وکرم وجہان پناہ کے لطف وعطا سے میرے لیئے دن عید رات شب برات کا منظر پیش نظر رہا۔

امیر میں دیکھ رہا ہون کہ اس وقت سعید کے یہان نہ موجود ہونے سے تمھارے روئے زیبا سے پریشانی حقیقتاً کے آثار ظاہر ہو رہے ہین۔ کچھ فکر نہ کرو بس تھوڑی ہی دیر مین وہ لوگ بھی آتے ہون گے۔

راوی۔ عابدہ کا چہرہ سعید کا نام سنکر فرط مسرت سے سرخ ہوگیا خوشی کے مارے دل بیتاب سینہ مین ہاتھون اچھلنے لگا۔ امیر صاحب نے خیال کیا کہ شاید سعید کا نام سنکر شرم وحیا سے اس کی یہ حالت ہوگئی ہے دراصل یہ بات نہین تھی بلکہ وہان معاملہ ہی دوسرا تھا۔ چنانچہ امیر صاحب یون گویا ہوے

امیر۔ میرا خیال ہے کہ سعید اب آیا ہی چاہتے ہونگے کیونکہ کتب خانہ کا کام بھی سب اسی طرح نامکمل پڑا ہوا ہے حقیقت مین سعید ایک نہایت قابل وہوشیار آدمی ہین۔ یہی سوچکر مین نے اپنے کتب خانہ کا تمام نظم ونسق انھین کے ہاتھون مین دیدیا اور اس انتظام مین ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ تم ایسی صفت موصوف ادیبہ سے روزانہ قربت حاصل رہیگی اور رفتہ رفتہ خلوص ومحبت مین ترقی ہوتی جائیگی

عابدہ۔ جناب کی ذرہ نوازی وطرح طرح کے احسانات کا لونڈی کس زبان سے شکریہ ادا کرے خادمہ کی نگاہ مین آپکی وقعت وعزت کی کوئی انتہا نہین، اگرچہ آپ کی نظر مین وہ کچھ بھی نہ ہون

راوی۔ امیر عبداللہ صاحب عابدہ کے حسن کلام سے نہایت محظوظ ہوے اور سمجھ گئے کہ اس کو میرے پاس رہنے سے کسی قسم کی تکلیف ورنج نہین ہے۔

امیر۔ نہین۔ یہ بات نہین ہے۔ بلکہ سعید کا مجھ پر احسان ہے اور مین کسی نہ کسی طرح اُس کا معاوضہ دینا چاہتا ہون۔

عابدہ (آہ سرد بھر کر) واقعی آپ کا فرمانا بجا ودرست ہے سعید ایسا ہی قابل قدر باہمت و اولوالعزم شخص ہے مین جہانتک خیال کرتی ہون وہ آپ کے احکام کی تعمیل مین کسی طرح عذر نہ کریگا اس کو بسر وچشم بجالائیگا۔

امیر۔ مجھے اس کی ذات سے بہت کچھ فوائد کی امید ہے اور یہ فائدہ کیا کم ہے کہ میرا کتب خانہ ایک اعلیٰ پیمانہ پر ہوجائیگا اور وہ اُسے اپنی حسن تدبیر سے ایسا آراستہ وپیراستہ کردیگا کہ دور دور ایسا کتبخانہ نظر نہ آئیگا اس کے سبب سے چیدہ چیدہ نادر کتابون کا ذخیرہ بھی اچھا ہو جائے گا۔

عابدہ۔ حضور نے جو کچھ ارشاد فرمایا اس مین سرمو فرق نہین لفظ بلفظ بجا درست ہے۔ ان پیش نظر فوائد کے علاوہ وہ اور قسم قسم کے مفید مطلب ضروریات کو بھی فراہم کریگا۔

راوی۔ اس قدر کلام کرنے کے بعد عابدہ نے ساز چھیڑ کر ایسی دلکش و سریلی آواز مین گانا شروع کیا کہ امیر صاحب کی حالت دگرگون ہو گئی وجد مین آکر مستوالون کی طرح جھومنے لگے۔ اور اسی کیف مین کچھ شیرینی و فواکہات وغیرہ عابدہ کے روبرو بڑھا کر پے در پے بہترین الفاظ مین داد دینے لگے عابدہ بھی اس وقت دل توڑ کر گا رہی تھی اور خود اُسپر بھی ایک طرح کی کیفیت اثر کئے ہوے تھی اس وقت امیر صاحب کی نگاہون مین سوائے عابدہ کے کوئی چیز نہین سماتی تھی۔ دنیا و مافیہا کی لذتون کو اس کے مقابلہ مین ہیچ سمجھتے تھے اور دل ہی دل مین بیحد مسرور و شادمان تھے کہ اُس بار بے نیاز نے اِس عبد ذلیل کی دل بستگی کا نہایت پر لطف و مسرت افزا سامان کر دیا ہے۔

امیر صاحب و عابدہ بزم نشاط مین عیش و سرور کے لطف اٹھا رہے تھے کہ سایر خادم نے آکر عرض کیا کہ ولیعہد صاحب کا قاصد ایک خط لیکر آیا ہے۔

امیر (تعجب و حیرت سے) ولیعہد کا خط۔

سایر۔ جی حضور۔ ولیعہد صاحب کا خط لایا ہے۔

امیر۔ اچھا وہ خط کہان ہے لاؤ۔

سایر۔ لیجیے قبلۂ عالم یہ خط حاضر ہے۔

راوی۔ عابدہ نے اس وقت ساز روک کر گانا موقوف کر دیا۔ امیر صاحب خط کھول کر پڑھنے لگے۔ جون جون خط پڑھتے جاتے تھے۔ چہرہ پر معمول سے زیادہ غیظ و غضب کے آثار ظاہر ہوتے جاتے تھے عابدہ تصویر حیرت بنی ہوئی دیکھ رہی تھی اور چاہتی تھی کہ کسی طرح مضمون خط سے آگاہی حاصل کرون لیکن ادب و لحاظ کے ہاتھون مجبور تھی اور اس امر کی بھی منتظر تھی کہ دیکھین امیر صاحب کیا ارشاد فرماتے ہین مگر اس کی امید کے سراسر خلاف نکلا۔ امیر صاحب نے وہ خط پڑھ کر تکیہ کے نیچے رکھ دیا تھوڑی دیر ٹھہر کر دوسرے کمرہ مین جانے لگے لیکن راہ سے لوٹ آئے۔ اسی طرح سے بکثرت غیر منتظم حرکات و سکنات امیر صاحب سے ظہور مین آئے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ کسی اہم واقعہ نے اُن کے دل پر خاص طور سے اثر کیا ہے جس کو وہ طرح طرح کی تدابیر سے ٹالنا چاہتے ہین لیکن کوئی صورت تسکین کی نہین پیدا ہوتی۔ تھوڑی دیر مین امیر صاحب نے پھر وہ خط نکال کر پڑھنا شروع کیا۔ دفعتاً کچھ سوچکر عابدہ سے یون کہنے لگے۔

امیر۔ عابدہ تم گاتے گاتے کیوں خاموش ہوگئیں آخر اس کا کیا سبب ہے کون امر مانع ہوا۔
عابدہ۔ (ساز ہاتھ مین لیکر) بندہ نواز لونڈی نے خیال کیا کہ شاید یہ خط کسی اہم معاملات سے متعلق ہو کہین گانے بجانے سے کوئی خلل نہ واقع ہو۔ بدینوجہ خادمہ خاموش ہو رہی۔
امیر۔ نہین اس خط مین کوئی ایسے غور طلب امور نہین تحریر ہین جس مین ہرج واقع ہو تم شوق سے دل کھول کر جو چاہے گاؤ۔
راوی۔ امیر صاحب کے اسقدر فرمانے سے عابدہ نے پھر ساز چھیڑ کر گانا شروع کیا اور گاتے وقت دل ہی دل مین خیال کرنے لگی کہ مجھے تو ولیعہد کے اس خط سے کچھ دال میں کالا نظر آتا ہے

پچیسوان باب ۲۵

جواب خط

سایرہ کمرہ کی چک کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ امیر صاحب نے خیال کیا۔ شاید یہ جواب خط کا منتظر ہے۔
امیر۔ (سایرہ سے) کیا ولیعہد صاحب کا قاصد جو خط لیکر آیا گیا نہین ابھی حاضر ہے۔
سایرہ۔ جی حضور موجود ہے۔
امیر (غضبناک ہو کر) اس سے کہدو کہ فوراً اپنے گھر کا راستہ لے ہمارے پاس ان لغویات کا جواب فضول نہین ہے۔
راوی۔ سایرہ نے امیر صاحب کے حکم کی انھین الفاظ مین تو تعمیل نہین کی بلکہ قاصد سے یہ کہدیا کہ تم جاؤ جواب بعد مین بھیج دیا جائیگا لیکن وہ حضرت ولیعہد صاحب کے منھ چڑھے معلوم ہوتے تھے یون کہنے لگے
قاصد۔ مین تو جواب لے کر جاؤن گا مجھے ولیعہد صاحب نے حکم دیا ہے کہ خط کا جواب ضرور بالضرور لے کر فوراً حاضر ہو۔
راوی۔ سایرہ قاصد کی اس نامناسب و بے محل گفتگو سے تشویش و پیچ مین پڑ گیا۔ بار بار دل مین

خیال کرتا اور سوچتا کہ بارخدایا اب کیا کرنا چاہیے اور امیر صاحب کو کیا جواب جاکر دینا چاہیے۔ سایر انھین تفکرات مین غلطان بیچان تھا کہ یکایک خچر کے ٹاپون کی آواز اُسے سنائی دی جب خچر قریب آگیا تو اُسنے دیکھا کہ فقیہ صاحب تشریف لارہے ہین۔ قاصد جو بیچارہ اُسپر انتظار جواب مین کھڑا تھا فقیہ صاحب کو بڑھکر سلام کیا فقیہ صاحب نے متعجب ہوکر دریافت کیا کہ تم اس وقت یہان کیسے کھڑے ہو قاصد نے جواب دیا کہ ولیعہد صاحب کے پاس سے امیر عبداللہ صاحب کے نام ایک خط لیکر حاضر ہوا ہون جواب کا انتظار ہے اتنا سنکر فقیہ صاحب محل مین تو داخل ہوگئے لیکن دل ہی دل مین سوچتے جاتے تھے کہ بارخدایا یہ کیسا خط آیا ہے۔ چنانچہ یہی تصور کرتے ہوئے امیر صاحب کی محفل مین پہونچ گئے اور اُن کو عابدہ سے گرم سخن پایا لیکن چہرہ سے رنج وملال غیظ وغضب کے آثار نمایان تھے۔ فقیہ صاحب نے متحیر ہوکر یون دریافت کیا۔

فقیہ۔ اس کا کیا سبب ہے آج جناب کو خاکسار کچھ پریشان ومکدر پارہا ہے چہرہ سے آثار غیظ وغضب خاص طور پر ظاہر ہورہے ہین خدا کے لیے جلد بتائیے مجھے تو اُلجھن ہورہی ہے۔

امیر۔ نہین۔ کوئی۔ ایسی تردد انگیز بات نہین ہے آپ خاطر جمع رکھین۔

فقیہ۔ ابھی ابھی مین نے دروازہ پر ولیعہد صاحب کے قاصد کو کھڑا ہوا دیکھا۔۔۔ کیا جناب کو اُسکے آنے کی خبر ہے۔

امیر۔ ہان ائی نے تو۔۔۔۔۔ کیا وہ ابھی تک موجود ہے گیا نہین۔

فقیہ۔ جی ہان۔ مین تو اُسے دروازہ پر کھڑا چھوڑکر آیا ہون شاید اتنی دیر مین چلا گیا ہو تو مین کچھ نہین کہہ سکتا۔

راوی۔ امیر صاحب نے گھنٹی بجائی سایر فوراً حاضر ہوا۔

امیر۔ (سایر سے) کیا ولیعہد کا قاصد ابھی تک کھڑا ہے گیا

سایر۔ جی ہان۔ مین نے آپ کا حکم تو اُسے پہونچا دیا لیکن وہ کہہ رہا ہے کہ مین بغیر خط کا جواب لیے نہ جاؤن گا

امیر۔ (غیظ وغضب سے بیتاب ہوکر) جاکر اُس مرذک سے کہہ دو کہ فوراً چلا جائے جواب وغیرہ کچھ نہین ملے گا۔

سایر۔ جناب عالی تابعدار یہ سب کچھ اُس سے پہلے بھی کہہ چکا ہے مگر وہ ایسا ضدی ہے کہ جاتا ہی نہین۔

تھی۔ اس نے جواب دیا بندہ نواز معاف فرمائیگا واقعی تاخیر تو بہت ہو گئی (عابدہ کی طرف اشارہ کرکے) ا
ارشاد فرمایئے کہ ان کی کیا کیفیت رہی۔

امیر۔ کچھ نہ پوچھو واللہ یہ تو نادر زمانہ ہین۔ ان کی وجہ سے جو لطف و سرور و دلبستگی حاصل ہوئی محتاج
نہین۔ خدا ان کی عمر دراز کرے عالم مین ان کا نظیر ملنا مشکل معلوم ہوتا ہے

سنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے
لیک ان کا سا طرحدار نہ دیکھا نہ سنا

راوی۔ اس کے بعد امیر عبداللہ صاحب نے سایر خدمتگار کو بلا کر حکم دیا کہ خاصہ طیار کیا جا
باقاعدہ دسترخوان پر حسب ضرورت بہترین اغذیہ واشربہ کا سامان کرو۔ یہ حکم پاتے ہی آناً فاناً مین سا
خوان نعمت بچھا دیا اور اس کو طرح طرح کے لذیذ و خوشگوار اطعمہ و فواکہات سے آراستہ کرکے بغرض اطلا
خدمت امیر ممدوح مین حاضر ہوا۔ امیر صاحب معہ اپنے آراکین صحبت اٹھ کر کھانے کے کمرہ مین جا پہونچے
صاحب نے اتنا موقع پاکر اشارہ ہی اشارون مین حکم کے خط کا تمام قصہ سعید سے بیان کر دیا۔

جب حاضرین دسترخوان کھانا تناول کرنے مین مشغول ہوے تو سعید نے اس طرح عرض کی

ایسے سرکار کے پہلو مین ملے جاے نشست
جس قدر فخر کرون آج بجا ہے مجھکو

سعید۔ آج مجھے اپنی قسمت پر ناز ہے۔ کہان مین ایک ادنے کتب فروش کہان عالیجاہ امیر
کے فرزندار جمند کا خوان کرم۔ خوش قسمتی سے پہلی مرتبہ ایسا نادر و مسرت افزا موقع ہاتھ لگا ہے لیکن میر
اس فروغ کا باعث سچ پوچھیے (عابدہ کی طرف اشارہ کرکے) انھین کی ذات بابرکات کا فیض ہے ور

عید سا مفلس خادم اور کہان خوان امیر

عابدہ۔ (آنکھون مین آنسو بھر کر)

جتنا جی چاہے ستا لے ستم ایجاد مجھے
شکل تصویر ہون آتی نہین فریاد مجھے

جناب لونڈی کو کس لیئے کانٹون مین کھینچتے ہین۔ یہ نہین فرماتے کہ دربار عالی مقدار امیر مین خاد
رسائی کا سبب آپ ہی کی ذات والاصفات ہے۔

امیر۔ نہین یہ بات نہین آپ دونون صاحب راہ انصاف کو چھوڑ کر بیراہ چلے جا رہے ہین نہ آپکا
دنہ ان کا آپ پر بلکہ اب دونون کا احسان مجھ پر ہے۔ جیسا کہ مین اپنے مکان کو آج بارونق پا

اس سے قبل مجھکو بھی یہ لطف زندگی بہرہ حاصل ہوا تھا جو سرور مین اپنے دل مین آپ لوگون کے قدوم میمنت لزوم سے محسوس کر رہا ہون۔

وہ آئین گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُن کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین۔

عفیفہ۔ واہ جناب واہ یہ تو خوب ہی رہی آپ لوگ اپنے اپنے فضائل و خصوصیات کو ذکر کر کے مرے اترا رہے ہین اور مجھ غریب کا کہین نام تک نہین جس کا سب کچھ کیا دھرا ہے

امیر۔ خیر یہ تو سب کچھ زبانی باتہی بات ہے کسی کو کسی پر کوئی خاص ترجیح نہین دیا سکتی لیکن سچ سچ معلومات اگر آپ لوگ حاصل کرنا چاہتے ہین تو مجھ سے سنئیے ہم لوگون مین سب سے زیادہ تر فضیلت جناب دعبداللہ صاحب کو ہے۔ جنھون نے نادر زمانہ کتاب عقد فریدہ کے توسل سے آپ ایسے باکمال حضرات کی زیارت سے مشرف فرماکر میرے ایام زندگی کو پُر لطف بنادیا۔

سعید۔ عابدہ کی طرف پلیٹ بڑھاکر) واللہ آپ تو بڑا تکلف فرماتی ہین لیجیے اسے نوش فرمائیے۔

ے ذوق تکلف مین ہے تکلیف سراسر
آرام سے وہ ہین جو تکلف نہین کرتے

اس پاک بے نیاز کا ہزار ہزار شکر ادا کیجیے جس نے اس وقت دنیا کے جملہ رنج و آلام اور ستم و قسم کے ناز و نعم سے مالا مال کر رکھا ہے۔

فہیمہ۔ جناب عابدہ صاحبہ دیکھیے میرے کہنے سے کچھ بُرا نہ مانیے گا اور مین سمجھتا ہون کہ آپ کی ہوشمندی آپ کو اس طرف توجہ بھی کرنے دیگی۔ اب آپ ہی انصاف فرمائین۔ اگر سعید صاحب کے یہان آپ ہوتین تو یہ طرح طرح کی نعمتین میسر ہو سکتی تھین کبھی نہین غیر ممکن تھا۔

مصطفٰے چھٹ گیا ہونے سے جو وہ خون تھا اغیار کا
یہ ہمارا ہے لہو جو دامن قاتل مین ہے

سعید۔ مین خیال کرتا ہون اگر سعید صاحب کو عابدہ کی خبر معلوم ہو جائے۔ خواہ یہ عراق وغیرہ مین کیون نہ ہون جہانتک ممکن ہو گا وہ ان کی طلب مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھین گے۔ کیا عجب ہے معلوم کرکے وہ یہان سے بھی طلب کرنے مین کوشش کرین۔ لیکن امیر صاحب کی ذات بابرکات سے امید ہے کہ وہ اسے کسی طرح گوارا نہین فرما سکتے۔

امیر۔ (سعید کو اپنا ہم رائے پاکر) واقعی اگر امیر صاحب اس قسم کا کوئی خط میرے نام بھیجین اور عابدہ کو

طلب کرین تو آپ کی اس کے متعلق کیا راے ہے۔

سعید۔ اول تو مین ایسا فضول خیال ولیعہد سے صاحب حکومت کی نسبت قائم نہین کر سکتا کیونکہ ایسے ناگفتہ بدافعال ان کی شان و مرتبہ کے سراسر خلاف ہین۔ ولیعہدی سے بڑھ کر اب اور کیا پا سکتے ہین خدانخواستہ اگر وہ ایسا خیال کرین بھی تو ان سے بڑھ کر کون دشمن عقل و خرد ہو سکتا ہے آپ خیال تو فرمایئے گو آجتک اسلام مین جسقدر خلفا گذرے ہین اور ان کے جسقدر ولیعہد ہوے ہین۔ تو ان لوگون نے اپنے بھائیون کے ساتھ کیسے کیسے اچھے سلوک کئے ہین یعنے ان کے لئے طرح طرح کے سامان عیش و عشرت فراہم کئے قسم قسم کی مالی اعانت کی۔ گوناگون انعامات احسانات وقتاً فوقتاً کرتے رہے۔ کیا ولیعہد حکم صاحب متقدمین خلفا وغیرہ کے واقعات سے واقف نہ ہون گے۔ میری سمجھ مین کسی طرح نہین آتا کہ وہ اس قسم کا طرز عمل اختیار کرین گے بلکہ وہ اس خادمہ کے مثل دس لونڈیان اور بھائی کو بھیجنے کے لئے آمادہ ہو جائین گے اور یہی طریقہ شایان ولیعہدی ہے

راوی۔ امیر صاحب سعید کی اس پُر اثر تقریر کو بغور سن رہے تھے اور الفاظ کے ہر ہر پہلو پر نظر تعمق ڈالتے جاتے تھے اور تسلیم کرتے جاتے تھے کیون کر نہ مانتے سعید کی تقریر کا ہر ہر فقرہ راستی کے پرضیا لباس سے آراستہ تھا۔ اور دل ہی دل مین لعبد حسرت و افسوس کہہ رہے تھے کہ مین نے ولیعہد کے خط کا جواب جیسے نرم و مہذب الفاظ مین دیا ہے ایسا نہ لکھنا چاہیے تھا بلکہ سخت ترین الفاظ مین ہونا چاہیے تھا۔ خیر (گذشتہ را صلوٰۃ آیندہ را احتیاط)

ستائیسوان باب ۲۷

ولیعہد کا دوسرا خط

مصحفی۔ لفافہ کھلنے دے دیکھیے کیا حشر برپا ہو
ابھی سے زرد چہرے پڑ گئے ہین اہل محفل کے

حاضرین دسترخوان کھانے سے فارغ ہو کر اٹھ کھڑے ہوے اور آرام گاہ مین واپس آکر عابدہ کا گانا سننے لگے۔ سعید عابدہ کی تعریف وجد مین آ آکر کرتا جاتا تھا امیر صاحب کو عابدہ کی خوش الحانی نے ازخود رفتہ بنا دیا تھا۔ دل ہی دل مین فرط مسرت سے بیقرار ہوے جاتے تھے اس کی خوبصورتی و بہترین

معلومات ادبیہ سے اور بھی محو حیرت ہو رہے تھے جب آدھی رات گذر گئی سب لوگ رخصت ہونے لگے کہ اتنے مین سایر خدمتگار آیا جو اپنے ہاتھ مین ایک خط لیے ہوئے تھا۔ امیر کے سامنے آکر باادب کھڑا ہو گیا امیر نے دریافت کیا

امیر۔ یہ تیرے ہاتھ مین کیا ہے۔

سایر۔ بندہ پرور خط ہے۔

امیر۔ کس کا خط ہے۔

سایر۔ (کچھ دور آگے بڑھ کر) حضور یہ ولیعہد صاحب کا خط ہے۔

راوی۔ امیر صاحب نے ہاتھ بڑھا کر وہ خط سایر سے لے لیا اور اس کا پتہ پڑھ کر معلوم کر لیا کہ یہ خط واقعی میرے بھائی حکم کا ہے لیکن آپ ہی آپ دل سینہ مین دھڑکنے لگا چہرہ پر ہوائیان اڑنے لگین ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا کہ دیکھئے اس خط مین کیا مضمون ہوتا ہے اسی بیم و ہراس مین رعشہ کی بدولت خط بھی ہاتھ سے گر پڑا بالآخر امیر صاحب نے لفافہ کھول کر خط کو پڑھا۔ اور غیظ و غضب سے برافروختہ ہو کر وہ خط سعید کے آگے پھینک کر کہنے لگے لیجیے اسے ملاحظہ فرمایئے۔

امیر۔ واقعی تمھارا خیال ولیعہد کی طرف سے حق کا نب نکلا اور جو کچھ تم نے بیان کیا تھا وہ ظہور مین آیا

سعید۔ کیا مین اس خط کو باواز بلند پڑھ سکتا ہون۔

امیر۔ بیشک آپ باواز بلند کیا جلا کر پڑھ سکتے ہین اس مین کوئی ایسی رمز کی بات نہین لکھی ہے۔

راوی۔ سعید نے وہ خط باواز بلند پڑھنا شروع کیا اور حاضرین کان لگا کر سننے لگے جس کا مضمون حسب ذیل ہے۔

(مضمون خط)

امیر عبداللہ کو معلوم ہو کہ مجھے تمھارے جواب خط سے سخت حیرت و تعجب ہے کہ تم ایسے قابل و ہوشیار ہو کر ایسا تہذیب کے دایرہ سے گرا ہوا خط تحریر کرو۔ مین کسی طرح اس تحریر کو تمھارا لکھا تصور نہ کر سکتا تھا لیکن تمھاری مہر نے مجھے اس کے باور کرنے پر مجبور کر دیا۔ مین نے تم سے ایک لونڈی طلب کی تھی کوئی بڑی بات نہ تھی جو تم میری اس معمولی تمنا کو پوری کر دیتے اور تم نے یہ بھی کچھ نہ خیال کیا کہ آخر اس لونڈی کو طلب کون شخص کر رہا ہے تمھین سمجھنا چاہیے تھا کہ خادمہ کا طالب وہ شخص ہے جس کا مرتبہ امیر المومنین کے بعد تم پر و نیز اہل ملک کی نظرون مین روشن ہے یعنے وہ امیر المومنین کا جائز جانشین ولیعہد ہے۔ اب مین امید کرتا ہون کہ تم بوالیسی جواب قاصد کے ہمراہ خادمہ کو روانہ کر دو گے۔

سعید۔ خط کو پڑھتا جاتا تھا اور ہر ہر فقرہ پر سر کو حیرت سے ہلاتا جاتا تھا جب آخری فقرہ پر پہنچا تو وہ

خط امیر عبداللہ صاحب کے حوالہ کردیا اور آپ کسی قدر فکر و سکوت کے دریا میں مستغرق ہوگیا امیر جس وقت خط میں رہے تھے عابدہ کی طرف بھی کن آنکھیوں سے دیکھتے جاتے تھے۔ عابدہ بھی اس وقت ستارکو رکھ کر دام تحیر میں غلطاں و پیچان تھی اور رہ رہ کر بھی ارادہ کرکے رہ جاتی تھی کہ کسی طرح میں محفل سے اٹھ کر چلی جاؤں کیونکہ اس پر ایک خاص بے چینی کا عالم تھا مضمون خط کا فقرہ فقرہ اس کے آبلۂ دل کے ساتھ نشتر کا کام کر رہا تھا جب مضمون خط تمام ہوچکا امیر صاحب نے حاضرین محفل کو متوجہ کرکے کہا کہ اب تو آپ لوگ بھی واقف ہوگئے کہ حکم صاحب کس قدر طمع پرور و گرفتار آرزو ہیں۔ میں تو ان کا اسقدر خیال کرتا ہوں اور سیدھی سادھی باتیں کئے جاتا ہوں اور وہ ہیں کہ سر ہی پر چڑھے آتے ہیں دماغ ہے کہ ملتا ہی نہیں وہ ولیعہدی کے زعم میں بھولے ہوئے ابھی تک اپنی بیجا ضد پر قائم ہیں۔

سعید (متحیر ہوکر) مجھے بھی ان کے اس طرز عمل سے اور بیجا تشدد سے سخت حیرت ہے معلوم نہیں کہ ان کو کیا ہوگیا ہے واقعی حکومت کی بو انسان کے دماغ کو خراب کرکے کسی قابل نہیں رکھتی حقیقت میں اگر میں اس خط کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیتا تو واللہ مجھے کبھی حکم صاحب کی طرف سے بدظنی نہیں ہوسکتی تھی لیکن اس خط نے ان کی پوری غیر منصفانہ کیفیت کی تصویر میری نگاہوں کے روبرو کھینچ دی واقعی آجتک میں سخت دھوکہ میں مبتلا تھا۔

ما در چہ خیالیم فلک در چہ خیال
کاریکہ خدا کرد فلک را چہ مجال

فقیہ۔ میں نے پہلے ہی اس کا فیصلہ کر لیا تھا اور سمجھتا تھا کہ ولیعہد صاحب اپنی ضد نہ چھوڑیں گے اور امیر عبداللہ کو آگاہ بھی کر چکا تھا لیکن ہمارے پاک باطن و صاف دل امیر صاحب کو خدا سلامت رکھے کہ انھوں نے اپنے بھائی ولیعہد کی طرف سے ابھی تک کسی قسم کی بدظنی نہیں کی بلکہ حسن ظن رکھتے ہیں اور ہم لوگوں کی طرف سے غیر مطمئن ہیں۔ وہ ہم لوگوں کو ناقابل اعتبار سمجھتے ہیں شاید ان کا خیال ہے کہ ہم لوگ اپنی کسی ذاتی منفعت کی غرض سے اس قسم کے تذکرے و چرچے کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم لوگ امیر صاحب کے سچے ہمدرد و بہی خواہ ہیں اور ہمہ وقت یہی چاہتے ہیں کہ امیر صاحب کو کسی قسم کا رنج و صدمہ نہ پہونچنے پائے۔

فقیہ۔ خیر خدا نے ہم لوگوں کی بات رکھ لی اور ولیعہد صاحب کے خط نے نقاب شک کو چہرۂ یقین سے اٹھا دیا اب ہمارے امیر صاحب کے لیے ان معاملات کے متعلق دو پہلو ظاہر ہیں یا تو ولیعہد کی مخالفت کریں یا ان کی اطاعت و فرمانبرداری۔۔ لیکن امیر صاحب کی حکومت سے مخالفت کرنا دشوار امر ہے۔

راوی۔ فقیہ صاحب کا عابدہ کے روبرو اس قسم کا کلام کرنا امیر عبداللہ صاحب کے لیے سخت توہین و ذلت کا سبب ہوا اور وہ غیرت کے مارے کٹ گئے اور اس طرح فقیہ صاحب سے مخاطب ہوئے۔

امیر۔ میں اور اطاعت۔ ولیعہد کو کیا مجاز ہے کہ وہ اس قسم کا ناروا حکم دین اور میرے اہل و عیال کو طلب کریں۔ آج تو اتنا ہی ہو کل وہ مجھی کو خدمتگاری کے لیے طلب فرمائیں گے دسر کو وجاہت سے الگ کرنا یہ تو کوئی معمولی بات نہیں ہے جو ایسا کر سکیں یہ سنکر عابدہ بولی۔

عابدہ۔ راضی کرائیں بندہ پرور میں نہیں چاہتی کہ دو بھائیوں کے درمیان کسی قسم کی میری بابت مخالفت ہو۔ اب میں یہ مناسب سمجھتی ہوں کہ یہاں سے اپنے وطن چلی جاؤں۔ اور گوشہ نشین ہو جاؤں۔ مجھ ایسی ادنے خادمہ کی وجہ سے ارکین سلطنت میں مخالفت ہو جانا انسب نہیں معلوم ہوتا۔ میں برابر یہ دیکھتی رہی ہوں کہ خلفا خلافت کے بارہ میں آپس میں جنگ و جدال کرتے رہے ہیں لیکن لونڈی و غلام تحف و ہدایا میں ایک دوسرے کو ہمیشہ بھیجتے رہتے ہیں۔ اسی طرح سے ایک دوسرے کو جاگیر و انعامات سے بھی سرفراز فرماتے رہتے ہیں

راوی۔ امیر نے جھپٹ کر عابدہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کو اپنی جگہ پر بٹھا کر بصد جوش یوں زہر اگلنے لگے۔

امیر۔ کیا اس وقت تمہارا میرے یہاں سے چلا جانا میرے لیے باعث ذلت و بدنامی نہیں ہے اور تم شاید لوگوں پر یہ امر ظاہر کرنا چاہتی ہو کہ میں ولیعہد کے خوف سے تمہاری نگرانی و حفاظت نہیں کر سکتا یہ غیر ممکن ہے کہ تمہاری طرف کوئی نظر اٹھا کر دیکھ سکے اگر ایسا ہوا تو تمہارے جانے سے پہلے خود یہ اپنے گھر کو خیر باد کہے گا۔

راوی۔ امیر عبداللہ صاحب جس وقت یہ گفتگو عابدہ سے کر رہے تھے۔ چہرہ غیظ و غضب سے تمتما یا ہوا اور آنکھیں لال انگارا ہو رہی تھیں۔ اسقدر غیظ و غضب کا غلبہ تھا کہ اپنے آپ سے باہر ہو رہے تھے اچھے برے کی بالکل تمیز نہ رہی۔ عابدہ امیر عبداللہ صاحب کے بٹھا دینے سے بیٹھ تو گئی لیکن نہایت بے لطفی و بدمزگی کے ساتھ۔ تھوڑی دیر کے بعد عابدہ نے سعید کی طرف اعانت طلب نظر سے دیکھا سعید عابدہ کا مافی الضمیر سمجھ کر امیر صاحب سے یوں گویا ہوا۔

سعید۔ جناب سے میری استدعا ہے کہ اس معاملہ میں آپ عجلت کو دخل نہ دیں پہلے میری عرض سن لیں

امیر۔ (سر جھکا کر) کہو کیا کہتے ہو۔

سعید۔ (ادھر ادھر دیکھ کر) پہلے آپ یہ فرمایئے کہ یہاں کوئی اجنبی شخص تو نہیں ہے جو ہماری بات چیت سن لے

امیر۔ اچھا تھوڑے دیر توقف کرو۔

راوی۔ اتنا کہکر امیر نے گھنٹی بجائی سایر خدمتگار حاضر ہوا۔

امیر۔ سایر سے۔ دیکھو خبردار رہنا۔ کوئی ہماری محفل کے قرب وجوار مین نہ آنے پائے خوب ہوشیار رہنا۔

سایر۔ بہت اچھا سرکار۔

امیر۔ (سعید سے) اچھا جو کچھ تمہین کہنا ہے اب کہہ ڈالو خاطر خواہ اطمینان ہو گیا۔

سعید۔ (امیر کو اپنے قابو مین سمجھ کر) اب آپ کو زیبا ہے کہ ان معاملات مین نہایت ہوشیاری وحکمت عملی سے کام لیجیے۔ اور ولیعہد حکم سے مخالفت نہ کیجیے کیونکہ اس حالت مین بہت تشویشناک پیچیدگیان واقع ہون گی ... اس خط کے پڑھنے سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ عابدہ کو اب دوسری مرتبہ طلب کر رہے ہین حالانکہ آپ ان کو صاف الفاظ مین نفی کا جواب دے چکے ہین باوجود جواب دینے کے بھی انھون نے دوسرا خط از عزم ولیعہدی مین روانہ فرمایا ہے جس سے بوے حکومت آتی ہے۔ واقعی اگر آپکا ارادہ اب بھی وہی قائم ہے جو کہ پہلے تھا تو آپکو کمر ہمت باندھ کر پوری طرح اچھے برے ہر پہلو پر نظر ڈالکر مستعد ہو جانا چاہئے اگر ایسا ممکن نہین ہے تو فوراً قاصد کے ہمراہ عابدہ کو روانہ کر دینا چاہئے اور عابدہ کو دل سے فراموش کر دینا چاہئے۔

عابدہ۔ سعید سے مہربانی فرماکر میری بھی کچھ عرض سن لیجیے جو اشد ضروری ہے میری تمنا ہے کہ امیر عبداللہ کو ایسے نازک موقع پر نہایت ہوشیاری وحکمت عملی سے کام لینا چاہئے اور آپ کا بھی یہ فرض منصبی ہے کہ امیر صاحب کو آپ کوئی ایسی راے نہ دین جس سے ولیعہد و امیر صاحب کے درمیان کسی قسم کا تنازع وبے لطفی پیدا ہو خصوصاً ایسے وقت مین جبکہ حکم صاحب کا۔ اصرار حکومت مین طرح طرح ہوتا ہو۔ اور مین کسی طرح یہ یقین نہین کر سکتی کہ امیر صاحب ولیعہد صاحب سے اپنی اس مخالفت مین بازی لیجا سکین۔ اسی لئے مین مناسب سمجھتی ہون کہ تھوڑے عرصہ کے لیے کہین دوسری جگہ چلی جاون تاکہ امیر صاحب میری عدم موجودگی کا بہانہ کر کے ولیعہد سے معذرت کر سکتے ہین۔ مجھے اپنی موجودگی سے اندیشہ ہے کہ امیر صاحب مجھے دینے سے انکار کرین۔ اور ولیعہد برانگیختہ ہو کر یہان چڑھ آئین اور مجکو بزور شمشیر لے جانا چاہین۔ حالانکہ مین نے اپنے دل مین پہلے ہی سے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ مین سواے امیر صاحب کے کسی کی نہین ہو سکتی اور اس مخدوش حالت مین جبکہ ولیعہد صاحب یہان میرے حصول کے لئے چڑھ آئین تو مجھے سواے جان دیدینے کے کوئی چارہ نہین۔

راوی۔ عابدہ کی اس عبرت دہ رشد سندہ کن تقریر سے امیر صاحب کے دل مین اور بھی غیظ و

غضب کی آگ بھڑک اٹھی اور یون کہنے لگے۔

امیر۔ عابدہ مین تم سے بارہا کہہ چکا کہ کسی کی اتنی طاقت نہین ہے کہ تم کو زبردستی مجھ سے جدا کر سکے۔

سعید۔ جب جناب نے انکار ہی کرنے کا عزم ارادہ کر لیا ہے تو بسم اللہ لیکن پھر بھی کہے دیتا ہون کہ اگر حکمت عملی سے کام نہ لیا جائے تو ہم لوگون اور تمام رعایا کی بہبودی ہے۔

راوی۔ امیر صاحب سر جھکا کر سعید کے کلام پر غور کرنے لگے۔ اسی حالت مین فقیہ صاحب کہنے لگے۔

فقیہ۔ امیر صاحب سے امیری بھی ایک عرض ہے جس کو جناب کے روبرو پیش کرنا چاہتا ہون۔ مین خیال کرتا ہون کہ جناب سعید کے مافی الضمیر سے واقف ہو گئے ہون گے لیکن اقتضا مین اس کی مزید توضیح کرنا چاہتا ہون (امیر کے قریب بڑھ کر آہستہ سے) میرا خیال ہے کہ جو کچھ مین نے کل جناب سے عرض کیا تھا اسے نہ بھولے ہون گے جتنوں کا مسئلہ ولیعہدی و خود امیر المومنین کی خلافت کے متعلق جو کچھ سرگوشیان ہو رہی ہین وہ مخفی نہین ہین اور ایک بڑی جماعت ہو گئی ہے جو ان کی مخالفت پر آمادہ ہے اور حکم کو بھی منصب ولیعہدی کے لائق نہین تصور کرتی اور وہ ان دونون کے طرز عمل سے سخت متنفر ہے۔ لیکن بوجوہات چند وہ جماعت اپنے مقاصد کی تکمیل مین خاطر خواہ کوشش نہین کر سکتی۔ اور جماعت کے ہر ممبر کی بھی دلی تمنا ہے کہ امیر عبد اللہ صاحب اس منصب کے لائق ہین اور انھین کو نامزد کرنا چاہیے۔ ایسی حالت مین امیر صاحب نے اگر کچھ بھی ولیعہد کی مخالفت پر آمادگی ظاہر کی تو بالعموم لوگ ان کے ہمراہ ہو جائین گے کیونکہ وہ لوگ صرف سہارا ہی ڈھونڈھتے ہین۔ فقط امیر صاحب کے حکم کی دیر ہے۔

اٹھائیسوان باب (۲۸)

جواب خط

ملک الموت اڑے ہین کہ مین جان لیکے ٹلون
سربسجدہ ہے کہ مسیحا کہ میری بات رہے

امیر عبد اللہ۔ سعید مجھے تمھاری رائے سے اتفاق ہے اور قریب قریب یہی طرز عمل مناسب و بہتر معلوم ہوتا ہے مگر ممکن نہین ہے کہ ہم اس اہم و نازک مسئلہ مین کسی قسم کی عملی کارروائی شروع کرین۔ البتہ یہ معلوم

ہوتا ہے کہ اس کے جملہ پہلوؤن پر غور و فکر کرلین۔ اور خوب اچھی طرح سے سمجھ بوجھ کر اس مین ہاتھ ڈالین ہم کو ایسی آتش افروزی سے کوئی فائدہ نہین معلوم ہوتا جس کی بابت ضرورت خود ہم بھی نہ سمجھا سکین سب سے پہلے ہمین اس بارہ مین غور و فکر کرنا لازم و ضروری ہے جبکہ خود امیرالمومنین تخت حکومت پر رونق افروز ہین اور سلطنت کا جملہ نظم ونسق اُن کے قبضہ مین ہے تو ایسی حالت مین اُن کے خلاف عمل پیرا ہونا ہوشیاری و دانشمندی سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ کیا عجب ہے کہ امیرالمومنین خود ہی ولیعہد کے حرکات ناشائستہ۔ خود بینی۔ کبر و غرور سے آگاہ ہو کر اور اُن کو حکمرانی کا اہل نہ سمجھ کر زمام حکومت ان کے اختیار سے نکال کر میرے قبضہ مین دیدین۔ ایسی امید افزا حالت مین جبکہ بلافتنہ فساد کے کام بنتا نظر آتا ہو مجھے تو کوئی ضرورت محسوس نہین ہوتی کہ خلاف مصلحت امور کا عمل درآمد کیا جائے اور مفت کی بربادی خلق خدا کی خونریزی عمل مین لائی جائے جو کسی طرح عالم کی نگاہون مین سوائے بدنامی و انگشت نمائی کے قابل فخر نہین ہو سکتی

سعید۔ اس وقت جناب نے جو کچھ ارشاد فرمایا در اصل بجا و درست ہے دور اندیشی و انجام بینی کے یہی معنے ہین کہ کسی کام مین جلدی نہ کرنا چاہیے اور جہانتک ممکن ہو صبر و ضبط سے کام لینا چاہیے۔

لیکن گستاخی معاف یہ تو فرمایئے کہ جو مسئلہ اس وقت معرض بحث مین پڑا ہوا ہے اس کے متعلق آپ نے کیا رائے قائم کی آیا آپ عابدہ کو ولیعہد کے حسب طلب بھیجین گے یا نہین۔

امیر۔ یہ تو مین کسی طرح نہین گوارا کر سکتا خواہ اِدھر کی دنیا اُدھر ہو جائے لیکن عابدہ کو جبتک میرے دم مین دم ہے اُن کے حوالے نہین کر سکتا اگر حکم صاحب اپنی ولیعہدی کے زعم مین اسی ضد پر قائم رہین گے تب مجھے باقاعدہ امیرالمومنین کی خدمت مین ان معاملات کو پہونچانا پڑیگا۔

فقیہ۔ میری سمجھ مین یہ بات نہین آتی کہ آپ اس نادر موقع کو کیون ہاتھ سے نکالے دیتے ہین۔ آخر آپ کو کس امر کا خوف و خطر ہے۔ میرے خیال مین اس وقت آپ کا پایہ نہایت زبردست ہو رہا ہے جس مہم مین ہاتھ ڈالیئے گا انشاء اللہ کامیابی ہی حاصل ہوگی۔ شہر قرطبہ ہی مین فیصدی دس اشخاص ایسے نکلین گے جو آپ کی بیعت پر رضامند نہ ہون ورنہ عامہ رعایا آپ ہی کا دم بھر رہی ہے فقط آپ کے اشارہ مستعدی کی دیر ہے۔ معلوم نہین کیا بات ہے کہ جملہ باشندگان شہر آپ ہی کا دم بھر رہے ہین اور حکم صاحب ولیعہدی سے اُن لوگون مین حد سے سوا بددلی پیدا ہو رہی ہے اگر آپ اس خاکسار کے حسب منشا عمل پیرا ہون تو انشاء اللہ وہ وہ بہترین تدابیر کامیابی کی بتاؤن کہ فرط مسرت سے اچھل اچھل پڑین میری سمجھ ناقص مین تو یہی آتا ہے جیسا کہ عرض کیا۔ آیندہ آپ کو اختیار ہے۔

سعید۔ واللہ فقیہ صاحب کے ارشاد مین سرمو فرق نہین جو کچھ بیان کیا حقیقت مین باشندگان شہر کے

ایسے ہی خیالات ہین اور اُن کے دلون مین یہ جذبات عرصہ سے جوش زن ہین اور اُنکی دلی تمنا ہے کہ کہین امیر صاحب آمادہ ہوجاہین توہم لوگ جوق جوق ان کے ہاتھون پر بیعت کرلین - بلکہ ہزارون قبیلے ایسے بھی پائے جاتے ہین جو امیرالمومنین عبدالرحمن ناصر کی خلافت کو نہین پسند کرتے اور ان کی حکمرانی سے سخت ناخوش ہین وہ لوگ کہتے ہین کہ ہم ایسے فرمانروا کو کسی طرح پسند نہین کرسکتے اور قابل نہین تسلیم کرتے جو علمار وفضلار کی فضیلت کو بالاے طاق رکھکر خواجہ سراؤن وغلامون کا قدردان ہو اور زمام حکومت کمترین لوگون کے ہاتھ مین دے رکھی ہو - ایسا شخص کبھی خلافت اسلامیہ کا حامل نہین ہوسکتا - بہرحال وہ لوگ اس ناقابل برداشت تکالیف کو ایک عرصہ تک اس امید مین برداشت کرتے رہے کہ شاید امیرالمومنین کا ولیعہد جو مقرر ہو وہ ان خرابیون کو دور کرکے ہم لوگون کو ہمارے مقاصد مین کامیاب کردے اور ان کا زیادہ تر خیال بھی تھا کہ آپ ولیعہد ہونگے لیکن نتیجہ برعکس عمل مین آیا حکم صاحب ولیعہد بنادئے گئے - اُن لوگون کے کلیجون پر سانپ لوٹ گئے اور انتظامی دنیا مین ایک ہل چل برپا ہوگئی اور اُن کے دلون مین جو صورتین اصلاح ملک کی منقش ہورہی تھین وہ محو ہوگئین اور ان کی تمام آرزون پر جو ملک کی فلاح وبہبودی کے لیے تھین اُوس پڑگئی - جناب من اب بھی کچھ نہین گیا ہے سب کھیل بنا بنایا ہے فقط آپ کی کمرہمت باندھنے کی دیر ہے آپ کا اٹھنا اور تمام اہل ملک کا آپ کے ہمراہ ہوجاتا ہے اور اگر آپ حکم صاحب کی بیعت ترک کرنا نہین چاہتے اور اُسی پر قائم رہنا چاہتے ہین تو کچھ ہرج نہین مین اُسکی مخالفت کرنا نہین چاہتا - اور نہ اس کے متعلق کچھ اور عرض کرنے کی جرأت رکھتا ہون آپ خدا کے فضل وکرم سے خود صاحب بصیرت وذکاوت ہین آپ کو مشورہ دینا گویا آفتاب کو آئنہ دکھانا ہے -

راوی - امیر عبداللہ صاحب فقیہ صاحب کی گفتگو ابتک خودغرضی پر برابر محمول کرتے رہے لیکن جب ایک بےغرض شخص سے اسی قسم کے نصیحت آمیز الفاظ سنئے تو ان کا خیال اولین بالکل بدل گیا اور اس طرح کہنے لگے -

امیر - سعید تم نے جو کچھ بیان کیا اُس سے مین نے نتیجہ نکال لیا اور تمہارے مصلحت آمیز کلام کا ایک ایک لفظ میرے ذہن نشین ہوگیا - اب یہ تو بتاؤ کہ یہ کام کب سے شروع کردینا چاہیئے جو کچھ ہو مین تو ابھی سے طیار ہون -

درین دریاے بے پایان درین طوفان موج افزا
سرافگندیم بسم اللہ مجریہا ومرسٰہا

سعید - ابھی اس مین تعجیل کی ضرورت نہین ہے سوچ سمجھ کر نہایت ہوشیاری ودانائی سے کام

کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ کھلی ہوئی بات ہے جب آپ ولیعہدی کا دعوی کرینگے اور ولیعہد کو معلوم ہوگا تو ضرور فتنہ وفساد برپا ہونے کا اندیشہ ہے اور وہ اپنے کو حق بجانب سمجھتے رہین گے بدین وجہ کہ منصب ولیعہدی ان کو امیرالمومنین نے عطا کیا ہے وہ باسانی اس ترکہ کو نہ چھوڑین گے۔

آپ کو بھی ولیعہدی کا دعویدار بننے کے بعد خاموش ہوکر بیٹھ جانا مناسب نہ ہوگا بلکہ موجب ذلت ہوگا لہذا آپ کو لازم ہے کہ پہلے اس کے نشیب و فراز پر نظر ڈال لیجیے اسکے بعد اُس سخت و صعب میدان مین قدم بڑھایئے اگر ایسا نہ کیجیے گا تو سخت توہین ہوگی اور لوگ اس وقت جسے چاہین گے خلیفہ مقرر کرلین گے لیکن لوگون کی یہی خواہش ہے کہ امیر عبداللہ خلیفہ مقرر ہون اور وہی اُس کے اہل ہین وہ لوگ جو آپ سے اسقدر حسن ظن رکھتے ہین اُس کی خاص وجہ یہی ہے کہ آپ عالم متقی تمام اوصاف کے جامع مین۔ لاحول ولاقوۃ۔ دیکھیے کیا باتین ہورہی تھین اور ہم بہک کر کہان کا کہان نکل آیا مسئلہ تو زیر بحث یہ تھا کہ ولیعہد صاحب نے جو عابدہ کو طلب فرمایا ہے آیا اس کی تعمیل کرنا چاہیے یا نہین اب بھی حکم صاحب اگر اپنی اس خواہش سے دست بردار ہوجائین تو مجھے امید ہے کہ پھر کسی قسم کا فتنہ وفساد نہ پیدا ہو۔

راوی۔ امیر عبداللہ صاحب پر سعید کی اس پراثر تقریر نے ایسا گہرا اثر کیا کہ ان کے بشرہ سے یہ ظاہر ہونیلگا کہ وہ اس کام کے لیے بدل وجان آمادہ ہین۔ امیر عبداللہ کو سعید کی اس تقریر سے اور بھی حیرت ہوئی کہ ہمارے ملک مین ایسے اشخاص بھی موجود ہین جو حکم کی ولیعہدی کو تنفر کی نظرون سے دیکھتے ہین اور میرے لیے کوشان ہین لیکن امیر صاحب مین بھلا یہ دم خم کہان تھا کہ ولیعہد کی مخالفت مین اتنی ہمت وجرات کرسکتے۔ یہ سب یاران شاطر کی ریشہ دوانی کا نتیجہ تھا جو انھون نے بزدل کو بہادر بنا کر اسقدر الفاظ ولیعہد کی مخالفت مین زبان سے نکلوا دئے تھے لیکن وہ علت کہان جاتی تھی ایک کسی قسم کی پیچھی ہمراس نے انھین خاموش بنادیا اور تھوڑی ہی دیر کے بعد اس طرح رطب اللسان ہوے۔

امیر۔ مجھے تمھاری اس تقریر سے ایسے معاملات معلوم ہوے جن سے آجتک مین بالکل بیخبر تھا.....

فقیہ۔ ابھی جناب کو کیا معلوم ہوا ہے رفتہ رفتہ دیکھیے جا ہیے کہ زمانہ آپکو کیا کیا بتاتا ہے آپ پر چند ہی روز مین روشن ہوجائیگا کہ آپ کی قابلیت نے کس قدر لوگون کے دلون پر اپنا قبضہ کرلیا ہے۔ جناب من ہزارون نہین لاکھون کی تعداد مین اہل ملک آپ کے عقیدتمند و گرویدہ نظر آرہے ہین۔

سعید۔ فقیہ صاحب کو اشارہ سے خاموش کر کے امیر صاحب کو آپ اس قدر برانگیختہ نہ کرین اور جوش نہ دلائین اس کو سمجھ لیجیے کہ جو کام عجلت مین ہوتا ہے وہ عجلت و بے صبری سے اچھی طرح انجام نہین پاتا۔

دامیر کی طرف اشارہ کرکے) کیوں جناب امیر صاحب آپ کی اس کے متعلق کیا رائے ہے آیا خاکسار درست کہتا ہے یا خلاف

امیر۔ فقیہ صاحب واقعی جلدی وسرعت کو پسند کرتے ہین اور اسی سے کام لینا چاہتے ہین یہ تو مناسب نہین ہے مجھے تو تمہاری رائے انسب معلوم ہوتی ہے ابھی تو یہ پہلا موقع ہاتھ آیا ہے۔ اگر حیات مستعار باقی ہے تو بہت ایسے مواقع پیش آتے رہین گے انشاء اللہ پھر سمجھ لیا جائیگا اس مرتبہ امیر المومنین سے بھی شکایت کرکے دیکھ لینا چاہئے کہ وہ کیا ارشاد فرماتے ہین۔ اور کیا عمل کرکے دکھاتے ہین۔

سعید۔ واقعی جناب امیر صاحب آپ بالکل بجا و درست فرماتے ہین اور میرا بھی یہی خیال ہے کہ اگر امیر المومنین حکم صاحب کے ان حرکات ناشائستہ سے متاثر ہوئے تو کیا عجب ہے کہ ان کو معزول کرکے آپ کو یہ منصب عطا فرماوین

امیر۔ تو اب اس وقت کی تمام گفتگو کا یہ لب لباب نکلا کہ اس معاملہ کو کسی اور موقع ومحل کے لیے اٹھا رکھنا چاہیئے اور حکم کے خطوط کے متعلق غور وفکر کرنا چاہیئے۔ کہ اس کے متعلق کیا کارروائی کی جائے۔

عابدہ اگر جناب کی یہی خواہش ہے کہ کسی نہ کسی طرح بھائی صاحب کے حکم کی تعمیل کیجائے تو بندی کو یہ منظور نہین لونڈی کا سلام و داعی قبول فرمایئے۔

راوی۔ یہ کہکر عابدہ نے باجہ کو علیحدہ رکھ دیا اور اپنا دوپٹہ سنبھالتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اور جانے پر طیار ہی تھی کہ امیر صاحب نے دوڑکر اس کا آنچل پکڑ لیا اور یون کہنے لگے۔

امیر۔ عابدہ آخر تم اسقدر کیون برہم ہوگئین۔

عابدہ۔ کیونکہ میرا ایمان رہنا آپکے اور آپ کے بھائی کے درمیان جھگڑے کا.... پ.... باعث۔

امیر۔ مین نے تو اس کے متعلق تم سے بارہا کہا کہ ایسا تاقیامت نہین ہوسکتا۔ تم کو جھگڑون بکھیڑون سے کیا سروکار انکو مین طے کرتا رہونگا۔ لو مین ابھی انکو جواب خط تحریر کئے دیتا ہون۔ بھئی سعید بتاؤ کہ جواب خط مین کیا تحریر کیا جائے۔

سعید۔ جو آپ مناسب تصور فرمائین تحریر کردین لیکن اس کا خیال ملحوظ رکھیے گا کہ الفاظ سخت نہ ہونے پائین۔ کیونکہ یہ سراسر مصلحت کے خلاف معلوم ہوتا ہے اونچ نیچ دیکھ کر کام کرنا چاہیئے یہ بھی ممکن ہے کہ آپ مجھے حکم دین مین اس کا جواب لکھدون اگر آپ کے پسند خاطر ہوگا تو وہی بھیجدیا جائے گا۔ اگر آپ کی مرضی کے مطابق نہ ہو تو اسے چاک کر ڈالئے۔

امیر۔ واقعی تم نے یہ خوب تدبیر بتائی بیشک جواب حسب ضرورت دقت لکھ لاؤ مین اسکو دیکھ لون گا۔

راوی۔ سعید نے امیر صاحب کا یہ حکم پاتے ہی قلم ودوات لیکر حسب ذیل جواب تحریر کرنا شروع کیا۔

(مضمون خط)

منجانب امیر عبداللہ۔ بنام حکم ولیعہد۔

ولیعہد صاحب کو معلوم ہو کہ خط آپ کا موصول ہوا جس کو پڑھکر سخت حیرت ہوئی جس امر سے میں نے آپ سے معذرت چاہی تھی آپ اسی کی پھر مجھ سے خواہش کرتے ہیں حالانکہ اس سے پہلے میں آپ کو اطلاع دے چکا ہون کہ ستاوبہ لڑکی کے بھیجنے سے میں قاصر ہون مگر معلوم نہیں ہوتا کہ آپ کو کس بات کا زعم ہے کہ بار بار مجھسے یہی فرمائش کر رہے ہیں اگر آپ کو ولیعہد ہونے کا گھمنڈ ہو تو اسے اپنے دل سے نکال ڈالیے خود امیرالمومنین کی شان سے بعید ہے کہ آپ کی ایسی فضول خواہش کی تائید کریں وہ کیون جائیے۔ خلفاء بنی امیہ وبنی عباس کے کارنامے اپنے پیش نظر رکھ لیجیے۔ اس میں جب کوئی ولیعہد بنایا جاتا تھا تو کسی قسم کا تکبر وغرور نہیں پایا جاتا تھا بلکہ وہ اپنے اعزا واقربا کی خدمت اپنا فخر سمجھتے تھے تحفہ جات وہدایا وغیرہ بھیجکر ان کے قلوب خوش کر کے اپنے ہاتھوں میں لیا کرتے تھے ایک آپ ہیں کہ میرا دل خوش رکھنے کی کوشش کرتے نہ کہ اس کے مخالف کارروائی عمل میں لا رہے ہیں اور میری اشیاء مملوکہ کے غصب کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جو کسی طرح آپ کو زیبا نہیں آخر کو میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہون کہ ہم آپ آپس میں بھائی بھائی ہیں ایسا موقع نہ دیجیے کہ لوگوں میں ہنسی ہو بلکہ ہم کو اور آپ کو ملکر کام کرنا چاہیے آپس میں نفاق وشکررنجی سے میرے خیال میں تو کوئی فائدہ سوائے نقصان کے نظر نہیں آتا فقط والسلام

چنانچہ سعید نے یہ بمضمون خط لکھ کر امیر صاحب کی خدمت میں پیش کیا امیر نے شروع سے آخر تک اس کو بغور دیکھا۔ الفاظ کی نشست وبرخواست مضمون کی فصاحت وبلاغت سے نہایت مسرور ومحظوظ ہوئے بلا سوچے سمجھے اس خط کو ملفوف کر کے اپنی مُہر لگا دی اور خادم کو حوالہ کر کے کہا کہ اسے جس قدر جلد ممکن ہو سکے ولیعہد کی خدمت میں لیجاؤ خادم وہ خط لیکر فی الفور پہونچا آیا۔

انتیسوان باب ۲۹

سعید۔ (امیر صاحب کا خیال بدلنے کی غرض سے) اگر جناب اجازت مرحمت فرمائیں تو عابدہ کچھ سنائیں جس سے ایک گونہ مسرت روحانی حاصل

امیر۔ یہ تم نے خوب سوچا۔ مناسب ہے یہی سہی اچھا عابدہ عرب کے کچھ پرلطف قصص وحکایات بیان کرو تاکہ اتنا وقت دلچسپی مین گذرے۔

عابدہ۔ جناب عالی کیا عرض کیا جائے میرے ہوش وحواس درست نہین ہین طبیعت اسقدر مکدر ہو رہی ہے کہ کوئی بات بھلی نہین معلوم ہوتی کاش مین روز بد دیکھنے کے لئے پیدا ہی نہین ہوتی یا بعد اوسے یہان رسائی ہی نہ ہوئی ہوتی جو مجھ بدنصیب کیوجہ بھائیون بھائیون مین فتنہ وفساد کی نوبت پہونچی۔

امیر۔ تم بیکار کا رنج وغم اپنے اوپر لعنت وملامت کررہی ہو اس کو جانے بھی دو اور اس فضول خیال سے درگذرو مین تمہاری عنایتون کا بیحد مشکور ہون۔ یہ تو کوئی انوکھی واعجوبہ بات نہین ہے سیکڑون بھائیون مین اسی قسم کے جھگڑے وفساد روزانہ ہوتے رہا کرتے ہین اگر ہم لوگون کے درمیان مین بھی ایسا واقعہ پیش آیا تو کوئی نئی بات نہین ہے۔ تم کو ان معاملات سے متاثر نہ ہونا چاہیئے یہ خانگی واقعات ہین جس مین ہم لوگ خود آپس مین نپٹ لین گے۔ تم اپنے توہمات پر خاک ڈالو اور کوئی بہتر سے بہتر قصہ بیان کرو تاکہ دل بہلے پھر مفارقت کی روسیاہ رات سامنے کھڑی ہے۔ امیر صاحب کی تسکین دہ تقریر سے کسی قدر عابدہ کے غمگین دل کو سکون ہوا۔ تو اس نے قسم قسم کے قصہ وبہترین اشعار عرب سنانا شروع کیئے۔ جس سے حاضرین کے قلوب غیر مطمئنہ پر نہایت اچھا اثر پڑا اور سب کے رنج وغم تفکرات وترددات عیش وسرور کے جذبات سے بدل گئے۔ چہرون پر مسرت سے گلابی رنگ کا خون لہرین مارنے لگا۔ غرضکہ تھوڑی دیر کے بعد سب لوگ اپنے بسترون پر جاکر آرام پذیر ہوئے لیکن طرح طرح کے خیالات کا دریا ہر شخص کے دلون مین موجزن تھا خصوصًا امیر عبداللہ صاحب پر تو اس نے اپنا پورا پورا قبضہ کرلیا تھا۔ امیر صاحب جیسے ہی اپنے بستر پر پہونچے ہین مضمون خط پیش نظر تھا دل ہی دل مین کہنے لگے کہ خدا نے بڑا اپنا فضل شریک حال کیا جو اس وقت مصائب کے پہاڑ کو سر سے ٹال دیا۔ ممکن ہے کہ ہم کو پھر کسی وقت اس سے بھی بہتر ومناسب موقع ہاتھ آجائے جو ہمارے حسب دلخواہ ہو۔ فقیہ صاحب تو موجود ہی ہین

اُن سے بھی مشورہ کرلیا جائے گا۔ میرا خیال ہے والد صاحب بھی اس جھگڑے کو طول نہ پکڑنے دینگے فوراً حکم صاحب کو معزول کرکے مجکو اُس منصب پر مامور کردینگے۔ امیر صاحب رات بھر انھین خیالات مین غلطان و پیچان رہے یہانتک کہ سپیدۂ سحر نمودار ہوگیا اور انھون نے تارون کے چھان ہی چھان کتب خانہ کا رُخ لیا۔ وہان پہونچنے کے ساتھ ہی سعید کو طلب کیا سعید بھی مستعد ہوکر آموجود ہوا اور امیر صاحب سے چند آدمی لیکر کتابون کی درستی مین مصروف ہوگیا اور باقاعدہ الماریون مین ہر ایک فن کی کتابین ادب حدیث۔ فقہ۔ تاریخ۔ تفسیر۔ دواوین وغیرہ لگادین۔ لیکن کتب خانہ بھر مین اُسے کوئی کتاب بھی طبعیات فلسفہ وغیرہ کی نظر نہ آئی۔ حالانکہ اُس کے بڑے بھائی حکم کے کتب خانہ مین اس فنون کی کتابین بکثرت موجود تھین۔ اصل بات یہ ہے کہ اُس زمانہ مین کتب فلسفہ وغیرہ کا مطالعہ کرنے والا اور رکھنے والا خارج عن الاسلام سمجھا جاتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ امیر عبداللہ صاحب کے کتبخانہ مین ایسے فنون کی کتابین موجود نہ تھین۔ اور امیر صاحب ممدوح ایسی کتابون سے قطعاً پرہیز کرتے تھے اور ایسے خیالات کو بھی اپنے قریب نہ پھٹکنے دیتے تھے۔ اسی سے دنیاے اسلام مین یہ دقعت و عزت کی نظرون سے دیکھے جاتے تھے اور عام طور سے تمام عالم اسلامی مین ہر دلعزیز بنے ہوے تھے اور اس زمانہ کے فقہا رنے بھی یہی فتوے دے رکھا تھا بہر حال کچھ بھی ہو اس وقت کتب فلسفہ وغیرہ کا بالکل رواج نہ تھا۔ اگر اندلس مین ہوا بھی ہے تو خلیفہ عبدالرحمن کے دور خلافت و حکم ثانی کے بعد ہوا ہے حالانکہ اُس کے زمانہ خلافت مین بھی ایسے اشخاص پائے جاتے تھے جو کتب فلسفہ وغیرہ کا مطالعہ کرتے تھے لیکن وہ بھی معدودے چند۔ جس کی خاص طور سے یہ وجہ تھی کہ اس فن کو سلاطین کے ساتھ علماء دین نے قطعاً ناجائز و حرام کردیا تھا۔ مگر رفتہ رفتہ چھٹی صدی ہجری کے آخر تک اس فن کی اندلس مین خاطر خواہ اشاعت ہوگئی۔

تیسوان باب ۳۰

غصّہ کا جوش

سعید کتابون کی درستی مین ہمہ تن مصروف ہو رہا تھا اور امیر صاحب بغور اُس کی کارکردگی سے دلچسپی لے رہے تھے۔ لیکن شب گذشتہ کے خیالات گاہ گاہ لوٹ آتے تھے اور اُس کے دماغ مین چکر لگانے لگتے تھے اسی اثنا مین امیر صاحب کچھ دیر تو بیٹھے رہے۔ جب تاب ضبط باقی نہ رہی وہان سے اُٹھکر پلنگ پر جاکر لیٹ رہے اب کتب خانہ مین سوائے سعید اور چند خادمون کے کوئی باقی نہ رہا تھا۔ اتفاقاً فقیہ صاحب اسی وقت تشریف لائے جب اُن کو یہ معلوم ہو گیا کہ امیر صاحب کمرہ مین آرام کر رہے ہین تو سعید کے پاس کتب خانہ مین چلے گئے اور وہان بیٹھکر سعید سے اُس خط کے متعلق کانا پھوسی کرنے لگے۔

فقیہ۔ کہین ایسا نہ ہو کہ ولیعہد صاحب نے ہم لوگون کی گرفتاری کے لیے لشکر خدام بھیجا ہو اور وہ ہم تینون معہ عابدہ پکڑ کر حکم صاحب کی خدمت مین لیجائے۔

سعید۔ اس کے متعلق تو مین کچھ عرض نہین کر سکتا ہون... لیکن میرا خیال ہے کہ ولیعہد صاحب اس حرکت کو پسند نہ کرین گے (لو فرضاً) اگر انھون نے ایسا کیا بھی تو ہم لوگون سے کیا سروکار غرض کہ کچھ بھی اگر وہ یہ چاہین کہ عابدہ کے معاملہ مین ہم کامیاب ہو جائین تو وہ اس خیال خام کو اپنے سر سے نکال ڈالین عابدہ کیا عابدہ کی ہوا تک نہین پا سکتے۔ اگر امیر عبداللہ صاحب ہی کیون نہ ناخوش ہو جائین۔

فقیہ۔ (ایک کتاب اٹھا کر سعید کو دیتے ہوئے) حاصل کلام یہ ہے کہ اب دونون بھائیون کے درمیان آتش حسد بھڑک اٹھی ہے اگر باہمی رد و قدح کا یہی لیل و نہار رہا تو بہت جلد ہم امیر عبداللہ صاحب کو میدان قتال مین سرگرم جدال پائین گے۔ اور پھر تم دیکھو گے کہ ایک سال بھی نہ منقضی ہونے پائیگا کہ امیر عبداللہ صاحب تخت خلافت پر رونق افروز نظر آتے ہونگے غرضکہ اسی قسم کی باد ہوائی گفتگو مین اُن دونون نے دن وہین بیٹھکر گذار دیا۔ فقیہ صاحب جو کچھ بھی کہتے تھے بالکل کمسن بچون کی ایسی باتین ہوتی تھین مگر سعید کی بات چیت اس کا طرز کلام۔ اس کی سنجیدہ گفتگو اس کے صاحب عقل و تمیز ہونے پر کافی

دشمنی ڈالتی تھی سعید فقیہ صاحب کی طفلانہ رائے پر کبھی توجہ نہین کرتا تھا۔ بعض اوقات ان کے خوش کرنے کے لیے ان مین ہان ملا دیا کرتا تھا۔ اب آفتاب غروب ہونے کے قریب تھا لیکن امیر صاحب ابھی تک خواب استراحت سے بیدار نہ ہوے تھے فقیہ نے باہر نکل کر خدمتگارون وغیرہ سے دریافت کیا کیا وجہ ہے کہ اس وقت تک امیر صاحب آرام فرما رہے ہین جو برآمد نہین ہوے۔ ان لوگون نے عرض کیا کہ امیر صاحب کو بخار آگیا ہے اس سبب سے باہر رونق افروز نہین ہوے وہان ان کے پاس صرف سایر خادم ہے یہ خبر پاتے ہی فقیہ صاحب فوراً کمرہ کے دروازہ پر پہونچے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ امیر صاحب نے سایر کو حکم دیا کہ فقیہ صاحب کو بلا لو فقیہ صاحب اجازت پاتے ہی اندر داخل ہوکر بعد مزاج پرسی وہین بیٹھ گئے۔ جب امیر صاحب کو تکلیف مین زیادہ پایا تو یون کہنے لگے۔

فقیہ۔ جناب کسی حکیم کو بلا کر کیون مشورہ نہین لیتے اگر حکم ہو تو خاکسار ابھی جا کر بلا لائے۔

امیر۔ یہ تو فرمائے آپ نے کس حکیم کو تجویز فرمایا ہے۔

فقیہ۔ شہر مین یون تو اطبا بے شمار ہین لیکن بہتر حکما مین شاہی معالج سلیمان ہین یا احمد بن جابر ہین۔ ان مین سے جس کو آپ حکم دین اُسے بلا لاؤن۔

امیر۔ مین ان مین سے کسی کو بھی نہین بلانا چاہتا اور نہ ان کی مجھے ضرورت ہے۔

فقیہ۔ لیجیے جناب مین بھولے ہی بیٹھا تھا سعید کو بلا کر کیون نہین دکھاتے۔ وہ منجملہ دیگر علوم و فنون کے اس مین مہارت و ملکہ رکھتا ہے بلکہ یہ سمجھیے پورا دخل ہے۔ میرے خیال مین تو سعید بڑا باکمال شخص ہے۔ دنیا مین کون ایسی چیز ہے جسمین اُسے دسترس نہین۔

امیر (خوش ہوکر) واللہ سعید تو عجیب و غریب شخص نکلے خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُسنے ایسے باکمال و ہمہ دان شخص کو مجھ تک پہونچا دیا۔ اس وقت مین جس قدر فخر کرون بجا ہے۔ جناب فقیہ صاحب آپ کے بار احسان سے کسی طرح سبکدوش نہین ہوسکتا اور تمام عمر اِس کو نہین بھول سکتا۔ کیونکہ سعید ایسے ہمہ صفت موصوف شخص کا میری صحبت مین آنا آپ ہی کا طفیل و ذریعہ ہے۔

فقیہ۔ حقیقت مین جناب کا ارشاد سراپا راستی پر مبنی ہے واقعی اگر دنیا مین چراغ لیکر ڈھونڈھا جائے تو سعید کا ایسا جامع الصفات شخص ملنا غیر ممکن معلوم ہوتا ہے۔

امیر۔ جناب فقیہ صاحب میرے خیال مین عابدہ بھی اپنے زمانہ مین فرد ہے واقعی یہ نظیر نہین رکھتی

راوی۔ اس ذکر کے چھڑتے ہی امیر صاحب کو کل کے واقعات کے پریشان کن خیالات نے پھر گھیر لیا

اور ان کا چہرہ فق ہو کر رہ گیا۔

فقیہ۔ اگر جناب کا حکم ہو تو خاکسار سعید کو بلا لائے

امیر۔ بہت مناسب معلوم ہوتا ہے بلا یئے ضرور بلایئے اگر کچھ علاج نہ بھی ہوگا تو اس کی صورت ہی دیکھ لینے سے کسی قدر میرے اضطراب میں کمی ہوگی اور ایک گونہ آرام ہو جائیگا۔

راوی۔ چنانچہ حسب خواہش امیر صاحب فقیہ صاحب نے سعید کو بلایا اس نے آکر بعد مزاج پرسی وغیرہ نبض پر ہاتھ رکھا اور آنکھیں بند کر کے دریائے تفتیش و تشخیص میں غرق ہو گیا۔

سعید۔ جناب امیر صاحب کیا آپ نے اپنا قارورہ بھی رکھوایا ہے۔

امیر۔ ہاں رکھا تو ہے۔

راوی۔ یہ کہکر امیر صاحب نے خادم کو حکم دیا کہ قارورہ منگایا جاوے چنانچہ خادم قارورہ لے آیا۔ تھوڑی دیر قارورہ کو غور سے دیکھنے کے بعد سعید نے کہا۔

سعید۔ میرا جہانتک خیال ہے شاید یہ بخار آپ کو کسی خاص رنج وغیرہ کی وجہ سے ہے۔ اس میں آپ کچھ اندیشہ نہ کریں انشاء اللہ بہت جلد جاتا رہے گا

امیر۔ سعید کی تشخیص کی دل ہی دل میں داد دیکر۔ اس سے قبل ایک مرتبہ مجکو اور بھی اسی قسم کا بخار آیا جو بہت جلد جاتا رہا میرے خیال میں تمہیں تو اس فن میں بھی ید طولیٰ حاصل ہے اگر تم کو طبیب حاذق کہا جائے تو کچھ بیجا نہ ہوگا۔

سعید۔ یہ سب جناب کا حسن ظن و محبت ہے مجھے کیا خاک آتا جاتا ہے اور جناب کا یہ مرض بھی کوئی ایسا معرکۃ الآراء نہیں ہے محض معمولی سی ایک حرارت کی کیفیت ہے جو بات کی بات میں رفع ہو جاتی ہے

امیر۔ تم اس فن میں کس سے تلمیذ رکھتے ہو اور مرض کی صورت حال تم کو کیونکر معلوم ہوئی۔

سعید۔ میں نے اس کو کسی ایسے ویسے شخص سے نہیں سیکھا ہے بلکہ و نیز ائمہ فن سے اسے بکوشش بلیغ حاصل کیا ہے۔ شاید آپ شیخ محمد بن زکریا رازی سے واقف ہوں گے جو شفاخانہ شاہی میں اسی کام کی انجام وہی پر مامور تھے۔ جنھوں نے اس فن میں اکثر بہترین و مفید کتابیں تصنیف کی ہیں مجکو جو کچھ آتا جاتا ہے وہ سب انھیں بزرگوار کے جوتیوں کا طفیل ہے۔

امیر۔ ہاں ہاں میں انھیں خوب اچھی طرح جانتا ہوں میں خیال کرتا ہوں شاید انکا انتقال ہو چکا ہے

سعید۔ جی ہاں انکو تقریباً انتقال کئے ہوئے دس سال کا عرصہ ہوا ہوگا انھوں نے خود اپنی کتاب میں اس بخار کی کیفیت پر اچھی طرح روشنی ڈالی ہے اور خوب مفصل بالتشریح بحث کی ہے۔

امیر۔ اس کا علاج کیا ہے۔
سعید۔ اس کا علاج بہترین مفرح مُسکّن اغذیہ و اشربہ کا کھانا و پینا۔ طرح طرح کے قصص و حکایات کا سننا روزانہ حمام کرنا زیادہ مفید ثابت ہوا ہے اور بارہا میرے تجربہ مین آچکا ہے۔
فقیہ۔ واقعی کس قدر آسان و غیروقت طلب علاج ہے عابدہ تو یہان موجود ہی ہین وہ گانا بجانا قصے کہانیان چھیڑ دین گی۔ اور حمام بھی کرلینا کوئی مشکل کام نہین ہے
راوی۔ امیر صاحب نے اسی وقت ملازمین کو بلاکر حکم دیا کہ حمام طیار کرلیا جائے انجناب غسل کرینگے اور سعید سے یون کہدیا کہ آپ چل کر عابدہ کو مستعد کیجیے کہ وہ اپنے کار متعلقہ کے لیے طیار رہین۔
سعید۔ تو جناب بندہ رخصت ہوتا ہے اور انشاءاللہ عابدہ کو ابھی ابھی اپنے ہمراہ لیکر واپس آتا ہے میرا خیال ہے کہ جبتک آپ غسل بھی نہ کرنے پائین گے۔ خاکسار حاضر ہوجائیگا۔
راوی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد امیر صاحب غسل سے فراغت کرکے حمام سے برآمد ہوگئے اور خدام کو حکم دیا کہ سعید کو بلاؤ سعید معہ عابدہ کے فوراً حاضر خدمت ہُوا۔ عابدہ نے عود بجاکر گانا شروع کیا اب امیر صاحب کے چہرہ سے پہلی سی پریشانی کے آثار نہین ظاہر ہوتے تھے اور حالت رُو بہ صحت نظر آتی تھی تھوڑی دیر تک محفل عیش طرب گرم رہی۔ پھر سعید کے مشورہ سے امیر صاحب تو بستر استراحت پر تشریف لے گئے اور سعید وغیرہ اپنے اپنے جاے قیام پر واپس آئے صبح کو سعید نے عابدہ کو بلاکر کچھ بہترین اشعار تعلیم کئے۔ عابدہ سعید سے بیحد انس و محبت رکھتی تھی گویا اس کے شمع جمال کی پروانہ تھی سعید کو دیکھ دیکھ کر فرط مسرت و جوش عشرت سے پھولے نہین سماتی تھی۔ عابدہ اپنی جان تک سعید پر قربان کرنے کو تیار تھی اور اس کے ہر حکم کی تعمیل کرنا وہ موجب فخر بلکہ اپنا فرض سمجھتی تھی

اکتیسوان باب ۳۱

رات کا مسافر

فردوسی ؎ چو از نیمۂ تیرہ شب درگذشت
شباہنگ بر چرخ گردان بگشت

پے مشورہ مجلس آراستند
نشستند و گفتند و برخاستند

سعید بیٹھا ہوا ابھی عابدہ کو تعلیم ہی دے رہا تھا کہ اتنے مین امیر عبداللہ صاحب کا قاصد آیا اور سعید سے کہا کہ جناب کو امیر صاحب اسی وقت طلب فرما رہے ہین۔ مجھے حکم دیا ہے کہ ابھی ابھی اپنے ہمراہ لیکر آؤ۔ سعید فوراً طیار ہوکر محل شاہی کی طرف روانہ ہوگیا۔ جسوقت وہان پہونچا تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ امیر المومنین عبدالرحمن ناصر کا قاصد امیر صاحب کے دروازہ پر کھڑا ہوا ہے اور اُس کے قریب ایک پینس بھی رکھی ہوئی ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اس مین کوئی پردہ نشین عورت بیٹھی ہوئی ہے جس وقت سعید دروازہ پر پہونچا گھوڑے سے اتر پڑا۔ سایر بغرض استقبال حاضر ہوا۔ اور عرض کرنے لگا کہ آپ بلا کھٹکے اندر تشریف لے آیئے۔ سعید فوراً اندر پہونچا اور امیر صاحب کو لباس فاخرہ زیب تن کئے ہوے دیکھ کر سخت متحیر ہوا جب اور زیادہ قریب پہونچا امیر صاحب کے ہاتھ مین ایک خط نظر پڑا۔ ظاہرا جو امیر المومنین کی پیشگاہ سے آیا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ فقیہ صاحب بھی رونق افروز تھے مگر خاموشی کا عالم تھا ہر ایک کی زبان پر مہر سکوت لگی ہوئی تھی جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ یہ لوگ کسی بڑے گہرے دریاے تفکر و تردد مین غوطہ زن ہین۔ سعید نے بعد ادب سر تسلیم خم کرکے کہا کہ نصیب دشمنان حضور کا مزاج کیسا ہے

امیر۔ خدا کے فضل و کرم سے اچھا ہون۔ اب تو بخار کی شکایت نہین ہے۔ لیکن کچھ آثار بخار آنے کے معلوم ہوتے ہین۔

سعید۔ جناب کسی قسم کا اندیشہ نہ فرمائین انشاء اللہ اب بخار نہ آئے گا۔ لیکن یہ تو فرمائے جناب کے دست مبارک مین کیا ہے۔

راوی۔ امیر صاحب نے وہ خط سعید کے حوالہ کیا اور اشارہ مین کہا کہ اس کو آہستہ آہستہ پڑھ لو۔ چنانچہ

سعید نے اس خط کو شروع سے لیکر آخر تک کئی بار بغور پڑھا اور امیر صاحب سے سخت متحیر ہو کر یون کہنے لگا
سعید - بجیے یک نہ شد دو شد - یہ تو نیا گل کھلا - اس کا تو وہم و خیال بھی نہ تھا -
فقیہ مین نے آپ لوگون سے بارہا اسکے متعلق ذکر کیا لیکن آپ لوگون نے کسی طرح باور نہ کیا -
سعید - مین ایسا نہ سمجھتا تھا کہ امیر المومنین ولیعہد کی اسقدر جنبہ داری و ترجیح امیر صاحب کے مقابلہ مین کرینگے
فقیہ - بندہ خدا ہوش کے ناخن لو - یہ بھی تم نے خوب کہا - تم تو ماشاء اللہ عقیل و فہیم ہو تمہاری زبان سے تو ایسے نادانی کے کلمات نکلنا مناسب نہ تھا - کیا نہین معلوم ہوتا - تم یہ نہین جانتے کہ جب انسان خود بینی و نفس پرستی کا دالہ و شیدا عجب و غرور کی شراب کا متوالا ہو جاتا ہے تو اس کے دل مین کسی کا انس کسی کی محبت باقی نہین رہتی - ظلم و تعدی اُس کے بائین ہاتھ کا کھیل ہو جاتا ہے -
امیر - (مہر خاموشی توڑ کر) تو جناب ایسا بھی نہین ہوتا کہ انسان بادۂ نخوت و شراب خود پرستی کا متوالا ہو کر اولاد پر بھی ظلم کرنے لگے -
فقیہ - یہ جو کچھ جور و جفا امیر المومنین کے طرز عمل سے ظاہر ہو رہا ہے - اور آپ سا متقی و پرہیزگار اُس کا نشانہ بنا ہے ان کے نزدیک یہ کوئی ایسی بڑی بات نہین ہے - یہ سب انھون نے اپنے بڑے بیٹے ولیعہد کے خاطر سے کیا ہے کیونکہ وہ بیگم صاحب کو بہ نسبت آپ کے کمین زیادہ عزیز رکھتے ہین اور اُن کی ہر طرح سے خوشنودی و رضامندی اُن کو منظور ہے -
سعید - جناب فقیہ صاحب یہ آپ کا خیال غلط ہے - انھون نے عابدہ کو خود اپنے محل مین بلایا ہے -
امیر - یہ سب دکھانے کا ڈھکوسلا ہے ان کی منشا یہ ہے کہ عابدہ کو میرے یہان سے بلا کر بحسن تدبیر ولیعہد صاحب کو حوالہ کر دین -
راوی - اس قدر گفتگو کرنے کے بعد امیر صاحب کی حالت غیظ و غضب مین دگرگون ہو گئی - رنج و غم یاس و الم کی فوجون نے آکر گھیر لیا - ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے - جب بالکل صبر و ضبط کی طاقت باقی نہ رہی پلنگ پر جا کر لیٹ رہے اور قسم قسم کے پریشان کن خیالات کا ورود ہوا دل ناصبور مین موجین مارنے لگا - آنکھون نے طوفان اشک برپا کر دیا - حاصل کلام یہ کہ امیر صاحب کی حالت مین زبردست انقلاب پیدا ہونے لگا -
سعید - اس امر سے آپ بالکل مطمئن رہین انشاء اللہ ایسا ہرگز نہین ہو سکتا یہ غیر ممکن ہے کہ عابدہ ولیعہد کے پاس چلی جائے - ابھی کل تک اُس کا خیال تھا کہ چاہیے مجھ پر ظلم و ستم کے پہاڑ کیون نہ ٹوٹ پڑین - میری بوٹیان کیون نہ کاٹ ڈالی جائین مگر مین ولیعہد کے پاس کسی طرح نہ جاؤن گی -

امیر تو کیا تمہاری رائے ہے کہ مین امیر المومنین کے حکم کی تعمیل نہ کرون اور ان کو بھی حکم کی طرح جواب تحریر کرودن انھون نے تو شاہی فنیس تک عابدہ کی سواری کے لیے بھیجدی ہے جو باہر صحن باغیچہ مین رکھی ہی یقین ہے کہ آپ کی نظر سے بھی گذری ہو اب تم جس طرح بتاؤ اس پر عمل کیا جائے۔

سعید۔ جی ہان فینس تو مین نے باغیچہ مین رکھی ہوئی دیکھی ہے اور معاملات پر بھی غور کر لیا ہے۔ بہرکیف اگر عابدہ یہان سے چلی بھی جائیگی تو قصر زہرا جائیگی نہ کہ ولیعہد کے یہان۔

امیر۔ یہ محض دہوکہ و جعل و فریب ہے انھون نے یہ خیال کیا ہوگا کہ امیر عبداللہ اپنے والد امیر المومنین کے حکم کو نہ ٹالین گے اور ضرور عابدہ کو بلا قیل و قال روانہ کر دین گے جس وقت عابدہ امیر المومنین کے یہان چلی آئیگی تو پھر وہان سے اپنے یہان لے آنے مین کوئی دقت و پریشانی نہ ہوگی اور اپنا کام بلا حقہ بحسن و خوبی انجام پائے گا۔ بدینوجہ انھون نے یہ تدبیر اختیار کی ہے۔

سعید۔ (خط کو دوبارہ دیکھ کر) جی نہین امیر المومنین ایسا ہرگز نہ کرینگے۔ وہ تو خط مین تحریر فرماتے ہین کہ مین نے عابدہ کے علم و ہنر کی بڑی تعریف سنی ہے مجھے اس کے دیکھنے کا اشتیاق ہے بھیجدو اس سے کسی طرح کا فریب نہین ظاہر ہوتا لیکن اسے مین تسلیم کرتا ہون کہ عابدہ کا ذکر امیر المومنین سے ولیعہد صاحب ہی نے کیا ہے اور ان کو اپنی چرب زبانی سے عابدہ کا مشتاق دیدار بنایا ہے لیکن میرا جہانتک خیال ہے امیر المومنین اسے ہرگز روا نہ رکھین گے کہ عابدہ کو آپ کے یہان سے بلا کر ولیعہد صاحب کو حوالہ کر دین کیا ان کو آپ کی دل شکنی کا اتنا بھی پاس و لحاظ نہ ہوگا وہ کبھی عابدہ کو ولیعہد کے سپرد نہ کرین گے۔

فقیہ۔ یہ تو ہم نے تسلیم کر لیا کہ امیر المومنین عابدہ کو خود ولیعہد کے حوالہ نہ کرین گے لیکن ولیعہد صاحب کے تو دل سے لگی ہوئی ہے وہ کیون اپنی حرکتون سے باز آنے لگے۔ عابدہ کو ضرور امیر المومنین سے طلب کرین گے۔ اور یہ غیر ممکن ہے کہ ولیعہد کی خواہش و استدعا کو امیر المومنین پورا نہ کرین اور ٹال دین۔

سعید۔ میرا تو خیال یہی ہے کہ وہ عابدہ کو ولیعہد صاحب کے حوالہ ہرگز ہرگز نہ کرین گے اگر ولیعہد صاحب نے ایسا قضیہ انکے رو برو پیش کیا تو مین سمجھتا ہون کہ وہ اُن سے سخت ناخوش و برہم ہون گے۔

فقیہ۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ولیعہد صاحب امیر المومنین کے اتنا کہدینے سے خاموش ہو کر عابدہ کی طلب سے باز آئین گے۔ اگر تم ایسا خیال کرتے ہو تو بیجا ہے یہ امیر عبداللہ صاحب نہین ہین تم کو حکم کا سال بھی طرح معلوم نہین اُن کی طبیعت بڑی ضدی و کینہ پرور واقع ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ وہ ہمہ وقت بادہ نخوت و حکومت کے سرشار رہتے ہین۔

امیر۔ والد صاحب کی اطاعت و فرمانبرداری جتنی مجھ پر فرض ہے اتنی ہی ولیعہد صاحب پر بھی ہے

والد صاحب سے امید ہے کہ ان کی خود غرضانہ حرکات سے ناراض ہو جائیں گے اور عابدہ کو میرے پاس واپس کر دیں گے۔

راوی۔ اس کے بعد امیر عبدالصمد صاحب پر غیظ و غضب کا اسقدر غلبہ ہوا کہ ایک لفظ بھی منھ سے نہ نکل سکا۔

فقیہ۔ ذرا میری بات تو سنیے۔ اس وقت دفعتاً میرے دل میں ایک خیال ہوا ہے . . . اگر امیر المومنین عابدہ کو حکم کے حوالہ نہ کریں اور اسی بنا پر باپ بیٹوں میں جھگڑا و فساد برپا ہو جائے تو پھر ہم لوگوں کی بن آئیگی اور میرا گمان اغلب ہے کہ پھر امیر المومنین حکم کو معزول کر کے آپ کو ولیعہد بنا دیں گے۔ اور اگر ہمارا یہ خیال غلط نکلا تو فرمایئے پھر کیا طرز عمل اختیار کرنا ہوگا۔

امیر (غضبناک ہوکر)، اگر اُن لوگوں میں ہماری امیدوں کے خلاف کوئی فتنہ و فساد نہ ہوا۔ تو میں لڑنے کے لیے طیار و آمادہ ہوں۔

فقیہ۔ جناب کا لڑنے و غصہ کرنے سے کیا منشا ہے۔ آپ کو بھلا جنگ و جدال فتنہ و فساد سے کیا کام۔ آپ سوائے اتقا و پرہیزگاری کے۔ اس فن سے میرے خیال میں بالکل نا آشنا ہیں اور آپ کی طبیعت و عادت سے ایسے مہتم بالشان معاملات کا صدور خارج از امکان معلوم ہوتا ہے۔

سعید۔ (فقیہ کی طرف دیکھ کر) معاف فرمائیگا آپکو خود اس معاملہ میں وقوف نہیں ہے۔ اصل امر تو یہ ہے کہ حلیم و بردبار شخص کو کسی امر میں اول تو غصہ ہی نہیں آتا اگر مجبوراً غیظ و غضب کا اظہار ہوا اور جلال چڑھ آیا تو پھر اُس کا فرو کرنا کوئی آسان امر نہیں معلوم ہوتا۔ امیر صاحب موصوف کی دانائی و فراست میں مجھے تو ذرہ بھر بھی شک نہیں۔ آپ نے بارہا امیر صاحب کے روبرو اشتعال انگیز تقریریں کیں لیکن انھوں نے دانشمندی و ہوشیاری سے ہمیشہ کام لیا اور ابھی تک بلا سوچے سمجھے کسی انگشت نما ہونیوالے امر کے مرتکب نہیں ہوئے اور آپ کی گفتگو سے متاثر نہ ہوکر اس کو برابر ٹالتے رہے اور موقع کے منتظر رہے اور یہ بھی آپ کو ہمیشہ مد نظر رہا کہ کوئی بات میری طرف سے ایسی سرزد نہ ہو جس سے بھائی صاحب و والد صاحب ناراض ہوں۔ بلکہ اب تک ان کا پاس و لحاظ کرتے رہے اب ہر طرح سے مجبور ہوکر جب کوئی تدبیر بن نہیں آتی اور پانی سر سے اونچا ہونے لگا تو آپ کو اس کے انسداد کے لیے خواہ مخواہ غیظ و غضب سے کام لینا پڑا اب آپ یقین کر لیجیے کہ انشاء اللہ بہت جلد اس کا کوئی بہتر سے بہتر نتیجہ نکلے گا۔

تیسوان باب (۳۲)

امیرالمومنین کے نام خط

اس وقت امیر صاحب فرطِ غضب سے بیخود ہو رہے تھے چہرہ مارے غصہ کے سرخ ہو گیا تھا نہین سمجھتے تھے کہ مجھے اب کیا کرنا چاہیئے۔ ان کے روبرو سخت ترین پر پیچ مسئلہ اپنی خوفناک ولاینحل صورت لیئے کھڑا تھا۔

سب سے زیادہ الجھن و پریشانی کی بات یہ تھی کہ ان کے بھائی صاحب اُن سے ایک ایسا ولفگار شکن کام لینا چاہتے تھے۔ جس کے لیے وہ کسی طرح بھی طیار و آمادہ نہ تھے اسپر طرہ یہ کہ والد صاحب بھی خلافت آمادہ ہوگئے تھے غرضکہ امیر صاحب بڑی گومگو و کشمکش کی حالت مین مبتلا تھے اور آتش غضب رہ رہ کر بھڑک اٹھتی تھی سعید اس آگ کو اور بھی بھڑکانے کے لیے آگے بڑھ کر یون کہنے لگا۔

سعید۔ آپ اپنے بھائی کی ناخوشی کا تو مطلق خیال نہ کیجیے لیکن والد صاحب کے خوش رکھنے والی کوششون سے حتی المقدور باز نہ آئیے لیکن اسی وقت تک جبتک وہ آپ کی عزت وحرمت کا پاس و لحاظ رکھین اور آپ کے بھائی صاحب کو آپ پر کسی حالتمین فوقیت و ترجیح نہ دین اور آپ خوب اچھی طرح سمجھ لیجیے دیا ور رکھیے کہ دروغ گو کو کبھی فروغ نہین ہوتا۔

سچ آگے راستی کے ہے دروغ بے فروغ
چھوٹے موتی ہو نہین سکتے ہین در شاہوار

شب تاب مین کہان ہے ماہ گردون کی ضیا
شیر قالین کر نہین سکتا ہے آہو کا شکار

لاکھ انگور نگ و روغن سے کرو آراستہ
ہو نہین سکتی کبھی شمشیر چوبی آبدار

امیر۔ تو کیا تمھاری یہ راے ہے کہ مین عابدہ کو امیرالمومنین کی خدمت مین روانہ کردون۔

سعید۔ مین تو اس مین کوئی ہرج نہین تصور کرتا کچھ مضائقہ نہین ہے کیونکہ انھون نے تحریر فرمایا ہے کہ اسے دیکھ کر واپس کردون گا۔۔۔۔ قطع نظر اس کے مین خود بھی وہان عابدہ کے ہمراہ جاؤنگا اور جسطرح یہان ساتھ ہون وہان بھی رہونگا۔ اور حتی المقدور اس کا بہت خیال رکھون گا کہ آپکی شان کے خلاف کوئی امر نہ سرزد ہونے پائے۔

امیر۔ یہ سب تمہارا خیال خام و بے عقلی ہے عابدہ جس وقت قصر زہرا مین پہونچ گئی تو پھر کس کی

اتنی مجال ہے کہ وہان پہونچ سکے۔ پرندہ تک تو پر مار نہین سکتا مجھے تمہاری اس راے سے اتفاق نہین

امیر۔ واقعی اگر ایسا ہی خیال صحیح ہے تو عابدہ یہان سے نہین جاسکتی۔

سعید۔ جناب اس مین خوف کرنے کی کوئی بات نہین آپ اس قسم کے اندیشہ کو دل سے نکال ڈالیے اور اطمینان رکھیے۔

راوی۔ اتنے مین سایر خدمتگار نے امیر صاحب سے آکر عرض کیا کہ حضور امیرالمومنین کا خدمتگار جواب مانگ رہا ہے جو ارشاد ہو اس سے کہدیا جائے۔

سعید۔ (امیر صاحب سے مخاطب ہوکر) آپ تردد مین کیون ہین کوئی ایسی بات غور و خوض کی نہین تحریر کردیجیے کہ حسب الارشاد حضور لونڈی خدمت اقدس مین روانہ کی جاتی ہے اور اس کا استاد بھی جاتا ہے انشاءاللہ بعد دو روز کے ہم دونون واپس آجاینگے آپ خاطر جمع رکھین مگر بخار کی تکلیف کی سبب سے جواب خط آپ نہ لکھ سکتے ہون تو خاکسار کو حکم دیجیے کہ تحریر کردے۔

امیر۔ اچھا مناسب ہے تمھین لکھ دو۔

راوی۔ سعید نے قلم دوات لیکر حسب ذیل مضمون خط لکھنا شروع کیا۔

(مضمون خط)

جناب امیرالمومنین صاحب قبلہ کو بعد سلام کے معلوم ہو کہ جناب کا نوازشنامہ صادر ہوا حضور سے مطلع ہوا۔ اس سے پہلے جناب بھائی صاحب نے بھی عابدہ کی طلب مین خطوط بھیجے تھے مین نے ان سے اپنی مجبوری ظاہر کردی تھی اور ان کو جواب مین لکھ دیا تھا کہ جناب کے محل مین تو کئی لونڈیان و باندیان موجود ہین آپ کو کیا کمی ہے اور میرے پاس صرف یہی ایک لونڈی ہے مجھکو کچھ جواب بھی نہ ملنے پایا تھا کہ حضور کا طلب عابدہ مین نوازشنامہ صادر ہوا جس مین درج تھا کہ بعد لونڈی واپس کردی جائے گی چنانچہ نہایت ادب کے ساتھ آپ کے مقدس ارشاد کی تعمیل کرتا ہوا مع اس کے استاد کے خدمت اقدس مین روانہ کرتا ہون جو اس کے ہمراہ ہمیشہ رہتے ہین اور اس کی تعلیم دیا کرتے ہین۔ ان کا نام سعید ہے۔ کتابون کی تجارت بھی کرتے ہین۔ نہایت عقیل و فہیم ایک لائق و ہوشیار شخص ہین امید ہے کہ جناب عالی ان لوگون سے مل کر نہایت محظوظ ہونگے میرے حال زار پر ترحم پدرانہ سے کام لیکر بہت جلد ان لوگون کو واپس کرینگے۔ کیونکہ ان سے آپ کے خادم کو سخت تکلیف ہوگی۔ میرے پاس سواے اس کے اور کوئی سامان دلبستگی نہین بخلاف جناب کے کہ آپکی خدمت مین ہزارون لونڈیان غلام موجود ہین فقط زیادہ حد ادب

خط کا مضمون ختم کر کے سعید نے بغرض ملاحظہ امیر عبد اللہ صاحب کے حوالہ کر دیا۔ امیر صاحب نے اُسے شروع سے آخر تک پڑھ کر اپنی مہر لگا دی اور سایر کو دیکر کہا کہ اسے ابھی جاکر نامہ بر کے حوالہ کرو۔ اس مرحلہ کے طے ہونے کے بعد سعید نے امیر صاحب سے اجازت چاہی کہ عابدہ کو حکم دیجیے کہ وہ میرے ہمراہ قصر شاہی مین چلین چنانچہ اجازت دیدی گئی اور سعید وہان سے اٹھکر اس کمرہ مین پہونچا۔ جہان عابدہ بیٹھی ہوئی امیر صاحب کے حکم کا بے چینی سے انتظار کر رہی تھی۔ سعید کو دیکھتے ہی باغ باغ ہو گئی اور فرط مسرت سے بیقرار ہو کر اس کی تعظیم کے لیے استادہ ہو نہایت ادب سے آداب بجالائی اور سعید کو لیجا کر ایک مکلف فرش پر بٹھا دیا۔ اور آپ ایک طرف سعید کی گفتگو سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھ گئی۔

سعید۔ تمہارے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی کا موقع ہاتھ لگ سکتا ہے تمھین خوش ہونا چاہیے کہ تمہارے دلی مقاصد بر آئے۔

عابدہ۔ (خوشی سے) کیا درحقیقت مفارقت کا تکلیف دہ زمانہ گذر گیا۔ وصال کی امید افزا و عشرت بیرا گھڑیان آپہونچین جن کی ایک عرصہ دراز سے آرزو تھی۔

سعید۔ ہان۔

عابدہ۔ (مسکرا) کہان وصال ہوگا۔

سعید۔ قصر زہرا مین۔

عابدہ۔ (قصر زہرا کے نام سے متحیر ہو کر) ہمکو محل شاہی سے کیا سروکار۔

سعید۔ وہ سخت مہم جس کے لیے تم نے یہان آنے کی تکلیف گوارا کی بغیر وہان گئے ہوے پوری نہین ہو سکتی۔

عابدہ۔ مجھے محل وغیرہ کی ضرورت نہین۔

سعید۔ تو کیا تمھین یہ پسند نہین ہے کہ ہم تم دونون وہان چل کر بعیش تمام زندگی بسر کرین۔

عابدہ۔ یہ غیر ممکن ہے کہ مین وہان جاکر تمھاری صورت دیکھ سکون۔

سعید۔ ہمارا مقصد تو وہین جاکر پورا ہوگا تم وہان جو جلوگی تو ایک ہم جلیس خاتون کی حیثیت سے چلوگی اور وہ بھی صرف ایک مدت معینہ کے لیے۔

عابدہ۔ معاف کیجیے مجھے کوئی محل نہین درکار ہے۔ مین اپنے لیے ایک جھونپڑے کو بہت ترجیح دیتی ہون بہ نسبت . . .

سعید۔ میرا ارادہ ہو کہ ہم تم دونون وہان چلکر رہین اور تم نے ایک مرتبہ مجھ سے وعدہ بھی کیا تھا کہ مین ہر طرح تمہارے

مفید کارعملی کوشش کرون گی۔

راوی۔ یہ سنکر عابدہ کے تمام جسم مین ایک رعشہ سا پڑگیا اور اپنے عہدو پیمان کا خیال کرکے اس طرح کہنے لگی۔

عابدہ۔ اگر آپ کی یہی خواہش ہے تو مجھے آپ کے تعمیل ارشاد مین کچھ عذر نہین بسر وچشم منظور ہے۔

سعید۔ یہ میری محض خواہش ہی نہین ہے۔ بلکہ اس مقصد مین کامیابی کے لیے اشد ضروری ہے کہ ہم تم ساتھ ہی وہان چلین اور پھر نہایت عیش وسرور کی زندگی بسر کرین۔ اب یہ بتاؤ کہ تم اپنے وعدون پر خیال کرکے میرے کہنے پر عمل کروگی۔

عابدہ۔ مجھے بدل وجان آپکا حکم منظور ہے۔

سعید۔ (جیب سے ایک ڈبیہ سفوف کی نکال کر) یہ سفوف کی ڈبیہ اپنے پاس رکھ لو اس کے متعلق بعد کو تمہین بتاؤن گا۔ اس وقت اسے کھول کر مت دیکھو بلکہ اہتیاط سے جیب مین رکھ لو۔ ڈیوڑھی پر پالکی لگی ہوئی ہے بس اب چل کر سوار ہو جاؤ۔

راوی۔ عابدہ نے اپنے پہلے خیالات کو بھلا دیا اور بناؤ سنگار کرکے پالکی پر سوار ہو کر قصر زہرا کی طرف روانہ ہوگئی اور سعید بھی وہان سے اٹھکر امیر صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور ان کو رخصتی سلام کرکے پالکی کے ہمراہ ہولیا قاصد آگے آگے رہبر تھا اور یہ لوگ پیچھے پیچھے چلے جاتے اور عابدہ راہ مین پالکی سے جہانتک کہ سعید کو دیکھ لیا کرتی تھی چنانچہ یہ لوگ قسم قسم کے خیالات کا مخزن اپنے دلون مین لئے ہوے جا رہے تھے۔

تینتیسوان باب ۳۳

قصر زہرا

اگر فردوس بر روے زمین ست
ہمین ست وہمین ست وہمین ست

یہ سب لوگ مسافت طے کرتے ہوے چلے جا رہے تھے۔ وادی کبیر سے اترنے کے بعد تھوڑی ہی

دور گئے ہون گے کہ دور سے مرمریں فلک کشیدہ قصر زہرا کے چمکدار سنگ مرمر کے کنگرے نظر آنے لگے دیوارین اپنی آب و تاب سے آئینہ اسکندری پر چشمک زنی کرتی تھین سورج کی سنہری کرنون نے اس کی خوبصورتی مین اور چار چاند لگا دیے تھے۔ تماشائی اس کا نظارہ نظر بھر کر نہ کر سکتے تھے۔ اُسکی چمک دمک نگاہون کو خیرہ کیے دیتی تھی۔ میلون سے اس کی بلند و خوشنما عمارت نظر پڑتی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ بہت ہی قریب ہے سعید نے اسی بنا پر نامہ بر کو بلا کر جو کہ رہبری کا کام انجام دے رہا تھا محض راستہ کٹنے کی غرض سے یون سلسلہ گفتگو چھیڑ دیا۔

سعید۔ انسانی صناعی و دستکاری کا نمونہ تمام روئے زمین پر میرے خیال مین قصر زہرا سے بہتر نہ نظر پڑے گا۔ یہ بے نظیر و بے مثل عمارت اپنی خوبصورتی و حسن مین اپنے ہی نظیر ہے۔ کسی سلطنت و حکومت مین اس کی ہم پلہ و مقابل عمارت کم دکھائی دیگی۔

قاصد۔ جی ہان۔ واقعی آپ کا فرمانا بجا و درست ہے جن جن لوگون نے اس کا تماشا کیا ہے۔ انھون نے بھی یہ تسلیم کر لیا کہ دنیا مین اس پایہ کی عظیم الشان خوشنما عمارت دیکھنے مین نہین آئی انسانی دستکاری و صناعی کا ایک بہترین نمونہ اس سے بڑھ کر یا اس کے مقابل روئے زمین پر بمشکل نکلے گا۔ اس مین شک نہین کہ روپیہ بھی کوڑیون کی طرح اس کی تعمیر مین دس سال سے خرچ ہو رہا ہے جس کا اندازہ بدقت لگایا جا سکتا ہے اور ابھی تک سلسلہ تعمیر جاری ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کی تکمیل مین ابھی کئی سال اور صرف ہون گے۔

سعید۔ کیا تم اندازاً مجھے بتا سکتے ہو کہ اس وقت تک اس مین کسقدر روپیہ صرف ہوا ہوگا۔

قاصد۔ مجھے ٹھیک تعداد تو معلوم نہین ہے اور نہ اس کے متعلق صحیح طور سے کچھ عرض کر سکتا ہون مین مجملاً وہان کی کارکردگی کی کیفیت آپ کے روبرو بیان کرتا ہون۔ جس سے آپ خود حساب لگا سکتے ہین۔ دس ہزار معمار روزمرہ کام کرتے ہین۔ ڈیڑھ ہزار جانور روزانہ اینٹین وغیرہ ڈھوتے رہتے ہین۔ چھ ہزار تراشے ہوئے مصفا پتھر صرف بالمرہ کام مین آتے ہین۔ اینٹین جس تعداد مین صرف ہوتی ہین اس کا اندازہ میرے احاطہ شمار سے باہر ہے اسی طرح سنگ مرمر کا بھی خرچ ہے جسکا چھوٹا بڑا ہر ٹکڑا دس دس دینار مین خریدا جاتا ہے۔ اس کی فراہمی کے لئے جہان جہان یہ دستیاب ہوتے ہین لوگ مامور کر دیے گئے ہین۔ اور ہر جگہ عام طور سے شاہی خریداری جاری ہے قسطنطنیہ سے چند جڑاؤ بیش قیمت حوضین منگائی گئی ہین۔ اصل تو یہ ہے کہ ہمارے شاہ معظم واقعی نہایت بلند حوصلہ عالی دماغ۔ باہمت شخص ہین۔ ان کی اولوالعزمی۔ رئیسانہ شان و شوکت کا عالم مین نقارہ بج رہا ہے

اگر چراغ لیکر بھی ڈھونڈھا جائے تو ان کا نظیر دنیا مین مشکل سے ملے گا۔

سعید۔ یہ تو تمہارا کہنا سب صحیح و درست ہے لیکن مین نے اتوا ہا سنا ہے کہ بجائے ان جملہ لوازمات مذکور کے طلائی و نقرئی صناعیان و دستکاریان کی جاتی ہین۔

قاصد۔ محض بیرونی حصہ کو دیکھ کر آپ کو کوئی قطعی حکم نہ نکالنا چاہیے جب تک کہ عمارت کے تمام اندرونی و بیرونی حصص کو کماحقہ ملاحظہ نہ کر لیجیے۔ یہ آپ کو کیسے معلوم ہوگیا کہ اس مین کسی بات کی کمی یا نقص رہ گیا ہے۔ تھوڑی دور آگے بڑھ کر جب آپ آگے دیکھیے گا تو آپ پر عمارت مذکور کا حسن و قبح بخوبی روشن ہو جائیگا۔ دور کیون جائیے اچھا یہین سے عمارت کے مشرقی حصہ پر نظر ڈالیے۔ دیکھیے اس کی آب و تاب نگاہون کو خیرہ کیے دیتی ہے۔ آنکھین چکا چوند ہوئی جاتی ہین جس منظر کے متعلق مین عرض کر رہا ہون۔ یہ خاص شاہی استراحت کا کمرہ ہے اس مین قاعدے سے جابجا بارہ سونے و چاندی کے خوشنما مجسمے نصب ہین جن کے دہانون سے صاف و شفاف جھلاہوا پانی نکل نکل کر دیگر خوشنما منقش نہرون و حوضون کو پر کرتا ہے اس کے علاوہ جابجا آبشار سونے مین سہاگے کا کام دیتے ہین فی الحقیقت اس نادر الوجود و بے مثل محل کی تعمیر مین امیر المومنین نے علاوہ خرچ کے جس محنت و جانفشانی سے کام لیا ہے وہ بھی ہزار ہزار قابل ستائش و آفرین ہے امیر المومنین نے اس کی دیکھ بھال مین قسم قسم کی ناقابل برداشت تکالیف اٹھائی ہین روزمرہ اسی کی غور و پرداخت مین زیادہ تر اپنا عزیز وقت صرف کرتے ہین بلا ناغہ کام ہوتا رہتا ہے ایک دن بھی مدد موقوف نہین کی جاتی و سعید صاحب نگرانی کرتے رہتے ہین۔ ان تمام حالات و کیفیت کو ساعت فرما کر آپ خود ہی خیال کر سکتے ہین کہ کس قدر کثیر روپیہ اس کی تعمیر مین صرف ہوا ہوگا۔ اور فی الحال خرچ ہو رہا ہے مجھے اپنے ایک باخبر دوست کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ امیر المومنین اپنے کل آمدنی کا تہائی حصہ سالانہ اسکی تعمیر مین صرف کرتے ہین۔

سعید۔ (متعجب ہوکر) امیر المومنین اپنی آمدنی کا ایک تہائی حصہ اس مین صرف کر دیتے ہین واقعی یہ تو بہت بڑی رقم ہوئی۔ اچھا اگر تمھین معلوم ہو تو مجھے امیر المومنین کی کل آمدنی سے مطلع کرو کہ کسقدر واصلات ہے۔

قاصد۔ سنا جاتا ہی کہ کل آمدنی مع متفرقات چھ ارب سالانہ کی ہے۔

سعید۔ تو کیا اس آمدنی کا تیسرا حصہ عمارت کی تعمیر مین صرف کر دیا جاتا ہے مجھے تو مبالغہ معلوم ہوتا ہی۔

قاصد۔ جناب من اس مین آپ نام کو بھی مبالغہ نہ خیال فرمائیے جو کچھ مین آپ سے عرض کر رہا ہون

بالکل صحیح و درست ہے دسی محل کے اندر ایک ایوان دربار تعمیر کیا گیا ہے جس وقت آپ اُسے ملاحظہ کرین گے۔ تو آپکو میری راست گوئی - و دروغ بیانی کا من وعن حال معلوم ہو جائیگا اور آپ جھوٹ سچ کا امتیاز کر لین گے۔ ایوان مذکور کا برج آپ کی نظر سے گذرے گا جو خاص سونے ہی سے بنایا گیا ہے آپ نے ابھی اس عمارت کے حصوں کو نظر غور سے نہین دیکھا ہے۔ جس وقت آپ اندر پہونچکر اسے چشم بصیرت سے ملاحظہ کرین گے تو آپ پر اس کی حسن و خوبی ظاہر ہو جائیگی مجھے اس کی زیادہ تشریح و تفصیل کرنے کی چندان ضرورت نہین ہے صرف ایک معمولی بات آپ سے عرض کرتا ہون کہ اس عمارت کے خوشنما ستون فقط ہاتھی دانت و آبنوس سے بنائے گئے ہین جو اپنا نظیر نہین رکھتے اسکے سوا اور بے شمار اوصاف ہین جنکا تعلق فقط دیکھنے پر منحصر ہے۔ اس کے دیکھنے کے بعد آپ اندازہ لگا سکتے ہین کہ اس مین کس قدر روپیہ صرف ہوا ہوگا۔

سعید۔ یہ ہم نے مان لیا کہ تمہارا بیان صحیح ہے تاہم آمدنی کا تیسرا حصہ بھی کوئی معمولی رقم نہین ہے مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس عمارت کی تعمیر مین کل تین لاکھ دینار سالانہ کا خرچ ہے۔

راوی۔ عابدہ ان دونون کی باہمی گفتگو سن کر دل ہی دل مین نہایت خوش ہو رہی تھی اور قصر زہرا کے دیکھنے کا بیحد اشتیاق بڑھتا جاتا تھا اسی طرح یہ لوگ بات چیت کرتے ہوے محل کے قریب پہونچ گئے۔ قاصد ان دونون کو اپنے ہمراہ لیے ہوے محل کی ڈیوڑھی پر پہونچا۔ جہان دربانون کا پہرا تھا انھون نے ان لوگون کے ہمراہ خلیفہ کے غلام کو دیکھ کر اندر جانے کی اجازت دیدی اور کسی قسم کی روک ٹوک نہ کی غلام مذکور ان لوگون کو اپنے ہمراہ لئے ہوے محل مین داخل ہوا تھوڑی دور چل کر ان کو دوسری ڈیوڑھی مین جو باب السدہ کے نام سے مشہور تھی اس سے یہ لوگ گذر کر ایک خوشنما و پرفضا باغ مین داخل ہوے جس کی حسن و خوبی باقاعدہ چمن پیرائی و روش بندی سے ان کے قلوب بیحد متاثر ہوے جب یہ لوگ باغ کو بھی طے کر چکے تو سامنے ایوان سلطنت قصر شاہی نظر آیا جس کے سر بفلک کنگرے بلند بلند چوٹیان اپنے بنانے والون کی صناعی و دستکاری کا ثبوت دے رہی تھین اور زبان حال سے حسب ذیل مضمون کا شعر ورد زبان تھا۔

یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے

زمین جس کی چہارم آسمان ہے

چونتیسوان باب (۳۴)

(یاسر)

باغ کے اندر بہزار زینت خدام و غلام قسم قسم کے بیش بہا وردیان پہنے ہوئے ادھر ادھر روشہاے چمن پر محو خرام ناز تھے۔ سعید ٹکٹکی لگائے ہوئے ان لوگون کی نقل و حرکت مین محو نظارہ تھا ان لوگون مین سے کسی نے بھی پالکی کی طرف مطلق توجہ نہ کی کیونکہ وہ لوگ جانتے تھے کہ اس قسم کے خلیفہ کے یہان روزمرہ لونڈیان آیا کرتی ہین۔

یکایک سعید کو خواجہ سرا یاسر کا خیال آگیا اور دل مین کہنے لگا کہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسے تلاش کر کے عابدہ کو اس کے سپرد کر دینا چاہئے وہ ایک معقول و قابل اعتبار شخص ہے وہ کسی طرح عابدہ کی نگرانی مین دریغ نہ کرے گا اور اس کو بحفاظت تمام عیش و آرام سے رکھے گا۔ سعید اسی اُدھیڑبن مین تھا کہ قاصد نے زور زور سے پکارنا شروع کیا کہ یاسر صاحب رئیس الخدام کہان تشریف رکھتے ہین ان لوگون نے ایک کمرہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہان یاسر صاحب رونق افروز ہین اور ہم لوگ بھی اس وقت وہین جا رہے ہین۔ تھوڑی دور تک یہ لوگ اس کے ہمراہ گئے ہون گے کہ یکایک قاصد کسی کو آتے ہوئے دیکھ کر فوراً سواری سے اتر پڑا اور اسی جگہ سر جھکا کر مودب کھڑا ہو کر آنے والے شخص کا انتظار کرنے لگا سعید نے نظر اٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس جاہ و حشم کے ساتھ یاسر چلا آرہا ہے جس کی ہم کو تلاش تھی۔ اس کے جلو مین زرق برق صدہا غلام بصد ادب سر جھکائے خاموشی کے عالم مین چلے آرہے ہین قاصد نے نہایت ادب سے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھون کو بوسہ دیا اور کسی قدر پیچھے ہٹ کر مودب منتظر حکم کھڑا ہو گیا۔

یاسر۔ کہو کیا لائے۔

قاصد۔ جناب بنت امیر عبداللہ صاحب کا حاضر ہے۔ اور (سعید کی طرف اشارہ کر کے) کہا کہ ملاحظہ فرمایئے آپ حضرات بھی موجود ہین۔ یاسر نے نظر اٹھا کر جو دیکھا تو سعید کو فوراً پہچان لیا اور جلدی جلدی قدم بڑھا کر سعید کی طرف چلا سعید نے بھی کچھ دور آگے چل کر اس کا استقبال کیا بعد سلام و مزاج پرسی کے دونون کے چہرون سے ایک خوش آیند آثار مسرت ظاہر ہونے لگے۔ یاسر نے ایک خادم کو بلا کر حکم دیا کہ اس نفیس کے ہمراہ جاؤ اور باحتیاط تمام سواری کو خاص کمرہ مین اتارو اور جہانتک ہو سکے سامان آسائش

مہیا کرو کوئی ان کی خدمتمین فروگذاشت نہ ہونے پائے ورنہ یہ سمجھ لینا کہ مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔ اگر ذرا بھی مجھے علم ہوگیا کہ ان کو تمہاری نگرانی سے کسی قسم کی تکلیف پہونچی یا کوئی سامان ضروری وہان فراہم نہ کیا گیا تو وہی سزا تم کو دیجائیگی جو ایک جرائم پیشہ مجرم کو دیجاتی ہے۔ غلام سر جھکائے باادب یاسر کی گفتگو بغور سنتا رہا۔ جب یاسر کلام ہدایت ختم کرچکا تو غلام نے سواری کو لیجا کر یاسر کے بتائے ہوئے کمرہ مین اتار دیا اور خود خدمت مین مصروف ہوگیا۔

یاسر۔ (سعید سے) مجھے آپکی اس وقت تشریف آوری سے جقدر مسرت وخوشی حاصل ہوئی ہے جس کے لطف وانبساط کا اندازہ کچھ میرا ہی دل پرشوق کرسکتا ہے۔

سعید۔ واقعی یہ مثل سچ ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے اگر مجھے یہ معلوم ہوتا اور آپکی محبت میرے دل مین جاگزین نہ ہوتی تو مین یہان کیون آتا۔ یہ تو فرمائیے آپ کا اور آپ کے بادشاہ سلامت کا مزاج مبارک کیسا ہے اور آجکل کیا رنگ وڈھنگ ہین۔

یاسر۔ خدا کے فضل اور آپکی دعا سے مین تو اچھا ہون۔ لیکن حضرت بادشاہ سلامت کے متعلق کچھ نہ پوچھیے

وہی رفتار بے ڈھنگی جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے

بے تکی وفضول خرچی کے وہی ناگفتہ بہ حالت ہے ایک کام راہ راست ودرست حالتین نہین ہوتا روز بروز ملک کی تباہی کے سامان بڑھتے جاتے ہین عوام الناس بری نگاہون سے دیکھتے ہین واقعی آپ لوگون کا کہنا کہ عربون کی قدرومنزلت کے بجائے غلامون کو منصب دے دے کر ان کی شان وشوکت بڑھائی جاتی ہے بجیب لعل فین صاحبان علم دہر کی بالکل قدر نہین کی جاتی وہ شریف ودلیر عرب جن کی مونچھون سے چنگاریان اڑتی ہین وہ ادھرادھر جوتیان چٹخاتے پھرین اور غلام لوگ مزے اڑائین۔ خیرہ بھی دور دورہ ہوچکا اب غلام وخواجہ سرا وغیرہ بھی ان سے خوش نہین۔ سب لوگ ہر وقت امیرالمومنین کی طرف سے ناک بھون چڑھائے رہتے ہین۔ آپ کو یہ معلوم بھی ہے کہ مجھے آجکل کون کون خدمات انجام دینا پڑتی ہین اور کیا کیا کام میرے متعلق ہین اور فی الحال کس عہدہ پر مامور ہون۔ اب میری جگہ خدمات منتقل ہوکر تمام کو دی جانے والی ہین۔ اور آپکو جاننا چاہیے کہ تمام وہی شخص ہے جس کی دربار خلیفہ مین رسائی کا سبب خاکسار ہی کی ذات ہے جس عہدہ پر اندلون اکڑتے برتے پھرتے ہین یہ سب غلام کی جوتیون کا طفیل اور اسی عبد ذلیل کا کیا دھرا ہے وہ دن بالکل بھول گئے کہ کوئی چھوا ہوا بھی نہین کھاتا اور دنے والی کی باتین سننا پڑتی تھین ورد محسن کشی تو ملاحظہ فرمائیے کہ اب جناب مجھی پر ہاتھ صاف کرنا چاہتے ہین۔ خیر ان سب لغویات کو جو اس وقت مین نے آپ کے روبرو ذکر کیے جانے دیجیے اب یہ ارشاد فرمائیے کہ یہان وقتی افرنہ ہوکر زحمت گوارا فرمانے کا

کیا سبب ہے۔

سعید۔ یہ بھی آپ نے خوب فرمایا جانے کیون دیجیے۔ آپ تمام کی خطرناک حالت سے اس قدر تعجب کیون کرتے ہین آپ اس کے اصلی مقصد و مطلب کو نہین سمجھتے آخر یہ تو بتائے کہ تمام آپسے برسر پرخاش کس لیے ہے۔

یاسر۔ بخدا مجھ کو اس کے متعلق کچھ علم نہین. اس کے وجوہات سے بالکل بے خبر ہون کہ وہ مجھ سے کس وجہ سے برسر پرخاش ہے۔

سعید۔ اصل بات تو یہ ہے کہ آپ نے احسان بھی ایسے شخص پر کیا ہے جس سے امید وفا معلوم۔ اگر آپ کسی شریف پر اس قدر احسان فرماتے تو تا زیست وہ فراموش نکرتا اور عمر بھر آپ کے تلیے دھو دھو کر پیتا۔

کیا آپ نے بلبل شیراز حضرت سعدی علیہ الرحمہ کے یہ دو شعر نہین سنے ہین۔

زمین شور سنبل بر نیارد — درو تخم عمل ضایع گردان
نکوئی با بدان کردن چنانست — کہ بد کردن بجاے نیک وان

یاسر (تھوڑی دیر خاموش رہ کر) جناب نے جو کچھ ارشاد فرمایا۔ بالکل صحیح و درست ہے اس مین سر مو فرق نہین مجھے آپ کی دانائی و ہوشیاری مین ذرہ برابر بھی شک نہین۔ آپ کی گفتگو نے میری آنکھون کے روبرو اصل واقعہ کی تصویر کھینچ دی۔ اور اس کے جملہ نشیب و فراز سے وقوف ہو گیا۔

سعید۔ مجھے اس سے اس قسم کے نازیبا و ناشائستہ حرکات صادر ہونے سے کسی قسم کا تعجب نہین مین اس کی طبیعت کے سفلہ پن۔ وکمینی حرکتون کو پہلے ہی سے اچھی طرح جانتا تھا اور بخوبی سمجھتا تھا آپ کا اور اُس کا تعلق تو ابھی تھوڑے ہی زمانہ سے ہوا ہے۔ مین اس کو ایک زمانہ سے جانتا ہون۔

یاسر۔ آپکو یہ معاملات کیونکر معلوم ہوے۔

سعید۔ کیا آپ نے یہ نہین سنا ہے کہ (اصل سے خطا نہین اور کم اصل سے وفا نہین) یا حسب مصرع ذیل یون سمجھ لیجیے ؎ اصل بد از خطا خطا نکند۔

آپ نے حقیقت مین اس پر وہ احسان کیا ہے جس سے تمام عمر اس کو سبکدوشی غیر ممکن ہے اور تا قیامت اس بار گران کو وہ اپنی گردن سے نہین اتار سکتا.... بجاے اس کے کہ وہ آپ کی فرمانبرداری و اطاعت سے درگذر نہ کرتا۔ اب آپ کے احسانات فراموش کر کے آپ کے دشمنون کو آپ کی طرف سے برانگیختہ کرتا پھرتا ہے۔

یاسر۔ شاید آپ کا خیال زہرا کی طرف ہے اور اُسی کو تصور فرماتے ہین وہ بھی تمام سے کسی طرح کم نہین

بلکہ دو چار انگل اس سے بڑھی ہوئی ہے اصل پوچھیے تو بڑی حرافہ و قطامہ ہے اور اس کی یہ تمام حرمزدگی بدمعاشی اس سبب سے اور بھی بڑھی ہوئی ہے کہ خلیفہ اس کو بیحد چاہتے والفت کرتے ہین۔ بدین وجہ اسکا دماغ آسمان پر ہو رہا ہے اپنے ہم پلہ کسی کو نہین سمجھتی اور نہ کسی ارکان دولت وغیرہ کو خیال مین لاتی ہے اس کے لیے تو دن عید اور رات شب برات ہے جو وہ کہدیتی ہے اس کی فوراً تعمیل کی جاتی ہے خلیفہ اس کے ہاتھ مین ہین جو چاہا کرا لیا آجکل اس کی تمام کی دانت کاٹی روٹی ہے۔ تمام کی وہ حرامزادی بڑی خاطر و تواضع کرتی ہے۔ تمام کے لگانے بجھانے سے اُسنے خلیفہ سے میری برائیان کر کے اس کو میری طرف سے بدظن کر دیا۔ حالانکہ خلیفہ مجھ سے پہلے بہت خوش رہا کرتے تھے ان کی نظرون مین میری بیحد وقعت تھی۔ اب چند دنون سے کسی قدر برہم و کشیدہ معلوم ہوتے ہین روزانہ ان کی نگاہین مجھ پر ترچھی ترچھی پڑتی رہتی ہین بلکہ اتیوری چڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہین۔۔۔ خیر اس جھگڑے کو جانے دیجیے اب اپنی تشریف آوری کا سبب بتائیے کہ کس لیے قدم رنجہ فرمایا۔

سعید۔ کیا آپ کو کوئی خط نہین ملا۔

یاسر۔ ہان ملا لیکن وہ تو امیر المومنین کے نام ہے بدین وجہ مین نے اس کو نہین کھولا۔

سعید۔ یہ خط امیر عبداللہ صاحب نے اپنے والد امیر المومنین کی خدمت مین اور ایک لڑکی کو ہمراہ بھیجا ہے۔

یاسر۔ کیا بطور ہدیہ بھیجا ہے۔

سعید۔ جناب تحفہ کیسا جبراً بھیجنا پڑا ہے) قصہ مختصر اس کا یہ ہے کہ یہ لڑکی میرے پاس تھی اور مین اس کی علمی صحبت سے فائدہ اٹھاتا تھا لیکن امیر عبداللہ صاحب کو اس کی خبر پہنچ گئی۔ انھون نے مجھے معہ لڑکی طلب کیا اور لڑکی کو صاحب کمال پا کر مجھ سے مانگ لیا اور مجھے اپنے کتب خانہ مین مامور کر دیا۔ معلوم نہین کہ ولیعہد حکم صاحب سے کس نے جا کر جڑ دیا انھون نے اپنے بھائی کو فوراً خط لکھ کر لڑکی کو طلب کیا۔ لیکن امیر عبداللہ صاحب نے اُسے نہ بھیجا اور بطالئف الحیل اُن کو ٹالدیا حکم صاحب کو یہ امر بہت شاق گذرا انھون نے امیر المومنین سے جا کر شکایت کر دی خلیفہ صاحب نے اسی وقت ایک خادم کو خط دیکر معہ فنیس روانہ کر دیا اور کہدیا کہ اپنے ہمراہ لڑکی کو لیکر آئے۔ جب امیر عبداللہ صاحب کو امیر المومنین کا خط پہونچا تو سوا بھیجنے کے کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ قہر درویش بر جان درویش اُسے روانہ کر دیا اور مجھے بھی حکم دیا کہ تم بھی ہمراہ جاؤ۔ خط مین تحریر کر دیا ہے کہ بعد ملاحظہ لڑکی کو جلد واپس فرما دیجیے گا۔ لیکن مین خیال کرتا ہون کہ واپس ہونا مشکل امر ہے۔

یاسر۔ اچھا فرض کر لیجیے کہ اگر امیر المومنین نے اُسے واپس نہ کیا تو کیا ہوگا۔

سعید۔ تو کیا آپ یہ خیال کرتے ہین کہ امیر عبداللہ صاحب خاموش ہو کر بیٹھ رہین گے۔ غیر ممکن امیر عبداللہ اب وہ امیر نہین رہے جیسا کہ آپ لوگ پہلے تصور کرتے تھے۔ اب امیر مین کچھ اور ہی شان و شوکت سمجھ بوجھ پیدا ہو گئی ہے۔

یاسر۔ کیا بالکل حالت مین تغیر و تبدل ہو گیا۔ خدا خیر کرے۔۔۔

سعید۔ ہان ہے تو کچھ ایسا ہی جیسا کہ آپ خیال فرماتے ہین وہ کبھی اس زبردستی کو گوارا و برداشت نہ فرمائین گے۔

راوی۔ سعید و یاسر روش باغ پر اسی قسم کی گفتگو کرتے ہوے خرامان خرامان چلے جا رہے تھے بلبلان خوش الحان شاخہائے گل پر نغمہ سنجی مین مصروف تھین۔ قمریون کی آواز حق سرہ کے ترانون سے لوگون کو مست و بیخود بنائے دیتی تھی سعید اسی ردا روی مین بار بار یہی خیال کرتا تھا کہ جس قسم کی پہلے گفتگو ہو رہی تھی پھر اسی طرح کی شروع ہو جائے لیکن اپنے ارادون مین ناکام رہتا تھا جب سعید نے دیکھا کہ امیر عبداللہ صاحب کا خط ابتک امیر المومنین تک نہین پہونچا ہے تو یاسر سے یون کہا۔

سعید۔ کیا آپ ابھی اس خط کو امیر المومنین کی خدمت مین نہ لیجائیگا۔

یاسر۔ لے کیون نہین جاؤن گا کیا آپ بھی چلنے کا ارادہ رکھتے ہین۔

سعید۔ کم از کم ایوان سلطنت تک تو ضرور جاؤنگا اگر خلیفہ صاحب دیکھ کر مجھے یاد فرمائین گے تو پھر جانے مین کچھ عذر نہ ہوگا۔

پینتیسوان باب (۳۵)

(خلیفہ کا دربار)

نظر کے روبرو ہے آج اس دربار کا منظر — کہ جس سے قصر کسریٰ پست بزم شاہ اسکندر
لبھاتے ہین دلون کو اُسکی آرایش کے نظارے — کوئی قصر حکومت دہر مین اس سے نہین بہتر
در و دیوار سے ظاہر ہے ایوان خلافت کے — بروج قصر جنبک زن مین بچ چرخ اخضر پر

جب سعید یاسر سے خط پہونچانے اور خود بھی ہمراہ چلنے کے متعلق گفتگو کر چکا اور اپنا مافی الضمیر بیان کر دیا تو یاسر بہت خوب کہکر بعجلت تمام آگے بڑھا۔ اور سعید بھی سینہ مین اپنا پر شوق دھڑکتا ہوا دل لیئے ہوے اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ محل کی فرداً فرداً ہر ایک چیز کو بہ نگاہ غور دیکھنا اور آنکھون ہین آنکھون مین اُس کے دلفریب و دلکش نظارے سے لطف اٹھانا چاہا تھا غلامان پری پیکر بیش بہا قیمتی لباسون سے آراستہ جو ادھر اُدھر گھومتے پھرتے تھے جب سے انھون نے سعید کو یاسر کے ہمراہ باین شان و شوکت و بے تکلفی سے سرگرم سخن پایا تو ان کے دلون مین سعید کی قدر و منزلت جاہ و مرتبت نے اپنا گھر کر لیا اور وہ لوگ سعید کو اشتیاق آلود حیرت کی نظرون سے دیکھنے لگے اور دل ہین خیال کرنے لگے کہ یہ بھی کوئی با اثر و قابل شخص معلوم ہوتا ہے۔ جب ہی تو یاسر اس کی اسقدر خاطر تواضع مین مصروف ہین۔ اور جب سے اس شخص سے ملاقات ہوئی ہے فرط مسرت سے پھولے نہین سماتے۔ جس وقت دیکھیے باچھین کھلی ہوئی ہین۔ لیکن سعید نے غلامون کی ان تجسس آمیز نگاہون کا کچھ خیال نہ کیا۔ اور ادھر اُدھر یاسر کے انتظار مین چہل قدمی کرنے لگا۔ یاسر جیسے ہی شاہی ڈیوڑھی پر پہونچا۔ جلہ دربان بغرض تعظیم اٹھ کھڑے ہوے اور سر نیاز خم کر کے دست بستہ تسلیم بجالائے۔

یاسر۔ امیر المومنین کی خدمت مین اس وقت کوئی موجود تو نہین ہے۔

دربانون کا افسر۔ جی ہان۔ امیر المومنین کی خدمت مین اس وقت سواے قاضی منذر بن سعید کے اور کوئی نہین ہے۔

راوی۔ منذر بن سعید کا نام سنکر و فعتاً سعید کو یاد آ گیا کہ یہ تو وہی شخص ہے کہ جس نے قاصدین قسطنطنیہ

کے آمد کے جلسہ مین اپنا ایڈریس سنایا گیا اور آج کل اسی اڈریس کے صلہ مین قاضی القضاۃ کے عہدہ پر مامور ہے جس قدر زیادہ یہ لوگ منازل الیوان طے کرتے جاتے تھے اسی قدر سعید کی حیرت مین اضافہ و استعجاب مین زیادتی ہوتی جاتی وہان کے نادر الوجود اشیا ہر طرح طرح کی صناعیان اس کے متعجب دل کو اور بھی خود رفتہ کئے دیتی تھین - وہان کی ہر چیز اس کی نظرون مین ایک طلسمی تصویر معلوم ہوتی تھی - یاسر بھی کبھی سعید کو اس قدر از خود رفتہ دیکھ کر کہنے لگتا تھا کہ آپ کے تو ابھی سے ہوش و حواس ٹھکانے نہین ہین یہ مناظر جو اس وقت تک آپ کے پیش نظر ہین - معمولی حیثیت رکھتے ہین جناب من ابھی آپ نے دیکھا ہی کیا ہے خاص محل تو یہان سے بہت فاصلہ پر ہے جس وقت وہان تک پہونچین گے معلوم نہین کہ آپ کی فرط استعجاب سے کیا حالت ہو اس محل کا مثل و نظیر میرے خیال مین تو فی زمانہ نکلنا دشوار ہے اس کی نقاشی و صناعی - اس کی زینت و آرائش زبان حال سے کہہ رہی ہے -

اگر فردوس بر روے زمین ست
ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

سعید - واقعی مین خیال کرتا ہون کہ روے زمین پر اس سے خوشنما و بہتر عمارت نہ ہوگی مین نے بڑے بڑے شاہان اولو العزم کے ایوان خلافت دیکھے ہین - بہتر سے بہتر عمارت کا نظارہ کیا ہے بغداد و دمشق کے محلات شاہی کی سیر کی ہے لیکن ایسی بہتر و نادر الوجود عمارت آج تک میری نظرون سے تو گذری نہین اور نہ ابھی تک ایسا شاندار و یکتا محل کسی شہر و امصار مین دیکھا گیا -

شعر - جہان مین یون تو لاکھون قصر یکتاے زمانہ تھے
مگر ایسی عمارت خوشنما مشکل سے نکلے گی

یاسر - جناب من خلفاء متقدمین و نیز خلفاء حال نے ایک سے ایک بہتر و خوشنما عمارات تعمیر کرائی ہین لیکن کسی نے سونے و چاندی کا استعمال نہین کیا ہے اس اولیت کا سہرا امیر المومنین عبد الرحمن ناصر ہی کے سر ہے - اچھا آپ تھوڑی دیر یہان توقف فرمائین مین چند منٹ مین واپس آتا ہون

راوی - یہ سنکر سعید اسی جگہ ٹھیر گیا - اور وہان جگہ جگہ پر جو دستکاریان و نقاشیان کی گئی تھین ان کو بنظر استعجاب دیکھنے لگا - کہ اتنے مین ایک دربان نے کسی کو سلام کیا - سعید نے نظر اٹھا کر دیکھا - تو پہچانا کہ یہ توقیعہ بنت بن سعید تھا جو خلیفہ کے دربار سے واپس ہوکر جا رہے ہین سعید اپنے کو سنبھال کر مستعد ہو گیا کہ شاید امیر المومنین اب مجھے یاد فرمائین گے - اسی امید مین تا دیر انتظار کرتا رہا اور کوئی

سے بلانے نہ آیا تو مایوسی کے آثار اس کے پرشوق چہرہ سے نمودار ہی ہونے کو تھے کہ اسنے ایک دربان کو جلد جلد اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ فوراً اُس کی مایوسی آنے والی مسرت و انبساط کی کیفیت عیش بہرور سے بدل گئی خواجہ سرانے آتے ہی سعید کو مبارکباد کہہ کر خوشخبری سنائی کہ جناب تشریف لے چلیں امیرالمومنین آپ کو یاد فرماتے ہین سعید اس فرحت بخش و عشرت انگیز خبر کو سنتے ہی خوشی کے مارے پھول گیا اور شادان و فرمان بصد تعظیم و ادب محل مین داخل ہوا۔ سعید اس سے قبل ایک مرتبہ اور خلیفہ عبدالرحمن ناصر کی زیارت سے بہرہ اندوز ہو چکا ہے جس وقت کہ سفرا قسطنطنیہ ہدایا و تحف لیکر آئے تھے اور اُن کی تہنیت مین ایک استقبالی جلسہ کیا گیا تھا اور جس دن اُن کے بڑے صاحبزادے حکم صاحب بصد شان و شوکت جلسہ مقررہ مین رونق افروز تھے اس کے بعد آج دوسری مرتبہ سعید کو خلیفہ کے دربار مین حاضر ہونے کا اتفاق ہوا۔ لیکن وہ خلیفہ کو تن تنہا سونے کے جڑاؤ تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر سخت متفکر و غمگین تھا۔ یہ نشستگاہ شاہی ایک ایسے احاطہ مین بنائی گئی تھی۔ جس کی ہر دیوار مین سونے و جواہرات کے جڑاؤ کام سے ہاتھی دانت و ابنوس کے آٹھ آٹھ خوشنما دروازے بنا کر لگائے گئے تھے۔ اور اُنھین طرح طرح قیمتی سنگ مرمر بلور کے ستونون پر قائم کیا گیا تھا۔ ان دروازون سے آفتاب جہانتاب کی منور شعاعین صدر مقام پر پہونچ پہونچ کر اس جگہ کے بیٹھنے والے کی نگاہون کو خیرہ بنائے دیتی تھین اسی جگہ پر پارہ سے بھرا ہوا ایک رنگین شیشہ آویزان تھا جس کی منعکس شعاعون و آب و تاب سے اور بھی آنکھون مین چکاچوند سی لگ جاتی تھی امیرالمومنین نے دربار کے برخواست کرنے کے متعلق یہ قاعدہ مقرر کر رکھا تھا جب کبھی اس کو محفل کا برخواست کرنا یا بزم کا تخلیہ مدنظر ہوتا۔ تو نوکر کو اشارہ دیتا۔ وہ جاکر پارہ بھرے ہوئے شیشہ کو ہلا دیتا۔ جس کا یہ منشا رہتا کہ جب تک شیشہ مین پارہ حرکت کرتا رہے اس وقت تک حاضرین محفل محفل کو خالی کر کے چلے جائین

سعید۔ جیسے ہی اس مقام پر پہونچا ششدر یا مثل آئینہ حیران ہو کر رہ گیا۔ اور بصد تعظیم و توقیر مراسم شاہی بجا لا کر تخت شاہی کے گرد چکر لگانے لگا۔ ورد زبان یہ کلمات تھے۔

آقائے من دور جانت گردم۔ مولائے من قربانت شوم۔ خلیفہ من سرت گردم۔

آخر کار خلیفہ نے اُسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ سعید جائے مجوزہ پر سر تسلیم خم کر کے بیٹھ گیا۔ لیکن یاسر کچھ دیر تو منتظر کھڑا رہا پھر وہ بھی چلا گیا۔ اب دربار بالکل خالی تھا سوائے امیرالمومنین عبدالرحمن ناصر و سعید کے کوئی باقی نہ رہا سعید دو زانو گردن جھکائے نہایت ادب و تعظیم سے ہمہ تن گوش بنا بیٹھا تھا کہ خلیفہ نے لسان فیض ترجمان سے یون گہر افشانی آغاز کی۔

امیر المومنین - وہ لڑکی جس کو عبداللہ میرے لڑکے نے بھیجا ہے وہ کہان ہے -
سعید - بندہ نواز تابعدار نے سے آپ کے غلام یاسر کے سپرد کر دیا ہے وہ یہین حاضر ہے -
امیر المومنین - یہ تو بتاؤ کہ تم اُسے لائے کہان سے ہو شاہزادہ عبداللہ نے میرے نام جو خط لکھا ہے اس مین تحریر ہے کہ تم اس کے استاد ہو اور اُسے قسم قسم کے علوم و فنون طرح طرح کی صنعت و حرفت سکھاتے رہتے ہو -
سعید - عالیجاہا وہ لڑکی شہر بغداد کی رہنے والی ہے اس کو علوم و فنون مین بہترین مذاق فضل و ہنر کی تحصیل مین بیحد شفقت ہے
امیر المومنین - مجھے تو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اُسے فن موسیقی مین اچھا خاصہ ملکہ ہے اور گانا خوب جانتی ہے -
سعید - واقعی حضور نے جو کچھ ارشاد فرمایا بالکل بجا و درست ہے وہ اس مین بھی اچھی مہارت رکھتی ہے - اس نے اس فن کو کسی قابل استاد سے سیکھا ہے - کیونکہ اُسے اس کے قوانین مین خوب عبور ہے
امیر المومنین - کیا تمہارا وطن بھی بغداد اور وہین کے باشندہ ہو خدا اُس شہر کو قائم رکھے اس ملک کے اکثر بہترین ہدایا و تحفے نظر سے گذر جاتے ہین اور گاہ بگاہ عجیب ترین اشیاء نظر آتی ہین
سعید - ذرہ نواز - تابعدار تو اسی ارض پاک کا رہنے والا ہے بلکہ اسی جگہ کی پیدائش ہے عرصہ ہوا کہ بلاد شام و بغداد کی طرف بطور سفر چلا گیا تھا چونکہ خاکسار کو فطرتی علوم و فنون سے دلچسپی ہے جہان کوئی نادر الوجود کتاب سننے مین آئی وہان کا سفر بغرض مطالعہ اختیار کیا چنانچہ وہان سے بھی اکثر کتب حاصل کین -
امیر المومنین - مجھے مستند طریقے سے معلوم ہوا ہے کہ تم ایک ہمہ دان و عدیم المثال شخص ہو تمہاری قابلیت - غیر معمولی سننے مین آئی ہے -
سعید - حضور تابعدار کس لائق ہے - یہ سب جہان پناہ کا حسن ظن و بندہ نوازی ہے -

مصطفےٰ آپ نے ذرہ کو رشک ماہ تابان کر دیا
مہر کی جس پر نظر ڈالی سلیمان کر دیا

امیر المومنین - دیکھو تم اپنے دل مین کسی قسم کا خوف و ہراس نہ رکھنا نہایت آزادی سے اپنے کاروبار مین مصروف رہنا - کسی طرح کا رنج و غم اپنے پاس تک نہ پھٹکنے دینا - ہمنے یاسر کی زبانی تمہاری قابلیت و ہوشمندی کی پوری کہانی سنی ہے ہماری سرکار علما نوازی مین دھنی ہے ہم اصحاب علوم

ونون واہل کمالات کی نہایت قدر ومنزلت کرتے ہین ۔

راوی ۔ سعید امیر المومنین کی زبان بلاغت نظام سے یہ کلمات عزت افزا سنکر باادب کھڑا ہو گیا اور کچھ عرض کرنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ خلیفہ اُسے اشارہ سے بٹھا کر یون فرمانے لگے ۔

امیر المومنین ۔ مین سمجھتا ہون کہ تمھین کسی قسم کی بے اطمینانی ہے حالانکہ اس کے متعلق مین تم سے ایک بار کہہ چکا ہون کہ کسی طرح کا خوف وخطر اپنے دل مین نہ آنے دینا علما وفضلار کی شان بادشاہون سے کہین بڑھ چڑھ کر ہے علماء نائب رسول ۔ و نیز خلق خدا کے دلون پر حاکم ہوتے ہین اور بادشاہ لوگون پر محض جسمانی حکومت کرتے ہین ۔ بہر صورت اہل کمالات وصاحبان فضل وہنر کا وجود اہل عالم کے لئے موجب فخر وباعث مسرت ہے تمھین مطمئن رہنا چاہیے ذرا گردن اٹھا کر میری طرف تو دیکھو ۔

راوی ۔ سعید نے نظر اٹھا کر جو دیکھا تو خلیفہ کو آبدیدہ پایا جیسے ہی دونون کی نگاہین چار ہوئین سعید کی آنکھون نے خلیفہ پر برقی اثر ڈالا لیکن خلیفہ اس کی مسمریزمی قوت سے کچھ متاثر ہوے اور کہنے لگے ۔

امیر المومنین ۔ تم نے ہماری غیر معمولی متاثر حالت سے معلوم کر لیا ہو گا کہ ہمارے دل مین کس قدر اہل کمالات کی قدر ومنزلت ہے کیا قاضی صاحب یہان سے باہر چلے گئے ۔

سعید ۔ جی حضور وہ تو تشریف لے گئے مجھے راستہ مین ملے تھے ۔

امیر المومنین ۔ ابھی ابھی تو وہ میرے پاس بیٹھے ہوے تھے کل ہی تو مین نے ان کو قاضی القضاۃ بنایا ہے جس کے بعد انھون نے میرے روبرو عمارات بلند کی تعمیر ۔ عیش پسندی ۔ وفضول خرچی کے متعلق ایک مبسوط مدلل بآیات واحادیث پُرمغز تقریر کر کے مجھے بیحد متاثر کر دیا اور اس قدر مجھ پر رقت طاری ہوئی کہ آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے ۔ مین نے اُن کو آج بدین غرض بلایا تھا کہ ان کے مافی الضمیر سے آگاہی حاصل کرون ۔ انھون نے آیات کلام پاک واحادیث سے ایسے قطعی دلائل وبراہین پیش کین جو میرے افعال ذمیمہ کے سراسر منافی تھین اور مجھ کو اچھی طرح موجب ملامت ٹھہراتی تھین ۔ مجھ پر اس وقت سے خوف وخطر کا غلبہ ہو گیا اور مین بارگاہ ایزدی مین رو رو کر اعمال ذمیمہ سے تائب ہو کر خواستگار معافی ہوا ۔ مین نے تمھارے روبرو یہ واقعہ اس غرض سے ذکر کیا ہے کہ تم بھی اس کے متعلق کچھ بیان کرو اور مجھے بتاؤ کہ یہ امور کہانتک موجب لعن ہو سکتے ہین جب سے قاضی صاحب نے اس کا تذکرہ کیا ہے رہ رہ کر میرے دل مین قسم قسم کے خطرات پیدا ہو جاتے ہین جس کا ایک پریشان کن اثر قوای جسمیہ پر پڑتا ہے اور گھنٹون اسی ترددات مین پیچ وتاب

کھایا کرتا ہون۔

سعید۔ بھلا مجھ سے ایک ادنے خادم کی یہ بھی جرأت وہمت ہوسکتی ہے کہ حضور کے روبرو زبان کھولے سرکار تابعدار کی جو اس قدر عزت افزائی فرما رہے ہین۔ یہ سب جہان پناہ کا حسن ظن ہے۔ ورنہ (من آنم کہ من دانم) کسی نے کیا خوب مثل کہی ہے کہ دور کی ڈھول سہانی ہوتی ہے، حالانکہ ڈھول کے اندر خول کے سوا کچھ نہین ہوتا لیکن جب منڈھتی ہے تو بجتی خوب ہے۔ جن احباب نے حضور کے سمع اقدس تک مجھ ناچیز کے حالات پہونچائے ہین۔ وہ اُن کی حسن عقیدت وانتہائی محبت پر دال اُن کی شرافت وعلو ہمتی کا افسانہ گو ہین۔ عود ومشک ہزار ڈبون مین بند کیا جائے بو ئے گل ہزار باغ کی چہار دیواری مین مقید کیجائے۔ مگر بغیر عالم کو فائدہ پہونچائے نہین رہتی

معطلے جو بحر شرافت کے شناور ہین اُنکی نہین کیا

آجائے سمندر بھی تو پروا نہین کرتے

امیر المومنین۔ بارہا میری نظر سے تمہارا نام ان کتابون پر گذرا ہے جو تم نے وقتاً فوقتاً بیت الحکمۃ مین بدیۃً دی ہین تم کو پہلے ہی سے جانتا ہون۔ اب مزید تعارف ہوگیا۔ خیر اسے جانے دو اب یہ تو بتاؤ کہ آجکل ہمارے کتب خانہ مین کوئی نئی دلچسپ و پڑھنے مین کتاب آئی ہوئی ہے یا نہین۔ ضرور بتاؤ کیونکہ تم جانتے ہو کہ مجھے نئی معلومات حاصل کرنے مین کس قدر دلچسپی ہے۔ جہان کہین بہترین کتب جدیدہ یا قدیمہ سننے مین آتی ہین اُنکے حاصل کرنے مین حتی المقدور سعی بلیغ کرتا ہون۔ اور اصل بات بھی یہی ہے کہ علم سے بہتر میری دانست مین تو کوئی چیز نظر نہین آتی۔ کتب بینی وغیرہ سے دنیا بھر کے معاملات پر گھر بیٹھے اچھی خاصی معلومات ہوجاتی ہے۔ ؎

بنی آدم از علم یابد کمال

نہ از حشمت وجاہ و مال و منال

کائنات خالق کی کتاب معرفت کا ایک ورق ہے جب تک کہ انسان غور وخوض کی نظر سے ورق مذکور کا مطالعہ نہین کرتا اس وقت تک عمر کی پیچیدہ رفتار کے مضمون کو حل نہین کرسکتا اور اپنے اسباب ایجاد کے وقوف سے بے بہرہ رہجاتا ہے ان تمام نقائص کا دور کرنے والا ان جملہ عقدہ ہاے لاینحل سلجھانے والا۔ خارستان جہالت سے نکال کر آغوش معرفت مین سلانے والا۔ غافلون کو ہوش مین لانے والا پستی مین گرے ہوون کو اوج ترقی پر پہونچانے والا۔ فقرا کو غنیا بنانے والا۔ اقالیم معرفت کا تاجدار۔ اشہب عظمت کا شہسوار۔ ارض طریقت کا لالہ زار۔ یہی علم مایہ افتخار ہے جس نے دنیا مین

اس سے کام نہ لیا۔ اور اس کے حصول مین غفلت کے ناگوار طریقون پر عمل پیرا ہوا۔ اس کا عدم وجود دونون برابر ہے جس کے حسب مصداق یہ شعر ہے۔

مصطفٰے نے عبارت از من آید نے چہ آید کار خلق

مصلحت اندر وجود آدم نیست در ایجاد من

سعید۔ جناب نے جو کچھ ارشاد فرمایا بجا و درست ہے۔ میرے کتب خانہ مین حضور کے مطالعہ کے لائق متعدد کتابین اس وقت موجود ہین انشاءاللہ کسی وقت حاضر خدمت اقدس کرون گا۔ ان کتابون کے ذکر کو تو دوسرے وقت پر اٹھا رکھیں اس وقت تابعدار حضور کے لیے ایک زندہ و بولتی ہوئی کتاب لایا ہے۔ گویا وہ تمام علوم و فنون کا ارگن ہے۔ (ت) یا موجودہ زمانہ کے مطابق فونوگراف ہے) آپ اس سے جس علم و فن کے متعلق سوال کرین گے وہ حسب دلخواہ فوراً قابل تسکین جواب دے گی۔

خلیفہ۔ یہ تو تم نے خوب کہا۔ اچھا وہ کتاب کہان ہے ذرا ہم بھی تو دیکھین کہ کیا حسن و خوبی رکھتی ہو

سعید۔ حضور اس وقت جو لڑکی میرے ہمراہ آئی ہوئی ہے۔ واقعی وہ ایک زندہ و بولتی ہوئی نادر کتاب ہے مین نے اپنے جملہ کام چھوڑ کر اپنی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ اس کی تعلیم و تربیت مین صرف کیا ہے اور برسون اس کو قسم قسم کے علوم و فنون کی تعلیم دی ہے۔ سبب یہ کہ یہ کامل ہی ہو کر یکتائے زمانہ شمار کی جاتی ہے۔

خلیفہ۔ تمہاری زبان سے اس کے اوصاف حسنہ و صفات جمیلہ سن کر مجھے بیحد اشتیاق ہو گیا انشاءاللہ پھر کسی وقت اس کی معلومات سے دلچسپی حاصل کرون گا اب تم یہ تو کہو مین نے سنا ہے کہ تم کو علم نجوم مین کمال و دستگاہ ہے اور اس مشکل فن مین تمھین ید طولیٰ حاصل ہے یہ واقعہ کہانتک صحیح ہے۔

سعید۔ حضور پر نور جناب نے سنا وہ بالکل صحیح ہے لیکن مین نے اس فن کو صغر سنی کے زمانہ مین حاصل کیا تھا۔ آپ خیال فرما سکتے ہین کہ ایام طفولیت کا پڑھا ہوا کسی طرح قوت حافظہ مین اس وقت کما حقہ قائم و باقی رہ سکتا ہے پھر ایسی حالت مین جبکہ اس کو عمل مین نہ لایا گیا ہو مین یہ بھی نہین کہہ سکتا کہ وہ فراموش بھی ہو گیا ہو گا ممکن ہے کہ یاد ہو۔

خلیفہ۔ سعید یہ تو تم خلاف کہہ رہے ہو۔ مرد آدمی ایام طفولیت کا ہی تو پڑھا ہوا تا زیست قوت حافظہ سے محو نہین ہوتا۔ وہ تو نقش کالحجر ہو جاتا ہے۔ مجھے ابتک اپنے بچپن کے بہت بڑے افسانے۔ لڑکپن کی تعلیم کے بے شمار قصے و کہانیان اس طرح یاد ہین۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی ان کا مطالعہ کیا ہے

اسے جانے دیجئے مناظر فطرت کو لیجیے جس کا بچپنے مین مشاہدہ کیا تھا اس وقت نظروں کے روبرو بعینہ اُن کی تصاویر پھر رہی ہین

چھتیسوان باب ۳۶

(نجوم)

پردہ داری می کند بر قصر کسریٰ عنکبوت
چغد نوبت میزند بر گنبد افراسیاب

جب تک شخصی سلطنت کا دور دورہ رہا جس وقت تک شخصی ہاتھون مین نظام حکومت کی باگ رہی اس وقت تک تاجداران ماضیہ و شہریاران سالفہ کا یہ قاعدہ برابر جاری و ساری رہا کہ نجومیون دکاہنون کی بڑی قدر و منزلت کی جاتی تھی۔ ان کی خاطر و مدارات کا ان کے مراتب سے زیادہ پاس و لحاظ رکھا جاتا تھا۔ اس زمانہ مین تملق پیشہ و خوشامدی لوگ بکثرت موجود تھے اعیان مملکت و ارکان دولت کے پھانسنے کی تدابیر قسم قسم کی کیا کرتے۔ سلاطین دانا و زیرک انکے دام تزویر سے اپنے کو حتی المقدور بچائے رہتے اور اُن کے مکاید سے بیحد خوف کیا کرتے۔ اُن کے پاس سوائے نجومیون کے کوئی اطمینان کا ذریعہ نہ تھا۔ وہ لوگ منجمین کے توسل سے نظم و نسق حکومت کو درست کرتے بدین وجہ عبدالرحمن ناصر کو بھی ایک نجومی کی سخت ضرورت آپڑی تھی اور عرصے سے اسی کی جستجو مین تھا کہ کوئی ہوشیار و بالیاقت نجومی دستیاب ہو جائے تو ایک قسم کی دل جمعی نصیب ہو اگرچہ سعید کے متعلق اُسے پہلے علم تھا کہ وہ اس فن مین اچھی دستگاہ رکھتا ہے اور انجام کو من حیث الوجوہ بحسن وخوبی انجام دلسکتا ہے جو کام اس کے سپرد کیا جائیگا نہایت دیانت داری و دلسوزی سے کریگا چونکہ یہ نہایت اہم و نازک مسئلہ تھا کہ بلا سوچے سمجھے کسی کو اپنے مافی الضمیر سے آگاہ کرکے اُسے اپنا ہمراز بنا لینا خلاف ہوشمندی ہے خلیفہ کبھی کسی کے روبرو اپنا دلی راز ظاہر کرنا پسند بھی نہ کرتا تھا۔ بلکہ تنہائی مین ایسے معاملات پر غور و فکر کیا کرتا۔ گرجب سے یا مر نے سعید کی آکر بیحد تعریف و توصیف کی اور بیان کیا کہ سعید ایک نہایت با اخلاق و باوفا شخص ہے۔ اپنی عمر تجردی مین نیک چلنی سے بسر کر رہا ہے کتب فیض دینی

وکتب بینی کے سوا کسی اور لہو لعب سے اس کو قطعی دلچسپی نہین - وہ بُری صحبتون مخرب عادات محفلون سے اس طرح بھاگا بھاگا رہتا ہے جیسا کہ شیطان لاحول سے آپ بشوق تمام اپنے رموز سے اس کو واقف کرسکتے ہین کسی قسم کا خوف وخطر نہ کرنا چاہیئے یاسر کے اس بے غرضانہ بیان ومخلصانہ کلام سے خلیفہ کے خیالات مین یکایک غیر معمولی تغیر وتبدل پیدا ہوگیا اور دم کے دم مین تمام وہ توہمات جو دل کو پریشان کئے رہتے تھے دور ہوگئے - اور وہ سعید کی طرف سے اس کو جید حسن ظن ہو کر کامل یقین ہوگیا کہ یہ شخص ضرور کسوٹی مین کھرا اُترے گا - بدینوجہ اُس نے پہلی ہی ملاقات مین اپنا مافی الضمیر ظاہر کردینے اور اس کو اپنا ہمراز بنانے مین کسی طرح کا پس وپیش نہین کیا بلکہ بجائے پس وپیش کرنے کے اُس کے خلوص ومحبت کی تخم ریزی اپنے مزرعہ دل مین کرلی - اور اس سے ملکر اس قدر بے اندازہ مسرت وسرور حاصل ہوا - کہ تمام تردد ات وتفکرات کو یکقلم بھلا بیٹھا -

سعید پہونچنے کے ساتھ ہی خلیفہ کے عندیہ کو اپنی ہوشیاری ودانشمندی سے سمجھ گیا - اور خوب اچھی طرح تاڑ لیا تھا - چونکہ بے بات کی بات سے اُسے کچھ سروکار نہ تھا بدین وجہ اُس قصہ کے متعلق چھیڑ چھاڑ کرنا مناسب نہ جانا بلکہ اس کی طرف سے بالکل لاعلمی ظاہر کی اور یون کہنے لگا -

سعید - مجھ معمولی شخص کے متعلق جو حضور ایسا خیال رکھتے ہین - یہ سراسر آپ کی غربا پروری وشرفا نوازی ہے - آپ کو بلا سوچ سمجھے مجھ ناچیز پر بھروسہ واعتبار نہ کرلینا چاہیئے اور نہ میرے نجومی معلومات پر اس قدر مطمئن ہوجانا چاہیئے علم نجوم کے احکام کوئی قطعی نہین ہوتے اس کا سارا دارومدار حساب دانی پر منحصر ہے اور اگر اس فن کا اچھا وہوشیار محاسب ہے وہ بھی دھوکہ کھاجاتا ہے میرے بارہا تجربہ ومشاہدہ مین آچکا ہے کہ اکثر اس کے نتائج واحکام غلط ثابت ہوئے ہین -

امیر المومنین - تم جس قدر عاجزی وانکسار کرتے جاتے ہو اسی قدر میرے دل مین تمہاری عزت وحرمت اور بڑھتی جاتی ہے تمہاری الفت ومحبت دامن دل پر گہرا وتیز رنگ چڑھتا جاتا ہے اور رفتہ رفتہ اعتماد حدود یقین کو طے کرتا جاتا ہے دیگر سلاطین ماضیہ موجودہ حکمران کے بیان کے نجومی اس قسم کی سادگی وبغیر عجز کی گفتگو نہین کرتے اور نہ فی زمانہ تمہارے ایسے بے نظیر صاحب کمال دیکھنے مین آئے ہین بخدا مجھے تمہارے حسن ظن تمہارے متبحر علوم وفنون ہونے کا پورا پورا اعتبار ہوگیا - لاکھ تم چاہو کہ ہم اپنے فضائل کو نہ ظاہر ہونے دین مگر اس کو کیا کیا جائے ؎

مشک آنست کہ خود ببوید
نہ کہ عطار بگوید

وہ آدمی ہی کیا جو آدمی کو دیکھ کر نہ پہچان سکے کسی نے کیا خوب اسی کے حسب حال کہا ہے۔

آدمی پہچانا جاتا ہے قیافہ دیکھ کر
خط کا مضمون بھانپ لیتے ہیں لفافہ دیکھ کر

سعید۔ آپکا یہ سب کچھ فرمانا میرے سر آنکھوں پر لیکن یہ ناچیز اپنے کو کبھی اس کا اہل نہیں سمجھتا اور نہ نجومی کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ جو کچھ آپ دریافت فرمائیں اسے یہ احقر اپنے علم کے مطابق بیان کر دے مگر ایسی حالت میں تابعدار کی حضور سے ایک یہ التجا ہے دیکھئے کہ وہ درجہ قبول سے مزین کی جاتی ہے یا نہیں جہاں تک میں علم رکھتا ہوں۔ اس کے رو سے معلوم ہوتا ہے مجھے اپنے مقاصد میں کامیابی کی امید ہے۔ میری تمنا ہے کہ جو طرز عمل حسب الحکم مناسب حضور اختیار کریں اس کا کسی غیر کے روبرو ذکر نہ کیا جائے اور میری عزت و حرمت میں کسی طرح کی افسردگی نہ کی جائے۔ اور میری حیثیت ایک ادنے خدمتگار ملازم یا اس لڑکی کی تعلیم کی طرح رکھی جائے تو پھر ناچیز کو کچھ عذر نہیں۔ یوں تو آپ کی خدمت کے لئے جان تک موجود ہے آپ کو اختیار ہے مختار ہیں جو چاہیں سو کریں سیاہ و سفید آپ کے ہاتھ میں ہے

امیر المومنین۔ اس میں میرا کوئی نقصان و ہرج نہیں ہے جیسا تم کہتے ہو انشاء اللہ ویسا ہی کیا جائے گا۔ اب تم بلا خوف و خطر اپنے علم نجوم کے ذریعہ سے میری آئندہ قسمت کا فیصلہ سناؤ اور مخفی حالات سے واقف کرو کیونکہ مجھے اس سے بیحد وابستگی و شوق ہے

سعید۔ حضور کے اقبال سے تابعدار کو کسی طرح کا خوف و خطر نہیں ہے اور نہ کسی قسم کا پس و پیش ہے صرف ایک ذرا سی معمولی استدعا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں جس کی منظوری میں بھی جہاں پناہ کبھی دریغ نہ فرمائیں گے وہ یہ کہ میری جملہ باتیں کان لگا کر دل سے سنی جائیں اگرچہ ان میں بعض ایسی باتیں بھی ہوں گی۔ جو حضور کے خلاف ہوں بدیں وجہ اس کے متعلق پیشتر سے ہی معافی مانگنے کا خیال دامنگیر ہو گیا کہ بغیر اذن سرکار کسی ایسے اہم امور کا ذکر کرنا ایک ادنے شخص کے لیے موجب ضرر و نقصان ہے۔

امیر المومنین۔ (خوش ہو کر) میں تو تم سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ کسی طرح کے اندیشہ و خطرہ کو دل میں راہ نہ دو اور اپنے محصلہ علم نجوم کے ذریعہ سے کتاب میں دیکھ کر اندرونی ستارہ شناسی میرا کل حال من عن بتاؤ۔

راوی۔ سعید نے امیر المومنین کا حکم پاتے ہی بسرعت تمام ایک نجوم کی کتاب اپنی جیب سے نکالی اور اسے کھولکر ادھر اودھر ورق گردانی کرنے لگا۔ کبھی کتاب کو دیکھتا۔ کبھی خلیفہ کے چہرہ پر نظر غائر ڈالتا۔ کبھی آپ ہی آپ انگلیوں پر شمار کرتا۔ کبھی دھوپ کی طرف دیکھتا کبھی شیشہ کے پارہ پر نظر جاتا۔ غرض یہ کہ

خوب اچھی طرح سے حساب کی چولین بٹھا چکا تو تھوڑے عرصہ کے بعد بصد تعظیم و ادب یون عرض رسان بہ خدمت اقدس امیرالمومنین ہوا۔

سعید۔ مجھے حضور کی ذات برکات سے قوی امید ہے کہ آج کے دن تابعدار کو اس کارا ہم سے معاف رکھین گے۔ انشاء اللہ پھر کسی دوسرے وقت اس کے متعلق خاکسار مفصل عرض کریگا

امیرالمومنین۔ بھلا یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ مین تو تمھاری زبان سے جبتک اس کے بارہ مین کچھ نُن نہ لون گا ہرگز ہرگز نجانے دونگا۔

سعید (خوب اچھی طرح سے سنبھل کے بیٹھ کر) مین دیکھتا ہون کہ جناب کی خدمت فیضدرجت مین اکثر معتمد اشخاص برابر حاضر ہوا کرتے ہین تابعدار ذرا اس سے بہت ڈرتا ہے۔

راوی۔ یہ کہکر سعید پھر کتاب کی ورق گردانی مین مشغول ہو گیا اور اس کا منتظر رہا کہ دیکھنا چاہئے کہ اب خلیفہ صاحب زبان فیض ترجمان سے کیا ارشاد فرماتے ہین لیکن خلیفہ صاحب موصوف بجائے اس کے کہ کچھ کہتے سعید کی گفتگو سننے کے اشتیاق مین ہمہ تن گوش بہوش بنکر مثل تصویر خاموش بیٹھ گئے اور دل ہی دل مین انتظار کرنے لگے کہ دیکھئے سعید بذریعہ نجوم کیا حکم لگانے والا ہے۔ سعید نے دیکھا کہ خلیفہ صاحب کچھ بھی نہین ارشاد فرماتے ہین بلکہ وہ خود میرے ہی کلام کے سننے کے شوق مین بیچین ہو رہے ہین تو اس طرح کہنے لگا۔

سعید۔ مجھے امید ہے کہ حضور تابعدار کی اس شوخ کلامی پر رنجیدہ تو نہ ہوتے ہونگے۔ اگر خدانخواستہ جناب کے دل مین کسی قسم کا ملال پیدا ہوا تو اس غریب کے حال زار پر رحم فرما کر اس کو مثل نقش غلط محو فرما دیجئے۔

امیرالمومنین۔ سعید تم کسی طرح کا خیال ہر اس نہ کرو۔ یہ تو بتاؤ بھلا اس مین ناراضی و ناخوشی کی کونسی بات ہے مین تو تمھاری ہر ایک بات بشوق تمام سننے کے لیے آمادہ و طیار ہون یقین بتاؤ کلام ناتکمیل کا کیا جواب دیا جا سکتا ہے یقین جو کچھ بیان کرنا ہے ذرا صراحت و وضاحت سے ذکر کرو ہر ایک امور کو بالتشریح مفصل طور سے سمجھاؤ تم یہ خیال نکرو کہ میری سمع خراشی ہوگی۔ مین اس کے من وعن سننے کے لیے ہمہ تن گوش ہون۔

سعید۔ بندہ نواز آپ کے طرز کلام سے تو یہ پایا جاتا ہے کہ آپ نجومیون کو بہت کچھ خیال فرماتے ہین شاید آپ کے یہ امر ذہن نشین ہو رہا ہے کہ نجومی لوگ ہر ایک شخص کا نام بھی اپنے علم کے زور سے بتا سکتے ہین۔ میرا خیال ہے کہ جناب یہ بھی سمجھ رہے ہین کہ علم نجوم خاص طور سے اپنے مین مافوق العادت

ایک زبردست قوت رکھتا ہے۔ اگر کسی نے آپ کو اس دھوکہ مین ڈال رکھا ہے تو وہ نجومی نہین ہے بلکہ ایک طرح کا فریبی دغاباز شخص معلوم ہوتا ہے آپکو اُس کے قول وفعل کا قطعًا اعتبار نہ کرنا چاہیئے بلکہ حتی المقدور اُس سے علٰحدگی و پرہیز لازم ہے جو کچھ اس کے متعلق جناب نے خیال فرما رکھا ہے بالکل بے بنیاد خلاف واقع ہے۔ اس علم کے ذریعہ سے صرف اتنا پتہ چل سکتا ہے کہ وہ شخص کن اوصاف سے متصف کس عادات وحرکات سے مزین ہے اور اس کے حالات کیسے ہین ..... تابعدار آپ سے پہلے ہی عرض کرچکا ہے کہ آپ کے ستارہ سے از روے علم نجوم صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ایک معتمد وقابل اعتماد شخص کے ذریعہ سے آپ کو بہت شدید نقصان ومضرت پہونچنے کا اندیشہ ہے اور وہ شخص جملہ لوگون مین آپ کا سب سے زیادہ محبوب سب سے زیادہ برگزیدہ ہے لیکن اس سے زیادہ تابعدار نہین بتا سکتا کہ وہ شخص از قسم ذکور ہے یا از قسم اناث۔ اگر مین اپنی طرف سے اندازاً کسی کا نام بتادون تو وہ سراسر لغو وبالکل ہیچ ہوگا۔

راوی۔ سعید کے اس پریشان کن بیان نے خلیفہ کے دل مین ایک غیر معمولی وحشت خیز والم انگیز اثر پیدا کردیا اور اس کو غیر متعین اشخاص کی طرف سے طرح طرح کے بدظنی کے خیالات پیدا ہوگئے۔ وہ دل ہی دل مین سوچنے لگا کہ سلطنت مین کون ایسا شخص ہے جو مجھے نقصان پہونچانے والا ہے اور کسی کو مجھسے اس قدر در پردہ خصومت ہے کبھی زہرا سی لاڈلی وپیاری محبوبہ کی طرف سے سوء ظنی ہو جاتی لیکن بعد غور وفکر تھوڑی ہی دیر مین اس کا دل خود اُسے لعنت وملامت کرنے لگتا۔ کہ ارے نادان کیا تیری عقل پر پتھر پڑگئے اچھے برے کی تمیز کیون نہین رہی کیا اسی فہم پر دعویٰ خلافت ہے۔ کچھ تو تجھے سمجھنا چاہیئے کہ جس کے لیے تو نے اس قدر وافر روپیہ صرف کیا جس کے لیے تو نے ایسی ایسی عظیم الشان بیش بہا عمارات تعمیر کرائین جس کے خاطر ناقابل برداشت رنج وآلام برداشت کیے بھلا اس سے تجھے یہ امید ہوسکتی ہے کہ وہ نقصان تو نقصان پہونچانا اس کا وہم وخیال تک بھی اپنے دل مین لاسکتی ہے۔ غرضکہ خلیفہ صاحب اسی کشمش وپیچ اور اسی کشمکش کی حالت مین مبتلا تھے کچھ کرتے دھرتے نہ بن پڑتا تھا تمام سٹی بھولے ہوے تھے آئے ہوے ہوش وحواس گم تھے چنانچہ اسی عالم پریشانی وبدحواسی مین اس طرح کہنے لگے۔

امیر المومنین۔ سعید واقعی جو کچھ تم نے کہا بالکل صحیح درست ہے اور قطعی پکی بات ہے مین تمہارے مطلب کو خوب اچھی طرح سے سمجھ گیا ہون۔ اور تمہارے مافی الضمیر سے اپنے علم مین پوری طرح واقف ہوچکا ہون ان امور کے متعلق انشاءاللہ پھر کسی وقت تخلیہ مین مفصل بحث ہوکر مشورہ کیا جائیگا اسے اب دوسرے وقت پر اٹھا رکھو تو انسب ہے بلکہ اس وقت اس عقیلہ فہیمہ خاتون کو بلاؤ جسے تمہارے

ایسے یکتائے دہر کی شاگردی کا فخر حاصل ہے تاکہ اُس سے کچھ دیر بات چیت کر کے غم غلط کیا جائے۔

سعید۔ (جھٹ پٹ کتاب کو جیب مین رکھ کر) حضور وہ خاتون تو اسی محل مین موجود ہے جسے تابعدار نے یاسر کی حفاظت و نگرانی مین چھوڑ دیا ہے۔

امیر المومنین۔ خیر مین یاسر سے کہدون گا کہ آج شب کو وہ اسے میرے آرام کے کمرہ مین پہونچا جائے۔

سعید۔ (کھڑا ہو کر) جو کچھ حضور کا ارشاد ہو فرمایئن تابعدار ابھی ابھی اُسے انجام دینے کو طیار ہے۔ اگر تمہارا جی چاہے تو اس وقت جا کر صرف اتنا ہی کہدینا اور کچھ زیادہ تکلیف کرنے و پریشانی اٹھانے کی ضرورت نہین۔

سینتیسوان باب (۳۷)

(عابدہ)

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستم گاری مین
کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین

سعید حسب معمول دربار سے رخصت ہوتے وقت خلیفہ کی خدمت مین آداب شاہی بجالایا اور وہان سے نکل کر دروازہ تک بھی نہ پہونچا ہوگا کہ سامنے سے دیکھا یاسر ایک شخص کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے چلا آرہا ہے تھوڑی دور آگے بڑھ کر بغور جو دیکھا تو پہچان لیا کہ یاسر کے ہمراہ دوسرے شخص سلیمان ابوبکر بن تاج ہین جو شاہی حکیم ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجہ قابلیت علوم و فنون مین مہارت تامہ رکھتے ہین اور جن کے علمی معلومات و فضائل اظہر من الشمس ہو رہے ہین خلیفہ صاحب موصوف کے علم و دانش فضل و کمال کے پہلے ہی معترف و مداح تھے یاسر نے سعید سے لپک کر اس طرح دریافت کیا۔

یاسر۔ کیا آپ ہمارے حکیم صاحب سے جو وحید العصر ہین وقوف و آگاہی نہین رکھتے۔

سعید۔ کیون جانتا کیون نہین خوب اچھی طرح سے جانتا ہون حکیم سلیمان ابوبکر بن تاج ہین نا۔

حکیم صاحب۔ (خوش ہو کر) یاسر تم نے جو کچھ ذکر کیا تھا بہت ہی ٹھیک و درست تھا واقعی

سعید ہر فن مولا ہین۔ ان سے کچھ چھوٹ گیا ہوگا جسے کسی نے پایا ہوگا۔ اس وقت مجھ کو تم سے نیاز حاصل ہوکر بیحد مسرت و خوشی حاصل ہوئی تمہاری قابلیت و لیاقت فی زمانہ قابل ستائش ہے۔ علوم و فنون گویا تمہاری گھر کی لونڈی و غلام ہین کتب بینی کا بیحد شوق ہے سنا جاتا ہے کہ فن طب مین ایک بے نظیر کتاب شائع ہوئی ہے۔ جس کی مثل اس سے قبل نہین پائی جاتی تھی اس مین ادنےٰ سے لیکر اعلیٰ تک کوئی بات نہین چھوڑی ہے یعنی جملہ جزئیہ و کلیہ مسائل پر نہایت شرح و بسط کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔

سعید۔ کہین آپ اس کتاب کا تو ذکر نہین کرتے ہین جو حاوی کے نام سے مشہور ہے جس کے مصنف وحید العصر یکتائے روزگار محمد بن زکریا رازی ہین

حکیم صاحب (سخت متحیر و متعجب ہوکر) جی ہان وہی کتاب وہی

سعید۔ میرے خیال مین تو اس سے بہتر اس فن مین کوئی کتاب مشکل سے نکلے گی فی زمانہ تو دستیاب ہی نہین ہوسکتی اس علم و فن کی کوئی مکمل کتاب اس کے مثل دیکھنے مین نہین آئی۔ کیونکہ ہر ہر صنف فرداً فرداً گاہ بگاہ نظر آجاتی تھی لیکن اس کے مثل جامع مجموعہ آج تک کوئی نہین طبع ہوا تھا جس مین تمام امراض و معالجات باقاعدہ نہایت شرح و بسط کے ساتھ درج ہون یہ سب سے زیادہ قابل تعریف و توصیف و سب سے بڑھ کر باعث مداحی اس مین یہ امر ہے کہ جو کچھ بھی اس کے قابل و مایہ ناز مصنف نے تحریر کیا ہے بغیر سلسلہ اسناد و روایت باقاعدہ وضاحت کے ساتھ لکھا ہے

حکیم صاحب۔ جب سے سنا ہے عارض پرنور کا جمال
اس دن سے بنگیا ہون مین غم دیدہ ہلال

بھئی سعید جب سے مین نے اس جامع کتاب کی تعریف و توصیف سنی اسی دن سے آتش اشتیاق سینہ مین بھڑک رہی ہے۔ کہو یار یہ بے مثل کتاب کہین سے چند روز کے لیے دیکھنے کو بھی مل سکتی ہے

سعید۔ قرطبہ بھر مین تو جناب یہ نادر کتاب دستیاب نہین ہوسکتی۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ کسی کو بھیجکر یا کسی ذریعہ سے مین اس کتاب کو بغداد سے منگالون احقر کو اس کے متبرکہ آثار اور قابل توصیف مضامین بکثرت یاد ہین اور مین اُن مضامین پر خاطر خواہ بحث کرسکتا ہون۔

راوی۔ سعید حکیم صاحب سے اس قدر گفتگو کرنے کے بعد اٹھ کھڑا ہوا مگر حکیم صاحب بھی داہنے بائین اس کے قدم بقدم ہو لیے تمام دربان سعید کو نگاہ حیرت و استعجاب سے دیکھتے تھے اور دل ہی دل مین کہہ رہے تھے کہ بار خدایا یہ کون صاحب عظمت و وقار مہمان ہے جس کی عزت و وقعت خلاف

معمول خلیفہ صاحب بھی کر رہے ہین اور اسقدر اس کے مراتب کو عروج پہونچا رہے ہین جب سے یہ مہمان آیا ہے ہم لوگ دیکھ رہے ہین۔ کہ امیر المومنین کی جو نظر محبت و شفقت اس کے اوپر ہے اب کسی پر بھی ایسی نہین معلوم ہوتی طرح طرح کی خاطر و تواضع سے اس کی شان و شوکت مین ترقی دی جارہی ہے گفتگو ان تخلیہ مین رمز کی باتین بھی ہوتی ہین جیسا کہ یہ لوگ مختلف طرح کی آپس مین باتین کرتے ہوئے چلے جارہے تھے کہ حکیم صاحب یون رطب اللسان ہوئے۔

حکیم صاحب۔ بھئی سعید مین تمہارا نہایت ممنون ہونگا اگر اس کتاب کی ایک نقل تم مجھکو منگا دو گے۔

سعید۔ انشاء اللہ مین ضرور منگا دونگا آپ مطمئن رہین پھر یاسر سے مخاطب ہو کر امیر المومنین نے مجھ سے فرمایا تھا کہ آج عابدہ کو بلا کر اس کا گانا سنونگا۔ لہذا آپ مستعد و آمادہ ہو جائیے اور اسکی ہمت رکھیئے بہترین تدابیر سوچتے رہیئے مین بھی اس وقت عابدہ کو کچھ سکھانے پڑھانے جا رہا ہون کہ اس کو امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہو کر کیا کہنا اور کس طرح پیش آنا چاہئے۔

راوی۔ جب حکیم صاحب نے سمجھ لیا کہ یہ لوگ اس وقت اپنی اپنی ضروریات کی تکمیل مین جانا چاہتے ہین اب ان کو روکنے یا گفتگو کرنے کا کوئی موقع نہین معلوم ہوتا ہے۔ تو خود ہی رخصت ہو کر چلے گئے یاسر و سعید تنہا رہ گئے تو تھوڑی دیر چہل قدمی کرنے کے بعد یاسر نے کہا۔

یاسر (سعید سے) یہ تو بتاؤ امیر المومنین کیسے آدمی ہین تم نے انکو کیسا پایا۔

سعید۔ خیر ان باتون سے کیا فائدہ۔ اچھے ہین وہ اظہر من الشمس ہے۔ اس کے دریافت کرنیسے کیا نتیجہ ہے

حاجت مشاطہ نیست روئے دلارام را

راوی۔ سعید و یاسر مین باہم یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اتنے مین ایک چوبدار نے یاسر کو پکار کر کہا۔

چوبدار۔ جناب یاسر صاحب آپکو ہمارے آقا امیر المومنین عبد الرحمن ناصر صاحب یاد فرماتے ہین۔

یاسر۔ ابھی ابھی آتا ہون۔ پھر (سعید کو مخاطب بنا کر) مین امیر المومنین کی خدمت بمقصد رخصت جا رہا ہون آپ باطمینان تمام اس غلام کے ہمراہ تشریف لیجائیے یہ آپکو عابدہ تک پہونچا دیگا۔

راوی۔ غلام مذکور سعید کو ہمراہ لیئے ہوئے مہمانون کے مکان تک پہونچا جہان عابدہ مقیم تھی سعید سے اجازت لیکر رخصت ہوا کہ آپ اسی جگہ تشریف رکھین مین عابدہ کو بہت جلد جا کر بھیجتا ہون۔ آپ منتظر رہین۔ سعید کو انتظار کرتے ہوئے ابھی تھوڑی دیر کا بھی عرصہ نہ ہوا ہو گا کہ اس نے دور سے دیکھا کہ عابدہ لب ناز انداز خرامان خرامان چلی آرہی ہے آج بناؤ سنگار بھی اس غضب کا کیا ہے کہ حسن پھٹا پڑتا ہے۔ بیساختہ دل سے ایک آہ نکلتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ جس قدر اپنی

آرائش و تزئین کرتی تھی سعید کا دل خوش کرنے کو گیا کرتی۔ اس کی نظروں مین سعید سے بہتر روئے زمین پر کوئی نہ جچتا تھا۔ اور ہمہ وقت اسی خیال مین محو رہتی تھی کہ کون ایسی تدبیر نکالون۔ یا کون ایسا کام کرون جو سعید کی خوشنودی خاطر کا باعث ہو اور اس کے دل مین میری محبت والفت کا اچھا خاصہ اثر پیدا ہو جائے۔ اور وہ بھی میری قدر و منزلت کرنے لگے عابدہ جیسے ہی سعید کے قریب پہونچی سعید نے اُسے فوراً البد مزاج پرسی اپنی بغل مین نہایت عزت و احترام سے بٹھالیا۔ اور زبان سے تھوڑی دیر تک کسی نے کچھ بات چیت نہ کی لیکن آنکھوں ہی آنکھون مین راز و نیاز کی گفتگو ہو گئی جب عابدہ کو سعید نے بیحد مشتاق کلام پایا اور سمجھ لیا کہ یہ میرے کلام کرنے کی ضرورت سے زیادہ منتظر نظر آتی ہے تو یون کہنے لگا۔

سعید۔ تم جب سے یہان آئی ہو بتاؤ کہ کیا گذری کسی قسم کی کوئی تکلیف وغیرہ تو نہین گذری۔

عابدہ۔ (ٹھنڈی سانس لیکر) اجی جناب یہ کچھ نہ پوچھئے کنیز تو یہان بے موت مر گئی۔

سعید۔ کیا واقعی تمہارا یہ کہنا بالکل صحیح و درست ہے آخر بتاؤ تو تمھین یہان کونسی ایسی تکلیف پہونچی

عابدہ۔ (تھرائی و بھرائی ہوئی آواز مین) آپکی جان کی قسم مجھے یہان بڑی تکلیف ہوئی۔

سعید۔ مین سمجھتا ہون کہ اب اس سے بڑھکر تمہارے لیے باعث مسرت و موجب عشرت اور کونسی بات ہو سکتی ہے اور تم سے بڑھکر اس وقت کون ایسا با نصیب و خوش قسمت نظر آتا ہے اس حالت مین جبکہ تم محل شاہی مین داخل ہونے کے علاوہ امیر المومنین کی دلچسپی کے لیے آئی ہو۔

عابدہ۔ مجھے یہ دولت و ثروت۔ یہ جاہ و عظمت۔ یہ رعب و داب لیکر کیا کرنا ہے میری دلی خواہش اگر آپ پوچھتے ہین تو مین صرف.... یہان پر پہونچکر شرم و حجاب سے خاموش ہو گئی۔ ؎

خموشی معنے دارد کہ در گفتن نمی آید

اور حیا سے سر نیچے جھکا لیا۔

سعید۔ ہان مین سمجھ گیا اور تمہارا مقصد بھی مجھے پہلے سے معلوم ہے لیکن اس مین کسی قسم کی دشواری و پریشانی نہین ہے۔ اب سب سے پہلے ہمین اس مرحلہ کو طے کر لینا چاہیے اور خاطر خواہ انجام کو پہونچانا چاہیے۔ جس کے لیے ہم اور تم بحسن و تدبیر یہان تک پہونچے ہین۔ اچھا یہ تو بتاؤ جو ڈبیہ مین نے تم کو دی تھی وہ کہان ہے۔

عابدہ۔ وہ باحتیاط تمام محفوظ مقام پر میرے پاس رکھی ہوئی ہے۔ کیا آپ کو اس کی ضرورت ہے حاضر کی جائے۔

سعید۔ نہین ابھی تو اس کی کوئی ضرورت نہین ہے۔ اسوقت محض اس لیے دریافت کر لیا کہ وہ حفاظت

رکھی ہے یا نہین - اور تم اس کو بھول بھال تو نہین گئین - ہان ایک ضروری بات تو تم سے کہنے کو بھولا ہی جاتا تھا وہ یہ کہ آج رات کے وقت امیر المومنین تمھین طلب کرین گے اور تم سے میٹھی میٹھی باتین دلچسپ واقعات سن کر کچھ دیر لطف اٹھائین گے - تم کو لازم ہے کہ نہایت ہوشیاری و قابلیت سے کام لینا - کوئی دقیقہ ان کے خوشنود کرنے مین فروگذاشت نہ کرنا اب ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ تم کیا کارنمایان کرتی ہو - میرا خیال ہے کہ تم میری گفتگو کو اچھی طرح سمجھ گئی ہوگی -

عابدہ - جہانتک مجھسے بن پڑیگا انشاء اللہ کوئی کسر اٹھا نہ رکھونگی - حتی المقدور جی توڑ کر کوشش کرونگی -

سعید - مجھے تمھاری دانشمندی و ہوشیاری پر پورا بھروسہ ہے - اور خوب اچھی طرح سے سمجھے ہوئے ہون کہ تم کوئی تار لگا نہ رکھوگی - ایک آدھ گیت کتاب آغانی مین سے بھی سنا دینا اس سے بہت کچھ اثر پڑے گا -

عابدہ - بہت بہتر انشاء اللہ حسب ہدایت تعمیل ہوگی -

سعید - یہان آکر تمنے کسی سے کچھ ربط و ضبط بھی پیدا کیا - کسی سے محبت کے پینگ بھی بڑھائے -

راوی - سعید کے اس سوال سے عابدہ کے چہرہ پر شرم وحیا سے پسینہ آگیا پہلے تو جواب دینے مین کسی قدر جھجکی کیونکہ وہان تو سب لونڈیان باندیان ہین - اگر وہ انس و محبت قائم کرتی تو کس کے ساتھ کرتی - لیکن کچھ سوچکر کہنے لگی -

عابدہ - جی ہان یہان کی دو ایک عورتون سے ملاقات ہوئی مگر کوئی ایسا گہرا ربط و ضبط نہین ہے

سعید - جن عورتون سے شناسائی ہوئی ہے ان کا نام وغیرہ بھی جانتی ہو -

عابدہ - کیا آپ کی خواہش ہے کہ مین زہرا کے کچھ اوصاف یا دیگر محلون کی تعریف وغیرہ بیان کرون -

سعید - (زہرا) مجھے تو معلوم ہوا ہے کہ اس سر بفلک کشیدہ و عالیشان محل کی وہی مالک ہے خلیفہ اس کی بڑی قدر و منزلت کرتے و حد سے زیادہ چاہتے ہین - تم نے تو اس کی خوب اچھی طرح سے جانچ و پرتال کی ہوگی - اب تم سوچ سمجھ کر بتاؤ آیا وہ اس قدر و منزلت کے لائق ہے بھی یا نہین -

عابدہ - یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ خلیفہ کے مقابلہ مین میری نظر بالکل بیکار و لغو ہے انکی آنکھون سے مین اسے کیونکر دیکھ سکتی ہون - میری نظر تو ان کے بالکل مخالف ہے یہ مثل مشہور ہے کہ (لیلی را بچشم مجنون باید دید) مگر میری تو وہ نظر نہین ہوسکتی اور نہ ان آنکھون سے دیکھ سکتی ہون میری نگاہ تو عامیانہ ہے مجھسے صاف صاف اگر آپ دریافت فرماتے ہین تو محل مین اکثر ایسی بے مثل و لاجواب

لونڈیان ہین کہ زہرا اُن کے پاسنگ کو نہین پہونچ سکتی مگر میرا یہ کہنا اس کے لیے ایک بہت بڑا ظلم ہوگا
سعید۔ واقعی تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو۔ اگر خلیفہ کا دل اس پر مائل نہ ہوتا تو وہ کسی طرح اس رتبہ و منصب کو نہین پہونچ سکتی تھی۔ آج تم کچھ ایسی کوشش کرو کہ تمہارے مقابلہ مین زہرا کا رنگ پھیکا پڑجائے اور اُس کے حروف وفا پر قلم جفا پھر جائے اور امیرالمومنین تم کو اس سے کہین زیادہ محبت والفت کی نگاہون سے دیکھنے لگین۔

عابدہ۔ مین یہ نہین چاہتی اور نہ اپنے مین اتنی لیاقت دقابلیت پاتی ہون کہ ایسے مہتم بالشان کام کو انجام دیکر اپنے حسب خواہش اُسے پورا کرالون۔ علاوہ برین مین ایک غیرمشہور ومعمولی لڑکی ہون مجھے سوا اشعار وغیرہ پڑھ دینے کے اور کیا آتا ہے اور وہ اشعار اپنے مفہوم مین کوئی ایسا غیرمعمولی اثر بھی نہین رکھتے جو کسی کے دل کو یکایک تسخیر کرلین۔ فرض کیا اگر وہ اتنا بھی اثر کرین تو مجھے کیا فائدہ مین تو سوا سعید کے خانہ دل کے کہین اور رہنا پسند نہین کرتی اور نہ کوئی جگہ ایسی پاتی ہون جو میرے قیام کے لیے موزون ومناسب ہو۔ آپ اپنی زبان سے اس وقت کیا فرمارہے ہین۔ دکھتے ہوے دل کو اور دکھاتے ہین (آنکھون مین آنسو بھر کر۔

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹکھیلیان سوجھی ہین ہم بیزار بیٹھے ہین

سعید۔ بھئی تمہاری بھی کیا باتین ہین ذرا ذرا سی بات مین رونے لگتی ہو۔ تو ہمات کی باتین نہین جاتین ہمیشہ شک کیا کرتی ہو۔ کبھی تو عقل سے کام لیا کرو۔

عابدہ (ڈبڈبائی ہوئی آنکھون سے آنسو پونچھکر) جی ہان مین خوب اچھی طرح سمجھتی ہون کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہین میری الفت کا دم بھرتے ہین۔ کیون نہ ہو جب مین نے اپنا تن ومن جان ومال سب آپ پر تصدق وقربان کردیا۔ تو پھر آپ ایسے کہان کے گئے گذرے تھے جو مجھ سے محبت دبیار نہ کرتے جناب من انسان کے خیالات باطنی کا دل آئینہ ہوتا ہے۔ کھوٹے کھرے۔ اچھے۔ بڑے مصنوعی وغیرمصنوعی کا فوراً اثر ظاہر ہوجاتا ہے۔

کسی صورت مین ہو پڑتا ہے عکس مہ جبین اسمین
دل آئینہ ہو جس کا اس سے پردا ہو نہین سکتا

سعید۔ دیکھو مین نہ کہتا تھا تم نے پھر اُسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا اور وہم وشکوک کو پھر وہین جگہ دی
عابدہ۔ آپ اپنی زبان سے یہ کیا فرماتے ہین مین تو آپ پر کامل بھروسہ رکھتی ہون۔ آپ کے حکم کی

تعمیل کے لیے ہمہ وقت مثل کنیزک آمادہ و مستعد ہون۔ جیسی مرضی ہو کیجیے۔ مجھے کچھ عذر نہین۔

رشتہ در گردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

سعید۔ خیر ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ یقین تھوڑی ہی دیر کے بعد واقعہ کی اصلیت ظاہر ہو جائیگی اور تم پر جھوٹ سچ اچھا بُرا سب روشن ہو جائیگا اس سے پہلے جو کچھ مین تم سے کہہ چکا ہون یقین ہے کہ تم اُسے نہ بھولی ہوگی اور غالباً اس کے انجام دینے کے لئے بھی مستعد و طیار ہوگی لیکن خوف ہے تو یہی ہے کہ زہرا کو تم سے شرمندگی نہ حاصل ہو۔

عابدہ۔ یہ آپ نے کیا فرمایا کہ کہین زہرا کو تم سے شرمندگی نہ ہو بھلا مجھے کیا ضرورت ہے جو اس سے کسی قسم کا مقابلہ کرون۔ یہ تو ایک نہایت بدتہذیبی و خلاف شان حرکت ہوگی جو شرفا کے لیے ہرگز زیبا نہین۔

راوی۔ عابدہ اتنا کہہ کر حیا سے خاموش ہو گئی۔ دانتون سے رومال دبا لیا اور سعید کو وہان سے جاتے دیکھ کر کہنے لگی۔

عابدہ۔ کیا آپ۔ اب تشریف لئے جا رہے ہین۔

سعید۔ ہان اس وقت تو جا رہا ہون انشاء اللہ رات کو دربار خلیفہ مین ملاقات ہوگی۔ دیکھو تم کسی طرح کے خیالات فاسدہ کو اپنے دل مین جگہ نہ دینا اور باطمینان۔ بلا خوف و خطر اپنا کام کرنا۔

عابدہ (آہ سرد بھر کر) خیر خدا حافظ۔ بہت بہتر تشریف لیجایئے مگر !!

سعید۔ (عابدہ کا ہاتھ جھٹک کر) اب مجھے جانے بھی دو دیکھو اب وقت بہت قریب آگیا ہے خدا کے لیئے ان فضول وساوس و توہمات کو چھوڑ کر اپنے گھر مین جاؤ۔ اور کار متعلقہ کے لیے ہمہ تن آمادہ و مستعد ہو جاؤ۔ دیکھو تو وہ پاک بے نیاز پردہ غیب سے کیا ظاہر کرتا ہے انشاء اللہ سب بہتر ہی بہتر ہوگا میرا دل تو گواہی دیتا ہے کہ خدا نے چاہا تو اپنے مقاصد مین خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوگی۔

مشکلے نیست کہ آسان نہ شود
مرد باید کہ ہراسان نہ شود

راوی۔ اس قدر گفتگو کرنے و عابدہ کو سمجھانے کے بعد سعید وہان سے بعجلت تمام چل کھڑا ہوا تھوڑی ہی دیر مین نظرون سے اوجھل ہو گیا۔ جبتک سعید جاتے ہوئے دکھائی دیتا رہا۔ اس وقت تک عابدہ کی مشتاق آنکھین اسی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھا کین۔ مگر سعید جب بالکل نگاہون سے پوشیدہ ہو گیا۔ تو عابدہ

چاروناچار بادل پرغم محل کی طرف پہلو مین بیتاب وبیقرار دل لیے ہوئے چل کھڑی ہوئی۔ لیکن قسم قسم کے رنج وغم طرح طرح کے ذکر و آلام کا ہجوم تھا آتش اضطراب کا ایک دریا سینہ مین موج زن تھا وہ بہت چاہتی تھی کہ کسی طرح مین ان خیالات کو دل سے بھلا کر تفکرات کے دام تردید سے اپنے کو نکالون لیکن کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ بلکہ اور ترددات مین اضافہ ہوتا رہا۔

اڑتیسوان باب (۳۸)

جوہر

سعید عابدہ کے پاس سے رخصت ہو کر تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اُسے سامنے سے کچھ آہٹ یاسر کی آواز کی ایسی معلوم ہوئی چنانچہ اُسی طرف چلا تو کیا دیکھتا ہے کہ یاسر کھانا کھانے مین مشغول ہے

یاسر۔ آئیے جناب آئیے ہین تو آپ کا عرصہ سے انتظار ہی کر رہا تھا بس اب بیٹھ کر کھانا تناول فرمائیے

سعید۔ بہت اچھا یہ کہکر کھانا کھانے لگا۔

یاسر۔ ہان جناب فرمائیے خلیفہ صاحب سے کیا کیا باتین ہوئین۔ آج تو خوب ہی لطف اٹھایا ہو گا۔

سعید۔ بات وات تو کچھ بھی نہین ہوئی۔ اور مجھے وہان کسی قسم کے بات وغیرہ کرنے کی ضرورت ہی کون ایسی پڑی تھی جو خواہ نخواہ فضول اُن کی سمع خراشی کرتا

یاسر۔ مین دیکھ رہا ہون کہ آپ سے ملنے کے بعد اب خلیفہ صاحب وہ خلیفہ نہین رہے بلکہ مجھے اُن کے خیالات مین بہت کچھ بین فرق محسوس ہو رہا ہے وہ تو مجھے پہلے سے زیادہ آج مسرور خوش خوش بھی نظر آرہے ہین۔ معلوم نہین تم نے ان پر کون ایسا افسون دم کر دیا جو دفعتاً اس قدر غیر معمولی انقلاب پیدا ہو گیا۔

سعید۔ یہ بھی تم نے خوب کہا۔ بھلا اس مین خوشی کی کون سی بات ہے۔ اچھا بتاؤ کہ ان کی حالت مین پیشتر سے کیا تغیر و تبدل ہو گیا۔

یاسر۔ مین اس کے متعلق ٹھیک طور سے تو کوئی یقینی و قطعی رائے نہین قائم کر سکتا۔ البتہ اس قدر ضرور کہہ سکتا ہون کہ آج ان کے طرز کلام سے زہرا کے بارہ مین بہت کچھ تغیر کا اظہار ہو رہا تھا جس کو مین نے

خوب اچھی طرح سے تاڑ لیا۔

سعید۔ (زہرا کے نام سے کسی قدر چونک کر) میرا خیال ہے کہ تم کسی قدر غلطی پر ہو۔ تمہارا یہ خیال ٹھیک نہیں کیونکہ مین نے ان سے اثنائے کلام مین اس لونڈی کا کچھ تذکرہ وغیرہ بھی نہین کیا اور نہ اس کا نام لیا۔ پھر کیونکر ایسا ہو سکتا تھا۔ یہ فقط تمہارا خیال ہی خیال ہے۔

یاسر۔ اگرچہ مین یہ نہین بتا سکتا کہ آپ سے اور اُن سے کس قسم کی بات چیت ہوئی اور کس معاملہ پر گفتگو رہی لیکن اتنا ضرور کہونگا کہ بہ نسبت پہلے کے امیرالمومنین کی حالت مین ایک بین فرق پیدا ہو گیا ہے بہرکیف جو کچھ ہونے والا ہے وہ تو ہو کر رہے گا اسمین کسی قسم کی رائے زنی سے ہمین کیا سروکار۔ لیکن اس لونڈی ہل کے ناز و نخرے جو روز بروز ترقی پذیر تھے اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ ان فضول و بیجا ناز نخرون کی بیخ کنی ہو جائے گی۔

سعید۔ ممکن ہے کہ خلیفہ کے تغیر حالت کا سبب یہ ہو کہ لونڈی ہو کر بہت منھ چڑھ گئی تھی۔ اور بعض بعض اوقات ایسی بات کہہ گذرتی تھی جو خلیفہ کی مرضی و مزاج کے بالکل خلاف ہوتی تھی اور آئے دن طرح طرح کے ناز و نخرے کیا کرتی تھی۔ مین نے سنا ہے کہ انھین باتون سے امیرالمومنین ایک مرتبہ اس سے چوبیس ۲۴ گھنٹے تک ناخوش رہ چکے ہین۔

یاسر۔ یہ قصہ آپ کو کس طرح معلوم ہوا اس وقت تو سوائے میرے و خلیفہ کے وہان کوئی موجود نہ تھا اور کسی کو اس کی کانون کان خبر ہوئی۔ نیز کو خلیفہ نے خود بھی اس واقعہ کو پوشیدہ کر ڈالا۔ اور زبان زد نہ ہونے دیا۔ کیونکہ اس کے مشتہر ہونے سے ایک بہت خراب اثر پڑنے کا اندیشہ متصور تھا۔ اچھا اب آپ یہ تو فرمایئے کہ اس واقعہ سے آپ کیسے آگاہ ہوئے اور آپکو اس کی خبر کس طرح معلوم ہوئی۔

سعید۔ (چھت کی طرف لاپروائی سے دیکھ کر) بس یونہین معلوم ہو گیا۔ تمہین اس کی اس قدر کیون فکر لگی ہے۔

یاسر۔ اخاہ۔ مین سمجھ گیا۔ واقعی آپکو علم نجوم مین اچھی خاصی مہارت و کامل دستگاہ حاصل ہے میرے خیال مین تو دنیا مین آپ ہی ایک شخص علم نجوم کے ماہر نظر آتے ہین جو غیب کی سچی خبر دیتے ہین بخدا آپکی تو تعریف نہین ہو سکتی۔

سعید (ہنسکر) اس مین غیب دانی کا کیا ذکر ہے۔۔۔۔ ارے بھئی اس ذکر کو جانے بھی دو، یہ بتاؤ کہ تمھین امیرالمومنین نے آج عابدہ کے متعلق بھی کسی قسم کا حکم دیا ہے۔

یاسر۔ ”جی ہان!“

سعید۔ آج شام کو ان کا دیدار ہوگا...... بہت دنون سے مین اُن کے حسن وجمال کی بے انتہا تعریفین سنا کرتا تھا......"

یاسر۔ آپ کو یہ علم ہے کہ امیر المومنین نے حکم کیا دیا ہے کیونکہ خلیفہ مین انتہا درجہ کی شرم وغیرت۔ کثرت سے حیا وحجاب ہے۔ بدین وجہ انھون نے فرمادیا ہے کہ زہرا پردہ ہی مین رہے۔

سعید۔ خیر انھون نے یہ حکم تو دیدیا ہے۔ لیکن پردہ مین رہنے سے ان کو کیا لطف وسرور حاصل ہوگا۔

یاسر۔ جب دربار مین کوئی غیر شخص آجاتا ہے تو امیر المومنین اُسے پردہ ہی مین رکھتے ہین سامنے نہین آنے دیتے۔ چونکہ آج کی شب آپ بھی دربار خلیفہ مین تشریف فرما ہون گے۔ بدین وجہ انھون نے پردہ مین رہنے کا حکم نافذ فرمادیا اچھا یہ تو فرمایئے کہ آپ کہان رونق افروز رہین گے تاکہ دربار امیر المومنین مین چلتے وقت مین آپ کو بلا کر اپنے ہمراہ لے لون۔

سعید۔ ابھی تو جاکر تھوڑی دیر کے لیے مین سو رہونگا۔ کیونکہ رات کا جاگنا ہے۔

یاسر۔ اچھا مناسب ہے۔ مین آپ کو کھانے کے وقت خود آکر بلا لون گا۔ اور پھر ہم آپ دونون آرامگاہ مین چلین گے۔ نہین تو مین کسی کو بھیجکر بلا لون گا۔

راوی۔ اس قدر گفتگو کرنے کے بعد دونون کھڑے ہوگئے اور ہر ایک دوسرے سے رخصت ہو کر اپنی راہ چلے گئے۔ سعید اس وقت بالکل سونا نہین چاہتا تھا بلکہ اسی خیال مین غلطان وپیچان تھا کہ شب کے متعلق کچھ غور وفکر کرے شام ہونے کو تھی اور سعید اپنے کمرہ مین بیٹھا ہوا کچھ سوچ رہا تھا کہ دفعتًا باہر سے بہت سے لوگون کے قہقہون کی آوازین اس کے کان مین پہونچین وہ اسی شور وغل کیطرف بالکل متوجہ ہوگیا اور کان لگا دیے۔ کہ دیکھیے یہ کیا معاملہ ہے تھوڑی دیر کے بعد اُسے کچھ خواجہ سرا باہم ہاتھا پائی کرتے ہوے دکھائی دیے۔ اس مین سے ایک خواجہ سرا کو بہت سے لوگ ادھر اُدھر کھینچ رہے ہین وہ چلا رہا ہے اور بقیہ سب لوگ قہقہے لگا رہے ہین اس شخ اندسرا کی آواز سے کچھ کچھ وہ پہچان گیا اور دل ہی دل مین خوش ہوکر آپ ہی آپ کہنے لگا دو کمبخت جوہر بھی آپہونچا۔

کچھ دیر کے بعد وہ تمام شور وغوغا یک قلم بند ہوگیا اور سعید کے روبرو ایک پستہ قد عجیب غریب شکل وصورت کا ایک خواجہ سرا آکر کھڑا ہوگیا جس کی چھوٹی چھوٹی پنڈلیان بڑا سر چوڑا چوڑا چہرہ نکلی ہوئی پیشانی قیمتی لباس زیب تن کئے ہوے تھا۔ باوجودان جملہ باتون کے اس کے چہرہ سے ایک غربت سی برس رہی تھی اس کی گاؤدم ٹوپی بڑا سا جبہ اس کے نیچے ریشمی سرخ رنگ کا قفطان ہنسا ہنسا دیتے تھے وہ سعید کے سامنے بلا سلام وغیرہ کیے ہوے آکر کھڑا ہوگیا۔

سعید۔ ارے جوہر بتا تو تیرا اس وقت یہان کیسے آنا ہوا

جوہر۔ (سعید کے ہاتھون کو بوسہ دیکر) اگر جناب کا کوئی کام ہو تو بجالاؤن۔

سعید۔ اچھا تجھے یہ کیسے معلوم ہوا کہ مین اس وقت یہان موجود ہون۔

جوہر۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ جس کام کو کرین اور بندہ کو اس کا علم یا اس کی خبر نہ ہو۔

سعید۔ اچھا یہ تو بتا کہ وہ کیسی ہے۔

جوہر۔ بس جیسی تھی ویسی ہی ہے۔

سعید۔ تو اس کو اس کا علم ہے کہ مین قرطبہ ہی مین ہون۔

جوہر۔ جناب من اس کی تو آپ سے مطلق خبر ہی نہین۔

سعید۔ کیا ابتک اُس آدمی کی محبت اس کے دل مین باقی ہے۔

جوہر۔ اجی جناب کچھ نہ پوچھئے وہ شخص بھی بلا کا فطرتی ہے۔ وہ کبھی اُسے کوئی رنج وغیرہ حتی المقدور نہین ہونے دیتا۔ بفرض محال اگر وہ کبھی ناخوش وخفا ہوجاتی ہے۔ تو وہ اُسے منا لیتا ہے جو کچھ اچھا برا وہ حکم دیتی ہو فوراً اُس کی تعمیل کرتا ہے اِس کے متعلق جناب سے مین پہلے بھی عرض کر چکا ہون

سعید۔ تمہارے یہان میرے پاس آنے کا کسی اور کو بھی علم ہے۔

جوہر۔ نہین جناب کسی کو کانون کان بھی خبر نہین۔۔۔ مین تو کھیلنے کودنے کے بہانے محل مین داخل ہو کر اپنے یار واحباب کے ساتھ کھیل کود مین مشغول ہو گیا اور جس تدبیر چلکے سے دوستون کی آنکھ بچاکر ادھر آ پہونچا۔

سعید۔ آج کی شب تو ہم لوگ خاص شاہی کمرہ مین مدعو ہین دیکھئے کیا ہوتا ہے۔

جوہر۔ مجھے اس کی بھی خبر تھی اور جانتا تھا اس وقت مین یہان آپ کو صرف یہ اطلاع دینے آیا ہون۔ کہ وہ بھی آج یہان تشریف لادین گی۔ کیونکہ ان کو رقص وسرود گانے بجانے سے بیحد شوق ہے اور وہ اُس کی دلدادہ وفریفتہ ہین قطع نظر اس کے وہ علم موسیقی مین خود بھی اچھی مہارت رکھتی ہین اور کافی دستگاہ ہے بہت سے مختلف مضامین کے مختلف البحور اشعار بھی ان کو یاد ہین۔ جب سے ان کو یہ معلوم ہوا کہ آج عابدہ بھی یہان آئی ہین۔ تو ان کی رگون مین بھی خون غیرت دوڑ رہا ہے۔ تا اینکدم موجین مار رہا ہے میرا خیال بلکہ پورا پورا مجھے یقین ہے کہ اگر وہ ذرا بھی کوشش کرینگی تو بہت جلد اس فن مین اچھا خاصہ ملکہ وقابل امتیاز کمال حاصل کرلینگی کیونکہ ان کی طبیعت رسا نہایت ہی رسا وسلجھی ہوئی واقع ہوئی ہ اُن کے خیالات اچھوتے وپاکیزہ ہوتے ہین۔

سعید۔ تو کیا انھین گانا وغیرہ سیکھنے کا بھی شوق ہے؟!! ہمین تو اس کی خبر بھی نہ تھی

جوہر۔ میرا تو کچھ ایسا ہی خیال ہے۔

سعید۔ اچھا۔ تو کوئی ایسی تدبیر سوچو اور کوئی ایسی معقول ترکیب نکالو کہ وہ اپنے مالک سے اجازت حاصل کر کے مجھ سے شعر خوانی و گانا وغیرہ سیکھ جایا کرین مین اُن کو نہایت ذوق و شوق (؟) سے بنایا کرون گا اور انشاء اللہ تھوڑے ہی عرصہ مین اس قابل کردونگا کہ اچھے اچھے موسیقی دان اُن سے شرماتے رہجایین گے۔ اور وہ عام طور سے ہر ایک پر بازی یا گوے سبقت لیجائینگی انشاء اللہ مین کوئی دقیقہ فرائض مین اٹھا نہ رکھون گا۔

جوہر۔ بہت بہتر مین حتی الامکان اُسے لانے کی کوشش کرون گا۔ کامیابی و ناکامی خدا کے اختیار مین ہے۔ تدبیر و جد و جہد کرنا اپنا کام ہے اس کا پورا ہونا من جانب اللہ ہے۔

لاکھ تدبیر کرے بندہ تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

سعید۔ تو کیا آجکل تمھاری آمد و رفت اس کے یہان نہین ہے۔ کبھی بھولے چوکے بھی نہین جاتے۔

جوہر۔ نہین جناب میری تو برابر ان کے یہان آمد و رفت لگی ہی رہتی ہے کئی ہفتہ سے لگاتار حاضر خدمت ہو رہا ہون۔ مجھ سے وہ اس قدر مانوس ہین کہ باید و شاید جہان مجھے دیکھ لیتی ہین فرط مسرت سے پھولے نہین سماتین۔ میری باتون سے اُنھین بیحد دلچسپی ہے۔ گھنٹون بات چیت کیا کرتی ہین یہ کہنا چاہیے کہ ان کو میری گفتگو سے آسودگی ہی نہین ہوتی۔ خدا جانے کچھ پتہ نہین چلتا کہ آج دو دن سے کیا بات ہے کہ وہ مجھے نہین بلاتین کہان تو وہ زور ازوری کہان یہ بے رخی مجھے تو کچھ دال مین کالا معلوم ہوتا ہے۔

چرخ کو کب یہ سلیقہ تھا ستم گاری مین
کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری مین

سعید۔ کہین خفا تو نہین ہوگئین ہین تم نے اس کے متعلق کچھ جانچ وغیرہ بھی کی۔

جوہر۔ واللہ اعلم ظاہر مین تو کوئی سبب نہین معلوم ہوتا۔ اور مجھے اطمینان بھی ہے کہ جب مین انسے اس کے متعلق دریافت کرون گا تو وہ وجوہات کے بتانے مین دریغ نہ کرینگی بلکہ بشوق ظاہر کردینگی فقط میرے جانے کی دیر ہے مجھے یہان آئے ہوئے بہت عرصہ ہوگیا ہے کہین ان لوگون کو خبر نہ ہو جائے لہذا آپ مجھے جانے کی اجازت مرحمت فرمائین۔

سعید۔ اچھا جائیے۔

راوی۔ جوہر سعید سے اجازت پاتے ہی وہان سے اٹھ کر بعد ادب جھک کر تسلیم بجالایا اور چلتا بنا

انتالیسوان باب (۳۹)

(آرام کا کمرہ)

مصطفےٰ میری محفل اک آئینہ ہے ان کی بزم خلوت کا
نظر کثرت پرستون کی عبث اس مین پریشان ہے

اب سعید جوہر کے چلے جانے کے بعد یاسر کا بصد شد و مد انتظار کرنے لگا اور بالکل طیار ہو کر ہمہ تن چشم انتظار بن کر بیٹھ گیا۔ ابھی رات کا حصہ کچھ ایسا زیادہ نہ گذرنے پایا تھا کہ اتنے مین ایک خواجہ سرا سعید کو بلانے کے لیے آ پہونچا۔ یہ حضرت تو طیار ہی بیٹھے تھے خود اٹھ کر اس کے ہمراہ ہو لیے تھوڑا راستہ طے کرنے کے بعد ایک پر فضا سبز باغیچہ مین پہونچے جو قسم قسم کے سادہ سامان سے آراستہ تھا جابجا درختون مین طرح طرح کے خوشنما منقش جھاڑ و فانوس آویزان تھے چہار دیواری پر بیش بہا گلاسون کا چراغان تھا جس مین مختلف اقسام کی روشنیان ہو رہی تھین۔ ہر طرف نور ہی نور کا عالم نظر آتا تھا چنانچہ آگے آگے خواجہ سرا رہبری کا کام انجام دیتا ہوا اور پیچھے پیچھے سعید چلے جا رہے تھے جیسے ہی محل کے قریب پہونچے تو بہت سے دربان بیش بہا چمکدار وردیان پہنے ہتھیار لگائے ہوے نظر پڑے جو ادھر اُدھر دوڑ دھوپ مین مشغول تھے جس وقت پھاٹک پر پہونچے تو یاسر کو کھڑے ہوے پایا جس نے بڑھ کر آگے سلام کیا اور اپنے ہمراہ محل مین لیکر داخل ہو گیا۔ جہان بیش قیمت شمع ہائے کافوری و عنبری قندان تھین جملہ فرش وغیرہ مشک سے بسا ہوا تھا۔ مکان کا گوشہ گوشہ خوشبو سے معطر و معنبر ہو رہا تھا۔ سعید یاسر کے پیچھے پیچھے چہار طرف دلکش و دلربا اشیا پر نظر حیرت ڈالتا وبغور و خوض ان کو ملاحظہ کرتا ہوا چلا گیا۔ لیکن تھوڑی ہی دور چل کر سعید ٹھہر گیا اور یاسر کو اپنی طرف متوجہ بنا کر دریافت کرنے لگا۔

سعید - آج مین اپنی ندیدی نگاہون سے کیا مشاہدہ کر رہا ہون - کچھ ہوش و حواس کام نہین دیتے -

یاسر - کیا آپ ان مجسمون کو دیکھ کر تصویر حیرت بنے ہوے ہین -

سعید - ہان مجھے تو زیادہ تر یہی تعجب خیز چیز نظر آرہی ہے - خدا ایسے مسلمانون سے پناہ مین رکھے جو ممنوع و ناجائز اشیاء سے اپنے مکانات وغیرہ کو مزین و مرصع کرتے ہین جن کو ذرہ برابر بھی خوف خدا نہین معلوم ہوتا - وہ یہ نہین خیال کرتے کہ آخر احکام خدا کے خلاف عمل پیرا ہو کر ہم کیا فائدہ اٹھا سکتے ہین دنیا کے دو روزہ نقش و نگار جاہ و حشم پر اس قدر مغرور ہو جاتے ہین کہ عقبیٰ کا قطعًا پاس و لحاظ نہین رکھتے شاید وہ سمجھتے ہین کہ ہمین اب کہین ادھر جانا نہین ہے ان کو اشعار مندرجہ ذیل کے مضمون پر کاربند ہونا چاہیے

یہ دو دن کی دنیا ہے مہمان سرا ‏‏ مسافر ہے تو اس سے جی مت لگا
نہ ٹھہرے گا جب کوس رحلت بجا ‏‏ کہ چارہ نہین پنجہ موت کا

ثباتے ندارد جہان اے پسر
بغفلت مبر عمر در دے بسر

یاسر - (چپکے سے) ذرا اس حوض کو تو ملاحظہ فرمایئے - اسے شاہ قسطنطنیہ نے خلیفہ کی خدمت مین تحفتًا بھیجا ہے نہایت ہی بیش قیمت و نادر الوجود چیز ہے اس کے وہان سے یہان تک لانے مین جو کچھ مصائب و دقتین اٹھانا پڑی ہین اس کا بیان احاطہ تحریر سے باہر ہے بلکہ قابل بیان نہین واقع الامر اس مین نہایت ہی اہتمام و جانفشانی سے کام لیا گیا ہے ورنہ یہ نازک و خوبصورت مجسمے و تصاویر جس کو آپ اس وقت ملاحظہ فرما رہے ہین آج ایک بھی صحیح و سالم نظر نہ آتے بلکہ فنا کے گھاٹ اتر چکے ہوتے

سعید - یہ تو سب کچھ سہی جسے مین تسلیم کرتا ہون - لیکن یہ تو بتاؤ کیا شریعت اسلام ایسے مجسمے تصاویر وغیرہ مکان مین لگانے کی اجازت دیتی ہے - کیا اس قسم کے ممنوعات جائز ہین ہرگز نہین شریعت حقہ کبھی ایسے قبیح امور کو پسند و جائز نہین فرما سکتی - اور کبھی اس قسم کے جائز و ناشروع اعمال و افعال کی اجازت نہین دیسکتی

یاسر - یہ آپ کا فرمانا واقعی بالکل بجا و درست ہے - ایسے امور ناجائز تو کسی صورت نہین - خلیفہ کو لوگون نے اس فعل سے منع بھی کیا تھا - لیکن کہا کرتے وہ بھی مجبور تھے کیونکہ ایک اولوالعزم بادشاہ نے یہ اشیا نادرہ ان کو تحفہ مین بھیجی تھین امیر المومنین اس سے انکار کرنا مناسب نہ سمجھا اور نہ واپس کرنا قرین مصلحت قرار دیا - بدین وجہ اس کو قبول کرنا پڑا خیر کچھ بھی ہو حوض نہایت خوبصورت و قابل توصیف ہے ... فرماہے ہین ؟

سعید - یہ تو تمہارا کہنا سب درست و ٹھیک ہے مگر کیا یہ تمام تصاویر وہین سے تحفہ مین آئی ہین -

یاسر - یہ سونے کے خوشنما مجسمے جو حوضون پر آویزان ہین اور خوبصورتی و نادر نا سے ایک عالم کو محو حیرت

بنائے ہوئے ہیں۔ یہ ملک روم کے ساختہ و پرداختہ نہیں ہیں۔

سعید۔ تو پھر یہ کہاں کے بنے ہوئے ہیں

یاسر۔ جناب من یہ تو اسی شہر کے بنے ہوئے ہیں واقعی اپنی خوبصورتی و بیش قیمتی میں قابل تعریف ہیں کاریگروں نے اسے نہایت دیدہ ریزی و جانفشانی سے طیار کیا ہوگا۔ اور ایک طویل عرصہ کی محنت و مشقت میں جاکر طیار ہوئے ہونگے۔

سعید۔ مجھے تو ان میں بڑا و کام بھی نظر آرہا ہے آخر کس چیز کا کام کیا ہوا ہے کچھ صاف طور سے معلوم نہیں ہوتا (اس دلکش و پر حیرت منظر سے نہایت متعجب ہوکر) مجھے تو یہ جیسے جابجا بکثرت نظر آرہے ہیں۔ اس میں تو کچھ حیوانوں کی صورتیں بھی معلوم ہوتی ہیں۔

راوی۔ یاسر نے سعید کا ہاتھ پکڑ لیا اور ہاتھ میں ہاتھ لیے ہوئے گھوم کر اس طرف لا کے کھڑا کر دیا۔ جہاں تصاویر کے سامنے رخ دکھائی دیتے تھے اب سعید نے نظر جا کر دیکھا تو بارہ جانوروں کی صورتیں پیش نظر تھیں جن کے منھ سے پانی مثل فواروں کے جاری تھا۔ سعید ان کو دیکھ کر اور بھی متعجب ہوا اور اس طرح کہنے لگا۔

سعید۔ یاسر کیا یہ تمام تصاویر قرطبہ ہی کی بنی ہیں یا کہیں اور کی ساختہ ہیں۔

یاسر۔ جی ہاں یہ تمام شے یہیں کے کارخانہ میں بنائے گئے ہیں جناب من یہاں اس وقت ایک سے ایک بڑھ کر صناع و کاریگر موجود ہے۔

سعید۔ کبھی میرا تو خیال تھا اور میں خوب اچھی طرح سے سمجھے ہوئے تھا کہ اس قسم کے کارخانے صرف قسطنطنیہ اور ملک روم کے کسی دوسری جگہ نہیں پائے جاتے اور نہ وہاں سے بہتر کہیں اور اس قسم کا کام ہوتا ہے لیکن آج ان نادرالوجود صناعیوں کو دیکھ کر میری آنکھیں کھل گئیں اور خوب اچھی طرح سے معلوم ہوگیا کہ قرطبہ بھی اہل کمال و اہل ہنر سے خالی نہیں اور اس میں بہترین صناع موجود ہیں۔

یاسر۔ اجی جناب ابھی آپ نے دیکھا ہی کیا ہے۔۔۔ یہاں بہت ہی اشیاء دیگر مقامات کی ساختہ و پرداختہ چیزوں سے بدرجہا ظاہری و باطنی فوقیت رکھتی ہیں۔ اور یہاں کی ساخت کی اکثر چیزیں دیگر مقامات کی اشیاء سے بہمہ وجوہ سبقت لے گئی ہیں۔ اب دیر بہت ہوگئی ہے امیرالمومنین سخت انتظار کر رہے ہوں گے ورنہ میں آپ کو یہاں کی بنی ہوئی وہ وہ نایاب و نادرالوجود اشیاء دکھاتا کہ آپ دنگ ہوکر رہ جائے بلکہ اس سے کہیں زیادہ نقش حیرت بن جاتے

سعید۔ اچھا اس وقت امیرالمومنین کہاں تشریف فرما ہوں گے۔

یاسر۔ جی وہ اسی سامنے والے کمرہ مین رونق افروز ہون گے کیونکہ وہان سے بیٹھ کر انسان ان دلفریب مناظر و پانی کے صاف و شفاف چھوٹتے ہوے فوارون کی بخوبی سیر کرسکتا ہے اور وہین سے بیٹھے بیٹھے یہان کا پورا لطف اٹھا سکتا ہے بلکہ بہ نسبت قریب سے دور سے اور بھی پر لطف و خوشنما منظر کا تماشا پیش نظر ہوتا ہے۔

چالیسوان باب (۴۰)

(محفل)

سعید و یاسر دونون اسی کمرہ کی طرف لمبے لمبے قدم اٹھائے ہوے بڑھے چلے جارہے تھے گاہ گاہ سعید حوض کی طرف مڑ مڑ کر دیکھتا جاتا تھا جس کے چھوٹتے ہوے فوارون پر چمکتے ہوے جھاڑ و فانوس کی مختلف الالوان روشنی غضب کا دلکش سین آنکھون کے روبرو پیش کرتی تھی۔ سعید انھین دلچسپ و خوشنما مناظر کی سیر و تفریح سے محظوظ ہوتا و دلچسپی لیتا ہوا دروازہ تک جا پہونچا۔ جہان پر دو خواجہ سرا بیش بہا وردیان زیب جسم کئے نقرئی عصا ہاتھون مین لئے ہوے اپنے کار متعلقہ مین بخوبی مصروف و مشغول تھے ڈیوڑھی مین ایک کارچوبی کام کا نہایت خوش وضع پردا پڑا ہوا تھا جس پر سنہری حرفون مین بھڑکتے ہوے عاشقانہ دلکش اشعار تحریر تھے جس کو سعید نے بغداد مین خلیفہ مامون الرشید کے دربار مین سنا تھا یاسر نے آگے بڑھکر اس پردہ کو الٹ دیا اور سعید کو اپنے ہمراہ لیے ہوے بے کھٹکے اندر داخل ہوگیا۔ تھوڑی دور چل کر سعید ایک بلند مقام پر پہونچا۔ جہان سے اُس خوشنما حوض کا بخوبی نظارہ ہوتا تھا اور وہ اچھی طرح سے معلوم ہوتا تھا صدر مقام پر امیر المومنین عبدالرحمن ناصر ایک بیش قیمت ریشمی گاؤ سے تکیہ لگائے ہوے نہایت شان و شوکت سے رونق افروز تھے سر پر چھوٹا سا عمامہ بدن مین ریلیننگ سوٹ) سونے کی پوشاک جس پر خاندان بنی امیہ کے طرز کا ایک بیش قیمت جبہ زیب تن تھا۔ سب سے پہلے سعید پر جس چیز کا اثر ہوا وہ طرح طرح کی خوشبوئین وغیرہ تھین جو اس کے دماغ کو اپنی کثرت کی وجہ سے پریشان کئے دیتی تھین خلیفہ کے روبرو دو روش ہاپردہ بچھی ہوئی تھی جو دہ رہ کر اپنے محبوب سعید کی آمد کی امید مین بار بار دروازہ کی طرف بصد شوق تکنے لگتی تھی۔ طرح طرح میوے قسم قسم کے اطعمہ و تنقلات دسترخوان پر ایک طرف بکثرت چنے ہوے تھے۔ بانکی ترکی طرحدار خواصین آبدار زرگین ساریان جنپر نہایت خوبصورت کام کیا ہوا تھا

باندھے ہوے حکم کے انتظار مین باادب دست بستہ سرو کی طرح استادہ تھین۔ کمرہ کی دیوارون پر خوشنما منقش پردے نصب تھے جن پر سنہرے حرفون مین جابجا مختلف مضامین کے جذبات انگیز اشعار لکھے ہوے تھے جب سعید اُس کمرہ مین داخل ہوا تو چارون طرف اشتیاق بھری آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا کہ کہین یہان زہرا تو موجود نہین ہے۔ لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد اُسے یاد آگیا کہ وہ تو پردہ مین ہوگی کیونکہ امیر المومنین اُسے حکم دیچکے ہین کہ تم پردہ ہی مین رہنا۔ لہذا وہ کہین پردہ مین ہوگی۔ چنانچہ اُسے ایک طرف کمرہ مین ایک زر لبفت کا منقش پردہ پڑا ہوا نظر آیا جس کے اندر سے کبھی کبھی زیورات کے جھنکار کی دلکش صدائین آجاتی تھین جب سعید کو زہرا کے وہان موجود ہونے کا یقینی علم ہوگیا اور اس نے سمجھ لیا کہ زہرا یہان پردہ کے اندر موجود ہے تو بلا خوف وخطر تیزی کے ساتھ آگے قدم بڑھایا اتنے عرصہ مین یاسر خلیفہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور دست بستہ آداب شاہی بجالاکر سعید کے آنے کی خلیفہ کو خبر دی۔

امیر المومنین نے کہا ہماری عابدہ کے استاد سعید کتب فروش کو اندر آنے دو ان کے لیے کسی قسم کی روک ٹوک نہین ہے ان کے لیے ہمارا دروازہ ہمہ وقت کھلا ہے سعید خلیفہ صاحب کا حکم پاتے ہی بشوق تمام اندر داخل ہوا خلیفہ نے خوش ہوکر اشارے سے اُسے بیٹھنے کا حکم دیا ایک خواص نے بڑھ کر گاؤتکیہ سعید کے بیٹھنے کے لئے عابدہ کے پہلو مین لگادیا سعید جس پر نہایت آن وبان سے ٹیک لگاکر بیٹھ گیا یاسر علیحدہ چلا گیا۔ سعید کے باطمینان تمام بیٹھ جانے کے بعد خلیفہ صاحب سعید کو مخاطب بناکر زبان فیض ترجمان سے یون گہرفشان ہوے۔

امیر المومنین۔ دیکھئے ابھی تک آپ کی عابدہ صاحبہ نے مجھے کچھ نہین سنایا۔

سعید۔ جو کچھ جناب حکم دین عابدہ ابھی اُس کے سنانے کو طیار ہے فقط جناب کے حکم دیر ہے اور آپکے تعمیل حکم مین کبھی دریغ نہ کریگی بسر وچشم بجالائیگی اگر جناب کو قصہ وغیرہ مرغوب خاطر ہو تو اُسے بیان کرے یا فرمائیے کوئی نفیس داستان سنائے۔ ورنہ گانا وغیرہ سنانے کیلیے بھی آمادہ ہے اُسے کسی طرح کا عذر نہین ہے بلکہ بطیب خاطر اُسے منظور کریگی

امیر المومنین۔ ہمین تو زیادہ تر قصہ ہی مرغوب ہے اور اسی سے دلچسپی ہے ہان عابدہ کوئی ایسا تازہ قصہ کہو جو ہم نے کبھی نہ سنا ہو جسے سن کر دل کو ایک گونہ فرحت وانبساط حاصل ہو

سعید۔ عابدہ کو ادب اشعار تاریخ وقصص وغیرہ بیان کرنے مین ید طولیٰ حاصل ہے اور امین تو یہ کامل دستگاہ وملکہ رکھتی ہین میرا خیال ہے کہ آپ کسی چیز کی فرمائش کردین تو نہایت موزون ومناسب ہوگا۔

امیر المومنین۔ (تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد) عابدہ نے تو مجھ سے کہا تھا کہ مین بغداد کی رہنے والی
ہون اور میرا اصلی وطن مالوف وہی ہے۔

سعید۔ جی ہان یہ بالکل صحیح و راست ہے۔

امیر المومنین۔ بغداد کے رہنے والون کے کچھ عجیب و غریب واقعات سننے مین آئے ہین... اس
وقت اگر انھین کے قصے بیان کئے جاتے تو نہایت مناسب تھا اور یہی واقعات باعث دلچسپی ہون گے
چہ وہان کے باشندے ہمارے حالات و واقعات سننے سے اظہار نفرت کرتے ہین اور پسند نہین کرتے جب
بھی ہم کو ان کے حالات سننے سے بیحد دلچسپی ہے اس قدر کہنے کے بعد عابدہ کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے

سعید۔ جناب بجا ارشاد فرماتے ہین۔ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگون کو آپ کی شان و شوکت فتح و ظفر
روز افزون ترقی مدارج وغیرہ نہایت شاق ہے۔ آپ کے بہترین حالات سنکر ان کے کلیجون پر سانپ
لوٹنے لگتے ہین۔ آتش بغض و حسد سینہ مین بھڑک اٹھتی ہے فی زمانہ ان کو یہ پریشانی لاحق ہے کہ ان کا
خلیفہ اب برائے نام خلیفہ رہ گیا ہے۔ ترکون نے ایک متفق کر کے ان کی سلطنت پر پورا پورا قبضہ و
تصرف کرلیا ہے... اب ان مین پہلی سی وہ بات وہ آن بان باقی نہین رہی کہ آپ کا عزت و جاہ
شان و شوکت۔ تمدت مراتب مین کسی طرح مقابلہ کرسکین اور نہ اب ان مین یہ قدرت باقی ہے کہ
اپنی کوششون و ہمتون سے آپ کے بلند مراتب تک پہونچ سکین۔ بدین وجہ آپ کی ترقی آپ کا
ان کی حسد آلود نگاہون مین کھٹکتی رہتی ہے۔

راوی۔ امیر المومنین سعید کی اس خوشامدانہ گفتگو کو سنکر دل ہی دل مین فرط مسرت سے پھولے
ہوئے جاتے تھے بالآخر یہ نوبت پہونچی کہ تاب ضبط باقی نہ رہی اور بیکایک اس طرح کھل پڑے

امیر المومنین۔ بیبی کچھ بھی ہو۔ اور یہ تمہارا کہنا سب صحیح و درست ہی ہے لیکن لاکھ وہ بگڑ گئے ہین۔ پھر بھی
کچھ نہ کچھ حقیقت و اہلیت رکھتے ہین ان کا ایک وہ بھی درخشان زمانہ تھا جبکہ ہارون الرشید اور
مامون الرشید جیسے صاحبان شان و شوکت خلیفہ مسند خلافت پر رونق افروز تھے جن کے جاہ و جلال
سطوت و صولت۔ عدل و انصاف کا ایک زمانہ معترف و افسانہ خوان ہے۔ جن کے بزرگ ترین
کارنامے آج آب زر سے لکھنے کے قابل ہین جن کی اشاعت علوم سے آج دنیا کا گوشہ گوشہ
فیضیاب نظر آرہا ہے یہ انھین بزرگان اولوالعزم کے مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے کہ جو آج ہم اپنے ہاتھون مین
کتب قدیم کا وہ بہترین و نادر الوجود ذخیرہ دیکھ رہے ہین جس کی تہ تک ہماری نظر و ہمارے عقلون کی فی زمانہ
رسائی و تفوق کیساتھ غیر ممکن معلوم ہوتی ہے بلکہ اصل حقیقت تو یہ ہے کہ ہم لوگون سے اور ان کا سچ پوچھو تو بالکل

ظاہر ہے بدین وجہ مجھے اُن الوالعزم خلفاء کے حالات حسنہ کے سننے کا بیحد اشتیاق رہتا ہے اور ہمہ وقت یہی چاہتا ہون کہ کوئی باکمال و ماہر فن تاریخ ان کے عظیم الشان قصص و حکایات بیان کرتا جائے اور مین بیٹھا سنتا رہون۔

سعید۔ کیا جناب اُن کے دوران خلافت کے پورے حالات ان کی مملکت داری کے من وعن افسانے کما حقہ سننا چاہتے ہین۔

امیر المومنین۔ بیشک بدل و جان مین اس کا شائق و متمنی ہون یون تو مجھے ان کے جملہ واقعات حالات سے دلبستگی ہے لیکن زیادہ تر دلچسپی ان کے علمی و ادبی مجالس کے کارنامون باہمی مباحثات و مناقشات کے افسانون سے ہے۔

اکتالیسوان باب (۴۱)

(خلفاء عباسیہ اور بنی امیہ)

عابدہ۔ یہ جناب کا فرمانا بجا ہے لیکن زیادہ اس قسم کے علمی مباحثے وغیرہ کوفہ و بصرہ مین ہوا کرتے تھے جو مفید و کار آمد ہونے کے علاوہ دل و دماغ کو فرحت و تازگی بخشنے والے ہوتے تھے۔

امیر المومنین۔ (عابدہ کو مخاطب بنا کر) عابدہ کیا تم کو وہ قصہ بھی یاد ہے جسے امیر المومنین ہارون الرشید نے خود بیان کیا تھا جو فی زمانہ عام طور سے زبان زد خلائق ہو رہا ہے۔

عابدہ۔ کہین آپ اس شہزادہ رشید والی لکھی یہی ماٹی کے قصہ کو تو نہین فرما رہے ہین۔

امیر المومنین (مسکرا کر) ہان! ہان!! وہی!!! وہی!

عابدہ۔ واقعی کیا عجیب و غریب افسانہ ہے۔ سرسری نظر ڈالنے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نحوی یا لغوی مسئلہ ہے لیکن بنظر غور و خوض ملاحظہ کرنے سے روشن ہوتا ہے کہ اس مین سیاست کلا دجزاً کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہے خلفاء بغداد کی یہ ایک عام عادت تھی کہ وہ ہر چیز مین۔ نحو۔ حدیث و تفسیر وغیرہ کا ضرور ذکر کرتے تھے۔

امیر المومنین۔ (عابدہ کے فضل و کمال سے نہایت متحیر و متعجب ہو کر) یہ تو بتاؤ کہ تمہارا سیاست سے کیا

منشاء و مطلب ہے۔

عابدہ۔ میرا مقصد و مقتضائے کلام یہ ہے کہ جب سے اُن کا قبضہ و تصرف اس حکومت پر ہوا انھون نے کوئی بھی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا اور ہر طرح سے اپنی سلطنت کو طاقتور بنانے و ترقی دینے کی کوشش کرتے رہے۔

راوی۔ امیر المومنین دل ہی دل مین ان جملہ واقعات متذکرہ کے دریافت کرنے کے منصوبے باندھنے لگے کیونکہ انھین خود اپنی سلطنت کو ترقی دینے و مستحکم کرنے کی سخت ضرورت تھی وہ چاہتے تھے کہ ایسے اصول و قواعد سے واقفیت ہوجائے جس سے خاطرخواہ مین اپنے نظام حکومت و امور سیاست کو درست کرلون چنانچہ بطور تجاہل عارفانہ مستفسر ہوئے۔

امیر المومنین۔ عابدہ بتاؤ تو سہی تمہاری اس سے کیا مراد و غرض ہے۔

عابدہ۔ میری اس گفتگو کا یہ منشاء و مطلب ہے کہ جس وقت ان لوگون نے آپ کے آباو اجداد سے خلافت چھیننے کے متعلق جدو جہد تبلیغ کی ہے تو سب سے پہلے انھون نے اپنے تقویٰ و پرہیزگاری و پابند شرع حقہ کے ہونے کا بخلوص نیت و حسن عقیدت اظہار کیا۔ ان کی ہمیشہ یہ عادت رہی ہے کہ بنی امیہ اُن کی ظلم و سفاکی۔ اُن کی خونریزی و غارتگری پر طعن و تشنیع کیا کرتے تھے لیکن مجھے نہایت افسوس و حسرت کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ انھون نے خلافت حاصل کرنے کے بعد۔ ایسے ایسے ناگفتہ بہ شرمناک جرائم و مظالم کا ارتکاب کیا جن کی نظیر بمشکل خلفاء سالقہ کے زمانہ مین ملتی ہے۔ ان کا اپنے کو متقی و پرہیزگار کہنا حقیقت مین مخلوق خدا کو دھوکا دینا تھا شریعت کو بیجا طور پر کام مین لاکر خلق خدا کو اذیت و تکلیف پہونچائی اور ہمیشہ اُسی شریعت کی ٹٹی مین شکار کھیلا کیے۔ مین جناب کے روبرو ایک وقت کا قصہ بیان کرتی ہون جبکہ ابو جعفر منصور نے فقہاء مدینہ اور محدثین کرام کے خلاف محض اس غرض سے فقہاء عراق کو مدد دی تھی کہ امام مالک رئیس المحدثین نے اس کے معزول کرنے کا فتویٰ دیدیا تھا اس موقع پر محض وہ اپنی نفس پرستی و خود غرضی کو کام مین لایا چونکہ امام صاحب کو وہ کسی قسم کی سزا وغیرہ نہین دیسکتا تھا اور نہ اس مین اتنا دم و خم تھا۔ اس لیے وہ یہ موقع مغتنم پاکر اپنے دل کی بھڑاس نکال لی اگر کوئی شخص یہ سمجھ کر اس کو بری الذمہ قرار دے کہ اس نے یہ طرز عمل حق پسندی کی بنا پر کیا تو یہ اس کی سراسر حماقت و غلط فہمی ہے درحقیقت ان تمام خلفاء کا ابتدا سے لیکر یہی ناگفتہ بہ طرز عمل رہا اور اسی داؤ پیچ سے اپنے دشمنون پر فتوحات حاصل کرتے رہے۔

راوی خلیفہ صاحب عابدہ کے اس معنی خیز تقریر کو نہایت ذوق و شوق سے سُن رہے تھے اور اسکی

عالی دماغی وفلسفیانہ خیالات پر تعجب بھی کرتے جاتے تھے سب سے زیادہ خلیفہ صاحب کے محظوظ ہونے کی وجہ عباسیون کی ہجا ہجو تھی - اور وہ کچھ اس کا لطف اپنے دل ہی دل مین مزہ لے رہے تھے - بہرحال اثنائے کلام مین یون زبان فیض ترجمان کو جنبش مین لاکر فرمانے لگے -

امیر المومنین - عابدہ خدا تمہاری معلومات علمیہ مین اور ترقی دے اور تمھین نظر بد سے محفوظ رکھے آخر تم ہمارے بھائی عباسیون کی اس قدر کیون ملامت وغیرہ کرتی ہو - میرا تو خیال ہے کہ منصور نے امام ابوحنیفہ صاحب کی مدد اور اُنکی ہمدردی محض امر حق پر کی تھی -

عابدہ - جناب من اس وقت فقہ وحدیث کے قصہ کو بالائے طاق رکھئے اور اس سے درگذریے - اور ہارون الرشید والی شہد کی مکھی کی دلچسپ حکایت سنئے جس مین ضمناً مسائل نحویہ کا ذکر بھی آگیا ہے اصل مین ان کا مدعا یہ نہ تھا -

امیر المومنین - کیا اس کہانی مین بھی کوئی سیاسی پہلو نکلتا ہے اور اس مہتم بالشان امر پر کوئی کافی روشنی پڑتی ہے -

عابدہ - جی ہان اس مین بہت کچھ اس کا مواد موجود ہے واقعہ یہ ہوا کہ خلفاء عباسیہ کوفیون کی بہت طرفداری و ترجیح کیا کرتے تھے اور ان کی جنبہ داری کے خیالات ہمہ وقت ان کے دلون مین موجزن رہتے تھے جس کا سبب یہ ہے کہ جب عباسیون نے اپنی خلافت قائم کرنا چاہی اور اس امر مین کوشان ہوے کہ زمام خلافت ہمارے قبضہ اقتدار مین آجائے اور ہم خاطرخواہ اسپر مسلط و قابض ہوجائین تو اس وقت کوفیون نے ان کی بجان ودل امداد کی تھی - اسی وجہ سے اہل کوفہ کو انکے دربار مین بہت کچھ تقرب حاصل ہوگیا - اہل بصرہ کو کوفیون کی یہ عزت و وقعت بہت خار گذری اور بیحد ناگوار معلوم ہوئی چنانچہ اسی بنا پر اہل کوفہ و اہل بصرہ مین آئے دن مسائل نحویہ و نیز دیگر علوم پر مناظرے وغیرہ ہونے لگے -

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ سیبویہ بطور نمایندہ اہل بصرہ کی طرف سے اور کسائی کوفیون کی جانب سے مناظرہ کے وسیع میدان مین آمادہ و مستعد ہو کر آگئے - جس کی وجہ سے بھڑ اور شہد کی مکھی کا افسانہ زبان زد خلائق ہوگیا چونکہ کسائی اور خلیفہ ہارون الرشید کے بیٹے مامون سے بیحد دوستی و اختلاط تھا بدین وجہ خلافت کی طرف سے بھی کوفیون کا خیال کر کے کسائی کی مدد بیجا کی گئی ...

امیر المومنین - واقعی تم بہت ٹھیک و درست کہہ رہی ہو اگر ایسا نہ ہوتا تو امین کبھی اس طرح کی بجان توڑ کوشش کسائی کے لیے عمل مین نہ لاتے - اگرچہ سیبویہ کا پلہ بہمہ وجوہ بھاری تھا تاہم امین نے

اُسے بجا دکھانے و ہرانے کی بکثرت کوششین کین جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سیبویہ کے خلاف بیجا و نامنصفانہ فیصلہ عمل مین لایا گیا۔ سیبویہ کو اُس کا یہ بیجا طرز عمل گران گذرا اور پسند نہ آیا چنانچہ وہ بغداد سے ہجرت کر کے ملک فارس کو چلا گیا اور حقیقتاً یہی بات ہے کہ اُسپر غیر منصفی کے ہاتھون سے بیجا ظلم و تشدد کیا گیا اور کوشیون کی بیجا پیچ و طرفداری روا رکھی گئی۔ مین تمہاری اس عقل و دانش پر جہانتک تعریف کرون بجا و درست ہے مرحبا بزاک اسد

این کار از تو آید مردان چنین کنند

(سرود)

راوی۔ خلیفہ صاحب و عابدہ باہم اسی طرح کی گفت و شنید مین مشغول تھے لیکن سعید کی نگاہ بار بار اس پردہ کی طرف پڑجاتی تھی جس مین اُسے پہلے سے زہرا کی موجودگی کا شک تھا۔ اور واقعی وہ اس وقت اسی پردہ کی آڑ مین موجود تھی۔ سعید کو تھوڑی ہی دیر کے بعد پردہ کے اندر کچھ حرکت سی محسوس ہوئی جس سے سعید نے فوراً یہ نتیجہ استنباط کر لیا کہ زہرا جو اس وقت پردہ کے اندر موجود ہے ان فلسفیانہ مباحث پر گشتہ خاطر و اکتائی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ ضرور ان قصص کو دلچسپی سے نہ سنتی ہوگی کیونکہ سعید اسے اچھی طرح تاڑ گیا تھا کیونکہ

آدمی پہچانا جاتا ہے قیافہ دیکھکر
خط کا مضمون بھانپ لیتے ہین لفافہ دیکھکر

چنانچہ سعید نے عابدہ کی طرف اشارہ کیا کہ وہ ساز وغیرہ درست کر کے گانا گائے تاکہ زہرا جو پردہ مین بیٹھے بیٹھے ان مباحث سے اکتا گئی ہے۔ اُس کی بھی دلبستگی ہو اور خلیفہ صاحب کی طرف مخاطب ہو کر اس طرح عرض کرنے لگا کہ جناب عالی تاریخی و فلسفیانہ مضامین وغیرہ عورتون کی زبان کے سننے سے بہت کم دلچسپی ہوتی ہے۔ ان کی صدائین تو زیادہ نغمہ جات وغیرہ کے لیے موزون و مناسب ہین مین خیال کرتا ہون کہ آپ انھین اب کسی چیز کے گانے کا حکم دین خلیفہ صاحب نے ہنسکر ساقیان پریوش کی طرف اشارہ کیا انھون نے شراب چاندی کی صراحیون سے انڈیل کر سونے کے میناکار گلاسون مین خلیفہ صاحب و سعید کے روبرو پیش کی اور عابدہ کی طرف بھی ایک جام بڑھایا عابدہ نے بمعذرت پینے سے انکار کیا خلیفہ صاحب نے کہا کہ تم آخر اسے کیون نہین نوش کرتین یہ نشی چیز نہین ہے یہ تو سیب کی بنائی ہوئی ہے میرے خیال مین تو اس کے پینے سے کوئی ہرج و نقصان نہین ہے عابدہ نے بصد ناز و انداز وہ گلاس اپنے ہاتھون مین لے لیا اور بلا کھٹکے اس کو پی گئی۔

امیرالمومنین۔ عابدہ اگر تم کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو تو اس وقت کوئی پھڑکتی ہوئی غزل سناؤ۔

عابدہ - کنیز بسر وچشم جناب کے تعمیل حکم کے لیے آمادہ مستعد ہے بھلا اس مین حضور بھی خیال فرمائین تکلیف وغیرہ کی کون سی بات ہے -

سعید - جناب عالی آپ کیسی غزل سنا چاہتے ہین - آپ کو اندلس - عراق - مدینہ ان مقامات مین سے کہان کا گانا پسند ہے - اور کون زیادہ ترمرغوب طبع ہے -

امیرالمومنین - اپنے یہان کا تو گانا ہم روزمرہ سنا کرتے ہین - اور یہان ایک سے ایک بہتر گانے والا اور کامل الفن موجود ہے جس کی چندان خواہش نہین مجھے تو اہل بغداد کا گانا زیادہ پسند و اچھا معلوم ہوتا ہے اور مجھ کو اس سے بیحد دلچسپی ہے اہل مدینہ کا گانا اگرچہ قدیم طرز وروش کا ہے تاہم چندان بُرا و ناگوار سماعت نہین -

راوی - سعید سمجھ گیا کہ خلیفہ صاحب کا اس وقت منشاء کلام زہرا کی تعریف کرنے اور اس کے ممتاز بنانے کا ہے - اور در اصل زہرا بھی ایک ایسی عورت تھی جو اہل اندلس کے گانے سے کماحقہ ماہر اور ان لوگون مین فرد تھی سعید نے دل مین خیال کیا کہ اب یہ موقع اچھا ہاتھ آگیا ہے اور زہرا بھی اس وقت پردہ مین موجود ہے لہٰذا کسی تدبیر سے اُس کا گانا سننا چاہیے اور دیکھنا چاہئے کہ کس قدر وہ اس فن مین کمال رکھتی ہے چنانچہ خلیفہ صاحب سے عرض کیا کہ کیا اچھا ہوتا کہ اس وقت آپ کسی بہترین گانے والی لونڈیون سے فرمادیتے کہ وہ اہل اندلس کے طرز کا گانا سنائے اور عابدہ اہل بغداد کے طرز پر گائے - اور دونون مین ایک قسم کی کمایہ چھیڑ چھاڑ شروع ہو کر چوٹین چلنے لگین میرے خیال مین یہ طریقہ حضور کی دلبستگی کا نہایت موزون ہوگا -

امیرالمومنین - بھئی سعید واقعی - بات تو تم نے ایک ہی کہی مجھے بھی نہایت پسند آئی -

راوی - اتنا کہنے کے بعد خلیفہ صاحب نے ایک خواص کو بلا کر خدا جانے اس سے کیا اشارے ہی اشارے مین کہدیا کہ وہ سیدھی پردہ کے اندر چلی گئی اس کا ادھر پردہ مین داخل ہونا تھا اور سعید نے فوراً تاڑ لیا کہ امیرالمومنین نے زہرا کو گانے کا حکم دیا ہے اور خواص کو اسی غرض سے بھیجا ہے خلیفہ صاحب نے سعید سے کہا کہ لو بھئی اندلس کا بھی گانا سن لو - لیکن عابدہ سے تو کہو کہ یہ بھی اپنا ساز وغیرہ درست کرلین -

سعید - ان کے پاس تو ایک نوایجاد باجا موجود ہے جس کا موجد اس وقت تک لقیہ حیات ہے عابدہ اسکو کس خوبصورتی سے بجاتی ہین کہ آپ ہی آپ دل مین جوش طبیعت مین سرور پیدا ہو جاتا ہے - تمام جسم کی رگین فرط انبساط سے کھنچنے لگتی ہین - قسم قسم کی امنگین و ولولے اپنا زور باندھنے لگتے ہین صاحبان کی زبان پر حسب ذیل شعر کا مضمون چڑھ جاتا ہے -

غزل اس نے چھیڑی مجھے ساز دینا
ذرا عمر رفتہ کو آواز دینا

میرا خیال ہے کہ گانے مین عابدہ سا صاحب کمال شاید ہی آپ کی نظرون سے گذرا ہو۔ مین نے تو آج تک اس کا مثل و نظیر پایا تو درکنار سنا بھی نہین۔ سعید کے اس کلام سے خلیفہ صاحب کو ایک تعجب وا چنبہا سا ہو گیا۔ کہ اُن کے پاس کہین باجا وغیرہ تو نظر نہین آتا آخر یہ کیا بجائے گی۔ لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد خلیفہ صاحب نے دیکھا کہ عابدہ نے اپنی جیب مین ہاتھ ڈال کر اور اس مین سے چند لکڑیان و چند پرزے ایک کپڑے مین بندھے ہوئے نکالے جن کو ترتیب دینے کے بعد ناگاناً ایک چھوٹا سا نہایت دلفریب خوبصورت باجا طیار ہو گیا۔

امیر المومنین۔ کیا وہ باجا یہی ہے جس کی تم مداحی و تعریف کرتی ہو۔

عابدہ۔ بندہ پرور۔ یہ وہی باجا ہے اس کو قانون کہتے ہین۔

امیر المومنین۔ میرا خیال ہے کہ اسے فارابی نے بمشقت تام سیف الدولہ کے دربار کے لیے ایجاد کیا تھا۔

عابدہ۔ جی ہان یہ وہی ہے۔

امیر المومنین۔ مین نے اس کے بہت اچھے وبہترین اوصاف سنے ہین۔ کہا جاتا ہے کہ اس باجہ مین عجیب و غریب کمالات ہین۔ کہ یہ سننے والون کو ہنسا بھی دیتا ہے اور رُلا بھی دیتا ہے۔۔۔

ہنسایا گل سا بلبل سا رُلایا +
جسے اک راگ بھی اس نے سنایا

کیا تمھین اسکا بجانا آتا ہے اور تم نے اُسے کس سے سیکھا ہے۔

سعید۔ اس باجے کو ایک آدمی بجا رہا تھا۔ مین نے اس سے عابدہ کے سکھانے کے لیے اس باجے کو حاصل کیا ہے۔

امیر المومنین۔ (نہایت تعجب سے) کیا تمھین نے ان کو علم موسیقی بھی سکھایا ہے واقعی تم تو بڑے صاحب کمال معلوم ہوتے ہو۔

سعید۔ جی حضور تا بعدار ہی نے سکھایا ہے۔

امیر المومنین۔ سعید تم تو بڑے اوصاف کے آدمی نکلے میرے خیال مین تو تمہارا سا صاحب کمال شخص بھی بمشکل نکلے گا۔ (عابدہ سے) اچھا اب تم کچھ سناؤ۔ نہین نہین ٹھہر جاؤ اندلس والون کا تو پہلے گانا سن لو۔

راوی۔ اس کے بعد خلیفہ صاحب نے گھنٹی بجائی۔ سب لوگ خاموش ہوکر بعد اشتیاق اس طرف متوجہ ہوگئے۔ اور پردہ کے اندر سے باجے کی آواز آنے لگی۔ حاضرین مین سے سعید کو سب سے زیادہ دلچسپی حاصل ہورہی تھی اور نہایت غور و خوض سے اس کو کان لگا کے سن رہا تھا سعید ہی پر موقوف نہین جملہ حاضرین ہمہ تن گوش بنے ہوے زہرا کا گانا سننے مین مشغول تھے۔ امیرالمومنین کی تو عجیب حالت تھی وجد کا عالم تھا ایک کیفیت طاری ہورہی تھی، گانا ختم ہونے کے چند منٹ کے بعد امیرالمومنین نے عابدہ کی طرف بنظر استحسان دیکھا جس کی یہ منشا تھی کہ عابدہ زہرا کے گانے کے متعلق اپنا کیا خیال ظاہر کرتی ہو اور اس کو اس وقت کا گانا کیسا معلوم ہوا۔ آیا اس کے طبیب خاطر ہوا یا نہین چنانچہ عابدہ نے خلیفہ صاحب کے مافی الضمیر کو سمجھ کر اس طرح کہا۔

عابدہ "واہ واہ" کیا اچھی آواز اور کیسا پیارا رسیلا گلا پایا ہے اصل بات تو یہ ہے کہ خوب گاتی ہین مین نے ایسا ہی خوش آواز ایک زریاب گوئی کے شاگرد کو دیکھا تھا اور اس کی بھی بعینہ ایسی ہی خوش گلا دی تھی

امیرالمومنین۔ تم نے یہ کس کا نام لیا۔ زریاب کا، بیشک یہ وہ باکمال و صاحب اختراع و علم موسیقی کا ماہر گویا ہے جس کے فضل و ہنر کا ایک زمانہ مین چرچا ہو رہا ہے جس کی موسیقی دانی کے افسانے ایک عالم جانتا ہے اسی نے سب سے پہلے اندلس سے بارونق شہر مین اس قسم کے گانے وغیرہ کا رواج دیا۔ اور وہان اولیت کا سہرا اسی باکمال شخص کے سر رہا۔

ہم لوگون کو جس سے یہ طرز و طریقہ معلوم ہوا ہے اور جس سے ہم نے اس کو حاصل کیا ہے وہ بھی یہی کہتا تھا کہ یہ طریقہ و قاعدہ زریاب کا ہے۔ خیر ان فروعات باتون کو تو جانے دو اب تم کچھ گانا بغداد کے لب و لہجہ اور وہان کے قواعد کے مطابق سناؤ

راوی۔ اتنے ہی عرصہ مین عابدہ نے اپنا ساز وغیرہ بالکل درست کرلیا اور کیل کانٹے سے ٹھیک گانے کے لیئے آمادہ بیٹھ گئی منتظر حکم تھی کہ امیرالمومنین کا اشارہ ہو۔ مین لے دوڑون۔ جیسے ہی اُسے گانے کی اجازت ملی سب سے پہلے اُس نے ساز کو چھیڑا اور اس حسن و خوبی و طرز استادی سے بجایا کہ خلیفہ صاحب اس کے اس کمال سے دنگ ہوکر رہ گئے۔ خلیفہ صاحب پر ایک عجیب و غریب کیفیت نے اپنا اثر کرلیا تھا دنیا و مافیہا کو اس سرور مین بالکل فراموش کر بیٹھے تھے اور بار بار بنظر استعجاب سے عابدہ کو دیکھتے جاتے تھے دل ہی دل مین عابدہ کے کمال فن کے معترف ہورہے تھے اور کہتے تھے کہ واقعی سعید کے کہنے مین سر مو فرق نہین۔ یہ کہین اس سے بڑھ کر صاحب کمال نکلی۔ مین ایسا خیال نہ کرتا تھا بس اتنا جانتا تھا کہ جیسے اور

لوگ گاتے بجاتے ہین ویسی ہی یہ بھی جانتی ہوگی۔ مگر برخلاف اس کے یہ تو اس کی ماہر معلوم ہوتی ہے جب عابدہ نے امیر المومنین کی یہ حالت دیکھی تو سمجھ گئی کہ میری سحر آفرین آواز نے اپنا اچھا خاصہ عمل کر لیا اب یہ بالکل تسخیر ہو گئے۔ عابدہ نے اس موقع کو بہت غنیمت جانا۔ اور نہایت خوش گلوئی سے ابراہیم بن مہدی کی ایک ایسی پر درد تان لگائی کہ تمام حاضرین محفل کی زبان سے واہ واہ و مرحبا کی صدا نکل گئی۔ ہر ایک عالم بیخودی مین مستانہ وار جھومنے لگا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ محفل کی محفل ایک ہی رنگ مین رنگی ہوئی ہے۔ گویا سے سرور سے ہر ایک کے ننھے ننھے قلوب لبریز ہو رہے تھے فقط چھلکنے کی دیر تھی خلیفہ اسقدر بیخود و مسرور ہو گئے کہ اُن سے بغیر کہے نہ رہا گیا۔ کہ واہ عابدہ واہ تمہارا کیا کہنا۔ ماشاء اللہ کیا بہتر د نایاب گلا پایا ہے حقیقت تو یہ ہے کہ خوب گاتی ہو۔ واقعی یہ فن تمہارے حصہ کا ہو گیا۔ خداوند کریم تمہارے حسن و جمال اور اس قابل فخر خوش گلوی مین اور ترقی عطا کرے اور تمھین بامراد و ہم آغوش کامرانی کرے۔

اے وقت کو خوش کہ وقت ما خوش کردی

سبحان اللہ سبحان اللہ۔ کیا نفیس آواز کس قدر دلکش گلا پایا ہے کہ باید و شاید۔ تمہاری خوش آوازی پر تو لحن داودی کا گمان ہوتا ہے دنیا مین اگر چراغ لیکر بھی ڈھونڈھا جلئے تو فی زمانہ میرے خیال مین ایسے باکمال و صاحب ہنر بہت کم نکلین گے۔ آواز ہے یا کوئی اعجاز ہے جس کی ہر تان پر سوز و گداز ہے۔ لحن داودی کا پلہ اس سے کہین ہلکا نظر آتا ہے۔ امیر المومنین کی زبان فیض ترجمان سے اس قدر قابل فخر و افتخار اوصاف سن کر عابدہ کا دل فرط مسرت سے اچھلنے بڑھ گیا۔ تمام اعصاب مین خون شادمانی یا آب کامرانی موجین مارنے لگا۔ دل کے کنول کھل گئے۔ جوش زن ولولون جذبہ امنگون مین سہولت ہو کر اس نے ایک نئے طرز جادو سرون مین گانا شروع کیا۔ جس نے رہے سہے حاضرین محفل کے اور بھی ہوش و حواس گم کر دیئے اُن کے دلون پر ادر غضب ڈھا دیا۔ ہر ست حضار مثل ماہی بے آب تڑپنے لگے۔ جوش سرور مین آکر خلیفہ صاحب نے خواصون کو اشارہ کیا کہ اب کیا دیر ہے مے ارغوانی کا اس بزم کامرانی مین کیون دور نہین چلتا اس سے بڑھکر اور کون پر لطف گھڑی آئیگی۔ سعید سخت پریشان ہو رہا تھا کہ دیکھئے اب خدا کیا کرتا ہے خلیفہ صاحب نے تو دور شراب کا حکم دیا ہے پیون یا نہ پیون۔ کچھ کرتے دھرتے نہین بن پڑتا۔ اگر نو شم مشکل و گرنہ نوشم مشکل۔

عابدہ بھی اس تازہ واقعہ کے پیش آنے سے عجب کشمکش مین پڑی ہوئی تھی سخت گومگو کی حالت مین تھی تاہم اس نے اس مناسب موقع کو ہاتھ سے نجانے دیا اور اپنے سالہ کو طرز داربی پر ڈھا لکر کہ آہ!

ہو گئی کہ جس طرح ہوئے اس مرتبہ دربار سیف الدولہ کا نقشہ کھینچ دینا چاہیے اور ثابت کر دینا چاہیے کہ
کمال فن اس کو کہتے ہین۔ اور اہل ہنر ایسے ہوتے ہین چنانچہ اس نے اسی طرز پر گانا بجانا شروع کیا
ایسا باقاعدہ گایا بجایا کہ سم باندھ دیا۔ جملہ حاضرین محفل پر ایک عالم سکوت طاری ہو رہا تھا بلکہ مجلس کی
مجلس عالم حمونشان کی تصویر بنی نظر آتی تھی اور خلیفہ صاحب کو تو پوچھیے ہی نہین کہ اُن کی کیا کیفیت
و حالت ہو رہی تھی خلیفہ صاحب کی حیرت اور اُن کے استعجاب کی کوئی حد نہ رہی تھی یکایک بے اختیار
ہو کر ہلنے لگے۔ سعید کی کامیاب نظرین اس وقت اس پردہ کی جانب لگی ہوئی تھین جہان زہرا بیٹھی
ہوئی تھی۔ وہ اسی فکر مین زیادہ تر اور مبتلا ہو رہا تھا کہ دیکھیے اس کا نتیجہ کیا ظاہر ہوتا ہے۔ اگر دفعتاً
اس کے کان مین ایک دل خوش ہنسی کی صدا معلوم ہوئی جس سے صاف یہ ظاہر ہوتا تھا کہ زہرا
خلیفہ صاحب کے اس محویت و فرط مسرت کو جو اس وقت اُن کو عابدہ سی باکمال کے گانے
سے حاصل ہوا ہے ایک حسد آمیز و تنفض پرور نگاہون سے دیکھ رہی ہے اور معلوم نہین کہ دل ہی
دل مین کیا منصوبے باندھ رہی ہوگی جس کا مجھے علم نہین لیکن قیافہ بھی بتا رہا ہے کہ اس وقت عابدہ
کے گانے نے اُسے اس قدر شرمندہ کیا ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہین معلوم ہوئی۔

تینتالیسوان باب (۴۳)

کھنکارنے کی آواز

یہ محفل چنگ و رباب رہ رہ کر ترقی ہی پکڑتی جاتی تھی عابدہ کی خوش گلوئی نے سب کو سرشار
بنا رکھا تھا۔ نغمہ ہائے دلکش مین رفتہ رفتہ مقناطیسی کشش پیدا ہوتی جاتی تھی حاضرین محفل دنیا و مافیہا
کی فکرون کو بھلائے ہوئے ہمہ تن گوش بنے ہوئے تھے کہ یکایک پردہ کے اندر سے کسی کے کھنکارنے
کی آواز آئی جس نے سعید کو فوراً اپنی طرف متوجہ کر لیا اور وہ خلیفہ صاحب کو بغور دیکھنے لگا۔ واللہ اعلم
اس کھنکار کی آواز مین کون ایسا برقی اثر موجود تھا جس نے دفعتاً خلیفہ صاحب کی وہ خوشی و خرمی وہ
ہنسی و مسرت آن کی آن مین مفقود کر دی اور ان کے چہرہ پر ایک غیر معمولی تکدر کا اثر ظاہر ہونے لگا
عابدہ کو مخاطب کر کے فرمانے لگے کہ تم نے اس وقت ہمارے دل کو نہایت محظوظ و مسرور کیا۔ خداوند

کریم تمہاری عمر مین ترقی تمہارے کمالات مین دن دونی رات چوگنی برکت عطا فرمائے۔ اور تمہارے مقاصد مین تمھین کامیاب کرے۔ سعید امیرالمومنین کی اس مدبرانہ گفتگو سے تاڑ گیا کہ امیرالمومنین اب محفل نغمہ وسرود کو برخواست کرنا چاہتے ہین۔ لیکن زبان سے اس کا اظہار فرمانا مناسب نہین سمجھتے اسی دوراندیشی سے سعید نے عابدہ کو اشارہ سے آگاہ کر دیا کہ اس وقت گانا وغیرہ موقوف کرکے محفل کو خالی کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے چونکہ عابدہ ایک نہایت فہمیدہ وہوشیار لڑکی تھی اس نے فوراً سمجھ لیا اور مجلس سے اٹھ کر چلی۔ خلیفہ صاحب بھی خاموشی سے بیٹھے ہوے دیکھتے رہے لیکن زبان سے کچھ نہ فرمایا بلکہ خواتون کو اشارہ مین حکم دیا کہ عابدہ کو اس کے جاے قیام تک بصد آرام پہونچا آئین اور کوئی دقیقہ اسکی عزت واحترام کا فروگذاشت نہ کرین۔ سعید نے بھی جانے کے واسطے اٹھنے کا ارادہ کیا ہی تھا اور چاہتا تھا کہ امیرالمومنین سے رخصتی کی اجازت حاصل کرے کہ خلیفہ صاحب نے اُسے اشارہ سے جانے کو منع فرمایا اور کہا کہ ابھی تھوڑی دیر اور ٹھہرو۔ اپنے ارادہ کو ملتوی کرو اتنا فرمائے کے بعد امیرالمومنین محفل سے اٹھ کر ایک دوسرے کمرہ مین چلے گئے اور ایک لونڈی کو پردہ مین جانے کا حکم دیا۔ سعید نے فوراً سمجھ لیا کہ امیرالمومنین نے اس لونڈی کے ذریعہ سے ضرور زہرا کو بلا بھیجا ہے اس قدر خیال کرنے کے بعد سعید نہایت غور وخوض سے انتظار کرنے لگا کہ دیکھئے خداوند عالم پردہ غیب سے کیا ظاہر فرماتا ہے اور اب کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے اس وقت اس ہال مین سواے سعید کے کوئی اور موجود نہ تھا سعید عالم تنہائی مین بیٹھا ہوا غور بھی کر رہا تھا اور قسم قسم کے پیچیدہ خیالات مین مستغرق تھا کہ یکایک پردہ اٹھا اور جوہر آتا ہوا نظر پڑا۔ جیسے ہی سعید نے جوہر کو آتے ہوے دیکھا فرط مسرت سے بیتاب ہو گیا۔ خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اس نے خیال کیا کہ یہ کوئی ضرور دلخوش کن تازہ خبر لایا ہوگا چنانچہ اس طرح گویا ہوا۔

سعید۔ کہو جوہر کیا خبر لائے

جوہر۔ (کان مین) اگر تھوڑی دیر عابدہ کے نغمہ وسرود کی یہی ترقی پذیر حالت اور رہتی تو معلوم نہین زہرا کب کی شرم وغیرت سے ہلاک ہو گئی ہوتی۔ جبتک گانا ہوتا رہا اس کی حالت ناگفتہ بہ رہی اور ابھی تک اسی شرمندگی کے خیال نے اُسے آپ آپ کر رکھا ہے۔ دیکھئے اب اس کا کیا انجام ہوتا ہے۔

سعید۔ (جوہر کے روے سخن وایما سے آگاہ ہو کر) جلدی کہو کہ اس نے ہر خبر کیا کیا

جوہر۔ اصل امر یہ ہے کہ عابدہ کے نغمہ وراگ سے خلیفہ صاحب جو نہایت محظوظ ہو رہے تھے اور فرط مسرت سے پھولے نہین سماتے تھے۔ یہ حالت زہرا پر بہت گران گذری اور اس کا کھنکارنا اس

وقت غصہ کی حالت مین لبغرض تنبیہ امیر المومنین تھا۔

سعید۔ (ہنسکر) یہ سب تمہاری کرامت اور تمہارا ہی کیا دھرا ہے مین خیال کرتا ہون کہ تم نے اُسے ضرور بھڑکایا ہوگا سچ کہو تمھین اس فعل سے کیا فائدہ ہوا۔

جوہر۔ یہ آپ کا فرمانا بجا ہے واقعی خاکسار ہی نے اُسے قسم قسم کے نشیب و فراز دکھاکر بھڑکایا اور اُس کے ذہن نشین کرادیا۔ کہ اگر کچھ دیر عابدہ کے نغمہ وسرود کا یہی رنگ رہا تو تمہارا رنگ امیر المومنین کی نگاہون مین پھر مطلق نہ جمے گا اور تمہاری یہ وقعت یہ عزت جو اب خلیفہ صاحب کے دل مین ہے پھر باقی نہ رہے گی اور عابدہ سی صاحب کمال کا سکہ ان کے قلب پر جم جائیگا۔ اور تم وہی اپنی اصلی حالت پر لونڈی کی لونڈی رہ جاؤ گی۔ تم کو لازم ہے کہ اپنی عزت وحرمت سابقہ قائم رکھنے کے لیے بہترین تدابیر عمل مین لاؤ وینز نہایت محنت وجانفشانی سے گانا وغیرہ سیکھنا چاہیے۔ ورنہ یہ تمام بنا بنایا کھیل دم کے دم مین مثل نقش غلط امیر المومنین کے دل سے مٹ جائیگا۔ اور پھر عابدہ ہی عابدہ رہ جائیگی۔

سعید۔ اگر ایسا ہوا تو وہ پھر کس سے اس فن کو حاصل کرے گی۔

جوہر (چپکے سے) وہ خود امیر المومنین سے کہے گی کہ آپ سعید کو مجھے بغدادی طرز کا گانا سکھانے کے لیے مامور فرمادین۔ کیونکہ مین چاہتی ہون کہ ایسے صاحب کمال سے اس ہنر کو حاصل کرکے اپنی رہی سہی خامی کو دور کرلون۔

سعید۔ (خوش ہوکر) جوہر یہ تو تم نے خوب اچھر چلایا۔ مگر یہ تو بتاؤ تمھین امید ہے کہ خلیفہ صاحب زہرا کی اس استدعا کو منظور بھی کرلین گے

جوہر۔ جناب من میرا تو کچھ ایسا ہی خیال ہے کہ خلیفہ صاحب کبھی اس کی خواہش کو رد نفرمائین گے بلکہ بطیب خاطر نہسی خوشی منظور کرلین گے۔ یہ ممکن نہین کہ زہرا کوئی بات کہے اور امیر المومنین صاحب اس کے خلاف عمل کرین۔ آپ خود بھی خیال فرماسکتے ہین باوجودیکہ خلیفہ صاحب عابدہ کے گانے سے اسوقت نہایت خوش وخرم ومحظوظ ہورہے تھے لیکن اُس کے ذراسی غیر معمولی کھنکارنے سے کس قدر بیتاب ہوگئے اور کیا حالت ظاہر ہوئی یعنی اپنے تمام لطف وطرب وعیش وسرور سے دست بردار ہوکر فوراً محفل سے اُٹھ کر چلے گئے۔ کیا آپ نے ان کی یہ تشویشناک کیفیت ملاحظہ نہین فرمائی۔

سعید۔ جوہر تم نے تو اس وقت لاکھ ٹکے کی بات کہی مین عرصہ سے اسی تمنا مین تھا اور یہی خواہش رکھتا تھا کہ تمہاری طبیعت مین اجتہاد تیزی وطباعی پیدا ہوجائے ..... آمین دیکھو کوئی شاید دروازہ کھول رہا ہے ... ذرا سنو تو سہی کسی کے آنے کی آہٹ بھی معلوم ہوتی ہے کہین خلیفہ صاحب تشریف

لائے ہوں اب تم چلو کیونکہ اس وقت انسب یہی معلوم ہوتا ہے۔

جوہر- نہیں صاحب ممکن خلیفہ صاحب خود تھوڑے ہی جناب کے پاس تشریف لائیں گے انھوں نے کسی دوسرے آدمی کو بھیجا ہوگا اور یہ وہی شخص ہوگا.... بہرحال آپ کے فرمانے کے بموجب اس وقت تو میں جاتا ہوں اور جناب کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں

راوی- یہ کہکر جوہر فوراً پردہ کے اندر چلا گیا) اور سعید تھوڑی دیر تک منتظر خاموشی کے عالم میں بیٹھ کر مکان کی خوبصورتی اس کی زیب و زینت کو بغور ملاحظہ کرنے لگا۔ کہ یکایک اُسے سامنے یاسر آتا ہوا نظر پڑا سعید اسے دیکھتے کے ساتھ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور خوش آمدید کہکر خیریت مزاج وغیرہ دریافت کی۔ چنانچہ یاسر نے اپنی زبان یوں وا کی۔

یاسر (ہنسکر) جناب کی خدمت مبارک میں امیر المومنین کا ایک پیغام لیکر حاضر ہوا ہوں.. آپ کے علم و کمال۔ فضل و ہنر کے وہ بیحد معترف و مداح ہیں واللہ خلیفہ صاحب پر تو آپ کا اچھا خاصہ جادو چل گیا (۱) اس وقت وہ آپ کو ایک بہت اہم و دشوار تر خدمت سپرد کرنا چاہتے ہیں۔..........

(۲) یہ کہ وہ آپ کی سپردگی میں ایک خاص کام دینا چاہتے ہیں جس کے اتمام کے لئے ایک عرصہ تک آپ کو اس پرفضا محل میں قیام کرنا ہوگا۔ اور آپ کو چندے یہ زحمت گوارا کرنا پڑے گی۔

سعید- آپ سے خلیفہ صاحب نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ کام آخر کس نوع کا ہوگا اور مجھے کیا کرنا پڑے گا۔

یاسر- نہیں جناب مجھسے تو خلیفہ صاحب نے اس کے متعلق کچھ اور زیادہ نہیں بیان فرمایا۔

سعید- اچھا میں آپ کو بتاؤں۔

یاسر- کیا آپ سمجھے ہیں کہ خلیفہ صاحب کا کیا مقصد و ارادہ ہے۔

سعید- اگر میں نہ سمجھوں تو پھر فرمائیے کہ مجھ میں اور آپ میں کیا فرق رہا۔

یاسر- نہیں جناب یہ نفرمائی۔ آپ کی فیض صحبت سے۔ یا آپکی صحبت میں رہ کر بندہ کو بھی کچھ نہ کچھ غیب دانی ضرور آگئی ہے بھلا فرمائیے تو کہ خلیفہ صاحب نے آپکو کس غرض سے تکلیف دینا چاہی ہے اور ان کا کیا مطلب ہے میں جب ہی جانوں کہ آپ بتا دیں۔

سعید- یہ کون ایسی بڑی اہم و مشکل بات ہے سنو ابھی بتائے دیتا ہوں۔ شاید وہ اپنی لونڈی زہرا کو خاکسار سے علم موسیقی کی تعلیم دلانا چاہتے ہیں سچ کہو یہی بات ہے نہ یا کوئی دوسری بات ہے لیکن میرا علم تو مجھے یہی بتا رہا ہے کہ میرا خیال سو حصہ میں ننانوے درجہ صحیح و درست ہے۔

یاسر- (سخت متحیر و متعجب ہوکر) جناب میرے خیال میں بھی معاملہ تو کچھ ایسا ہی نظر آتا ہے لیکن خلیفہ صاحب

نے اس کے متعلق مجھ سے کچھ ذکر وغیرہ نہین کیا اور نہ کسی قسم کے ایسے خیالات کا اظہار کیا جس سے مین سمجھ لیتا کہ اُنکا یہ منشا ہے میرے دانست مین تو جناب کا خیال حق بجانب معلوم ہوتا ہے۔

سعید۔ اُنھون نے نہین فرمایا تو نہ سہی۔ مین تو تم سے کہہ رہا ہون کہ خلیفہ صاحب کی یہی منشا و ارادہ ہے خیر تھوڑی ہی دیر مین سب کھلجائے گا۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔

یاسر۔ کیا آپ اُسے بُرا سمجھتے ہین۔

سعید۔ نہین میرا ایسا خیال تو نہین ہے... مگر امیر عبداللہ صاحب کے یہان سے یہ وعدہ کر کے آیا ہون کہ دو ایک روز مین عابدہ کے ہمراہ واپس آجاؤن گا۔ بس زیادہ تر یہی فکر دامنگیر ہے اور مجکو یہی ڈر ہے کہ کہین.....

یاسر۔ (بات کاٹ کر) بھلا اس مین خوف کی کونسی بات ہے۔ اس کا آپ مطلق خیال نہ کرین۔ اس قسم کے وسواس کو دل سے نکال ڈالین۔ بہر نوع کچھ بھی ہو۔ امیر المومنین جو کچھ فرمائین گے وہی ہوگا۔ ذرہ بھر بھی اُنکی مرضی کے خلاف نہین ہوسکتا۔

سعید۔ مین اس کو بخوبی سمجھتا ہون اور خوب اچھی طرح سے واقف ہون۔ مجھے یہان ٹھہرنے مین کچھ عذر نہین یہ بتلائیے کہ عابدہ بھی میرے ہمراہ یہان رہین گی یا واپس چلی جائین گی مہربانی کر کے اس کا ٹھیک ٹھیک جواب دیجیے۔

یاسر۔ اس کے متعلق مجھ سے کچھ نہین کہا گیا اور نہ اس قسم کا کوئی ذکر ہوا لیکن بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی رہینگی۔ کیونکہ مجھے حکم ملا ہے کہ اس کے واسطے ایک خاص کمرہ کا انتظام کرو اور جملہ سامان ضروری مہیا کر دو کوئی چیز ایسی رہنے نہ پائے جس سے اُسے تکلیف ہو پہنچے۔

سعید۔ جہانتک مین خیال کرتا ہون یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے امیر المومنین تھوڑی دیر مین ضرور اس کے یہان سے چلے جانے یا واپسی کا حکم دیدینگے اور یہان خاص طور سے ٹھہرانا اور اسکا مقیم رکھنا مناسب نہ تصور فرمائین گے مجھے یہ امر قرین مصلحت نہین معلوم ہوتا کیونکہ زہرا.....

یاسر۔ (سعید کی گفتگو کو خوب اچھی طرح سے سمجھ کر) نہین یہ بات نہین ہے آپکو غلط فہمی ہوئی۔ زہرا کو اگر عابدہ سے کسی قسم کا رشک و حسد ہے تو صرف اس امر کا ہے کہ وہ خود گانے مین اسقدر مہارت۔ اس درجہ واقفیت نہین رکھتی اُسے اور کسی قسم کا خیال یا ڈر نہین ہے کیونکہ یہ امر اس پر اظہر من الشمس ہے کہ عابدہ امیر المومنین کی خدمت مین فقط بحیثیت ایک علمی مصاحب کے آئی ہے نہ کہ کسی دیگر اغراض سے بدین وجہ اس کو کوئی تعصب یا بغض نہین اور نہ یہان عابدہ کے قیام کرنے سے اس کا کسی طرح کا ہرج و نقصان ہے.....

علاوہ بریں وہ تو ایک نہایت عاقل دفرزانہ عورت ہے اس نے محض اپنی عقل وفراست کی وجہ سے خلیفہ صاحب کے اعمال واحوال گفت وشنید نقل وحرکت پر کماحقہ غلبہ و فتح حاصل کر دی ہے اور خلیفہ صاحب اچھی طرح اس کی مٹھی میں آگئے ہیں۔ آپ خیال فرما سکتے ہیں کوئی اس کا حسن وجمال ترا برا ہے نہیں جس کی قدر افزائی کی جائے ... خیر ما راجہ ازیں تقہ۔ ایسا تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ تلک الایام نداولہا بین الناس یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اب جناب اس کمرہ میں چل کر رونق افروز ہوں جہاں آپ کے لیے خاص طور سے انتظام کیا گیا ہے اور جا بجا ضروری سامان آسائش و دلبستگی فراہم کر دیا گیا ممکن ہے کہ امیر المومنین آپکو طلب فرمائیں۔

راوی۔ سعید اچھا کہکر یاسر کے ہمراہ ہولیا اور اس محل سے نکل کر ایک اور نفیس و بہتر عمارت میں پہونچے یاسر وہاں ایک تمیزدار وباادب خواجہ سرا کو مقرر کرکے چلا گیا اور اس کو خاص خاص ضروری ہدایت کرتا گیا تاکہ وہ اس کو حسب الحکم بحسن وخوبی انجام دے سعید نے کمرہ میں پہونچکر دیکھا کہ یہاں تو ہر قسم کا سامان عیش وراحت مہیا ہے لباس وغیرہ کے تبدیل کرنے کا بھی خاطرخواہ بہترین انتظام ہے چنانچہ سعید وہاں نہایت خاموشی کے عالم میں تن تنہا بیٹھ کر ہر امر کے پیچ اور خم پر غور کرنے لگا اور سوچنے لگا کہ دیکھئے اب آیندہ کیا ہونے والا ہے اور مجھے کس طریقہ پر عمل پیرا ہونا چاہیئے اور کیا کرنا چاہیئے۔

چوالیسواں باب (۴۴)

(تعلیم)

سعید علی الصباح اٹھکر حوائج ضروری سے فارغ ہوکر خلیفہ صاحب کے حکم کا بصد اشتیاق انتظار کرنے لگا کہ دیکھئے پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے اس قدر شدید انتظار کرنیکے بعد جب کوئی نتیجہ نہ نکلا تو سعید اٹھکر کپڑے بدلے اور باغ کی سیر کے لیے چل کھڑا ہوا۔ اور جس خواجہ سرا کو باسر خدمت کے لیے مامور کر گیا تھا اس سے کہتا گیا۔ کہ اگر امیر المومنین کا کوئی حکم نافذ ہو یا کوئی پیغام آئے تو مجکو فلاں مقام پر آکر خبر کردینا میں وہاں بغرض تفریح جارہا ہوں۔ باغ میں پہونچکر سعید ادھر اودھر ٹہلنے لگا۔ ٹہلتے ٹہلتے ایک نہر کے قریب پہونچا جو اپنی حسن وخوبی بناوٹ وسجاوٹ میں اپنا نظیر آپ آتی تھی جس میں سیسہ کے نلوں سے مثل آبشار کے جاری تھا۔ چنانچہ سعید اسی تماشہ میں مشغول ہوکر اپنی طبیعت بہلا ہی رہا تھا کہ اس کو

کہ دروازہ سے ایک شخص خواجہ سراؤں کے لباس میں آتا ہوا نظر پڑا۔ جو لباس کے اوپر از قسم زرہ بھی کوئی چیز زیب تن کئے ہوئے تھا سعید اس کی کمر میں سنہرے کام کی ایک سا پٹی دیکھ کر سمجھ گیا۔ یہ شخص خواجہ سراؤں کا افسر معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس کے چہرہ سے کوئی ایسی علامت ظاہر نہیں ہوتی جب وہ کچھ قریب آیا تو سعید نے دل میں کہا کہ شاید میں اسے پہچانتا ہوں۔ اور میں نے اسے ضرور کہیں نہ کہیں دیکھا ہے جب سعید نے زیادہ غور کیا تو پہچانا کہ یہ سایر امیر عبد اللہ صاحب کا غلام معلوم ہوتا ہے لیکن سایر پھر اس طرح دبے پاؤں جانے کا ارادہ رکھتا تھا اور خوف کر رہا تھا کہ کہیں دوسرا خواجہ سرا مجھے دیکھ نہ لے۔ سعید دل ہی دل میں کہنے لگا کہ سایر کا اس وقت یہاں آنا کسی راز پر ضرور مبنی ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ اس میں کچھ نہ کچھ ضرور دال میں کالا ہے جب اس نے دیکھا کہ سایر اسی طرف کو بعجلت تمام آرہا ہے تو سعید ایک سایہ دار درخت کے پیچھے چلا گیا جہاں قسم قسم کے پھولوں کے اشجار باقاعدہ نصب تھے چنانچہ انکی فرحت افزا و تازگی بخش نظارہ میں مشغول ہو گیا اور اس طرح سے اپنے کو بنا لیا کہ اگر سایر آ بھی جائے تو وہ یہ سمجھے کہ مجھے اس کی خبر نہیں بلکہ اس کے ذہن نشین ہو جانا چاہیئے کہ سعید کو میرے آنے کی مطلق خبر نہ تھی۔ جب سایر کسی قدر دور نکل گیا تو سعید نے اسے پلٹ کر غور سے دیکھا اور اچھی طرح پہچان لیا کہ یہ سایر ہی ہے۔ سایر کا دفعتاً آنا اور فوراً واپس جانا سعید کے مشکوک بنانے کے لیے کوئی کم نہ تھا۔ اور کوئی معمولی بات نہ تھی جس کو سعید سرسری نظر سے دیکھ کر ٹال دیتا۔ بلکہ وہ دریائے فکر میں ڈوبا ہوا غور و خوض کے عالم میں اس دروازہ کی طرف بڑھا۔ جہاں سے سایر برآمد ہوا تھا سعید کا اس دروازہ کی طرف جانے سے یہ مطلب تھا کہ شاید وہاں پہونچکر یہ تردد انگیز و وحشت فزا معمہ حل ہو جائے کہ آخر سایر کے یہاں بے وقت آنے کی کون ایسی ضرورت تھی۔ سعید اسی کشمکش و پیچ میں مبتلا تھا کہ یکایک اس کی نظر اپنے خدمتگار خواجہ سرا پر پڑی جو بسرعت تمام ہانپتا کانپتا اسی کی طرف چلا آتا تھا۔ سعید سمجھ گیا کہ ہو نہ ہو خلیفہ صاحب نے اس وقت مجھے ضرور طلب کیا۔ ہو گا۔ کیونکہ میں چلتے وقت اس سے کہہ آیا تھا کہ جس وقت امیر المومنین کی پیشگاہ سے کوئی حکم صادر ہو تو مجھے یہاں آکر اطلاع کر دینا۔ مگر سعید نے اس کا کچھ خیال بھی نہ کیا اور اپنی منزل مقصود کی طرف جاتا ہی رہا یکایک خواجہ سرا سعید کے قریب پہنچ گیا سعید اس کی طرف متوجہ ہو کر اس طرح مستفسر ہوا۔

سعید۔ کہو کیا خبر ہے۔

خواجہ سرا۔ جناب تشریف لیچلیں امیر المومنین یاد فرما رہے ہیں۔

سعید- (اسی دروازہ کے قریب پہونچ کر جہان سے یاسر نکلا تھا) اچھا چلو وہین چلین معلوم نہین امیرالمومنین نے کس لیے طلب فرمایا ہے۔

خواجہ سرا- آپ اس طرف کہان تشریف لیے جا رہے ہین (دوسرے دروازہ کی طرف اشارہ کرکے) اس طرف تشریف لے چلیئے۔

سعید- مگر ادھر کا راستہ تو بہت قریب ہے۔ امیرالمومنین اسی محل مین تو تشریف فرما ہین نہ۔

خواجہ سرا- جی ہان خلیفہ صاحب تشریف تو یہین رکھتے ہین لیکن اس راستہ سے آمد و رفت ممنوع ہے

سعید- خواجہ سرا کے بتائے ہوے راستہ پر چل کر) یہ کیون۔ آخر ممانعت کس لیے ہے۔

خواجہ سرا- چونکہ یہ راستہ زہرا بیگم صاحبہ کے مکان مین ہو کر نکلا ہے۔ بدین وجہ اس طرف سے آمد و رفت ممنوع ہے۔

راوی- بہرکیف یہ لوگ چلتے چلتے خاص محل مین جا کر پہونچے جہان یاسر سعید کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ سعید کو دیکھتے ہی یاسر نے دریافت کیا۔

یاسر- یہ تو فرمائیے جناب اس وقت کہان تشریف فرما تھے سخت انتظار کرایا۔

سعید- کہین نہین بغرض تفریح و دلبستگی باغ مین ٹہل رہا تھا۔

یاسر- امیرالمومنین نے تو جناب کے بلانے کے واسطے آدمی کو روانہ کیا ہے۔

سعید- پھر مین تو حاضر ہون۔

یاسر- اچھا آپ تھوڑی دیر توقف فرمائین مین جناب کے لیئے اجازت تو حاصل کر لون۔

راوی- اس قدر گفتگو کرنے کے بعد یاسر محل مین چلا گیا اور سعید باہر ٹھہرا ہوا اس کا انتظار کرنے لگا تھوڑی دیر کے بعد یاسر واپس آکر سعید کو اپنے ہمراہ بلا لیگیا۔ سعید نے کمرہ مین داخل ہو کر دیکھا کہ وسط کمرہ مین ایک خوشنما تخت شترمرغ کے مکلف پرون سے آراستہ بچھا ہوا ہے جس کی سلائی سرخ ریشم سے کی گئی ہے اس پر خلیفہ عبدالرحمن ناصر صاحب بصد جاہ و حشمت رونق افروز ہین سونے یا آرام کرنے کا لباس (سلیپنگ سوٹ) زیب جسم ایک ریشمی سنہرا کام کیا ہوا کنٹوپ زینت فرق ہے۔ جابجا شترمرغ کے پرون کے ہوادار پنکھے چھتون مین آویزان ہین جو کسی خاص طریقہ پر خود بخود چل رہے ہین۔ کوئی چلانے والا ہانکنے والا نظر نہین آتا۔ خواصین اماصیلین بیش بہا و قیمتی پوشاکون سے مرصع و مزین موقع و محل سے منتظر حکم جابجا کھڑی ہین۔ جیسے ہی سعید وہان پہونچا امیرالمومنین نے سب کو وہان سے ہٹا دیا اور سعید کو اپنے قریب بلا کر کہا کہ مین اس وقت سونے کی غرض سے خوابگاہ کو جا رہا تھا اور آپ پر یہ بخوبی واضح و روشن ہے کہ آپ کی جو وقعت۔ قدر و منزلت ہم لوگون کے دلون مین ہے اس سے بڑھ کر ہے

کلام کے ثبوت مین اور کیا بین دلیل ہوسکتی ہے کہ مین نے آپ کو ایسے وقت اپنے پاس بلایا ہے جبکہ آرام کی غرض سے خوابگاہ مین جارہا ہون۔ آج تک اثناء سوانح مین نے اپنے خیال مین کسی کو نہین دیا اور نہ اس قدر قدر و منزلت کی مجھ کو تمہاری ایسی ہی خاطر منظور تھی جو اس قدر خلوص کا واقعہ پیش آیا خیر تشریف رکھئے"۔

سعید نے امیرالمومنین کو باادب جھک کر سلام کیا اور اپنی اس عزت افزائی کا تہ دل سے شکریہ بجالایا اور اپنی جگہ سر تسلیم خم کرکے دوزانو بیٹھ گیا خلیفہ نے اُسے اشارہ سے اپنے اور قریب بلاکر کہا۔

امیرالمومنین۔ صاحبان فہم و ذکا۔ دانشمندان باخدا بادشاہون کی ضرور تعلیم کیا کرتے ہین اور انھین نظام سلطنت کے نشیب و فراز سے برابر آگاہ کرتے رہتے ہین۔ مین آپ سے پہلے ہی ذکر کرچکا ہون۔ یقین ہے کہ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ آپ کا مرتبہ میری نگاہون مین کس درجہ بہتر و افضل ہے۔ یہ میرا تمام حسن ظن آپ کی طرف سے فقط آپ کے علم و فضل شرف و ہنر کی وجہ سے ہے پھر آخر آپ کس لیئے اس قدر خوف و خطر کو راہ دیتے ہین آپ کو چاہیے کہ اس قسم کے خیالات جو موجب پریشانی دل ہین فوراً دل سے محو کرڈالیئے اور منہی خوشی بلا خوف و خطر اپنے حسب منشا عمل پیرا ہوجیئے مجھے آپ کے جملہ اعمال و افعال دل سے محبوب و منظور ہین۔

سعید۔ جناب کی اس درجہ بندہ نوازی کا کہانتک شکریہ ادا کیا جاسکے خاکسار بیحد ممنون و مشکور ہے ناچیز کی جس قدر عزت افزائی فرمائی گئی حقیقت مین احقر اس کا مستحق نہ تھا یہ سب حضور کی عالی ہمتی و بلند حوصلگی کا نتیجہ ہے جو اس وقت پیش نظر ہے احقر اپنے کو اس قابل نہین تصور کرتا کہ امیرالمومنین سے بلند پایہ والوالعزم سردار کا مورد التفات ہو۔ کہان ذرہ کہان آفتاب ؎

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

امیرالمومنین۔ نہین یہ کوئی بات نہین ہے آپ کیا فرماتے ہین۔ علمار کرام کی خدمت مین حتی المقدور کوئی فروگذاشت نہ کرنا چاہیے اور جہانتک ہوسکے ان کے عزت و مرتبہ کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ یہی اپنا خیال ہے بدین وجہ کوئی دقیقہ ان کی تعظیم و تکریم کا اٹھا نہین رکھا جاتا۔ کیونکہ مین اچھی طرح سمجھتا ہون کہ علمار کرام کا وجود سلطنت و مملکت کے لیئے مثل روشنی و منور آنکھ کے ہے۔ اگر ان کی ذات بابرکات کا وجود نہ ہوتو وہ ملک و سرزمین وہ مقام نابینا۔ وہ سلطنت وہ مملکت اندھی سمجھی جاتی ہے۔ مین نے آپ کا ہر طرح سے امتحان کرلیا ہے اور کوئی کسر اپنے اطمینان کی باقی نہین رکھی۔ بیشک آپ ہمہ صفت موصوف مخلص و باوفا عالم ہونے کے علاوہ جملہ علوم و فنون مین کمال و یدطولیٰ رکھتے ہین بدین وجہ آپ کی خاطر ہم کو زیادہ منظور ہے اور آپ کے ہر اعمال و افعال کو قدر و وقعت کی نگاہون سے دیکھتا ہون (سعید کو بیٹھنے کا اشارہ کرکے) آپ اپنے دل مین یہ خیال نہ فرمائیے گا کہ مین اس وقت آپ سے نجوم کا کوئی کام لینے والا یا

اس کے متعلق کچھ دریافت کرنے والا ہون۔ مین نے اس امر کو دوسرے موقع کے واسطے اٹھا رکھا ہی آج مجکو صرف اس امر کے متعلق کہنا ہے کہ میری لونڈی زہرا نے کہین آپ کی شاگردوکا گانا سن لیا ہی اس وقت سے وہ میرے پیچھے پڑی ہوئی ہے مجھے کسی پہلو چین نہین لینے دیتی اور ضد کرتی ہے کہ مین اسی قسم کا گانا ضرور سیکھون گی۔ بدین وجہ مین نے آپ کو تکلیف دی ہے اگر خلاف وبار خاطر نہ ہو تو کیا آپ اُن کو موسیقی کی تعلیم دے سکتے ہین مجھے نہایت مسرت وخوشی حاصل ہو گی اگر آپ اس کا جواب اثبات یا منظوری کے الفاظ مین دین گے۔

راوی۔ سعید امیر المومنین کے اس کلام کو سن کر اٹھ کھڑا ہوا اور دست بستہ شکریہ بجا لا کر یون عرض رسان خدمت بابرکت ہوا۔

سعید۔ غلام کو حضور کے حکم کی تعمیل مین کوئی دریغ نہین بھلا یہ ممکن ہے کہ آقا کسی کام کی فرمائش کرے اور غلام اس کو بجا نہ لائے۔ اس سے بڑھکر خاکسار کی اور کیا عزت وخوش قسمتی ہو سکتی ہے کہ صاحب حکومت اس کی عزت افزائی فرمائے۔

امیر المومنین۔ آپ کے واسطے یہ کوئی ایسی خوش قسمتی وعزت کی بات نہین ہو آپ تو خدا کے فضل وکرم سے ہر حال مین اعلیٰ و برتر ہین آپ کی یہی رفعت وحرمت۔ یہی قسمت ومرتبت کیا کم ہے کہ آپ علوم وفنون مین مہارت تامہ رکھتے ہین اور یکتائے دہر تصور کئے جاتے ہین۔ آپ کو تو اس فیاض حقیقی کی بارگاہ سے وہ نعمت ودولت عطا ہوئی ہے جس کی تمنا مین صاحبان خدم وحشم سربسجود ہین جس کی وام آرزو مین ادنے واعلی گرفتار ہین۔ بہرکیف جو کچھ بھی ہو لیکن مین آپ کی قدر ومنزلت۔ آپ کے منصب ومراتب مین کسی قسم کی فروگذاشت نہ کرون گا آج ہی شام کو آپ کی خدمت مین زہرا کا آدمی حاضر ہوگا آپ اس کے ہمراہ بلا خوف وخطر زہرا کے یہان تشریف لیجائیے گا اور اس کو بغدادی طرز وانداز کا گانا سکھائیے گا۔

سعید۔ (پیشانی پر ہاتھ رکھ وچھاتی ٹھوک کر) احقر کو بسر وچشم منظور ہے حضور نے جو کچھ ارشاد فرمادیا ہے انشاء اللہ اوس کے سرمو خلاف نہ ہو گا۔ اور تا بمقدور اس کو من حیث الوجوہ خاطر خواہ بحسن سعی انجام دے گا۔ یہ کوئی ایسا اہم وغیر معمولی کام نہین ہے اگر اس سے بھی کوئی سخت تر کام کے تعمیل کی فرمائش ہوتی اس وقت بھی خادم کو کسی قسم کا دریغ نہ ہوتا۔ اور اپنے حتی المقدور اُس کے اتمام مین کوشش بلیغ کرتا۔

امیر المومنین۔ زہرا کی جو پوزیشن وکیفیت ہمارے یہان ہے مین یقین کرتا ہون کہ آپ اس سے واقف وآگاہ ہون گے۔

سعید۔ جناب عالی خاکسار خوب اچھی طرح واقف ہے۔

امیرالمومنین۔ دیکھئے ابراہیم بن مہدی کی کوئی بھڑکتی ہوئی لے آج اُسے ضرور بتایئے گا اور زیادہ تر اسی طرف توجہ مبذول فرمایئے گا کیونکہ مجھے خاصکر اس طرز کے گانے سے بیحد دلچسپی و دلبستگی ہے اس کے علاوہ اگر اسحٰق موصلی کا کوئی طریقہ انداز اُسے تعلیم کیجیے تب بھی کچھ مضائقہ و ہرج نہین

سعید۔ بندہ نواز۔ خدا نے چاہا تو اُسے بہترین قاعدہ سے تعلیم دیجائیگی کہ جناب سنکر بیحد محظوظ ہون گے مجھے اس کے متعلق زیادہ کلام کرنے کی ضرورت نہین بلکہ اس قسم کی غرض لو جو محض ابتر ہو فضول و بیفائدہ خیال کرتا ہون۔

امیرالمومنین۔ آپ اپنے دل مین کسی قسم کا تردد نہ کیجیے۔ مین نے آپ کا شاہرہ بھی مقرر کردیا ہے اگرچہ وہ آپ کے مرتبہ و شان کے زیبا نہین ہے و باعتبار آپ کے جاہ و مناصب کے بہت کم ہے۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ آپ اُسے رد نہ فرمائین گے اور مجھے مشکور فرماکر قبول و منظور کرین گے۔ اس کے علاوہ مین آپ سے وعدہ کرتا ہون کہ بہت جلد آپکو ترقی بھی دیجائیگی۔

راوی۔ اس کے بعد خلیفہ صاحب کی خدمت سے آہستہ آہستہ اٹھکر تسلیم بجالایا اور رخصت کی اجازت چاہی۔ خلیفہ صاحب نے بخندہ پیشانی اجازت عطا فرمائی۔ سعید کے محل سے نکلتے ہی پہلی پہل یاسر سے ملاقات ہوئی۔ اور یاسر سے من و عن سارا واقعہ جو کچھ پیش آیا تھا بیان کردیا تو یاسر نے کہا

یاسر۔ اب تو امیرالمومنین کے یہان سے آپ نے بھی اپنا حصہ قائم کرلیا۔

سعید۔ بھئی مین تو اپنے کو اس قابل نہین سمجھتا کہ شاہی انعامات کا حصہ دار بن سکون اور نہ اپنے مین اتنی لیاقت و قابلیت دیکھتا ہون خیر جبتک بنے گا نبھایا جائیگا۔ یونہی سہی۔

راوی۔ ابھی سلسلہ کلام یہین تک پہونچا تھا کہ یاسر سعید کو گھر تک پہونچا کر دوسرے ضروری کامون مین مشغول ہوگیا۔

(۴۵) پینتالیسوان باب

زہرا رکیا ہو گئی

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

سعید جس وقت کمرہ مین پہونچا تو دیکھا کہ خدمتگار قاعدہ سے دسترخوان پر کھانا وغیرہ چن چکا ہے۔ سعید کھانا کھانے کی غرض سے دسترخوان پر بیٹھ گیا۔ اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اشہب خیال کو طرح طرح کے وسیع وکشادہ میدانون مین دوڑانے لگا۔ یہانتک کہ دریاے فکر مین سرتاپا غرق ہو گیا۔ دنیا و مافیہا کی بالکل خبر نہ رہی۔ جب کبھی اسے کسی اور طرف کا دھیان آنے لگتا تھا تو خیال فوراً زہرا کی تصویر سامنے لاکر کھڑی کر دیتا تھا۔ معًا اس کا دل فرط مسرت وجوش اشتیاق سے بیتاب ہو کر غیر معمولی حرکت کرنے لگتا تھا اور شتم قسم کی بیم ورجا کی موجین بحر دل مین اٹھنے لگتی تھین۔ کبھی سیر چمن مین مصروف ہوتا کبھی پھر کمرہ مین واپس آکر بیٹھ جاتا۔ غرض ہزار دقت خدا خدا کر کے وہ روز انتظار ختم ہو کر شام ہوئی۔ اب زہرا کا خیال رہ رہ کر سعید کے پرشوق وبیقرار دل کو اور بے قابو کئے دیتا تھا۔ چشم براہ ہو رہا تھا۔

آمد سنی کسی کی تو اللہ رے اشتیاق
آنکھین بچھا دین ہم نے جہانتک نظر گئی

بار بار بصد اضطرار دروازہ کی طرف دیکھتا کہ شاید زہرا کا قاصد میری طلبی کے لیے آرہا ہو لیکن ہر بار اُس کی شوق بھری نگاہین دروازہ کی طرف سے ناکام ہی لوٹتین۔ اب انتظار کرتے کرتے یہان تک نوبت پہونچی کہ کھانے کا وقت قریب آگیا اور ادھر سے اس وقت تک کسی نے سانس ڈکار تک نہ لی۔ سعید اسی حیص بیص وشش وپنج مین مبتلا تھا کہ سامنے سے جوہر خواجہ سرا آتا ہوا نظر پڑا۔ اُسی دیکھ کر سعید دل ہی دل مین نہایت مسرور ہوا کہ شاید زہرا نے اسے میرے بلانے کے لیے بھیجا ہے۔ لیکن جس وقت جوہر سعید کے پاس خاموش آکر کھڑا ہو گیا اور کسی قسم کی کوئی گفتگو نہ کی تو اس کی حیرت واستعجاب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ تھوڑی دیر تک تو سعید منتظر رہا کہ شاید جوہر کچھ کلام کرے

مگر جب اس نے اپنی مہر سکوت نہ توڑی تو سعید سے نہ رہا گیا اور اس طرح سے مستفسر ہوا۔
سعید۔ کہو جوہر کیسے آئے کیا مطلب ہے۔
جوہر۔ کچھ بھی نہین۔
سعید۔ آخر کچھ تو۔ کیا زہرا نے تمھین میری طلبی کے لیے بھیجا ہے۔
جوہر۔ (سر ہلا کر) جی نہین مجھے خود ان کے حکم کا انتظار تھا مگر انھون نے کچھ بھی حکم نہین نافذ فرمایا۔
سعید۔ تو کیا اب وہ گانا سیکھنا نہین چاہتی ہین۔
جوہر۔ جناب اس کے متعلق مین کچھ عرض نہین کر سکتا۔۔ لیکن وہ آج کہین دکھائی نہین دیتی معلوم نہین کہان ہے۔
سعید۔ کیا کہین چلی گئی نہین نہین وہ اپنے کمرہ مین ضرور ہوگی۔
جوہر۔ وہ تو وہان بھی نہین ہے۔
سعید۔ وہان نہین ہے تو امیر المومنین کی خدمت مین گئی ہوگی۔
جوہر۔ مجھے زیادہ تر تعجب تو یہی ہے کہ وہ نہ اپنے کمرہ مین ہے اور نہ خلیفہ صاحب کے یہان ہے
سعید۔ آخر پھر کیا ہو گئی۔
جوہر۔ اور تو مین کچھ نہین جانتا صرف اس قدر معلوم ہے کہ اس کے پاس آج ایک ملازم ایک عورت کو لایا تھا اور بیان کرتا تھا کہ یہ عورت بڑی ہوشیار و باہنر مشاطہ ہے چنانچہ اس وقت زہرا اس کے ہمراہ جاتے نظر پڑی تھی لیکن اس کے بعد سے یہ وقت ہونے کو آیا ہے مگر اس کا کہین کوسون پتہ نہین۔
سعید۔ (سخت متعجب ہو کر) کیا محل مین کوئی اور مشاطہ نہ تھی۔
جوہر۔ جی نہین محل مین تو مشاطہ بکثرت موجود ہین اور اپنے فن مین اچھی خاصی مہارت بھی رکھتی ہین مگر اس نووارد عورت مین کوئی خاص خصوصیت بتائی جاتی تھی کہ وہ بہترین طریقہ سے آرایش گیسو وغیرہ کرتی ہے۔ خدا ہی جانے کہ وہ کس طرح بالون کو آراستہ کرتی ہوگی اس کے متعلق خاکسار کو کوئی خاص معلومات یا وقفیت نہین ہے۔
سعید۔ کیا وہ محل مین تلاش نہین کی گئی۔ کیا ابتک کہین پتہ نہین چلا۔
جوہر۔ تابعدار کو جہان جہان اس کے نشست و برخواست کے مقام معلوم تھے سب جگہ تلاش کیا اور خاص طریقہ سے اس کی جستجو مین کوشش کی مگر وہ کہین نظر نہ پڑی۔
سعید۔ (فرط استعجاب سے تھوڑی دیر تامل کر کے) جو نوکر اس عورت کو لیکر آیا تھا تم اُس نوکر کو

پہچانتے بھی ہو۔

جوہر۔ جی ہاں پہچانتا کیوں نہین۔ وہ آج ہی صبح کو زہرا کے پاس موجود تھا۔

سعید۔ اس نوکر کی کمر مین کوئی سُرخ پٹی تو نہ لگی تھی۔

جوہر۔ جی ہاں۔ وہی وہی، آپ کو اس کی کیسے خبر ہوئی۔

سعید۔ مجھے بھی معلوم ہوگیا۔ کیا وہی ملازم اس مشاطہ کو جس کا تم ذکر کرتے ہو۔ لایا تھا۔

جوہر۔ جی ہاں وہی اس عورت کو اپنے ہمراہ لیکر آیا تھا۔

سعید۔ تم نے اس مشاطہ کی صورت بھی دیکھی تھی۔

جوہر۔ جناب وہ تو برقع پہنے ہوے تھی بدین وجہ نہ دیکھ سکا۔

سعید۔ دیکھو جوہر اب تمہارے کام کرنے کا وقت آگیا۔ حتی المقدور نہایت کوشش و جانفشانی سے کام لو۔

جوہر۔ آقائے من غلام نہایت مستعدی سے ہمہ تن آمادہ و طیار ہے۔

سعید۔ بس اب دیر نہ کرو جاؤ اور نہایت ہوشیاری سے زہرا جہان کہین بھی ملے تلاش کرو۔ کسی طرح کی جستجو مین فروگذاشت نہ کرنا۔ اس کام کو حسب دلخواہ انجام کو پہونچانا کوئی کمرہ کوئی ڈیوڑھی کوئی تہ خانہ و بالاخانہ وغیرہ بلکہ گوشہ گوشہ تلاش سے باقی نہ چھوڑنا۔ اور کوئی دقیقہ کافی جستجو مین اٹھا نہ رکھنا بہرحال جہان کہین بھی ہو۔ ڈھونڈھ نکالو۔ اب یہی تمہاری محنت و جانفشانی کا موقع ہے۔

جوہر۔ بہت بہتر۔ تابعدار حسب الحکم جناب جاتا ہے اور اس کی جستجو مین اپنی حتی المقدور کوشش کرتا ہی۔

راوی۔ جوہر تو سعید سے اتنا کہکر زہرا کی جستجو مین چلا گیا۔ ادھر سعید اس حیرت افزا واقعہ کو سن کر نہایت متعجب تھا اور بار بار اپنے خیال کو اس طرف سے ہٹانے کی کوشش کرتا تھا مگر ناکام رہتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد جوہر جو واپس آیا تو اس کے چہرہ سے انتشار کے آثار نمایان تھے قبل اس کے وہ اپنی انتشاری حالت کو دور کرے سعید سے گھبرا کر کہا ذرا ادھر جلد تشریف لائے۔ سعید یہ سنکر اس کے ہمراہ ہو لیا اور وہان سے ایک ایسے مقام پر پہونچا جہان ایک خاص باغ مین جانے کے لیئے ایک دروازہ نصب تھا جس باغ مین بغیر زہرا کی اجازت کے کوئی جانے نہ پاتا تھا اور نہ کسی کی اتنی مجال و طاقت تھی کہ بلا اجازت وہان چلا جائے اس دروازہ کے قریب پہونچکر جوہر نے سعید کو ایک روشنی کی طرف اشارہ کیا جو درختون کی آڑ سے چھن چھن کر آرہی تھی اور کہا کہ ذرا اس طرف ملاحظہ فرمایئے۔ سعید نے نظر غور سے جب اُدھر دیکھا تو اسے زہرا نظر پڑی اور اس کے ہمراہ ایک دوسرا شخص بھی زنانہ لباس مین دکھائی دیا جب سعید نے نہایت غور سے اس کے پہچاننے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ یہ تو عبداللہ بن عبدالرحمن الناصر

ہے۔ اسے سخت حیرت ہوئی خوف کے مارے تمام جسم مین رعشہ پڑگیا۔ اور دل آپ ہی آپ سینے مین دھڑکنے لگا۔ اگر سعید ہوشیار و دوراندیش نہ ہوتا تو فوراً وہان پہونچتا لیکن نہایت ضبط و صبر کے ساتھ سکوت کے عالم مین اسی جگہ کھڑا رہا۔ اگرچہ اس نے زہرا کی صورت نہین دیکھی لیکن لباس سے پہچان لیا کہ زہرا ہی ہے اور جوہر کے بتانے سے اُسے جو کچھ شناخت مین شبہہ وغیرہ باقی رہ گیا تھا وہ بھی جاتا رہا لیکن امیر عبداللہ صاحب کو اس نے اچھی طرح پہچان لیا اور دونون کی باہمی گفتگو سننے کے لیئے آگے کو آہستہ آہستہ بڑھنا شروع کیا کہ اتنے مین کسی کی باہر سے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی۔ خوف معلوم ہوا کہ کہین یہ راز کھل نہ جائے اور یہ چوری پکڑ نہ لی جائے۔ فوراً دونون ڈیوڑھی سے باہر آگئے جب باہر نکل آئے تو کیا دیکھتے ہین کہ سامنے سے یاسر چلا آرہا ہے۔ سعید کو دیکھ کر یاسر نے سلام کیا اور دریافت کیا کہ جناب نے اس وقت کیسے زحمت فرمائی۔

سعید۔ مین اس وقت زہرا کی خدمت مین حاضر ہونا چاہتا تھا اور اسی غرض سے آیا تھا کہ امیر المومنین کے حکم کی تعمیل کرون اور انکو گانے کی تعلیم دون۔

یاسر۔ تو پھر آپ کو تردد کس امر کا ہے ان کے کمرہ مین شوق سے تشریف لیجایئے۔ کیا آپ اُن کا کمرہ نہین جانتے ہین۔

سعید۔ جی ہان جانتا کیون نہین۔ لیکن یہ اُن کا خاص ملازم ہمراہ ہے یہ کہتا ہے کہ وہ وہان تشریف نہین رکھتی ہین۔

یاسر۔ تو جناب من اگر وہ وہان موجود نہین ہین تو حمام مین ہونگی۔

جوہر۔ جناب وہ وہان کیا بلکہ کہین بھی نہین ہین بندہ نے جستجو کرنے مین کوئی ایسی جگہ نہین ہے جو چھوڑ دی ہو۔ سب ہی جگہ تو تلاش کیا ہے۔ یہان باغ مین مجھے کچھ روشنی بھی نظر آئی ہے۔ کیا عجب ہے کہ یہان ہون۔

یاسر۔ (کہان) ذرا یہان میرے ہمراہ آکر بتاؤ۔

راوی۔ جوہر یاسر کے ہمراہ ہو گیا اور سعید اپنے کمرہ کی طرف خیالات پیچ در پیچ مین الجھا ہوا روانہ ہوا۔ یاسر نے باغ کے دروازہ پر پہونچکر دیکھا کہ امیر عبداللہ صاحب و زہرا وہان باطمینان تمام بیٹھے ہوئے ہم کلامی مین معروف ہین (نہایت متعجب ہوکر) جوہر سے اس طرح گویا ہوا۔

یاسر۔ آہین یہ حضرت تو یہان بیٹھی ہوئی ہین آخر یہان کر کیا رہی ہین۔

جوہر۔ مجھے اس کی کیا خبر کہین ایسا نہ ہو کہ مجھے دیکھ لین اور خواہ نخواہ پھانسی ہو۔ جناب من بندہ

تو یہان سے جان سلامت لیکر رخصت ہوتا ہے۔ اور انھین کے کمرہ مین بیٹھ کر انکا انتظار کرتا ہے۔

یاسر۔ خیر اچھا جاؤ۔ مگر خبردار اس واقعہ کا ذکر کسی سے نہ کرنا کیونکہ یہ نہایت اہم و نازک مسئلہ ہے اس مین سوچ سمجھ کر کام لینا چاہیے۔

جوہر۔ کیا مجال جو کسی کو کانون کان بھی خبر ہوجائے (یہ کہکر وہان سے چلتا بنا)

چھیالیسوان باب (۴۶)

(چغل خوری)

چلا ہے او دل راحت طلب کیا شادمان ہو کر
زمین کوے جانان رنج دے گی آسمان ہو کر

یاسر تو اس گھات ہی مین لگا ہوا تھا کہ کوئی موقع ہاتھ آئے اور امیر المومنین سے اس کی ش[ایت] جڑدے۔ اب اس سے بڑھ کر اُسے کون بہتر و اچھا موقع ہاتھ آسکتا تھا فوراً خوشی خوشی وہان سے چل کر امیر المومنین کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا اور حسب دستور بلا اجازت خلیفہ صاحب کے روبرو خاموش مودب کھڑا ہو گیا جس جگہ اس وقت یاسر موجود ہے یہ وہ کمرہ ہے جہان خلیفہ صاحب بیٹھ کر گذشتہ و آیندہ واقعات و نظام ملکت پر غور و خوض کیا کرتے تھے اس وقت یاسر نے ناوقت آنے سے کسی قد[ر] مشوش ہو کر اس طرح مستفسر حالات ہوے۔

امیر المومنین۔ کیون اس وقت کیسے آئے خیریت تو ہے۔

یاسر۔ کیا آپ نے سعید کتب فروش کو حکم دیا تھا کہ زہرا کو علم موسیقی کی تعلیم دین ۔۔۔،

امیر المومنین۔ ہان حکم تو دیا تھا۔ تو کیا انھون نے نہین سکھایا۔

یاسر۔ ذرہ نواز وہ تو ابتک اپنے کمرہ مین بیٹھے ہوے انکا انتظار کر رہے ہین اور وہ غائب ہین اب آپ ہی فرمائین کیا وہ نغمہ و راگ در و دیوار کو سکھائین یا خود بیٹھے بیٹھے گنگنائین۔

امیر المومنین (یاسر کی اس عجلت و گھبراہٹ سے کسی قدر واقف ہو کر) ان کو بہت جلد ای[ھر] بلا لاؤ۔۔۔ آخر تم بلا سبب اس قدر گھبرائے ہوے و پریشان سے کیون نظر آتے ہو

یاسر۔ مین اس وقت فقط حضور کو خبر کرنے کے لیے دوڑتا ہوا بعجلت تمام حاضر ہوا ہون مجھسے ایک

نوکر نے آکر کہا زہرا بیگم صاحبہ نہ تو اس وقت اپنے کمرہ مین موجود ہین اور نہ سعید کے یہان نظر آتی ہین۔

امیرالمومنین۔ چین بہ جبین ہوکر جب وہ ان دونون مقامات پر نہین ہین تو پھر اس وقت وہ کہان ہین۔ اچھا حمام مین تو جاکر دیکھو کہین وہان نہ ہون۔

یاسر۔ جناب عالی حمام مین تلاش کو فرما رہے ہین اُن کا تو محل بھر مین کہین پتہ نہین ہے۔

امیرالمومنین۔ (غضبناک ہوکر غصہ مین بڑبڑاتے ہوئے چل کھڑے ہوئے) آخر وہ کہان ہین... یا تو وہ اپنے کمرہ مین ہونگی اور یا....

راوی۔ اس کے بعد خلیفہ صاحب کچھ اور کہنے والے تھے لیکن کسی خیال سے خاموش ہو گئے۔ آگے آگے یاسر پیچھے پیچھے خلیفہ صاحب چلے جارہے تھے کہ یاسر نے انھین ایک چبوترہ پر لیجاکر کھڑا کردیا۔ جہان اس باغ کا پورا پورا منظر نظر آتا تھا۔ وہان پہونچکر کیا دیکھتے ہین کہ زہرا اور اس کی بغل مین ایک مرد بیٹھا ہوا ہے پہلے تو اس کو نہین پہچانا جب زیادہ غور سے دیکھا اور یاسر نے بھی بتایا تو پہچانا کہ یہ تو میرا بیٹا عبداللہ ہے۔ یہ دیکھتے ہی خلیفہ صاحب مارے غصہ کے آگ بگولا ہوگئے۔ دل مین آتش غضب کے بسرعت تمام شعلے بھڑکنے لگے۔ خیال ہوا کہ اسی جگہ سے فوراً ایک ڈانٹ بتاوین مگر کسی اہم خیال سے خاموش ہوکر رہ گئے اور کسی قسم کی اس وقت تنبیہ وغیرہ عمل مین نہین لائے بلکہ ادھر اُدھر کی باتین بنا کر یاسر کو بلطائف الحیل ٹال کر یون کہنے لگے۔

شاید آج برخوردار عبداللہ سلمہ۔ اُن کے پاس آئے ہوئے ہین اور وہ ان سے گفتگو کررہی ہین لیکن زہرا کو ایسا چاہیئے نہ تھا کہ علٰحدہ جاکر بات چیت کرین اُن کو اپنے کمرہ مین بٹھا کر باطمینان تمام گفتگو کرنا چاہیئے تھی اور خاطر سے پیش آنا چاہیے۔ عبداللہ زہرا سے رخصت ہوکر جلدی جلدی قدم بڑھائے ہوئے باغ کے باہر چلے گئے اور زہرا وہان سے اُٹھ کر محل مین داخل ہو گئی۔ امیرالمومنین نے بھی یاسر کو یہ کہکر ٹال دیا کہ یہ کوئی غیر معمولی بات نہین ہے اور خود اپنے کمرہ مین جاکر اس معاملہ پر غور و فکر کرنے لگے۔ دل شرم و حجاب سے آب آب ہوا جاتا تھا۔ کبھی خیال کرتے تھے کہ زہرا کو بلاکر خوب اچھی طرح سے زجر و توبیخ کرون اور اس کو اس کے اعمال کی سزا دون۔ لیکن پھر رک جاتے تھے۔ کہ ایسا کرنے مین یاسر کو لعنت و ملامت کرنے کا اچھا موقع ہاتھ آجائے گا۔ بہرکیف یاسر کو تو دفع کردیا اور فہمایش کردی کہ خبردار اس واقعہ کو کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ مگر پھر بھی نہ رہا گیا اور بار بار یہی خیال ان کے ضبط و صبر کی طاقت کو توڑنا چاہتا تھا۔ آخر کار ایک خادمہ کو بلاکر حکم دیا کہ زہرا کو ابھی جاکر بلا لا مجھ کو ضروری

دیر کے بعد وہ خادمہ وہان سے ہوکر واپس آئی اور کہنے لگی کہ بیگم صاحبہ ہنوز بستر استراحت پر آرام فرما ہین اس وقت اٹھ نہین سکتین۔ چونکہ خلیفہ صاحب پہلے ہی سے اس کے ناز و نخرون کے عادی ہو رہے تھے خادمہ کے اس جملہ نے ان پر کچھ اثر نہ کیا۔ قہر درویش برجان درویش مجبوراً اٹھ کر آتش غضب مین جلتے ہوے اس کے کمرہ کی طرف روانہ ہوے۔ امیر المومنین کو آتے ہوے دیکھ کر خدام ادہر ادھر ہٹ گئے فقط زہرا و امیر المومنین وہان رہ گئے۔ زہرا نے باغ سے واپس ہوتے ہی کمرہ مین پہونچ کر پہلے کپڑے بدل کر خلیفہ کے ملاقات کا لباس پہن لیا تھا۔ جس نے اُس کے حسن و جمال مین اور چاند لگا دیے تھے لیکن زہرا نے خلیفہ کے دل پر اپنا ایسا زبردست سکہ جما رکھا تھا کہ وہ جو چاہتی تھی خاطر خواہ خلیفہ سے بے چون و چرا کرا لیتی تھی۔ اور خلیفہ صاحب دم نہ مارتے تھے اور اس کے ہوتے ہوے امیر المومنین کو اتنی جرت و ہمت نہ ہوتی تھی کہ وہ کسی دوسری لونڈی کی طرف توجہ و التفات کی نظر ڈالتے اگر یون کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ خلیفہ صاحب زہرا کے ہاتھ مین مثل کاٹھ کی پتلی کے تھے کہ وہ جس طرح چاہتی تھی نچاتی تھی یہانتک کہ محل زہرا ایک اتنی بڑی عالیشان عمارت محض اس کے نام۔ اس کی خاطر سے بنوادی جیسا کہ ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہین۔ جس سے ناظرین واقف ہون گے۔

سینتالیسوان باب ۴۷

(زہرا)

تری نگاہ کے مجروح اور بھی ہین کئی ؛
کسی کے دل مین رہی اور کسی کے پار گئی

اگر کوئی شخص زہرا سے ملاقات کرتا تو اسکی افسون پرور نگاہین پہلے اُسے گھائل کر دیتین پھر اس کی سحر آفرین و جادو بیان زبان اس کے دل پر اپنا پورا پورا قبضہ کر لیتی۔ اور تھوڑی ہی دیر مین وہ شخص اس کا دلدادہ ہوکر مبہوت و مخبوط الحواس ہو جاتا۔ اس کے تیر نظر کو کوئی سپر بھی نہ روک سکتی تھی دل کو چھیدتے ہوے جگر کے پار ہو جاتی تھی۔ اس کی نشیلی سرمگین منور آنکھین جادو کی چلتی ہوئی پتلیان تھین جس پر پڑ جاتی تھین اُسے محو حیرت و از خود فراموش کر دیتی تھین۔ قد نہایت موزون و مناسب

سانچے مین ڈھلا ہوا تھا۔علاوہ خوش آواز و تیز طبع ہونے کے صاحب بصیرت و ذی ہوش بھی تھی۔اسکا پورا جادو امیر المومنین عبدالرحمن الناصر پر چل چکا تھا۔بدین وجہ وہ اکثر اس کے ہمراہ بیٹھ کر اپنا دل خوش کیا کرتے تھے اس کے گلشن جمال کی گل چینی اس کی میٹھی میٹھی باتون سے شیرینی حاصل کیا کرتے تھے اس کے ہوتے ہوئے خلیفہ صاحب کی نظرون مین دنیا کی تمام اشیا ہیچ معلوم ہوتی تھین۔ لیکن خدا جانے کیا سبب ہو جاتا تھا کہ بعض اوقات زہرا کا دل خلیفہ کی طرف سے اچاٹ ہو جاتا تھا خلیفہ صاحب کو اگرچہ اس کی خبر ہو جاتی تھی اور اچھی طرح سمجھ جاتے تھے مگر اس کی وجہ معلوم نہ کر سکتے تھے امیر المومنین نے بارہا اس کا سبب زہرا سے دریافت کیا اور اس کی اصلیت سے آگاہی حاصل کرنا چاہی مگر اس نے ہمیشہ بلطائف الحیل اس طرح ٹال دیا کہ خلیفہ صاحب سمجھ ہی نہ سکے۔یا ایک سرے سے اس کا بالکل انکار ہی کردیا۔اس رات کو جب امیر المومنین نے بچشم خود اس کی حرکات وسکنات کا ملاحظہ کر لیا تو ان کو تمام پچھلے واقعات از سر نو یاد آگئے اور اس خاص امر کا سبب دریافت کر کے کہنے لگے کہ ہو نہ ہو وہ یہی بات تھی جو زہرا کا دل میری طرف سے کسی کسی وقت ہٹا ہوا و اچاٹ معلوم ہوتا تھا۔پیچھے یہ حال تو آج کھلا پھر یہ کیون نہ سمجھنا چاہیے کہ شاہزادہ صاحب سے اس نے کوئی خاص تعلق پیدا کر لیا ہے اس خیال کے آتے ہی انھون نے فوراً زہرا کو طلب کیا زہرا کچھ ایسی بھولی بھالی و نادان نہ تھی۔جو یونہی بلا سوچے سمجھے اٹھی ہوئی چلی آتی۔اسے باغ سے واپس آنے کے ساتھ ہی معلوم ہو گیا کہ خلیفہ صاحب باغ تشریف لے گئے تھے اور اس واقعہ سے واقف ہو گئے ہین۔اسی بنا پر تو اس نے حیلہ کردیا اور خیال کیا کہ وہ خود ہی دوڑتے ہوئے آوین گے چنانچہ اس نے اتنی ہی دیر مین ایک حیلہ گڑھ لیا جیسا کہ وہ ہمیشہ کیا کرتی تھی فوراً چادر وغیرہ لپیٹ لپاٹ کر بیٹھ گئی۔اس آسمانی رنگ کی چادر پر کارچوبی زردوزی کا بیش بہا و خوبصورت کام کیا ہوا تھا جا بجا ستارے نصب تھے جن کے بیچ مین چاند کڑھا ہوا تھا۔اور اس کے نیچے کنارے پر کچھ اشعار وغیرہ بھی لکھے ہوئے تھے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

مجھے اس کی محبت مین کسی امر کی حاجت و پروا نہین رہی۔اگرچہ مین گنہگار ہی کیون نہ ہو جاؤن مین ہمیشہ اُس کے احکام کی تعمیل کے لیے طیار و مستعد رہتا ہون مجھے کامل یقین ہے اس کی رضامندی کسی نہ کسی دن ضرور مجھے خوش و خورم بنائے گی اور اس کی ناراضی کا زمانہ بھی نہ کبھی ضرور ختم ہوگا۔

اُس کے کمرہ مین ایک ریشمی خوش وضع پیٹی تھی جو زرتار کرلیون سے بنائی گئی تھی۔کمرہ کا بیش بہا

عجیب و غریب فرش عقل کو دنگ کیے دیتا تھا طرح طرح کے بیل بوٹون قسم قسم کے نقش و نگار سے آراستہ و پیراستہ تھا جابجا حسب مراتب عاشقانہ و پرمذاق اشعار آبدار تحریر تھے۔ اس کے درو دیوار طرح طرح کے پردون قسم قسم کی سجاوٹ سے مزین کیے گیے تھے ایک سمت اس کے بیٹھنے کے لیے آبنوس کا تخت بچھا ہوا تھا جس پر بہت سے اشعار کسی اچھے کاریگر و صناع نے کندہ کیے تھے غرضکہ وہ کمرہ اس حسن و خوبی سے سجا ہوا تھا کہ چشم نظارگیان مین چکاچوند سی لگ جاتی تھی تمام سامان عیش و نشاط مہیا تھا۔ جابجا فانوس اگردان و عوددان وغیرہ چنے ہوے تھے۔ ایک طرف بیش قیمت سنگار کا پورا سامان مناسب موزون طریقہ سے رکھا ہوا تھا زہرا نے باغ سے واپس آنے کے ساتھ ہی حکم دیدیا تھا کہ عود وغیرہ سلگا دیا جا جس کی خوشبو مشام جان کو معطر بنا دے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب امیر المومنین کے آمد آمد کی خبر گرم ہوئی تو اس نے شمعین روشن کرنے کا حکم دیا اور خود بھی اُسی قسم کے کپڑے پہن کر ان کے استقبال کے لیئے اس طرح طیار ہو گئی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس نے خلیفہ صاحب کے غصہ دلانے و برہم کرنے کا اس وقت تک کوئی کام ہی نہین کیا ہے۔

اڑتالیسوان باب ۴۸

غیظ و غضب

بھوین تنتی ہین خنجر ہاتھ مین ہے تنکے بیٹھے ہین
کسی سے آج بگڑی ہے کہ وہ یون بن کے بیٹھے ہین

خلیفہ صاحب اپنے کمرہ سے نکل کر آتش غیظ و غضب مین جلتے بھنتے زہرا کے کمرہ کی طرف روانہ ہوے غصہ کا یہ عالم تھا کہ اپنے جامہ سے باہر ہوے جاتے تھے نیک و بد کی تمیز مین فتین واقع ہو گئی تھی جیسے ہی زہرا کے کمرہ کے قریب پہونچے ہین اس نے باہر نکل کر نہایت عزت و احترام سے استقبال کیا اور کوئی دقیقہ اس کی تعظیم و تکریم کا اٹھا نہین رکھا قریب پہونچتے ہی مودب کھڑی ہو گئی اور ان کے حکم کا انتظار و انتظار کرنے لگی مگر خلاف توقع خلیفہ صاحب آگے بڑھتے ہی چلے گئے۔ اور وہان پر قطعی ٹھہرے زہرا کی طرف مطلق توجہ نہ کی جب زہرا نے یہ کیفیت مشاہدہ کی تو خود آگے بڑھی اور امیر المومنین

کے دست مبارک پر بوسہ دینا چاہا لیکن انھون نے غصہ مین اس کے ہاتھ کو جھٹک دیا اور اظہار ناراضی کرتے ہوے آگے کو روانہ ہوئے کسی قسم کا التفات نہ کیا زہرا بھی ان کے پیچھے پیچھے ہمراہ ہولی۔ دل مین کسی طرح کا خوف وخطر آنے دیا۔ مگر امیر المومنین اس کی طرف سے منھ پھیرے ہوے چلتے ہی رہے یہانتک کہ صدر کمرہ مین پہونچ کر ایک گاؤ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے ان کے ماتھے کی شکن صاف پتہ دے رہی تھی کہ ابھی تک آتش غیظ و غضب ان کے سینہ مین شعلہ زن ہے ان کے تیورون سے غصہ کے آثار نمایان تھے آنکھین خون کبوتر ہو رہی تھین زہرا روبرو آکر کھڑی ہو گئی لیکن انھون نے قطعاً توجہ نہ کی اور اس کو اسی طرح کھڑا رہنے دیا خلیفہ صاحب نے جب نظر اٹھائی تو دیکھا کہ زہرا غصہ مین بھری ہوئی آنکھین نیلی پیلی کئے سامنے کھڑی ہے تو انھون نے پھر اپنی گردن نیچے جھکائی کسی اور خیال مین مشغول ہو گئے پھر تو زہرا نے اپنا دست حنائی ان کے روبرو بڑھا دیا جس پر حسب ذیل شعر لکھا تھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

میری جان تم پر قربان روز ازل ہی سے میری قسمت مین تمھارے عشق و محبت کا سودا کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا اب میرا دل تمھارے سوا کسی اور پر مائل نہین ہو سکتا۔

جیسے ہی خلیفہ صاحب کی نظر اس پرمضمون شعر پر پڑی تو انھین سلسلہ کلام کو طوالت دینے کا اچھا موقع ہاتھ آگیا۔ اور زہرا کی طرف سے منھ پھیر کر اس طرح کہنے لگے۔

امیر المومنین۔ غصہ سے گردن جھکا کر) ان باتون کا تو زمانہ گذر گیا۔

زہرا۔ اگر اجازت ہو تو بیٹھ جاؤن۔

خلیفہ۔ (اشارہ سے) بیٹھ جاؤ۔

زہرا۔ (سامنے مودب بیٹھ کر) میری سمجھ کچھ مین نہین آتا آخر آج جہان پناہ لونڈی سے کس لئے ناراض ہین۔

امیر المومنین۔ یہ بھی تم نے خوب کہی مین تو کچھ ناراض نہین ہون۔ البتہ تم ہی کچھ کھنچی کھنچی نظر آتی ہو۔

زہرا۔ مین بھی کچھ خفا نہین ہون آپ یہ کیا ارشاد فرما رہے ہین... میری مجال ہے کہ حضور کے روبرو کچھ چون وچرا کرسکون۔ لونڈی نے جو کچھ حضور کی بدولت عیش آرام پایا ہے میرا خیال ہے۔ کہ مجھ سے پہلے شاید ہی کسی کو یہ راحت وآرام میسر ہوا ہو۔

امیر المومنین۔ مجھے تمھاری حالت تمھارا طرز و انداز فون کچھ اچھا نظر نہین آتا۔

زہرا۔ (مسکرا) یہ تو حضور کے فرمانے کی بات ہے جس شخص پر امیر المومنین سے صاحب صورت وحشم کی

مہر و عنایت ہو جس پر علم بردار اسلام خلیفۃ المسلمین کی نوازش بے غایت شامل حال ہو تو کیسے ممکن ہو کہ اس کی حالت اچھی نہ ہو۔ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ فخر زمانہ نہ گنا جاوے۔ سچ پوچھیے تو اس کی قسمت کھل گئی جس پر جناب کی نظر توجہ کا اک ادنے اشارہ بھی ہو گیا۔

نیند اُسکی ہے دماغ اُسکا ہے راتین اس کی ہین
جس کے بازو پر تری زلفین پریشان ہو گئین

امیر المومنین۔ بس زیادہ نہ بنو۔ بہت جھوٹ نہ بولو۔ مین نے بارہا دیکھ لیا ہے اور خوب اچھی طرح جانتا ہون کہ تم گاہ گاہ اکثر کشیدہ و خفا ہو جایا کرتی تھین اور جب مین اس کا سبب پوچھتا تھا تو تم انکار کر دیا کرتی تھین یا بلطائف الحیل ٹال دیا کرتی تھین، مین سمجھتا ہون کہ آج مین نے اس کا سبب معلوم کر لیا اور تمہاری کشیدگی کی وجہ بھی اچھی طرح معلوم ہو گئی۔ اور اس سربستہ راز کا خاطر خواہ انکشاف ہو گیا خواہ تم کچھ ہی کیون نہ حیلہ و حوالہ کرو۔

زہرا۔ پچھلی کشیدگیون کی یاد سے چھپ اور بے ہنسی کے ہنسکر) بندہ نواز انسان مین تو ہر قسم کے اوصاف پائے جاتے ہین اور طرح طرح کی صفتین ہوتی ہین کبھی وہ خوش ہے اور کبھی ناراض یکسان حالت نہین قائم رہتی گاہے چنین گاہے چنان۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے باشندگان زمین ملاءِ اعلیٰ کے رہنے والون کا مقابلہ کر سکین اگر یہ ذرا ذرا سی معمولی کشیدگیان میری فطرت مین نہ داخل ہوتین اور یہ انسانی خطا و نسیان کا مجھ پر روز ازل سے الزام نہ ہوتا۔ تو مین آپ سے سچ کہتی ہون کہ کب کی زمرہ ملائکہ مین شامل ہو گئی ہوتی اور یہی دنیا جو فی زمانہ دوزخ کا کام کرتی ہے لونڈی کے لیے جنت الفردوس یا باغ ارم بن جاتی کیا جناب نے یہ مقولہ نہین سنا ہے۔ کہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان انسانی سرشت بھول چوک سے ہے اگر وہ خطا و بھول وغیرہ نہ کرے تو یہ بھی ایک قسم کی اس کی خطا و معصیت ہے۔

امیر المومنین۔ خیر کچھ بھی ہو آخر تم اس کا سبب کیون نہین بیان کرتین کہ کہان تو روح کو تازگی و فرحت بخشنے والا گانا ہو رہا تھا کہان تم رہ رہ کر بالکل ایک دم خفا ہو جاتی تھین۔

زہرا (آہ سرد بھر کر) ممکن ہے کہ کسی وقت ایسا عمل ظہور پذیر ہوا ہو مگر افسوس ہے کہ مجھے اس کا کوئی سبب کوئی وجہ مطلق یاد نہین پڑتی۔

امیر المومنین۔ تمھین نہ یاد ہو نہ سہی۔ لیکن مجھے تو من عن یاد ہے۔

زہرا۔ جناب ہی فرمائین اس مین کیا مضائقہ ہے۔ امیر المومنین کو تو جملہ امور جزی و کلی کی خبر رہنا چاہیے۔

امیر المومنین۔ مین تم سے سچ کہتا ہون کہ آج سے پہلے مجھے اس کا کبھی علم نہین ہوا تھا اور مین قطعاً واقف و خبردار نہ تھا یہ تو آج اتفاق سے ظہور پذیر ہو گیا۔

زہرا۔ آخر آپ کو کیونکر معلوم ہوا۔

امیر المومنین۔ یونہین معلوم ہو گیا... یہ تو بتاؤ تم نے آج کے گانے کا سبق بھی یاد کر لیا ہے۔

زہرا۔ ابھی تو نہین۔

امیر المومنین۔ یہ کیون۔

زہرا۔ مجھے آج ایک دوسرا کام درپیش تھا۔

امیر المومنین۔ آخر وہ ایسا کون سا کام تھا جس کی وجہ سے تم نے اُسے چھوڑ دیا... ارے تم کو تو میرے اس محل مین سفید و سیاہ کا اختیار ہے جیسا چاہو ویسا کرو... ہر شخص جو یہان مامور ہے تمہارے تابع فرمان ہے۔

زہرا۔ لونڈیون باندیون کی کثرت محل کی وسعت اس امر کو تھوڑے ہی مانع ہے کہ انسان کوئی کام ہی نہ کرے اور مجہول بنکر بیٹھ رہے ملاحظہ فرمایئے۔ باوجودیکہ جناب کو مملکت کے جملہ سفید و سیاہ کا اختیار ہی ہر طرح کی مقدرت ہر قسم کی قوت و قدرت حاصل ہے مگر پھر بھی اکثر امور بیکار نظر آتے ہین۔

راوی۔ زہرا کی یہ گفتگو سن کر خلیفہ صاحب کا خیال فوراً عابدہ کی طرف منتقل ہو گیا اور وہ دل ہی دل مین سوچنے لگے کہ زہرا کی یہ تقریر ضرور عابدہ والے قصہ کی طرف اشارہ کرتی ہے اور اس کے کلام سے یہی منشا و مطلب ظاہر ہوتا ہے چنانچہ امیر المومنین نے غصہ آمیز لہجہ مین اس طرح ترش رو ہو کر فرمایا۔

امیر المومنین۔ کیا تم میرے قدمون کا مجھ سے حساب لینا چاہتی ہو۔ میرے اعمال و افعال کی نگران ہو یا میری آمد و شد کی سانسین شمار کرتی ہو... تو کہو کہ جو کبھی کبھی کسی کام مین مشغول و مصروف ہو جاتا تھا اس کا سبب تو تمھین معلوم ہی ہو گیا.. خیر کچھ بھی ہو لیکن تم اپنے اشغال کے اسباب کیون نہین بتاتین ... جلد بتاؤ کہ آج کی شب مین تم نے سبق کس لئے نہین پڑھا اور کون ایسا اہم سبب تھا جو مانع ہوا بس صاف صاف جلد بتاؤ۔

زہرا۔ وا امیر المومنین کی سخت کلامی سے بے خوف ہو کر مین نے جس وجہ سے آج سبق کو بالائے طاق رکھا اور نہین پڑھا۔ مین یقین کرتی ہون کہ جس کام مین مین مصروف تھی وہ کہین اس سے افضل و برتر تھا۔

امیر المومنین۔ ہان، وہ سبق سے افضل تھا اور یہ دیدہ دلیری کہ اس کو صاف صاف الفاظ مین بلا خوف و خطر کہہ بھی رہی ہے۔

زہرا۔ میری عادت مین جھوٹ بولنا داخل نہین ہے اور نہ میری ایسی خصلت ہے کہ لگی لپٹی باتین کردن جو کچھ عرض کرتی ہون صاف ہی صاف کہتی ہون خواہ اس کا انجام براہی کیون نہ ہو۔ اس کا کبھی خیال نہین کرتی اور نہ کسی طرح کا خوف اپنے نزدیک بھٹکنے دیتی ہون۔

امیرالمومنین۔ اچھا جلد سچ سچ بیان کر۔

زہرا۔ آخر کیا سچ سچ بیان کرون۔

امیرالمومنین۔ آخر آج کس کے ہمراہ تخلیہ مین گئی تھی بہت جلد اس کا جواب دے۔

زہرا۔ امیر عبداللہ صاحب آپکے صاحبزادے کے ہمراہ گئی تھی۔

امیرالمومنین۔ تو ان کے ساتھ کس غرض سے۔ اور کیون گئی تھی۔

زہرا۔ کسی وجہ سے گئی تھی۔ آپ کو نہین بتاتی۔

امیرالمومنین۔ مجھسے کس لئے اُسے چھپاتی ہے۔

زہرا۔ جی چھپاتی تو ہون۔

امیرالمومنین۔ مجکو تو بہت ہی بُرا و ناگوار معلوم ہوتا ہے جیسا کہ تو خود اچھی طرح سے واقف ہے اور بخوبی جانتی ہے۔

زہرا۔ مجھے اس کا علم پہلے سے بالکل نہ تھا بہرحال جو کچھ اچھا بُرا معلوم ہونے کو تھا وہ تو ہو چکا۔

امیرالمومنین۔ اللہ اللہ یہ دلیری وسینہ زوری۔ اور پھر میرے روبرو آخر مجھے اس کا سبب کیون نہ بتاتی صاف صاف بلاخوف وخطر کہہ رہی ہے۔ چڑیل کمین کی۔

راوی۔ یہ سن کر زہرا کو بیحد غصہ آگیا اور چڑیل کے لفظ پر چمک کر بولی۔ آج تک امیرالمومنین نے تو اس قسم کے غصہ کا کبھی اظہار نہین کیا تھا اور نہ اس قدر سخت و توہین آمیز الفاظ میری شان مین ادا کئے گئے۔ (یہ کہکر وہ اپنے کنگن کو جو کہ کلائی مین پہنے ہوئی تھی درست کرنے لگی) اور نہایت ناز وانداز سے متاثر ہوکر اپنی گردن جھکا کر خاموش ہو گئی۔

انچاسوان باب ۴۹

تعجب

تاب نظارہ نہین آئینہ کیا دیکھنے دون
اور بنجاوینگے تصویر جو حیران ہون گے

امیرالمومنین۔ زہرا کے غصہ سے کسی قدر متاثر ہوکر اور سبب کے ظاہر کرنے پر اصرار کرکے مین تسلیم کرتا ہون اور مانتا ہون کہ اس قسم کے فضول الفاظ تم نے کبھی نہین سنے اور نہ کبھی ایسا موقع کبھی آیا جس کی وجہ یہ تھی کہ تم نے بھی کبھی ایسا کام ہی نہین کیا جو اس طرح کی گفت وشنید کی نوبت آتی اور جس کی وجہ سے مین خفا ہوتا۔ مگر اب تم میری حمایت و ہمدردی سے کوسون دور نکل گئین تمہاری میرے دل مین جو پہلے قدر ومنزلت تھی اب وہ نہین۔

زہرا۔ یہ کیون اور کس لیے۔ کیا اس وجہ سے آپ رنجیدہ و خفا ہین۔ آج جو مین نے آپ کے بیٹے امیر عبداللہ صاحب سے بات چیت کی۔

امیرالمومنین محض اس سے گفتگو کرنے کو تو مین برا نہین کہتا۔ اور نہ اس سے کسی قسم کا مجھے رنج وغصہ ہے بات یہ ہے کہ تم نے آخر اس سے چھپ کر کیون گفتگو کی اور اس کو زنانے کپڑے کس لیے لا کر دیئے میری سمجھ مین نہین آتا کہ باوجود سمجھدار و ہوشیار ہونے کے اسنے تمہارا کہنا کیونکر مان لیا اور کسی طرح اس قسم کی حرکت کرنے پر آمادہ و مستعد ہوگیا... اس نے یہ ایک نہایت ناشائستہ و نازیبا حرکت کی ہے جو کسی طرح قابل تلافی نہین ہوسکتی۔

زہرا۔ اگر آپ کو میری اس حرکت سے غصہ و رنج ہے تو واقعی مین ہی قابل زجر و توبیخ و گنہ گار ہون لیکن بیچارے شاہزادے صاحب کا اسمین کیا قصور آپ اُن سے آخر کس لئے خفا ہین۔

امیرالمومنین۔ اب تجھے صاف صاف ضرور بالضرور بتانا پڑے گا... کیا تو مجھ سے من وعن نہ بیان کریگی اور چھپائے ہی جائیگی۔

زہرا۔ ابھی تو مین نہ بتاؤنگی... آپ غصہ نفرمائین بیکار کا رنج نہ کرین۔ مین اس وقت اس کے بتانے و بیان کرنے پر بالکل قادر نہین ہون لیکن اتنا وعدہ کرتی ہون کہ آئندہ چل کر تھوڑے عرصہ کے بعد آپ پر

تمام واقعہ کا خاص طور سے اظہار کر دونگی اور کسی طرح کی کسر نہ اٹھا رکھونگی اس وقت اس کا اظہار و بیان میرے امکان و قدرت سے باہر ہے

راوی۔ ابتو خلیفہ صاحب کو اظہار واقعہ کی طرف سے بالکل ناامیدی ہوگئی اور ان کو سوائے اس کے کہ بجبر دریافت کرین کوئی اور تدبیر ہی نہ سوجھتی تھی اور اس کے علاوہ کوئی چارہ و علاج باقی نہ رہا تھا۔ مگر پھر خیال آیا کہ ایسا کرنے مین زہرا کی بزرگی و عزت اس کی قدر و منزلت مین بدنما دھبہ لگ جائے گا۔ جو انکو بذات خاص خود بھی برا و ناز یبا معلوم ہوتا تھا اور وہ چاہتے تھے کہ زہرا کی عزت و حرمت تمام اعیان حکومت وارکان سلطنت کی نظرون مین اس طرح قائم و باقی رہے جیسی کہ پہلے سے تمام لوگون کے نظرون مین ہے بار ہا قسم قسم کی شکایتین اس سے قبل بھی امیر المومنین کے کانون تک زہرا کی پہونچین لیکن انھون نے اسے ٹال دیا اور کبھی کوئی باز پرس وغیرہ اس سے نہین کی اور اپنے حسن اعتقاد کو کبھی ہاتھ سے نجانے دیا اور ہمیشہ ان شکایات کو مسترد کر دیا۔ سب سے بڑا و اہم بالشان یہ خیال انکو دامنگیر رہا کہ اس قدر سختی وغیرہ کرنے مین خود ان کی عزت و حرمت درباریون کی نظر مین باقی نہ رہے گی اور ان کی نگاہون مین قدر و منزلت گھٹ جائیگی اور وہ خود اس کے عشق و محبت مین اس درجہ فنا و بیخود ہو رہے تھے کہ انھین دنیا ومافیہا کا کچھ اچھی طرح خیال بھی نہ تھا۔ اس کی محبت مین ڈوبے ہوئے طرح طرح کے لطف قسم قسم کے مزے لیتے رہتے تھے۔ جس کا اظہار احاطہ بیان سے باہر ہے اور خود امیر المومنین بھی اس لطف و سرور کو خاطر خواہ نہ بیان کر سکتے تھے۔ اب سراسر اس کے خلاف وجبر و تشدد کرنا قطعی ناز یبا وغیر مستحسن سمجھتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ ہمارے محل مین زہرا کا وجود ہماری سلطنت و حکومت کے لیے ایک نیک فال ہے۔ اور یہ بھی خیال تھا کہ معشوق لوگ نازک مزاج و زود رنج بھی ہوتے ہین ممکن ہے کہ زہرا کو میری حالت سے شک پیدا ہو جائے تو پھر مین کسی طرف کا نہ رہون اور تمام میرا عیش و آرام کرکرا ہو جائے لیکن جب وہ اپنی اس بے عزتی و بدنامی کا خیال کرتے تھے تو ان کے تمام جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے فرط غضب سے آنکھین سرخ ہو جاتی تھین۔ قہر درویش بر جان درویش کا خیال کر کے خاموش رہ جاتے۔ آخرکار انھون نے اپنے دل مین یہ منصوبہ گانٹھا کہ اس وقت اس معاملہ کو اسی طرح گول رہنے دو اور اس کو کسی نہ کسی ترکیب سے بحکمت عملی راضی کر لو پھر یہ خود بخود بتا دیگی اور تمام واقعہ من وعن ظاہر ہو جائیگا جسقدر مین جبر و تشدد کرونگا اسی قدر مجھے اپنے مقصد مین ناکامی ہوگی۔

زہرا۔ خلیفہ صاحب کو متردد و متفکر دیکھ کر مجھے سخت حیرت و تعجب ہے کہ جہان پناہ ایک عرصہ سے میرے حال زار پر عنایتین فرماتے چلے آئے ہین جن کا بیان و شکریہ میری ناچیز زبان سے کسی طرح ادا نہین

ہو سکتا اور آج میرے بھی متعلق اس قسم کا خیال فاسد فرماتے ہین جو یقیناً قابلِ قیاس نہین
خلیفہ صاحب سعید کی پیشین گوئی کا خیال کرکے بولے۔

امیر المومنین۔ خیر اس وقت تو مین جاتا ہون لیکن یاد رکھنا کہ میرے اس وقت کی خاموشی خالی از علت نہین اور یہ بھی یاد رکھنا کہ تری اس گفتگو نے مجھے شک مین ڈال دیا ہے۔

زہرا۔ جہان پناہ مجھے آپ کے فضل وکرم لطف وعطا سے قوی تر امید ہے کہ آپ ان شکوک کو اپنے نازک دل سے بہت جلد دور کر ڈالین گے۔ اور میرا اعتماد جیسا کہ تھا پھر ویسا ہی کا ویسا ہو جائیگا۔ اور اعلیٰ حضرت یقیناً پہلے کی طرح میری قدر و منزلت کرنے لگین گے۔

راوی۔ یہ کہتی ہوئی زہرا امیر المومنین کے پیچھے پیچھے ہولی۔ خلیفہ صاحب بھی چلتے چلتے رُک جاتے تھے کہ اب بھی ممکن ہے کہ وہ مجھے واپس بلا کر پوری داستان من عن کہہ سنائے اور مجھے تشویش انگیز توہمات و وساوس سے نجات مل جائے۔ مگر اُن کی یہ امید کسی قدم پر بھی پوری نہ ہوتی تھی مجبور و ناامید ہو کر آگے کو چلنے لگے تھے اور زہرا قدم بقدم پیچھے پیچھے چلی آتی تھی۔ امیر المومنین کو محل کے دروازہ تک رخصت کر آئے۔ جب خلیفہ صاحب عین دروازہ پر پہونچ گئے تو پھر اُس کی طرف مڑکر دیکھا۔ تو اُسے کسی غور وفکر مین سر بگریبان پایا۔ تو معاً دل مین خیال پیدا ہوا کہ شاید یہ اپنے دل مین نادم ہو رہی ہے ضرور بالضرور واقعہ بیان کر دیگی۔ اسی امید مین اُسکو مخاطب بنا کر یون کہنے لگے۔

امیر المومنین۔ خیر مین تو اب جا رہی رہا ہون۔ کیا تو اب بھی اصل واقعہ سے آگاہ کریگی کیا اب بھی اُس کے ظاہر کرنے پر تیار نہین ہے۔

زہرا۔ مین تو اس کے متعلق جناب سے پہلے ہی عرض کر چکی کہ نہین کہہ سکتی۔ حالانکہ یہ بھی بخوبی جانتی و سمجھتی ہون بلکہ یقین کامل ہے کہ میری موت و زیست جناب کے ایک ادنےٰ اشارہ پر موقوف و منحصر ہے۔ مگر۔۔۔!!

امیر المومنین۔ خیر اِن سب جھگڑون کو تو جانے دو مین تم سے ایک بات دریافت کرتا ہون۔ لیکن تم اسکا صاف صاف و سچ سچ جواب دینا۔

زہرا۔ بشوق۔ جناب دریافت فرمائین۔ انشاءاللہ تا بمقدور اُسے حتی الامکان ٹھیک ٹھیک ہی عرض کریگی۔

امیر المومنین ۔ کیا تم میرے بیٹے امیر عبداللہ سے محبت کرتی ہو۔

زہرا ۔ (بالکل بے خوف و نڈر ہو کر) جی ہان محبت تو کرتی ہون۔

امیر المومنین ۔ تجھے اس طرح بیدھڑک کہدینے مین کسی طرح کا خوف و خطر نہین معلوم ہوتا۔

زہرا ۔ چونکہ جناب پہلے ہی اس امر کا اقرار لے چکے ہین کہ سچ سچ کہنا اور مین وعدہ بھی کر چکی ہون ۔ بیشک مین امیر عبداللہ صاحب سے محبت کرتی ہون اور کیا وجہ ہے کہ مین اُن سے محبت نہ کرون وہ تو میرے آقا و مالک امیر المومنین کے صاحبزادے ہین

راوی ۔ امیر المومنین کا غصہ زہرا کی اس برجستہ و مناسب تاویل سے کسی قدر کم ہوا۔ اور دل ہی دل مین اپنے اس نازیبا و بیجا سوال سے نادم و شرمندہ ہوئے اور نہایت خاموشی کے ساتھ سر جھکائے ہوئے اپنے کمرہ کی طرف چلے گئے۔ اور زہرا بھی اُنکو رخصت کر کے اپنے کمرہ مین واپس آکر قسم قسم کے خیالات طرح طرح کے وساوس مین غلطان و پیچان ہو کر تخت پر پڑ رہی۔ اور آہ سرد دلِ پُر درد سے بھرنے لگی۔ اتنے مین جوہر اُسکی خدمت مین حاضر ہوا اُس کو پریشان و مشوش دیکھکر۔ بغرض دلدہی و تشفی خاطر طرح طرح کی شوخیان و خوش گپیان کرنے لگا لیکن اُس کے خیالات منتشرہ کا اجتماع غیر ممکن معلوم ہوا۔ اُس کے ترددات دور ہوتے نظر نہ آئے۔ زہرا نے جب جوہر کو اس حالت مین زیادہ محو و مستغرق پایا تو اُسے اشارہ سے منع کر دیا کہ اِس وقت اپنی شوخیون و خوش گپیون کو رہنے دو۔ مجھے مت چھیڑو کیونکہ میری طبیعت اس وقت نہایت مکدر ہو رہی ہے۔ رو براہ ہوتے نظر نہین آتی۔

پچاسوان باب (۵۰)

(خیالات)

اس کے بعد زہرا نے اپنی ایک خادمہ سے کہا کہ میرے لئے بستر لگادے۔ دوسری خادمہ نے آکر جھٹ پٹ اُس کا لباس وغیرہ تبدیل کیا۔ اُس وقت یہ دریائے تفکر میں مستغرق تھی۔ جس وقت لباس وغیرہ تبدیل ہو گیا۔ تو اُس نے کمرہ کے سب چراغ گل کرا دیئے صرف ایک شمع باقی رہنے دی۔ جس کی روشنی بھی ہلکی کر دی گئی تھی۔ اپنی مسہری پر جاکر مچھروں سے بچنے کے لئے اس کا پردہ گرا کر لیٹ رہی۔ اور خواب راحت کا لشدومد انتظار کرنے لگی۔ اِدھر اُودھر کروٹین بدلتے بدلتے نیند کے انتظار مین عاجز آگئی۔ مگر نیند نہ آنا تھی نہ آئی اور اُس کی آنکھین اُس کی آمد کے اشتیاق مین ترستی ہی رہین۔ قبل اسکے کہ زہرا اپنی آنکھین سونے کے لئے بند کرے طرح طرح کے غیر معمولی خیالات نے اُس کے نازک دل پر اپنا پورا قبضہ کر لیا۔ بلکہ اُسے اچھی طرح سے گھیر لیا۔ چنانچہ وہ قسم قسم کے ترددات و تفکرات مین مبتلا ہو گئی۔ کبھی تو وہ اپنی عزت و حرمت شان و شوکت پر غور کرتی۔ کبھی عزت وآبرو کو جاتے ہوے دیکھکر اپنی قسمت کا رونا روتی اور ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگتی۔ اور دل مین کہتی کہ اے پاک بے نیاز میرے عزت وآبرو کا اب تو ہی محافظ و نگھبان ہے کبھی اُسے اپنے ایامِ طفولیت کے واقعات یاد آجاتے جبکہ بردہ فروش اُسکے بھائی کو اور اُسے کوہ صفا سے بغرض فروخت کرنے کے لیکر آئے تھے۔ جس وقت اُسے اپنے بھائی کا خیال آیا فوراً آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ دل بے چین ہونے لگا۔ داہنی کروٹ بدل لی اور اپنے پریشان کن توہمات کو اِدھر اُودھر ٹالنے لگی۔ کیونکہ وہ چاہتی تھی کہ کہین اس قسم کے خیالات میرے دل سے دور ہو جاہین اور مجھے اُن مصائب و تکالیف سے نجات ملے۔ لیکن وہ تو ایسے پختہ جم گئے تھے کہ کسی طرح محو ہوتے نظر نہ آتے تھے۔ اور نہ زائل ہوتے معلوم ہوتے تھے۔ بلکہ جس قدر وہ اُن کے دور کرنے کی کوشش کرتی تھی اُسی قدر وہ اور راسخ و مضبوط ہوتے جاتے تھے۔ اور کبھی وہ اپنی اور اپنے بھائی

کی سابقہ پریشانیوں و مصیبتوں کا خیال کر کے اور بھی اندوہگین ہو جاتی - حالانکہ اُس کا خدا داد حسن و جمال ایسا نہ تھا کہ دنیا میں کوئی اس کا قدردان نہ ملتا - سچ تو یہ ہے کہ ہزاروں میں یکتا و فرد تھی - چنانچہ اُسی زمانہ میں اُس کو ایک یہودی تاجر نے مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کرنے کے لئے خرید لیا - اور اُس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اُسے سوائے مسلمانوں کے کوئی زیادہ قیمت پر خرید نہیں کر سکتا ہے - لہذا اسے جزیرہ صقلیہ لیجا کر فروخت کرنا چاہئے - جزیرہ مذکور اس وقت عبیدیوں کے تخت و تصرف میں تھا جو کہ مسلمان تھے وہاں کے روساء نے یہ ایک عام دستور و قاعدہ مقرر کر رکھا تھا کہ وہ بیش بہا و بے نظیر تحفہ جات و ہدایا وغیرہ خلیفہ وقت کے روبرو پیش کیا کرتے تھے - چنانچہ اس یہودی تاجر کا بھی یہی مقصد تھا کہ زہرا رکو انھیں لوگوں کے ہاتھ بیچ کر کثیر فائدہ اٹھانا چاہیئے - لیکن زہرار نے اُس یہودی سے بصد منت و سماجت یہ طے کر لیا تھا کہ مہربانی فرما کر جس کے ہاتھ آپ مجھے فروخت کریں اسی کے ہاتھ میرے بھائی کو بھی فروخت کریں کیونکہ اُس کی جدائی و مفارقت میں میرے جملہ عیش و آرام تلخ رہیں گے - اور اس کی موجودگی وہمراہی میں مجھے تکالیف و مصائب بھی عیش و آرام معلوم ہونگی - یہودی جب انکو بیچنے لگا ہے تو اُس نے خریداروں ہی سے یہ پہلے کہدیا کہ جو صاحب ایک خریدیں انھیں دوسرے کو بھی خریدنا ہوگا -

اتفاق وقت سے وہاں کے ایک رئیس کو امیر المومنین سے کچھ ضرورت تھی اور وہ ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا تھا اُس تحفہ کو غنیمت جانکر یہودی تاجر سے زہرار اور اُس کے بھائی کو خرید لیا - اور زہرار سے یہ شرط کر لی کہ میں تجھے افریقہ کے خلیفہ مہدی سوڈانی کے خدمت میں بطور تحفہ و ہدیہ کے بھیجوں گا - اور تیرے بھائی کو اپنی خدمت کے لئے رکھ لوں گا - مگر زہرار نے اپنے بھائی سے جُدا ہونا کسی طرح منظور نہ کیا اور اسیوقت رونے دھونے لگی اور طرح طرح کی منت و سماجت کر کے اُس رئیس کو بھی راضی کر لیا کہ میرے بھائی کو میرے ہمراہ رکھے - جہاں میں رہوں وہاں میرا بھائی بھی رہے - کیونکہ میں بغیر بھائی کے ایک لمحہ کسی جگہ چین سے بسر نہیں کر سکتی - رئیس مذکور نے اس کی التجا منظور کر لی - غرض زہرار کو اسی قسم کے مختلف خیالات پریشان کئے ہوئے تھے - اور وہ بستر پر رہ رہ کر کروٹیں بدل رہی تھی - اور اپنے واقعات طفولیت کو یاد کر کے سخت تعجب و

حیرت کرتی تھی۔ جب پہلے پہل وہ جزیرہ صقلیہ مین پہونچی ہے تو اُسے وہان ایک عجیب و غریب خدا کی قدرت کا تماشہ نظر آیا اور شہر کی شان و شوکت حسن و خوبی کو دیکھ کر محو حیرت ہو کر رہ گی۔ اس کی نظرون سے کبھی ایسے پرفضا و خوشنما مناظر نہ گذرے تھے۔ کیونکہ اس کی پیدائیش ایک کوہستانی مقام کی تھی۔ انھین پہاڑ کی علاقون و گھاٹیون مین اُسنے نشو و نما پاتی۔ مویشی چرانے اور لکڑیان توڑنے و جمع کرنے پر اُس کی ابتدائی تربیت و پرورش کا دار و مدار تھا۔ اور وہ اسی مشغلہ مین لبسر کرتی تھی۔ اگرچہ اُس کو وہان محنت و مشقت کر نا طرح طرح کی تکالیف برداشت کرنا پڑتی تھیں تاہم وہ سادگی وہ غربت و پریشان حالی۔ اِس عیش و آرام اِس فارغ البالی سے جس مین ہر وقت قسم قسم کی کھٹ کھٹ کے سوا اور کچھ نہین رکھا ہے وہ زمانہ اُس سے کہین بہتر و افضل تھا۔ وہ اپنی زندگی کا بہترین زمانہ سمجھتی تھی جبکہ وہ اور اُس کا ہمدرد بھائی جنگلون مین مویشیان چرانے و لکڑیان وغیرہ جمع کرتے جاتے تھے اور وہان سے لکڑیون کا ایک ایک گٹھا سر پر رکھکر و مویشیان ہانکتے ہوئے ہنسی خوشی مکان کو واپس آتے تھے۔ والدین مکان مین انکا انتظار کرتے ہوتے تھے۔ یہ لوگ ہو تجکر سردی کے موسم میں لکڑیون کا ایک الاؤ لگاتے اور اُس کے گرد سب چھوٹے بڑے مجتمع ہو کر بیٹھتے اور سردی سے بچنے کے لئے تاپتے تھے اُس وقت زہرا کی نظرون مین اُنھین خیالات کے تصاویر پھر رہی تھین اور وہی نقشہ کھنچا ہوا تھا کہ وہی عالم پھر پیش نظر آجائے۔ جھونپڑے مین سلگتی ہوئی لکڑیون سے لبقعہ دار دھوان اُٹھ رہا ہو۔ آنکھون سے آنسو روان ہون۔ سب ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تاپ رہے ہون۔ غرض اِن باتون کو زہرا موجودہ عیش و آرام۔ راحت و تنعم۔ نرم نرم بیش بہا گدون منقش و زرنگار قالینون سے کہین زیادہ و افضل و بہتر سمجھتی تھی ان متذکرہ بالا واقعات کے یاد آنے سے اس کی حالت مین ایک اچھا خاصہ انقلاب پیدا ہو گیا۔ دل مین اضطراب کی افزونی ہوئی۔ دم گھٹنے لگا قسم قسم کی تشویش انگیز و پریشان کن خیالات سینہ مین جوش مارنے لگے۔ تمام عیش و آرام فراموش ہو گیا۔ اسی عالم بیقراری مین اُس نے دوسری کروٹ بدلی اور دل مین لبصد یاس و حسرت کہنے لگی۔ افسوس صد افسوس کہان وہ زمانہ آزادی کہان یہ خیالات ... اب وہ سلگتی ہوئی لکڑیون کے الاؤ جس کے اردگرد ہم لوگ ہنسی خوشی بیٹھ کر تاپا کرتے تھے وہ کوہ و جبل وہ دشت

صحرا جہان ہم لوگ بکریان چراتے تھے اور لطف کی زندگی بسر کرتے تھے۔کہان گئے وہ قدرتی مناظر کے دلچسپ نظارے۔ وہ سبزہ زارون کی معتدل آب وہوا کیا ہوئی وہ باہمی چہل پہل بھائی کی مہرومحبت۔ جیسے ہی اس کی زبان پر بھائی کا نام آیا فوراً دل کو ہاتھون سے سنبھالے ہوئے اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ اور اس کی پریشان نظر اس دھیمی دھیمی روشنی پر پڑی جس کے قریب ایک خادمہ کسی انتظار مین بیٹھی ہوئی تھی۔ جو زہرا کے آرام کرنے کے بعد اس کی پائنتی سو جایا کرتی تھی معلوم نہین کہ اُسے کس طرح معلوم ہوگیا کہ زہرا اس وقت تک سوئی نہین ہے اور اسی وجہ سے وہ بھی ابھی تک نہین سوئی تھی کہ خدا جانے زہرا کو کس وقت کسی چیز کی ضرورت درپیش ہو اور مین سوتی ہون تو اُسے تکلیف ہو۔ زہرا نے جب خادمہ کو جاگتے ہوئے پایا اور سلسلہ خیالات کو عالمِ تنہائی نہ ہونے کی وجہ سے دراز نہ کرسکی تو آپ ہی آپ بے اختیار ہو کر رونے لگے۔

اکیاونوان باب (۵۱)

(بچپن کی باتین)

بھلے تھے بس وہی ایام حسرت اُس تعیش سے
مجھے رہ رہ کے رونا آرہا ہے اپنی حالت پر

جس خادمہ کا اوپر ذکر ہوا ہے بوجہ اپنی حسن خدمت ومحبت کے زہرا کو بیحد محبوب وعزیز تھی۔ اور اس کا حق المقدور بہت کچھ خیال رکھتی تھی۔ خادمہ نے زہرا کے دل مین اس درجہ گھر کرلیا تھا کہ وہ ادنے سے ادنے رموز کو بھی اس سے پوشیدہ نہ رکھتی تھی اور اپنے راز کی جزوکل تمام باتین اس سے کہدیتی۔ زہرا بحالت تفکر جیسے ہی پلنگ سے اُٹھ کر بیٹھی فوراً اُس کے روبرو آکر کھڑی ہوگئی اور عرض کیا کہ آپ کو کسی کام کی تو ضرورت نہین ہے۔ زہرا نے کہا۔

زہرا۔ اے خالہ کیا ابھی تک تم جاگ رہی تھین۔

خادمہ۔ بھلا مین کیونکر سوسکتی تھی اور مجھے نیند کیسے آتی۔ جبکہ تم بے چینی واضطرابی کے

عالم مین پڑی ہوئی کروٹین بدل رہی تھین۔ اور تم کو کسی کروٹ وکسی پہلو آرام نہ تھا۔ سچ سچ کہو کوئی کام تو نہین ہے یہ خادمہ آرام وہی کے سامان مہیا کرنے کے لئے بسر وچشم حاضر ہے مجھے کسی طرح آپ کی یہ بیقراری و پریشانی نہین دیکھی جاتی۔

زہرا۔ نہین کوئی کام تو نہین ہے اس وقت کون ایسا کام ہوگا۔

راوی۔ زہرا کے طرز گفتگو سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس کے دل مین کوئی بات ضرور ہے لیکن وہ چھپانا اور مہ پوشیدہ رکھنا چاہتی ہے تو خادمہ نے کہا۔

خادمہ۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپکو کچھ ضرورت ضرور ہے؟!!

زہرا (ٹھنڈی سانس بھر کر) ہان... مگر... !!

خادمہ (آگے بڑھ کر) کیا مسہری کا پردہ اٹھا دون۔

زہرا۔ ہان اٹھا دو.. معلوم نہین آج نیند کیون اڑ گئی۔ لاکھ تدابیر کرتی ہون لیکن پلک نہین جھپکتی۔

خادمہ۔ (چپکے سے) مین خیال کرتی ہون کہ شاید امیر المومنین کی گفتگو سے آج آپ کو کچھ نہ کچھ صدمہ ضرور پہونچا ہے.. آپ اس کا کس لئے رنج وغم کرتی ہین۔ بیکار کا درد سر مول لیتی ہین۔ وہ خود بھی جھپک مار کر اور بچتا کر راضی وخوش ہو جائین گے مجھے اُسپر پورا اعتماد وبھروسہ ہے۔

زہرا۔ یہ تو مین بھی بخوبی سمجھتی اور جانتی ہون.. لیکن ان کی خوشی ورضامندی سے نہیں ممکن ہے کہ میرا یہ رنج وغم دور ہو سکے اور یہ طپش وبے چینی رفع ہو۔ اب تو میرے دل مین رہ رہ کر کچھ اور ہی خیالات جوش مار رہے ہین۔ اس قسم کی بہار وعیش وآرام کو طبیعت اب کسی طرح گوارا نہین کرتی بلکہ بمصداق مضمون شعر ؎

یہ رنگ یہ فضا یہ گلون کی شگفتگی

وہ دیکھے جس کے سینہ مین گلشن کھلا نہ ہو

اب ان رنج وآلام کے زخمون کا اندمال ناممکن ہے

خادمہ۔ آخر یہ تو فرمایئے کہ آپ کو کس امر کا رنج ہے۔ کس لئے اس قدر ملول وپریشان ہو رہی ہین اس محل مین جس قدر اشخاص مسکن گزین ہین اور جو کچھ یہان کا نظم ونسق ہے وہ سب آپ ہی کے ہاتھ مین اور آپ اُن کے سیاہ وسفید کے مالک مختار ہین۔ کسی کو اس مین ذرہ

برابر بھی دخل و سروکار نہین جو چاہیے کیجیے۔ جس طرح چاہیے انتظام فرمائیے۔ بھلا کس کے منھ مین زبان اور اتنی جرأت و ہمت ہے کہ آپکو آدھی بات بھی کہہ سکے بغیر آپکی مرضی و خوشنودی کے خلیفہ صاحب بھی تو یہان نہین آسکتے۔ جب تمام باتین خود اختیاری کی آپ کو خاطر خواہ حاصل ہین تو پھر آپ کس لیئے اس درجہ رنجیدہ و کبیدہ خاطر ہو رہی ہین صاف صاف فرمایئے لونڈی سے پوشیدہ رکھنے کی ضرورت نہین ہے۔

زہرا۔ (اپنے بکھرے ہوے پریشان بالون کو سنبھال اور ٹھنڈی سانس بھر کر) تو یہ کون ایسی بڑی بات ہوئی کہ مین یہان کی مالک و مختار ہون اور سب طرح کا حق حاصل ہے۔ لیکن اُس کے ساتھ ہی ساتھ یہ کہان سے لازم آتا ہے کہ ان اُمور کے موجود ہوتے ہوئے مجھکو کسی قسم کا رنج بھی نہ ہو۔

خادمہ۔ آخر بات کیا ہوئی جو آپ اس قدر ملول و غمگین ہین ؎

بے سبب کی نہین یہ زاری ہے

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

زہرا۔ اور تو کوئی ایسی نئی بات قابل ذکر نہین جو بیان کرون، مگر اسوقت کی دھیمی دھیمی روشنی نے مجھے بچپنے کی فراموش شدہ باتین یاد دلادین جن کو ایک عرصہ سے طاق نسیان کے سپرد کر چکی تھی

خادمہ۔ تو کیا آپکی خوشی ہے کہ اور شمعین روشن کردی جائین۔ یہ کون ایسی بڑی بات ہے خادمہ ابھی ابھی اس کی تعمیل کیئے دیتی ہے۔

زہرا۔ نہین اس کی کوئی ضرورت نہین۔

خادمہ۔ تو پھر کوئی ایسا حکم دیجیے جسے بجالا کر آپ کی دلجمعی کا سامان فراہم کردون۔

زہرا۔ مین کیا بتاؤن۔ تم سے میرے مرض کی دوا نہین ہو سکتی۔ وہ امور تمھاری طاقت سے باہر ہین جس سے میری دلجمعی ہو سکتی ہے۔ وہ کام تم انجام نہین دیسکتین جو میرے اطمینان قلب کا باعث ہو وہ بصورت تمھارے امکان سے باہر ہے جو میرے سکون دل کا سبب ہو۔

خادمہ۔ (کسی قدر غور کرکے) آپ بیکار و فضول اپنے دماغ کو پریشان کرتی ہین۔ اور یاد رفتگان کو دل مین جگہ دیتی ہین۔۔۔ اب اُسے یاد کرنے سے کیا فائدہ۔ اب یہ غیر ممکن ہے کہ آپ اپنے مہجور بھائی کو دیکھ سکین۔ بہتر و انسب تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے دل سے اس قسم کے خیالات کو بھلا دیجیے۔ بیکار کا درد سر نہ لیجیے۔ خدا پر شاکر و صابر

ہو کر بآرام تمام ایام زندگی بسر کیجیے۔ ہر کام کا وقت مقرر ہے جب وقت موعودہ آجاتا ہے کام بھی انجام پاتا ہے۔ کل امر مرہون باوقاتہا۔ خواہ مخواہ کی اضطرابی و بیقراری مین مبتلا ہونا دانائی و عقل مندی سے بعید ہے۔

زہرا۔ (اپنے ہاتھ سے خادمہ کا منھ بند کر کے) تم کیا کہہ رہے ہو... مین اُسے کیونکر بھلا دون اُس کی یاد تو رہ رہ کر اور بھی بڑھتی جاتی ہے... آہ وہ بچپن کا زمانہ آہ وہ آزادی کا دور جب ہم دونون بھائی بہن جزیرۂ صقلیہ سے لائے گئے تھے جب ہم اپنے وطن سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو کر آئے تھے۔ وہ کیا ہوا اور کہان گیا... ہائے مجھے اس کا وہ گول دمنور چہرہ تو کبھی نہ بھولے گا.... آہ سمندر مین وہ کشتی کا بہنا۔ اور اس پیارے وفادار بھائی کا میرے ہاتھون کو پکڑ لینا کیسا اچھا وقت وکیا پرفضا و مسرت افزا سماتھا... کاش ہم دونون بھائی بہن اسی جزیرہ ہی مین رہتے اور آزادانہ زندگی بسر کرتے... یا اُسی بہتے ہوے سمندر مین ڈوب کر مر جاتے تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔

خادمہ۔ یہ سب آپ کی سمجھ و عقل کا پھیر ہے۔ آپ بالکل نہین سمجھتین۔ اگر یہان نہ آتین تو آج یہ موجب فخر مرتبہ و عزت کہان حاصل ہوتا اور لوگ آپ سے پھر حسد ہی کیون کرتے بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ دنیا کی عورتین آپ سے کیون جلتین۔

زہرا۔ یہ تو سب کچھ صحیح و درست ہے لیکن مین اپنے کمبخت دل کو کیا کرون وہ تو کسی طرح نہین مانتا۔ رہ رہ کر اس کی یاد دل کے ساتھ نشتر کا کام کرتی ہے۔ کوئی خدا کا بندہ ایسا ملجاتا کہ مجھے اُس کا پتہ و نشان بتا دیتا... ہائے مجھے تو یہ بھی خبر نہین کہ اس وقت تک وہ زندہ بھی ہے یا نہین (روکر) یا مچھلیون کی غذا ہو گیا... یا اللہ کہان جاؤن کدھر ڈھونڈون۔ کسی پہلو مفر نہین نہ تو موت ہی آتی ہے نہ غم سے نجات ملتی ہے ؎

موت مانگون تو رہے آرزوئے خواب مجھے
ڈوب ہی جاؤن تو دریا ملے پایاب مجھے

خادمہ۔ بھلا سوائے خدائے برتر کے اُس کی کیسے خبر ہوسکتی ہے اور کسی کو کیا علم... اگر وہ زندہ ہوتا تو یہ غیر ممکن تھا کہ آپ کی خبر پاکر وہ آپ سے ملنے نہ آتا۔

زہرا۔ جبکہ اُس کو میرا نام ہی نہین معلوم ہے تو اُسے میرا پتہ کیونکر معلوم ہو سکتا ہے۔ ہائے اُسے کیا علم کہ اندنون میرا نام زہرا ہے۔ وہ تو میرا بچپنے کا نام ضیار جانتا ہے اگر اُس نام

سے مین یہان مشہور ہوئی تھی تو ممکن تھا کہ وہ میرے نام سے واقف ہوتا۔ اور معلوم کرکے یہان آتا۔ لیکن وہ تو بالکل بے خبر ہے۔ بلکہ جہان کہین ہو گا۔ خدا جانے میرے نسبت کیا کیا توہم وخیالات اس کے پاک و صاف محبت بھرے دل مین پیدا ہونے لگے۔ ہائے مین اپنا المناک و درد بھرا قصہ کس سے کہون کس کو حال دل سناؤن ؎

کون سنتا ہے کہانی میری

اور پھر وہ بھی زبانی میری

خادمہ۔ بجا درست... آخر آپ اُن سے کہان جدا ہوئی تھین اگر آپ صاف صاف کچھ پتہ و نشان بتاتین تو ممکن تھا کہ نا چیز ہی کچھ اُن کا پتہ چلاتی... اور آپ کی دلجمعی کی صورت پیدا کرتی۔ لیکن بے نام و نشان کا تو کوئی پتہ نہین چلا سکتا۔

زہرا۔ ہم دونون بھائی بہن سمندر ہی مین تھے کہ چند آدمیون نے مجھکو پکڑ لیا۔ اور خدا جانے مجھ سے جدا کرکے میرے بھائی کو کہان پہونچا دیا۔

خادمہ۔ تو تم نے ان لوگون سے پوچھ لیا ہوتا۔ آخر دریافت کیون نہ کر لیا۔

زہرا۔ آخر مین کس سے پوچھتی۔ مجھے خبر ہی نہین کہ مجھکو کون لوگ لائے۔ اور کس کے پاس لائے مجھے تو وہ لوگ چور و اٹھائی گیرے معلوم ہوتے تھے... مین ہنسی خوشی اپنے والدین کے پاس بیٹھی تھی کہ دفعتًا یہ لوگ آ دھمکے اور مجھکو جبرًا پکڑ لائے اور یہان صقلیہ کے تاجر کے ہاتھ لاکر فروخت کر ڈالا وہان کچھ عرصہ قیام کرانے کے بعد مجھے عربی زبان سکھائی گئی۔ جب مین اسمین کسی قدر پختہ ہو گئی تو انھون نے مجھے صقلیہ کے ایک رئیس کے ہاتھ فروخت کر ڈالا۔ اس کے بعد مجھے کشتی مین بٹھا کر یہان کو لیچلے اور مجھسے کہا کہ ہم تمھین افریقہ کے ایک بہت بڑے عظیم الشان و خوشنما شہر مین لئے چلتے ہین۔ چونکہ مین نے دیکھ لیا تھا کہ میرا بھائی بھی ہمراہ ہے بدین وجہ راضی ہو گئی اور وہان جاتے مین کسی قسم کا حیلہ و حوالہ حجت و تکرار نہ کی ہم نے کشتی پر تھوڑی ہی دور سفر کیا ہو گا۔ کہ اسی اندھیری رات مین بہت سے چورون نے حملہ کیا۔ جن کا ہی کھلی و ڈکیتی پیشہ تھا اور اکثر اسی طرح سے کشتیون پر حملہ وغیرہ کرکے کشتیون کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ مین اگر چاہتی تو وہین رہ سکتی تھی مگر...»

خادمہ۔ (متعجب ہوکر) پھر آپ وہین کیون نہ رہ گئی۔

باونوان باب ۵۲

(جدائی کی وجہ)

جدائی کا سبب کیا پوچھتے ہو
کہ یہ چرخِ ستمگر کا فسون ہے

قبل اس کے کہ زہرا رخادمہ کے سوال کا کچھ جواب دے بے تحاشا اس کی ڈبڈبائی ہوئی آنکھون سے آنسو جاری ہی ہوگئے۔ بدقت تمام آنکھون سے آنسو پونچھ کر کہنے لگی۔ کہ میرے دہان نہ رہنے کی یہ وجہ ہوئی۔ کہ وہان ایک ایسا شخص تھا جو اپنے کو اس کشتی کا مالک بتاتا تھا۔ اور میرے پاس ہر وقت گھسا بیٹھا رہتا تھا۔ اور حد سے زیادہ میرے بھائی کی خاطر و تواضع وغیرہ کرتا تھا۔ لیکن خدا جانے کیا بات تھی کہ مجھے اس سے دلی نفرت تھی۔ جس قدر اس کی میری طرف توجہ۔ خواہش و محبت بڑھتی جاتی تھی اسی قدر میرے دل مین اس کی طرف سے نفرت مین اضافہ و زیادتی ہوتی جاتی تھی۔ چنانچہ مین نے اپنے بھائی سے کہا کہ جس وقت ہم لوگ ملک افریقہ پہونچین گے۔ تو وہان کے حاکم اعلےٰ سے اس کی باقاعدہ شکایت کرینگے۔ چنانچہ اس کو ہمارے اس ارادہ کا پتہ لگ گیا۔ جس کے بعد وہ ہم لوگون کے ہمیشہ درپے آزار و ایذا رسان رہنے لگا۔

خدا خدا کر کے مہرجان سے ملاقات ہوگئی۔ مین نے دل مین خیال کیا کہ اگر ان لوگون کی کشتی پر ہم چلے جائین گے تو اس بدمعاش موذی سے نجات حاصل ہو جائیگی۔ اور ان جا نکاہ تکالیف سے چھٹکارہ ہوگا۔ بہرصورت ان معاملات سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موت و زیست کی لگام ایک ایسے فتنہ خوز بردست کے ہاتھ مین تھی جس سے رہائی و نجات پانا ہم لوگون کے ایک اہم و دشوار ترین امور مین سے تھا ہم مین اتنا دم وخم۔ و بساط نہ تھی کہ اس کا کسی طرح مقابلہ کر سکتے یا اس کے دست تعدی سے جانبر ہو سکتے۔ لیکن اس عزاسمہ کا فضل و کرم کچھ ایسا شریک حال ہوا کہ مین فرحان کی کشتی پر سوار کرادی گئی۔ اور مجھے یہ خیال بندھا۔ کہ میرا بھائی بھی پہلے کشتی سے اتر کر اس کشتی پر سوار ہو لیا ہوگا۔ اسی

وجہ سے اطمینان تھا۔ مگر کشتی پر چہار سمت نظر دوڑانے سے جب وہ کہین نظر نہ آیا اور اُس کا دیدار نصیب نہ ہوا تو میرا دل پہلو مین مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا۔ بے تحاشا دل بھر آیا زار و قطار آہ و بکا کرنا شروع کر دیا۔ لیکن اسی گریہ و زاری۔ فریاد و بیقراری کا اُس لق و دق طوفان خیز و موج انگیز سمندر مین کون سننے والا۔ اور کون ایسا اپنا شریک رنج و غم وہان بیٹھا تھا۔ جو میری مجبوری و لاچاری کو دیکھ کر مجھ خستہ تن کی امداد و دستگیری پر آمادہ و موجود ہو جاتا۔ یہان تک اسی رنج و غم مین یہ بدنصیب روتی رہی کہ روتے روتے ہچکیان بندھ گئین اور عالم غشی طاری ہو کر آنکھین بند ہو گئین۔ دنیا و ما فیہا کی کچھ خبر نہ رہی۔ ایک نئے عالم مین جذبات کا سیلاب انگیز دریا بہائے گیا۔ اور میری کشتی اُندلس مین جا پہونچی۔ وہان اُتر کر ان لوگون نے دوسرے چورون و دزد پیشہ اشخاص کے ہاتھ فروخت کر ڈالا۔ اور مشتری جو کہ میرا مالک ہو چکا تھا۔ مجھے وہان سے لیکر قرطبہ مین آ پہونچا اتفاقاً وہان بآسر خواجہ کی نظر مجھ پر پڑ گئی اور اُس نے امیرالمومنین کے لئے مجھے خرید لیا ان طرح طرح کے مصائب و قسم قسم کی تکالیف مین مبتلا رہنے کے بعد بظاہر مین اس درجہ کو پہونچی جو کہ تمہارے پیش نظر ہے۔ لیکن اس کو کیا کرون اندر ہی اندر دل بیٹھا جاتا ہے۔ کلیجہ منھ کو آتا ہے۔ پیارے مجبور بھائی کا خیال ہر لحظہ رہ رہ کر پریشان و مضطرب کرتا رہتا ہے اور بعض اوقات یہ توہمات جان کے خواہان ہو جاتے ہین کہ اس ناگوار دنا قابل برداشت فراق کا باعث اسی بدنصیب کی ناپاک و نامراد ہستی ہے۔ اسی بنا پر بوجہ ندامت و شرمندگی اس درجہ رنجیدہ و کبیدہ خاطر ہو جاتی ہون کہ اپنے آپے مین نہین رہتی جسکا اظہار قوت بیان سے باہر ہو جاتا ہے۔۔"

راوی۔ اس قدر بیان کرنیکے بعد زہرا مین تاب تکلّم نہ رہی اور بیقرار ہو کر رونے لگی لیکن حتی الوسع اس بات مین کوشان و ساعی رہی کہ میرے رونے کی آواز کو دوسرا نہ سن سکے اور کہین یہ نہ خیال کرے۔ کہ شاید یہ آج امیرالمومنین کی زجر و توبیخ پر رو رہی ہے۔ خادمہ اس کی حسرت افزا و وحشت انگیز گفتگو سن کر دل ہی دل مین تعجب کر رہی تھی۔ کہ یہ اپنے بھائی سے کس قدر انس و محبت کرتی ہے اگر مین اُس کی جگہ پر ہوتی یا مجھے اس قسم کا ناز و نعم و طرح طرح کی نعمتین حاصل ہوتین۔ مین تو کبھی کسی کا تصور سے بھی خیال نہ کرتی لیکن زہرا ایسی عورتون مین نہ تھی کہ جسے اپنے پرائے کا احساس و خیال نہو اُس کا مزاج نہایت

زم واقع ہوا تھا۔ کسی کی ذرا سی تکلیف بھی اُسے مصائب کا عظیم الشان پہاڑ معلوم ہوتی تھی اس لئے ہر لحظہ وہ اپنے بھائی کے صدمۂ فراق سے بیقرار و اشکبار رہتی تھی اور کبھی کبھی ذرا ایسا ہو جاتا تھا کہ اُن کی طرف سے بالکل ناامید و مایوس ہوکر فرطِ رنج وغم سے آپ ہی آپ اپنے جامہ سے باہر ہو جاتی اور طرح طرح کے مجنونانہ و غیر عاقلانہ حرکات کرنے لگتی تھی۔ افسوس صد افسوس اُسے اتنی بھی خبر نہ تھی کہ اُسکا پیارا بھائی زندہ ہے۔ یا موت کی نیند سو گیا۔

خادمہ۔ (اس وقت کی یاس و ناامیدی سے زہرا کا خیال دوسری جانب رجوع کرنے کی غرض سے) آپ خدا کا ایسی حالت مین لاکھ لاکھ شکریہ ادا کیجیے کہ اُس پاک بے نیاز نے آپ کو ایسے موذی شخص سے نجات دلائی جس سے آپ بالکل متنفر و مکدر تھین۔۔۔ اور"

زہرا۔ ہان نجات تو مل گئی۔۔۔ کاش حقیقی نجات حاصل ہو جاتی۔۔۔۔ (کچھ کہنے ہی کہتے فرطِ ندامت سے متاثر ہوکر خاموش ہوگئی)۔

خادمہ۔ (اُس کی ندامت و شرمندگی کو رفع کرنے کی غرض سے) خواہ نخواہ کے لئے آپ اپنے بھائی کو یاد کرکے بیکار کو رنجیدہ و ملول ہو رہی ہین۔ اور مفت مین اپنی جان نازنین کو ہلکان کرتی ہین بھلا اس سے کیا فائدہ۔ صبر و شکر کیجیے خدا پر بھروسہ رکھیے وہ مسبب الاسباب کچھ نہ کچھ پردۂ غیب سے آپ کے حسب دل خواہ انتظام فرمائیے اور آپ کی تمنائے دلی پوری کرے۔ ؎

ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائین کیا
رات دن گردش مین ہین ہفت آسمان

دیکھیے خدا کے لئے اپنے کو سنبھالیے اس قدر پریشان و از خود رفتہ نہ ہوجیے۔ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ آپ اپنے پیارے بھائی سے بہت جلد ملین گی۔۔۔۔ آپ نے کبھی اس کے متعلق کسی نجومی سے بھی دریافت کیا تھا۔

زہرا۔ اول تو مجھے نجومیون کا اعتبار ہی نہین ہوتا۔ اور اصل بات تو یہ ہے کہ مین اس کے متعلق کس سے دریافت کرون اور کس سے اپنا مافی الضمیر ظاہر کرون۔ مجھے خوف معلوم ہوتا ہے کہ جس کسی سے مین اپنا عندیہ بیان کرون۔ وہ خلیفہ سے کہین اسکا ذکر نہ کردے۔ لیکن نہین مین چاہتی ہون اور میرا دلی منشا ہے کہ امیرالمومنین کو اس کا علم ہو جائے کہ میرا

دلی تعلق کسی دوسرے سے بھی ہے۔ کیونکہ خلیفہ صاحب خود سوائے میرے کسی دوسرے سے تعلق نہین رکھتے۔ ....،،

خادمہ۔ بجا فرمایا۔ (کان مین آہستہ سے) مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ جس آدمی کو امیرالمومنین نے آپ کو علم موسیقی سکھانے کے لئے مامور کیا ہے وہ علم نجوم مین کافی دستگاہ و مہارت نامیہ رکھتا ہے اور اس فن مین اُسے اچھا خاصہ عبور و ملکہ ہے۔ بلکہ اسے عدیم المثال و یکتائے دہر کہنا زیبا ہے۔

زہرا۔ تم سعید کتب فروش کو تو نہین کہہ رہی ہو؟ کیا وہ علم نجوم بھی جانتے ہین؟،،

خادمہ۔ جی ہان سبھی مجھے اُس کی بابت علم الیقین ہے۔ خود خلیفہ صاحب ہی۔ اُن سے بعض امور مین مشورہ لیتے اور اکثر امور دریافت فرماتین اور اُن سے مشورہ لین۔ مجھے ظاہری طور سے تو اس مین کچھ ہرج و مضائقہ بھی نہین معلوم ہوتا۔

زہرا۔ مگر اس خاص مسئلہ مین بھی تو اُن سے دریافت کرنے کی ضرورت ہے۔۔ خیر مین ابھی تنہائی مین غور کرونگی کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔

راوی۔ خادمہ سے اسقدر گفتگو کرنے کے بعد زہرار کے چہرہ سے کسی قدر آثار طمانیت و اطمینان ظاہر ہونے لگے اور پہلی سی بے چینی و اضطرابی باقی نہ رہی تھی۔ جس سے صاف پتہ چلتا تھا کہ اب اُس کے دل پر اُن پریشان کن خیالات کا اثر باقی نہین رہا۔ بلکہ کسی قدر نیند کا خمار بھی اُس کی آنکھون مین پیدا ہونے لگا۔ خادمہ اُس کی یہ کیفیت دیکھ کر وہان سے چلی آئی اور زہرا لیٹ کر انہین معاملات پر غور و فکر کرنے لگی۔ ادھر سعید اپنے کمرہ مین بیٹھا ہوا جوہر کا نہایت شد و مد سے انتظار کر رہا تھا۔ کہ وہ آجائے تو کچھ تازہ و نئی معلومات حاصل ہوسکیں جوہر بھی ایک ایسا چالاک و ہوشیار آدمی تھا۔ کہ اُس نے امیرالمومنین و زہرار کی باہمی تمام بات چیت سُن لی کہ سعید کے پاس آکر پورا واقعہ من وعن بیان کر دیا۔ سعید اس کیفیت کے سُننے کے بعد اپنے بستر پر آکر اس خیال مین لیٹ رہا کہ ممکن ہے امیرالمومنین کل مجھے طلب فرمائین۔

ترپنوان باب (۵۳)

(نجوم)

سعید کے خیال کے مطابق علی الصباح یاسر آکر پہونچا اور سعید سے کہا کہ چلئے جناب تشریف لے چلئے امیرالمومنین آپ کو یاد فرما رہے ہین۔ سعید اپنی کتاب نجوم کو بغل مین دابکر اس کے ہمراہ ہولیا۔ دونون خلیفہ صاحب کے آرام گاہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ جس وقت یہ لوگ وہان پہونچے ہین۔ اس وقت تک امیرالمومنین بستر استراحت پر آرام فرماتے تھے۔

امیرالمومنین۔ (بیٹھنے کا اشارہ کرکے) کہئے آپ نے ہماری زہرا بیگم کو بھی کچھ سکھایا؟"

سعید۔ کل تو وہ اپنے دولت خانہ پر تشریف ہی نہین رکھتی تھین۔ آخر مین سکھلاتا تو کیسے سکھلاتا؟"

امیرالمومنین۔ کیا آپ نے اپنے علم کے رُو سے اُن کے غائب ہونیکی وجہ وغائت بھی دریافت کی تھی۔

سعید۔ جی نہین۔ اگر آپ کا حکم ہو تو زائچہ کھینچکر اُس کی کیفیت ووجوہات وغیرہ تبلاؤن۔

امیرالمومنین۔ ہان ہان ضرور۔ آخر آپ اس مین تاخیر کیون کرتے ہین۔

راوی۔ یہ حکم پاتے ہی سعید نے اپنی کتاب نکالی اور ادھر اُدھر ورق گردانی کرنے لگا کبھی اُلٹتے لٹتے کچھ غور کرنے لگتا۔ کبھی آپ ہی آپ بڑبڑانے لگتا۔ جب اس کو بہت دیر ہوئی تو خلیفہ صاحب نے دریافت کیا کہ آپ نے کیا معلوم کیا؟"

سعید۔ ایک اگردان منگوائیے۔

راوی۔ خلیفہ صاحب کا اشارہ پاتے ہی سونے کا بیش قیمت اگردان اسی وقت حاضر کیا گیا۔ جس مین آگ روشن تھی۔ سعید نے اپنی جیب سے کچھ نکالکر اُس مین سلگایا۔ جیسے ہی اُس کا دُھوان بلند ہوا سعید نے کتاب رکھدی اور دھوئین کو لے کر ہاتھون سے اپنی طرف کرنے لگا۔ اُسی اثنا مین بار بار اپنے ہاتھ ابرؤن پر پھیرتا جاتا تھا۔ دھوئین کو بغور

دیکھتا جاتا تھا۔ اور کبھی کبھی کہہ اٹھتا تھا کہ آئینہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ کیا یہ امیر عبداللہ نہیں ہیں امیر المومنین نے سعید کی جب یہ راستی آمیز باتیں سنیں تو اُسے اچھی طرح سے یقین ہو گیا کہ سعید ضرور اس فن میں ماہر دیکھائی دیتا ہے۔ اور خاموشی کے ساتھ مزید معلومات حاصل کرنے کا انتظار کرنے لگے کہ دیکھیں اب اور سعید کیا بیان کرتا ہے۔ سعید اسی قسم کے اشغال میں مصروف تھا کبھی کبھی چھت پر بھی نظر ڈالتا۔ تھوڑی دیر کے بعد چپکے چپکے یوں بڈبڈانے لگا۔ جی ہاں یہ امیر عبداللہ صاحب ہی ہیں باغ میں ٹہل رہے ہیں۔ اور ہاں زہرا بیگم بھی تو ان کے پاس موجود ہیں۔ جہاں پناہ میرے علم کے ذریعہ سے تو مجھے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ دھواں دھوکہ دیتا ہو

امیر المومنین۔ اس سے پہلے بھی کبھی آپ کو دھوکہ ہوا تھا

سعید۔ جی نہیں اس سے قبل تو مجھے کبھی دھوکا نہیں ہوا تھا لیکن اصل تو یہ ہے کہ میں نے امیر عبداللہ صاحب کو اُن کے محل میں چھوڑا تھا۔ اور پھر یہ بھی کسی کی زبانی سننے میں نہیں آیا کہ امیر صاحب موصوف یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں بدیں وجہ میں نے خیال کیا کہ شاید یہ علم غلط بتاتا ہو مجھے دھوکا ہوا ہو وہ خود نہ ہوں۔

امیر المومنین۔ اچھا آپ یہ کیوں نہیں معلوم کرتے کہ وہ یہاں کیونکر اور کس لیئے آئے

سعید۔ (اگردان میں کسی قدر رنجور وغیرہ ڈالکر اور اسکے دھوئیں میں نظر جما کر) جی ہاں سچ ہے وہی تو ہیں۔ مگر زنانہ لباس میں ہیں۔ دیکھئے تا وہ زہرا بیگم بھی تو اُن کے پہلو میں بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی ہیں۔

امیر المومنین۔ اچھا یہ بھی کہ وہ دونوں آپس میں کیا گفتگو کر رہے ہیں"

سعید۔ جناب عالی۔ کچھ سنائی نہیں دیتا کہ کیا بات چیت ہو رہی ہے۔

امیر المومنین۔ ذرا اچھی طرح دیکھئے تو کیا باتیں ہو رہی ہیں مجھے بیحد اشتیاق ہے۔

سعید۔ بندہ نواز کیا کیا جائے کچھ سننے ہی میں نہیں آتا مجھے ان باتوں کے سننے کا ازحد شوق دامنگیر ہو رہا ہے اور یہی خواہش ہے کہ کسی طرح یہ گفتگو سمجھ میں آ جائے ہوئی

امیر المومنین۔ بھلا یہ تو فرمایئے کہ آپ اس کوئی اور فرصت کے وقت بھی سن سکتے ہیں"

سعید۔ جی ہاں خوب اچھی طرح سن سکتا ہوں۔

امیرالمومنین۔ خیر اس کو جانے دیجیے۔ لیکن جو کچھ آپ نے اس وقت دیکھا و سنا ہو۔ اس کو راز مین رکھئے گا کسی پر ظاہر نہ ہونے دیجیئے گا۔ اور جب کبھی اس کے متعلق آپکو اور وقوف حاصل ہو یا کچھ سنین تو مجھے ضرور آگاہ کیجیے گا۔ مگر ہان۔ یہ تو بتائیے کہ اس قسم کے حالات وغیرہ آپکو کس طرح معلوم ہو جاتے ہین

سعید۔ مین خود اس کو انھین کی زبان سے سنون گا۔

امیرالمومنین۔ تو آج آپکو حکم دیا جاتا ہے کہ عصر کے وقت اُن کے یہان علم موسیقی کی تعلیم دینے کے لئے آپ ضرور بالضرور تشریف لیجائیگا۔ اور مین اُس کو تاکیداً کہلائے بھی بھیجتا ہون۔ کہ وہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے آمادہ و مستعد رہین۔

سعید۔ (سر تسلیم خم کرکے) تابعدار کو بسر و چشم منظور ہے اور حکم حضور کی تعمیل مین ہمہ وقت مستعد و آمادہ ہے۔ لیکن مناسب تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت وہ اپنے کمرہ مین نہ ہوتین۔ بلکہ تخلیہ مین تشریف رکھتین۔ کیونکہ وہان نوکر چاکر خدام۔ لونڈیان باندیان وغیرہ بکثرت حاضر رہتی مین جنسے تعلیم مین خلل ہوتا ہے اور حسب دلخواہ کام انجام نہین پاتا۔ یا یہ فرما دیجئے کہ وہ تنہا رہ کر میرا انتظار کرین زیادہ سے زیادہ ایک آدہ لونڈی غلام کو کام کاج کے لئے روک رکھین۔

امیرالمومنین۔ اچھا۔ اس مین کیا وقت ہے ایسا ہی کیا جائیگا۔ بلکہ میرے خیال مین وہ خود اسکو پسند کرین گی۔ اور کسی قسم کے قیل و قال نہ کرینگی۔ آپ جس وقت وہان تشریف لیجائیگا تو انشاءاللہ آپ اُنکو تنہا ہی پایئے گا۔

سعید۔ تو کیا۔ آج شام کو مین اُن کے یہان جاؤن۔

امیرالمومنین۔ ہان ہان ضرور"

راوی۔ اتنا کہہ کر امیرالمومنین وہان سے ہٹے اور سعید نے بھی اٹھکر اجازت طلب کی اور چلتے بنے۔ اور جب وعدہ مکان پر پہونچکر کپڑے بدلے اور عصر کے وقت بابر کو ہمراہ لیکر زہرا کے کمرہ کی طرف روانہ ہوئے جس وقت دروازہ پر پہونچے تو وہ وہین ٹھہر گئے اور بابر اندر جاکر زہرا سے سعید کی آمد کی اطلاع کرکے واپس چلا آیا اور سعید مکان کے اندر داخل ہوئے جب وسط کمرہ مین پہونچے تو دیکھا کہ ایک پردہ حائل ہے۔ جس مین سے جوہر نے نکل کر یہ تجاہل عارفانہ سعید سے دریافت کیا کہ کیا آپ ہی ہماری بیگم صاحبہ

کو علم موسیقی سکھانے کے لئے تشریف لائے ہین۔
سعید۔ ہان۔مین ہی آیا ہون۔
جوہر۔ بیگم صاحبہ تو اس پردہ کی آڑ مین بیٹھی ہوئی۔آپ کا۔انتظار کر رہی ہیقن۔اچھا تشریف رکھئے۔
راوی۔ جوہر نے اتنا کہکر سعید کے لئے ایک پر تکلف فرش بچھا دیا۔اور خاص قسم کا ایک باجا لاکر اُن کے حوالہ کر کے کہا کہ لیجئے یہ باجا حاضر ہے جو کچھ آپ کو سکھانا ہو اُسی کے ذریعہ سے اُنکو تعلیم دیجئے گا۔

چونوان باب (۵۴)

(تعلیم)

سعید نے وہ باجہ جوہر سے لے لیا اور اس کو ایک خاص سُر۔یا لحن پر درست کر کے واپس دیکر کہا کہ اب اسے لیجا کر دیدو چنانچہ جوہر نے وہ باجا لیجا کر زہرا کے حوالہ کیا۔
سعید (زہرا سے) اب آپ اس کو فلان فلان لحن پر بجایئے مین نے باقاعدہ درست کر دیا ہے۔
راوی۔ زہرا نے وہ باجا لیکر بجانا شروع کیا اور سعید بار بار اُسے بتاتے جاتے تھے کہ یہان پر یہ پردہ گھٹاؤ۔اور فلان پردہ بڑھاؤ فلان کھونٹی کس دو فلان ڈھیلی کردو۔لیکن زہرا ان باتون سے نہایت مکدر و پریشان ہو رہی تھی کیونکہ اُس کا دل اپنے پیارے بھائی کی یاد و سعید کے علم نجوم کے امتحان مین لگا ہوا تھا۔اُسے اس وقت راگ و راگنی وغیرہ کچھ بھلے نہ معلوم ہوتے تھے۔سعید کچھ بتاتے تھے اور وہ کچھ کا کچھ کرتی تھی کیونکہ اس قسم کے جملہ امور اطمینان و یکسوئی قلب سے ہوتے ہین۔نہ کہ پراگندگی و پریشان خیالی مین سعید کی بھی انتشاری کیفیت کچھ زہرا سے کم نہ تھی۔بلکہ بڑھی چڑھی ہوئی تھی وہ اس خیال و کشمکش و پیچ مین مبتلا تھے کہ کہین بیچ کا پردہ جو کہ میرے اور زہرا کے درمیان حائل ہے کسی طرح ہٹ جاتا اور مین اچھی طرح جی بھر کر اُس سراپا حسن و جمال کا نظارہ کر لیتا

پھر آپ ہی آپ کچھ دل مین سوچکر پشیمان سا ہو جاتا - کہ کیا اچھا و مناسب ہوتا کہ مین نے اُس کے متعلق خلیفہ صاحب سے کچھ پہلے ہی سے طے کرلیا ہوتا - جب سعید کی کچھ نہ چلی اور خیالات دلی و جذبات قلبی پورے ہوتے ہوئے نہ معلوم ہوئے تو اُس نے اشارہ سے جوہر سے کہا کہ کسی طرح اس حجاب کو جو ہمارے اور زہرا بیگم کے درمیان حائل ہے گرادے لیکن جوہر اب بار بار کے آنے جانے مین ناک بھون چڑھانے لگا - جب نہ رہا گیا تو جھنجلا کہنے لگا کہ آخر یہ کس قسم کا طرز تعلیم ہے - میرے خیال مین تو اس سے فائدہ متصور ہوتے نظر نہین آتا - جوہر کے اس بیباکانہ جملے کا اثر دونون کے دلون پر پڑا جب پر سعید نے کہا کہ جوہر واقعی تیرا کہنا درست و صحیح ہے اگر امیر المومنین سے مین اس کی اجازت لے لیتا تو مجھے ہرگز نہ روکتے اور کسی طرح کا دریغ نفرماتے - لیکن زہرا بیگم صاحبہ کو اس معاملہ مین خود بذاتہ اختیار کلی حاصل ہے وہ اپنے افعال و اعمال کی مختار کامل ہین ان کو کسی قسم کی مزاحمت و روک ٹوک نہین وہ اس وقت چاہتی تو پردہ بشوق ہٹا سکتی ہین کوئی امر مانع نہین -

جوہر - مین خیال کرتا ہون کہ بیگم صاحبہ اسمین کسی قسم کی حجت وغیرہ نہ کرینگی کیونکہ ہم لوگ تو محل کے ایک گوشہ مین پڑے ہوے ہین یہان کون دیکھنے آتا ہے - اور کسی کو ہم لوگون کے معاملات مین اس قدر درد سر مول لینے کی ضرورت ہے -

راوی - جوہر اس قدر کہکر زہرا کے پاس پردہ مین گیا اور اُس کے کچھ کان مین کہا اور وہان سے واپس آکر سعید سے اس طرح کہنے لگا -

جوہر - جناب ذرا گوش ہوش سے سنئے - بیگم صاحبہ ایک شرط سے پردہ اٹھا دینے پر طیار ہین

سعید - آخر وہ کونسی ایسی شرط ہے "

جوہر - بیگم صاحبہ کو معلوم ہوا ہے کہ آپ علم نجوم بھی جانتے ہین -

سعید - یہ اُن سے کس نے کہا -

جوہر - و آپ کو اس سے کیا کسی نے کہا - بہر حال وہ بھی جانتی ہین اور مجکو بھی علم ہے وہ شرط یہ ہے کہ ایک معاملہ مین وہ آپ سے کچھ دریافت کرنا چاہتی ہین - جس کی وجہ سے وہ کئی سال سے سخت پریشان و مکدر رہتی ہین - اگر آپ اسے صحیح صحیح بتا دیگے تو وہ پردہ اٹھا دینگی یہ شرط اگر آپ کو منظور ہے تو بسم اللہ ورنہ سمجھے -

سعید۔ جو کچھ وہ حکم کرین گی مجھے اُس مین دریغ نہین۔ مین اُن کے حکم کی تعمیل مین بسر و چشم حاضر و موجود ہون۔ (زہرا سے متوجہ ہو کر) آپ کس امر کے متعلق دریافت فرمانا چاہتی ہین۔ ارشاد فرمایئے بندہ اُس کی تعمیل کے لئے آمادہ و مستعد ہے۔

زہرا۔ (تھرائی و کانپتی ہوئی آواز مین) مین یہ تو نہ بتاؤن گی کہ وہ کون چیز ہے اور کس نام سے موسوم ہے لیکن اتنا بتائے دیتی ہون۔ کہ ایک شخص گم ہو گیا ہے جس کو آج کئی سال کا زمانہ ہونے کو آتا ہے نہ اس کی کچھ خبر ہے اور نہ یہ معلوم ہوا کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا اور اب وہ کہان اور کس حالت مین ہے آیا زندہ ہے یا آغوش فنا مین سو گیا۔ اگر آپ علم نجوم جانتے ہین تو فرمایئے وہ کون شخص ہے اور کہان ہے؟"

سعید۔ (اپنی کتاب نکال اور ورق گردانی کر کے) شاید آپ اپنے گم شدہ بھائی کا پتہ لگانا چاہتی ہین۔

زہرا۔ (اتنا سنتے ہی چیخ کر) بیشک بیشک آپ نے بہت صحیح و درست فرمایا۔۔ یہ تو کہئے کیا وہ زندہ بھی ہے؟ جلد بتایئے" دل کو از حد فکر پیدا ہو رہی ہے۔

سعید۔ (کتاب مین اِدھر اُدھر اوراق الٹ پلٹ کر) جی ہان وہ تا ہنوز مقید حیات ہے۔

زہرا۔ (متعجب ہو کر اور سعید کے بہت جلد جواب دینے سے شک کر کے) کیا اُسکا نام بھی آپ بتا سکتے ہین

سعید۔ آخر آپ کونسا نام دریافت کرنا چاہتی ہین۔

زہرا۔ کیا اُس کے دو نام ہین؟"

سعید۔ جی ہان اُس کے درحقیقت دو نام ہین ایک تو اُسکا پرانا نام ہے جسے آپ بھی جانتی ہین اور ایک نیا نام ہے جس سے آپ واقف نہین"

زہرا۔ جو نام مین جانتی ہون اُسے آپ بتایئے۔

سعید "سالم"

زہرا۔ "ہان بیشک سالم ہی نام تھا۔ خدا آپ کو صحیح و سالم رکھے یہ تو فرمایئے کہ وہ زندہ بھی ہے۔

سعید۔ ہان زندہ تو ضرور ہین مگر۔۔۔"

زہرا۔ آپ نے یہ مگر کیسا استعمال کیا؟"

سعید۔ ان کے قتل کردئے جانے کا گمان غالب ہے۔

راوی۔ زہرا کو سعید کی جب چند باتین صحیح و درست معلوم ہوئین تو اس کا اعتقاد سعید کی طرف اور بھی بڑھ گیا اور اُس کے دل مین اُس کی عزت و وقعت نے اپنا خاصہ گھر کر لیا سعید کے آخری کلام سے زہرا کے آئے ہوئے ہوش و حواس گم ہوگئے۔ فرطِ خوف سے تمام جسم مین لرزہ پڑگیا کپکپی سوار ہوگئی۔ اور دریافت کیا کہ آخر یہ کیون۔ اور کہان ... آپ فرمایئے تو۔ مین خیال کرتی ہون کہ امیرالمومنین میری خاطر سے اُسے ضرور بالضرور بچا لین گے۔

سعید۔ اُنہہ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے خود امیرالمومنین ہی اس کے قتل کے باعث ہوئے ہین۔

پچپنوان باب ۵۵

(رفع حجاب)

؎ باقی نہ رہا عشق مین پردہ من و تو کا + اُن کو نظرِ غور سے دیکھا تو ہمین ہین

اب زہرا کو سعید کے روبرو آجانے مین کوئی حجاب مانع نہ رہا۔ لہٰذا اپنی جگہ سے اُٹھی اور سر پر اوڑھنی ڈال کر چلمن کے قریب آگئی۔ ادھر سعید بھی اسے آتا ہوا دیکھ کر تعظیم کے لئے اُٹھ کھڑے ہوے۔ زہرا سعید کی زبانی اپنے بھائی کے قتل ہوجانے کا حال سن کر نہایت خوفزدہ ہو کر کہنے لگی۔ کیا آپ کا یہ فرمانا واقعی صحیح ہے؟ کیا در اصل امیرالمومنین کی طرف سے اُن کی جان خطرہ مین ہے؟ خدا کے واسطے صحیح صحیح حال بتایئے یہ کہکر سعید کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھنے لگی۔ جیسے ہی اس کی نظر سعید پر پڑی فوراً نگاہ نیچی کر لی اور ایک لحظہ کے بعد پھر سعید کے چہرہ کو بغور دیکھنے لگی۔ گویا اُس سے قبل اُس نے سعید کو کہین پہلے بھی دیکھا تھا۔ یا اسکا ہم شبیہہ اُس نے کوئی دوسرا شخص دیکھا تھا۔ یہ سب کچھ تو تھا لیکن اِس کے حواس ٹھکانے نہ تھے۔ تمام جسم کانپ رہا تھا۔

سعید۔ (آہستہ سے) آپ اس قدر بیچین و مضطرب نہ ہون کوئی اسقدر خوف و خطر

کی بات نہین ہی خلیفہ صاحب کی دشمنی وعداوت سے آپ کے بھائی سالم کا بال تک بیکا نہین ہوسکتا اور وہ کچھ نہین بنا سکتے

زہرا۔ (اپنے بھائی کا پرانا نام سن کر آنکھون مین آنسو بھر لائی۔ اور پھر تھرائی ہوئی آواز مین کانپ کر بولی) جناب من آپ نجومی نہین بلکہ میرے خیال مین پیغمبر ہین۔

سعید۔ (زہرا کی طرف سے منھ پھیر کر) معاذ اللہ آپ کیا بیکار فرما رہی ہین۔ مین تو نہ کوئی نجومی ہون اور نہ پیغمبر"

زہرا۔ (اپنا چہرہ ہاتھون سے بند کر کے) آمین یہ مین کیا دیکھ رہی ہون۔۔۔ افسوس۔۔ کہین مین خواب تو نہین دیکھ رہی ہون؟ آیا جاگ رہی ہون۔

سعید۔ جی ہان آپ عالم بیداری مین ہین۔

زہرا۔ (آنکھون سے ہاتھ ہٹا کر اور پھر فوراً منہ کر کے پردہ مین جا کر) واقعی مین جاگ رہی ہون۔ بیدار ہون۔ اس سے تو یہی بہتر تھا۔ کہ کاش مین سوتی ہی ہوتی!

راوی جوہر کھڑا ہوا یہ تمام تماشہ وکیفیت بنظر غور دیکھ رہا تھا اور دل ہی دل مین تعجب وحیرت بھی کرتا جاتا تھا۔ اور دل ہی دل مین ڈر بھی رہا تھا جب زہرا کو اندر جاتے ہوئے دیکھا تو خود بھی اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ اور کچھ دور چل کر کہنے لگا کہ آخر بیگم صاحبہ آپ کو یہ کیا ہو گیا ہے؟ آخر ان سے یہ کیون نہین دریافت فرماتین کہ میرے بھائی صاحب کہان ہین اس بات کو تو ختم کر لیجیے۔

یہ سنکر زہرا نے جوہر کو ایک دھکا دیکر ڈھکیل دیا جس سے جوہر گرتے گرتے بچ گیا اور کہنے لگا۔

جوہر۔ سچ ہے۔ واقعی مین اسی کا مستحق تھا۔ مین ہی نے تو خلیفہ صاحب کے حکم کے خلاف کیا تھا اور آپ کو معلم صاحب کے پاس جانے کی اجازت دی، یہ اُسی کی سزا تھی"

راوی۔ سعید خاموش کھڑے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد پردہ کو ہٹایا اور زہرا کو گردن جھکائے پیشانی پر ہاتھ ٹیکے ہوئے دیکھ کر کہا۔

سعید۔ (کیا اب کچھ دریافت نہ فرمائیگا) تو کیا اب مین جاؤن؟

زہرا۔ (بیٹھ ان کی طرف پھیر کر) جی ہان جائیے۔۔۔۔ جائیے۔۔۔۔ نہین۔۔۔ نہ جائیے۔"

سعید- سچ سچ فرمائیے- جاؤں نہ جاؤں! آخر مجھے ڈر کس بات کا ہے جو آپ نے دریافت کیا ہیں نے صحیح صحیح آپ کو بتا دیا- اچھا تو میں جاتا ہوں-

راوی- یہ کہکر سعید نے چلمن چھوڑدی اور جانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ جوہر نے لپک کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا-

جوہر- آپ ادھر تشریف لائیے" آخر آپ جا کہاں رہے ہیں؟"

راوی- سعید نے جوہر سے اشارہ ہی اشارہ میں کہا کہ اس وقت تم کمرہ سے باہر چلے جاؤ اور ہم دونوں کو یہیں رہنے دو- چنانچہ جوہر وہاں سے نکل گیا اور سعید تن تنہا رہ گیا لیکن چلمن ابھی تک پڑی ہوئی تھی-

سعید- اب فرمائیے کہ آپ کا کیا مقصد ہے؟- یہ عالم تنہائی ہے- اب اس جگہ کسی غیر کا دخل نہیں ہے- آئیے اور میرے چہرہ کو غور سے ملاحظہ فرمائیے" اس کا جواب جب زہرا نے کچھ نہیں دیا تو سعید نے خود بڑھکر پردہ اٹھایا اور اُس کو بے حس و حرکت کھڑی ہوئی دیکھ کر کہا" ذرا میری طرف دیکھئے-"

زہرا- جی نہیں مجھے آپ یوں ہی رہنے دیجیے، میں آپکی طرف نہیں دیکھ سکتی... آخر بتائیے تو کہ آپ ہیں کون-

سعید- اچھا آپ ہی بتائیے کہ میں کون ہوں- جب کہ میں نے بتا دیا کہ میں کون ہوں

زہرا- اچھا بتائیے کہ آپ کا کیا نام ہے..."

سعید- میں سعید کتب فروش ہوں- مجھے امیرالمومنین نے آپکو علم موسیقی سکھانیکے لئے بھیجا ہے

زہرا- "ہرگز نہیں- تم تو کوئی دغاباز چور ہو-

سعید- (ہنسکر) میں تو چور نہیں ہوں- چور وہ ہے جو اپنے آقائے ولی نعمت کی خیانت کرے اور دوسرے لوگوں کو زنانہ لباس میں اپنے ہمراہ لاکر خلوت میں رہے-

زہرا- ارے تجھ پر خدا کی مار- تو تو بڑا ہی شیطان ہے"

سعید- خیر یہی میں جو ہوں ہوں مناسب یہ ہے کہ تم ذرا ہوش میں آؤ اور غور و خوض کرو میرے سوا تمہاری مصیبت کو کوئی دور نہیں کر سکتا-

زہرا- (اپنے ہاتھ کو مل کر) بتاؤ اور جلد بتاؤ"

سعید- اچھا بتاتا ہوں... مگر جو کچھ میں کہونگا آپ اس پر یقین بھی کر لیں گی

زہرا- نہیں بتاؤ... فوراً بتاؤ-

سعید۔ میں سلیمان ہوں۔

راوی۔ یہ نام سنتے ہی زہرا رچیخ اٹھی اور فوراً بیہوش ہوکر گر پڑی۔ سعید جھٹ پٹ عطر وغیرہ سنگھا کر اُسے ہوش میں لایا۔ زہرا نے جب آنکھیں کھولکر اُسپر نظر ڈالیں تو فوراً ہی پھر بند کرلیں اور کہا کہ تو سلیمان ہے۔ ارے تو ہی تو میری اصل مصیبت ہے..... اچھا رہ تو بھی دیکھ تجھے ترے کرتوتوں کا کیسا مزہ چکھاتی ہوں ... کیا تو میرا پیچھا کبھی نہ چھوڑیگا۔ تو ہی ہے تو میرے بھائی کو جدا کیا۔ یہ کہکر چلنے کے لئے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ سعید نے ہاتھ پکڑکر بدقت تمام اُسے ٹھہرالیا اور کہا ذرا ٹھہر اپنی جان دو بھر نکر یاد رکھ کہ میری تیرے بھائی دونوں کی موت وزندگی میرے ہاتھ میں ہے۔

چھپنواں باب ۵۶

(خوف)

الٓہی خیر ہو سارے جہان کی | نگہ بدلی ہوئی ہے آسمان کی
یہ تیور زوار ہی کچھ کہہ رہے ہیں | بھووں پر ہے شکن اس بدگمان کی
فلک پر بجلیاں اب کوندتی ہیں | الٓہی خیر میرے آشیان کی

الغرض سعید کے دامن پکڑ لینے سے زہرار ٹھہر گئی۔ مگر سعید کو غضب آلودہ و تیز و تند نگاہوں سے گھور گھور کر دیکھنے لگی تو سعید نے کہا۔

سعید۔ اے سراپا حسن و جمال۔ اے حسن و خوبی کی دیوی۔ اس قدر خفا نہ ہو۔ خدا کے لیے اس خستہ حال و پریشان روزگار پر غیظ و غضب کی نگاہیں نہ ڈالو۔ تمھاری محبت میں میں نے بڑے بڑے گناہ کئے ہیں۔ بڑے بڑے صدمہ ہائے جانگداز سہے ہیں تمھارے فراق میں میری زندگی وبال جان ہو گئی ہے۔

شہر میں لگتا نہیں صحرا سے گھبراتا ہے دل
اب کہاں لیجا کے بیٹھیں ایسے دیوانے کو ہم

زہرار سعید کی اس گفتگو سے کسی قدر آگ بگولا ہوکر ابس لبس زیادہ باتیں نہ بنا۔ ہوش کی دوا لے میں تو تجھے نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتی ہوں ... مجھ پر جو جو مصائب تونے

نازل کئے ہین کیا وہ کسی طرح کم ہین۔ بلکہ وہی بس ہین

سعید۔ سرکار حسن آخر آپ اسقدر کیون گرم ہو رہی ہین۔ مین نے تو آپ پر کوئی مصیبت نہین نازل کی اور نہ مین نے کوئی ایسا گناہ کیا ہے۔ جو آپ کی برہمی خاطر کا موجب ہو بس اگر کوئی گناہ کیا ہے تو یہی کیا ہے کہ آپ سے محبت اور انس کرتا ہون۔ اور آپ کی صورت دالفت کا دم بھرتا ہون بس اس بنا پر کہ آپ کو پہلے سے جانتا تھا۔

زہرا۔ ارے کمبخت تری یہ ہمت کہ امیر المومنین کی بیگمات پر دست جور وتعدی دراز کرے۔۔۔ کیا تجھے اس کی خبر نہین کہ خلیفہ صاحب جس وقت اس واقعہ سے آگاہ ہون گے تو تجھے پھانسی پر چڑھا دین گے اور پھر کچھ کرتے دھرتے نہ بن پڑے گا۔

سعید۔ بیگم صاحبہ آپ اس قدر غصہ نہ فرمائیے۔۔۔ یاد رکھئے کہ آپ کا پیارا بھائی ہمارے قبضہ مین ہے اگر چاہون تو اسی وقت اس کو آغوش فنا مین سُلا سکتا ہون

زہرا۔ بیکار کے لئے کیون جھک مارتا ہے۔۔۔ مین تری دغابازی وجعلسازی سے بخوبی واقف وآگاہ ہون۔ تو مجھے دھوکا وفریب دیکر میرے آقا ولی نعمت کی خیانت کرانا چاہتا ہے۔۔۔ تیری خواہش کبھی نہین پوری ہو سکتی۔ کچھ تو موت کا خوف کر اپنے ہوش وحواس مین آ مجھے چھوڑ دے۔ نہین تو ابھی چلاتی وشور مچاتی ہون۔ پھر تو لینے کے دینے پڑ جائین گے اور مفت آفت مین پھنسے گا لوگ آجائین گے اور تجھکو موت کے منھ مین ڈال دین گے۔

سعید۔ (زہرا کا ہاتھ چھوڑ کر) معلوم ہوتا ہے کہ تم میری بات کو ٹھیک نہین سمجھتی ہو۔ ارے بھئی تمہارا بھائی واقعی ابھی تک زندہ ہے مگر اُس کی جان یقیناً خطرہ مین ہے سوائے میری رضا ومرضی کے کوئی اُسے بچا نہین سکتا۔۔۔ اور ہان صاحب اگر آپکو یہی یقین ہے اور یہی دل مین جاگزین ہو گیا ہے کہ مین جھوٹا ہون تو آپ کو ہر وقت مجھے ایذا وتکلیف پہونچانے کا اختیار کامل حاصل ہے۔ تو پھر اس مین عجلت وجلدی کرنے سے کیا فائدہ ممکن ہے کہ اس جلد بازی سے کوئی وبال آپ ہی پر آجائے۔۔ "کیونکہ امیر المومنین کا عقیدہ میری جانب سے نہایت پختہ ہے وہ مجھ پر کسی قسم کا شک وغیرہ نہین کر سکتے۔ میری ہمہ دانی ونیک علینی اُن کے نزدیک بالکل مسلمہ ہے بدینوجہ میرے خلاف وہ کوئی کارروائی وغیرہ نہ کرین گے۔"

زہرار مین خلیفہ صاحب کو خبر کردون گی کہ تو بڑا ہی خائن و بد دیانت ہے اور مین عن تیری تمام حقیقتِ حال اُن کے روبرو ظاہر کردون گی"

سعید۔ تو کیا تمہارا خیال ہے کہ امیر المومنین تمہارے کہنے پر ان بادھوائی باتون کو یقین کرلین گے ہرگز نہین بلکہ تمہاری ہی خبث باطنی و شرارت نفسی پر محمول فرمائین گے

زہرار۔ ہان ہان وہ ضرور بالضرور یقین کرلین گے"

سعید۔ تیرا کہنا مانون ایسا ہرگز ہو ہی نہین سکتا ... لو فرضًا اگر ایسا ہوا ہی۔ تو پھر بھی آپکا بھائی نہین بچ سکتا۔ اس واسطے کہ خلیفہ صاحب جیسے ہی اس حال سے واقف ہونگے سر طلب کرینگے۔ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ پہلے اس معاملہ پر ٹھنڈے دل سے غور و فکر کرلین پھر جو چاہین کرین

راوی۔ بھائی کے متعلق اس قسم کی بات سُنکر زہرار کی نیچے کی سانس نیچے اور اوپر کی سانس اوپر رہ گئی اور اس طرح سعید سے کہنے لگی۔

زہرار۔ خیر اچھا مین اس پر غور کرونگی۔ تم یہ تو بتاؤ کہ میرے بھائی کا آخر کیا حال ہی؟

سعید۔ (زہرا کی طرف کسی قدر بڑھ کر اور نظر سے نظر ملاکر) اے حسن کی دیوی تجھے معلوم نہین کہ مین تری محبت مین کس طرح اپنی زندگی بسر کرتا ہون اور تو میری مصیبتون کی پروا نہین کرتی اور اسلئے مجھی کو موردِ الزام بناکر موجب سزا ٹھراتی ہے اور مجھی کو موردِ عتاب قرار دیتی ہے۔ یقدر رحم کر۔ اور اس لعنت و ملامت۔ زجر و توبیخ کے سلسلہ کو بند کرکے فراقِ سابقہ و آیندہ کی دردناک وجان گداز گھڑیون کا خاتمہ کردے۔ اب مجھے صبر و تحمل کی ذرا بھی طاقت نہین اب کسی طرح ضبط نہین ہوسکتا طبیعت بیتاب ہے۔ آپ نے اپنے بھائی کا نام دریافت فرمایا تھا جس کا قدیم نام مین نے آپ کو بتادیا۔ اور جدید نام ابھی آپ نے دریافت ہی نہین کیا۔ پھر مین کیونکر بتاؤن۔

زہرار۔ اچھا اب بتاؤ کہ اُس کا دوسرا نام کیا ہے۔

سعید۔ اُس کا دوسرا نام صاحب النقمۃ، ہے"

راوی۔ زہرار کو اس کے قبل ہی سے یہ نام معلوم تھا۔ کیونکہ یہ شخص خلیفہ ناصر کا جانی دشمن ہونے کے علاوہ ہمہ وقت اسی فکرِ و کوشش مین غلطان و پیچان رہتا تھا کہ کسیطرح اس سلطنت کی زمامِ حکومت موجودہ خلیفہ کے خاندان سے نکلکر دوسرے کے ہاتھ مین چلی

جائے۔ چنانچہ اُس نے عربون اور بربریون کو اُنکے مقابلہ و دشمنی کے لئے آمادہ و مستعد کردیا تھا
خلیفہ صاحب بھی اُس کے مقابلہ کے لیے ہر طرح کے ممکن دھان توڑ کوششون سے بھی
غافل نہ رہتے تھے اور اُن کا اُسوقت تک اُسی معاملہ کے متعلق بہت کچھ زر کثیر صرف ہوچکا
تھا بہت سے اشخاص خفیہ اُس کی تلاش و جستجو مین چھوڑے گئے تھے اور اُس کے گرفتار
کرنیوالے کے لئے ایک معقول رقم انعام کی مشتہر کی گئی۔ لیکن باوجود ان تمام جد و جہد و
کوششہاے بلیغ کے لئے تمام جستجو کنندگان اُسکی سراغرسانی سے عاجز و ناکام رہ چکے تھے۔ زہرا
کو بھی اپنی جگہ پر یقین کامل تھا کہ اس معاملہ مین میرا بالکل پاس و لحاظ نہ کیا جائیگا۔ اگر
وہ مل گیا تو ضرور پھانسی پر چڑھا دیا جائیگا بلکہ تعجب نہین کہ مجھ پر بھی کچھ نہ کچھ اس کا بڑا اثر
پڑے۔ بہرکیف وہ ابتک یہی سمجھ رہی تھی کہ سعید نے جو نام اُس کے بھائی کا بتاہے محض اُسکے
ڈرانے و دہشت دلانے کے لئے بتایا ہے چنانچہ وہ اس طرح کہنے لگی۔

زہرا۔ یہ کسی طرح ممکن نہین کہ جس کا تو نے نام بتایا ہے وہ میرا بھائی ہو تو مجھے دھمکا کر
اپنا کام نکالنا چاہتا ہے … چل دور ہو یہان سے کمین کا دغاباز فریبی جعلساز … مین
تجھ سے وعدہ کرتی ہون کہ اگر تو میرے بھائی کا سارا حال بالتفصیل سچ سچ بتادیگا
تو مین (آہ سرد بھر) تیری خطا معاف کردون گی، اور تیرا یہ ماجرا کسی سے نہ بیان کرونگی۔
سعید۔ اے خاتون … بلکہ اے میری معشوقہ … مین بالکل جھوٹ نہین کہتا ہون …
صاحب النقمہ آپ کے بھائی سالم ہی ہین … کہیے تو اس کے متعلق روشن دلیل پیش کردون

زہرا۔ وہ کیا دلیل ہے ہا!!
سعید۔ اُس کی دلیل میرے پاس ہی موجود ہے … آپ اپنے بھائی کی طرز تحریر سے کچھ
واقفیت و آگاہی رکھتی ہین۔

زہرا۔ ہان پہچانتی تو ہون۔

راوی۔ یہ سُن کر سعید نے اپنی جیب سے ایک پرچہ نکالا۔ جو کہ ایک رومال مین لپٹا ہوا
تھا اور اُسے کھولکر زہرا کے روبرو پیش کرکے کہا کہ لیجیے اسے خوب اچھی طرح سے پڑھ لیجیے۔ زہرا
اُسے اپنے ہاتھ مین لے لیا اور کھول کر اُس کی پہلی نظر پڑی جو خون کی روشنائی سے لکھی
ہوئی تھی۔ جس کی عبارت حرف بحرف درج ذیل ہے۔
منکہ سالم صاحب النقمہ طرفداران حق اور حامیان صدق مین سے ہون۔ مین

پورا وعدہ اقرار کرتا ہون کہ عبدالرحمن ناصر کے قتل مین اپنی پوری زندگی گذاردون گا جو کہ اپنے کو ناصر کے لقب سے ملقب کرتا ہے۔ حالانکہ وہ اس کا مطلق اہل نہین۔

الراقم سالم۔ صاحب النقمہ

زہرا اس سطر کو بار بار پڑھتی تھی اور اُس کے خط پہ غور کرتی جاتی تھی ہر طرح سے جانچ و پرتال کر لینے کے بعد اُسے یقین کامل ہوگیا۔ کہ یہ واقعہ میرے بھائی ہی کی تحریر ہے، اتنا یقین ہونا ہی تھا کہ اُس اپنی نظر اُٹھائی اور سعید کی طرف دیکھنے لگی۔ سعید نے وہ سحر آفرین و جادو بھری نظر اُس پر ڈالی کہ جس اپنی برقی قوت وجذب کامل سے زہرا کے دماغی اعصاب پر پورا پورا خاطر خواہ فیصلہ حاصل کر لیا۔ اور وہ اپنی اور اپنے بھائی کی جانون کو معرض خطر مین دیکھ کر کچھ سہم سی گئی اور بید خوف و ہراس طاری ہوگیا جس کے بعد اُسمین کھڑے ہونے تک کی بالکل تاب و طاقت نہ رہی اور فوراً نیچے ہوئے فرش پہ غش کھا کر بحس و حرکت ہو کر گر پڑی۔ ادھر سعید نے یہ موقع پاکر اس پرچہ کو بسرعت تمام اُٹھا لیا اور جھٹ پٹ رومال لپیٹ لپاٹ کر جیب کے حوالہ کیا اور کہنے لگا کہ اے تاجدار حسن و خوبی اے شہریار مملکت محبوبی آپ فرمایئے آپکی کیا رائے ہے؟" چونکہ زہرا سوال کے جواب دینے کی بالکل طاقت نہ رکھتی تھی خاموش ہو رہی جب سعید سے نہ رہا گیا تو اس طرح کہنے لگا۔

سعید۔ اب تو آپ کو میرے دلی خیر خواہ و ہمدرد ہونے کا یقین کامل ہوگیا ہوگا مین آپ کو اور آپ کے پیارے بھائی کو نجات دلانے کے لئے آیا ہون آپ کو اب بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا کہ آپ کا بھائی میرے ایک ادنےٰ اشارہ سے مُلک عدم کی سیر کر سکتا۔ اور فنا کے گھاٹ بآسانی اتر سکتا ہے

خدا کے لئے اب بھی ظلم وستم سے باز آ۔ اس قدر سخت دلی و بیرحمی اچھی نہین۔ بہت پریشان و بیقرار کر چکین ستانے کی کوئی انتہا بھی ہے۔ اب تمہارے رحم و کرم سے مجھے امید واثق ہے کہ میرے تمام اضطراب کو دور کردگی جس روز آپ نے صقلیہ کے باہر قدم نکالا ہے تو آپ کو کشتی پر بیٹھا ہوا ایک شخص نظر پڑا تھا اور جس کا نام سلیمان تھا۔ وہ آپ کی محبت و اُلفت مین خود فراموش۔ بالکل دیوانہ و پاگل سا ہو رہا ہے مین نہ تو اُس کشتی کا مالک تھا اور نہ کوئی اسکا ملازم دیکھئے۔ کب آپ کو میری محبت میری اہلیت کا ثبوت دیکر آپ کو قائل کرتی ہے۔ مین نے

آپ کے فراق میں طرح طرح کی مصیبتیں جھیلی ہیں۔ قسم قسم کی تکلیفیں اٹھائی ہیں محض آپکی بدولت میری تمام زندگی مٹی میں ملی ہوئی ہے۔ کاش آپ کو میری تکالیف و مصائب شاقہ کا علم ہوجاتا تو پھر کبھی اس قدر کشیدہ و رنجیدہ نہ ہوتیں۔۔۔ یہ بات بھی آپ کے ذہن نشین نہ ہونا چاہیئے کہ یہ طرح طرح کے سامان عیش و آرام یہ قسم قسم کے آراستہ و پیراستہ شاہی محلات کچھ ہستی رکھتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ یہ سب چیزیں ایک دن آغوش فنا میں سوکر میدان عدم کی سیر کرنے والی ہیں۔ اگر دنیا میں کسی چیز کو بقا ہے تو وہ صرف ایک (محبت) ہے۔۔۔۔۔۔ میں ایسی نعمت غیر مترقبہ و باقی رہنے والی شئے آپ کے روبرو پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ اُسے قبول فرماکر مجھے ممنون احسان ہونے کا موقع عطا فرماوین گے۔ اور خود بھی داخل حسنات ہوں گی۔

ستاونواں باب (۵۷)

(صولت کیطرف واپسی)

سعید کی یہ پر اثر تقریر سُنکر زہرا محو حیرت ہوگئی۔ اور یہی خیال کرنے لگی کہ آخر اُس کی اس موثر تقریر کا کیا جواب دیا جائے۔ اگرچہ سعید سے اُس کو دلی نفرت تھی۔ بلکہ اس کو قتل کر ڈالنا اپنا قلبی مقصد تصور کرتی تھی اور یہی چاہتی تھی کہ کسی طرح اس کا کام تمام کردیا جائے لیکن بھائی کا خیال اس کی آرزو پورا ہونے میں مانع ہوتا تھا اب سکے پاس سوا اسکے کوئی اور تدبیر باقی نہ رہی تھی کہ سعید کی نرمی و ملائمت سے گفتگو کیجائے چنانچہ نہایت نرم لہجہ میں اس نے کہا۔

زہرا۔ "خداوند اب آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔۔ آخر یہ بتلایئے کہ میرا بھائی یہاں سے کتنے فاصلہ پر ہوگا؟"

سعید۔ وہ یہیں ایک پوشیدہ مقام پر موجود ہے جس کو سوائے میرے کوئی اور نہیں جانتا اور اس وقت تک اس کا کسی کو مطلق علم نہیں۔

زہرا۔ آخر ہم اس تک کسطرح پہونچ سکتے ہیں۔ اور ہمیں کیونکر پہونچنا چاہیئے۔

سعید۔ اُس کے متعلق مین آپ سے بعد کو عرض کرون گا۔ اُس وقت میری دلی تمنا و خواہش ہے کہ آپ میرے اوپر کامل اعتبار و وثوق کرلین... لیکن بھلا آپ کیون کرنے لگین مگر یہ بھی یاد رکھئے کہ ایسا نہ کرنے سے آپکا اور آپ کے بھائی کا خون آپ ہی کے گردن پر ہوگا... مین نے آپ کو خوب اچھی طرح سمجھا بجھا دیا ہے کرنا نہ کرنا آپ کا فعل ہے۔ جو جو امور آپ مجھ سے دریافت کرنا چاہتی تھین اُن کا آپ کو جواب دیدیا گیا۔ اب آپ جانین اور آپکا کام میرے سر اُس کے متعلق کوئی ذمہ داری نہین رہی۔

زہرا (اپنے کو بالکل مقید پاکر) در صبر کے سوا بھلا مین اور کیا کرسکتی ہون جب کہ خود آپنے فرمایا۔ مگر مجھے خوف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کہین مجھے دھوکا نہ دیتے ہون۔

سعید۔ اجی آپ ان فضول توہمات و شکوک کو اپنے دل سے نکال ڈالئے۔

زہرا۔ (ذرا غور کرکے) "اچھا بھائی صاحب سے کیونکر ملاقات ہوسکتی ہے کیا آپ اُن کو یہین بلالائین گے۔

سعید۔ بھلا وہ اس محل مین کیونکر آسکتے ہین.. بہتر و انسب تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ خود تکلیف گوارا فرماکر چلی چلین، اور اُن سے ملاقات کرکے فوراً واپس چلی آوین۔ اسکی انشاءاللہ کسی کو کانون کان بھی خبر نہ ہونے پائیگی۔ پھر خلیفہ صاحب کو کسی نہ کسی صورت سے راضی و خوشنود بھی کرلیا جائیگا۔ اور اُس کے بعد ہم کو یہین خوب اچھی طرح سے خاطر خواہ کھل کھیلنے کا موقع ملے گا۔ اس وقت آپکو چاہئے کہ جبتک اس مسئلہ لاحقہ پر کافی طور سے غور و خوض نہ ہوجائے آپ کسی قسم کا مجھ سے قطعاً اختلاف نہ کرین۔ مجھ سے صاف صاف بتایئے کہ آپ میرے کہنے پر عمل کرینگی"۔

زہرا۔ (گردن ہلاکر) ہان بسر و چشم منظور۔

سعید۔ تو اچھا ایک وقت موقع پاکر ہم آپ دونون ملکر آپ کے بھائی صاحب کے قیامگاہ پر چلین گے... اور مین آپ کی اُس خوشحالی کا اندازہ نہین کرسکتا ہون جو آپکو اپنے بھائی سالم سے ملکر ہوگی... وہ خود اپنی زبان سے اپنی موت و زیست کا دار و مدار میری ذات اور میری ہستی پر ٹھہرائین گے۔ اور حقیقتاً واقعہ بھی یہی ہے کہ اگر مین نہ ہوتا تو اُن کا بچنا و جانبر ہونا محال بلکہ دشوار تھا وہ کسی طرح چنگل اجل سے نجات نہین پاسکتے تھے

زہرا۔ (سعید کی اس گفتگو کا پورا اثر لیکر) کیا فی الحقیقت آپ ہی اُن کی حفاظتِ جان

کا باعث ہوئے" پھر تو مین آپ کی تہ دل سے ممنون و مشکور ہون۔
سعید۔ بھلا یہ بھی کوئی میرا احسان ہے جسپر آپ شکریہ ادا فرما کر مجھے محجوب و شرمندہ کرتی ہین مین تو آپکی محبت و اُلفت مین ہر دہ سخت سے سخت مشکل سے مشکل کام کرنے کو طیار و آمادہ ہون جسمین جان جانے ہی کا کیون نہ خطرہ ہو۔ جس کام مین آپکی دلی خوشی و خواہش مضمر ہو یہ ممکن نہین کہ مین اُس کے انجام دینے سے باز رہون۔ یا ذرہ برابر بھی اسمین سستی کو دخل دون پھر یہ تو آپ کے باوفا پیارے بھائی تھے بھلا اُن کے بچانے مین مین کسی کوشش مین کیسے دریغ کرسکتا تھا۔ خیر یہ تو ہو چکا اب آپ وہ لحن تو سیکھ لیجیے۔ جو آپ گا کر خلیفہ صاحب کو سنا ئین گی۔ ممکن ہے کہ پوچھ بیٹھین کہ آج کیا کیا سیکھا ہے۔

راوی۔ زہرا نے بہت بہتر کہکر جوہر کو بلایا وہ فوراً حاضر خدمت ہوا زہرا نے ساز درست کیا۔ سعید اُسے ایک لحن سکھا کر وہان سے اپنے کمرہ کی طرف رخصت ہوا اور دوسرے دن کے لئے تعلیم کا وقت دریافت کرتا گیا۔ اِس دن امیر المومنین قرطبہ مین تشریف فرما تھے۔ اور بعض سیاسی معاملات کے لئے عیسائیون کے چند سفراء سے کسی خاص معاملہ پر گفتگو کرنا چاہتے تھے اور اُنھون نے اپنے دل مین طے کر لیا کہ ان لوگون سے قصر قرطبہ مین ملنا بہتر و مناسب ہوگا۔ سعید تو اپنے کمرہ مین جا کر پڑھ رہے اتنے مین کھانا آیا۔ کھانا کھا کر لیٹ رہے۔ اور زہرا کو وہان سے بھاگنے کی تدابیر سوچنے لگے۔

اٹھاونوان باب (۵۸)

سعید بستر پر لیٹ تو رہا۔ لیکن اس طول و طویل تھکانے والے مباحثہ کا اثر جو اس سے اور زہرا سے ہو تا رہا دل مین موجود اور اُس کو درد مند و مضمحل بنائے ہوئے تھا۔

یہ وہ مباحثہ تھا جس کی توقع سالہا سال سے سعید کے محبت بھرے دل مین جوش مار رہی تھی اور اسی مقابلہ کے لئے اس نے جان توڑ کر کوشش کی تھی.. حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اس مین اُس کی جان کا خطرہ بھی ضرور ہے اُس نے زہرا کے عشق و محبت کا ذکر آجتک کسی سے نہین کیا تھا اور اُس کو ایک عرصہ سے خانہ دل مین پوشیدہ کئے ہوئے تھا۔ اگرچہ وہ خوب اچھی طرح سمجھے ہوئے تھا کہ اس مین میری جان سخت خطرہ مین پڑ جائیگی لیکن

پھر بھی وہ اپنے دل سے لگے ہوئے خیالات سے باز نہین آیا۔ اصل امر واقعہ تو یہ ہے کہ جوش محبت مین وہ اس درجہ خود رفتہ تھا کہ جنون کی حد تک پہونچ گیا تھا اور درحقیقت ہے بھی یہی بات کہ محبت انسان کو کسی کام کا نہین رکھتی۔ اُس کی عقل و دانش کُند اُس کے ہوش و حواس پر پردہ پڑجاتا ہے نیک و بد کی تمیز نہین رہتی۔ خواہ کوئی شخص کتنا ہی چالاک و ہوشیار کیون نہ ہو مگر جب اُس پر عشق و محبت کا بے پناہ بھوت سوار ہوجاتا ہے تو اُس کی نگاہون مین عالم تیرہ و تار ہوجاتا ہے۔ کچھ کرتے دھرتے نہین بن پڑتا۔ اور وہ ہر بدتر سے بدتر کام کے ارتکاب مین عار و لحاظ نہین کرتا جو جہلا رکی نظرون مین بھی بدنما و خراب معلوم ہوتے ہین۔ اور وہ اُس کو نفرت و ملامت کی نگاہون سے دیکھتے ہین۔ اگرچہ وہ اپنی جگہ پر اچھی طرح سمجھتا ہے کہ یہ شرمناک افعال اُس کی شان و مراتب کے بالکل خلاف ہین۔ لیکن وہ اپنی طبیعت سے مجبور ہوکر اس قسم کے شرمناک افعال و اعمال کر گزرتا ہی سعید کو افریقہ کے بادشاہ نے کسی سیاسی مقصد کے لئے صلیتہ روانہ کیا تھا وہان اتفاقاً اسکی نظر زہرا سے دوچار ہوگئی تھی۔ اور وہ فوراً اسکی تیر نظر کا گھائل ہوکر اُس پر مفتون و شیدا ہوگیا تھا چنانچہ وہ اصلی مقصد کو جس لیئے شاہ افریقہ نے اُسے بھیجا تھا بالاے طاق رکھکر زہرا کے پیچھے پیچھے ہولیا یہانتک کہ کشتی پر سوار ہوکر اُس کے ہمراہ سفر بھی کیا۔ اور راستہ بھر زہرا کو اپنی طرف مائل کرنے کی ہر ممکن جد وجہد بھی کرتا رہا لیکن زہرا اُن سے برابر نفرت ہی کی نگاہ سے دیکھا کرتی۔ جب پاس کے قریب پہونچتا تو وہ اس سے علیحدہ جاکر بیٹھ جاتی رفتہ رفتہ اُس کی نفرت اس حد تک پہونچ گئی کہ اُسنے اپنے کوڈاکوؤن کے ہاتھ مین گرفتار و مقید ہونا اس کی ہمراہی سے کہین افضل و بہتر جانا ادھر سعید نے اپنا مقصد پورا کرنے کے لیے اس کے بھائی کو اپنے ہمراہ کرلیا۔ اور اسی خیال سے اُس کی خاطر خواہ پرورش و نگہداشت کرنے لگا جبسے تمام عبیدیون نے اتفاق کرلیا تھا کہ آل مروان کی حکومت اندلس مین بڑھنے نہ پائے اور اُن کی حکومت و سلطنت کا جڑ بنیاد سے قلع و قمع کردیا جائے۔ سعید اس جماعت مین ایک بہت بڑے وزبردست لیڈر کی حیثیت رکھتا تھا۔ اور اس کو شاہ مہدی عبیدی اور اُس کے جانشین فاطمی قبیلہ کے خلفاء بہت عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اس جماعت کے لیڈران نے متفقہ طور پر تمام ملک و اطراف ملک مین یہ ایجی ٹیشن پھیلا دیا تھا کہ اندلس مین اُن لوگون کو رہنے و بود باش کرنیکا کوئی استحقاق نہین ہے۔ اسی جماعت کی ایک شاخ خفیہ طور سے قرطبہ مین کوشش بلیغ

کر رہی تھی جیسا کہ ہم اوپر کسی مقام پر ذکر کر چکے ہیں۔ چنانچہ ایک عرصہ دراز تک سعید کو زہرا کی صورت دیکھنے کا بھی اتفاق نہ ہوا اور نہ اسے اس کی خبر ملی کہ آخر وہ کہاں ہے ایک عرصہ کے بعد کسی پولیٹکل کام کے لیے سعید کو قرطبہ آنے کا اتفاق ہوا اور یہاں اگر کسی طریقہ سے اُسے پتہ چل گیا کہ میری معشوقہ جس کے لیے میں حیران و پریشان ہو رہا ہوں خلیفہ عبدالرحمن ناصر کے محل میں داخل ہے۔ اُس نے اس کی ملاقات کے ہر ممکن تدابیر کیں مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ اور اپنی کامیابی سے مجبور و لاچار رہا۔ بلکہ بجائے کامیابی کے ایک حد تک اس کی جانب سے زہرا کو اور نفرت بڑھ گئی۔ سعید نے اس تمام واقعہ کو اس کے بھائی سالم سے پوشیدہ رکھا اور کسی قسم کا اشارتاً و کنایتہً بھی اُس سے اظہار نہیں کیا اب آخری تدبیر جو اس کو کرنا باقی رہ گئی تھی وہ یہ تھی کہ اُس کے گم گشتہ بھائی کی محبت اسکے دل میں از سر نو زندہ کی جائے اور اس تدبیر سے اپنا کام نکالا جائے۔ کیونکہ اُسے اُس کا بخوبی علم تھا کہ زہرا اپنے بھائی سے بیحد اُنس و محبت کرتی ہے۔ اس حالت میں ممکن نہیں کہ اسکو اُسکے بھائی کی ملاقات کی اُمید دلائی جاتی اور پھر اُمید کے پورا ہونے میں ناکامی رہی۔ سعید نے چند گھنٹے اسی ششش و پنج میں بدقت تمام بسر کئے نیند کا آنکھوں میں کوسوں پتہ نشان نہ تھا طرح طرح کے خیالات قسم قسم کے توہمات اس کے دماغ میں چکر لگا لگا کر اسکو اور بھی پریشان اور بدحواس کئے ہوئے تھے۔

انسٹھواں باب (۵۹)

(دوسرا وعدہ)

ترے وعدہ پر ستمگر ابھی اور صبر کرتے
اگر اپنی زندگی کا ہمین اعتبار ہوتا

سعید اپنی بستر خاموشی و یاس کے عالم میں بیٹھا ہوا اُس روشنی کو نہایت خاموشی سے دیکھ رہا تھا جس کی چمک محل کے اندرونی حصہ سے آتی ہوئی نظر پڑتی تھی۔ یکایک اسی جانب سے اس کی نظر کے روبرو ایک انسانی پیکر حرکت کرتا ہوا نظر پڑا جس کی آہستہ روی و دبے ہوئے پاؤں سے چلنا۔ یہ پتہ دیتا تھا کہ یہ شخص اپنے کو سب لوگوں سے

پوشیدہ و خفیہ رکھ کر کوئی خاص کام کرنا چاہتا ہے۔ سعید نے غور کرکے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ تو سایر ہے۔ جو اپنے قدیمی خادمانہ لباس کو زیب تن کئے ہوئے ہے۔ سعید نے بھی اُٹھکر سایر کا دبے پاؤن پیچھا کیا۔ اور قیافہ سے معلوم کرلیا کہ یہ زہرا بیگم کے کمرہ کو تلاش کررہا ہے۔ تھوڑی دیر مین وہ اُسی کمرہ مین داخل ہوا یہان زہرا ر معمولی لباس پہنے ہوئے اس کا انتظار کررہی تھی گویا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پہلے سے آپس مین کوئی وعدہ ہوچکا ہے۔ یہ حالت وکیفیت دیکھکر سعید کی آنکھون مین غیظ وغضب سے خون اُتر آیا۔ لیکن مجبور تھا کیا کرتا۔ آخرکار اُسی کمرہ کے ایک گوشہ مین آکر رُک گیا۔ جس کی ان دونون مین سے کسی کو مطلق خبر نہ ہوئی۔ اب سایر زہرا ر کے آگے گھٹنے ٹیکے نہایت پیار ومحبت سے گفتگو کرنے لگا۔

سایر۔ میری پیاری دلربا کچھ فرمائش کر جسے مین پورا کرون اور بجالاؤن بین تو تیری ایک ادنےٰ اشارہ پر جان تک قربان کرنے کے لئے طیار ہون اگرچہ مین تیرے احکام کی تعمیل کی خاطر خواہ طاقت وقوت نہین رکھتا تاہم تیرا محکوم ہونا میرے لیے موجب فخر ہے۔

زہرا ر۔ اُٹھئے یہ آپ کی کیا حرکت ہے۔۔۔ خدا آپ کی عمر دراز کرے۔۔۔ مجھے آپ کے اخلاق و دلی محبت سے نہایت خوشی حاصل ہوئی آپ اپنے مالک سے کہین کہ اگر میرے دل مین ان کی محبت نہ ہوتی تو مین خود اُن سے ہرگز ہرگز ملاقات نہ کرتی یہان اس محل مین اُن کا کوئی بدخواہ نہین ہے۔۔۔ آپ اُن سے میری طرف سے جاکر کہدین کہ جس قدر جلد ممکن ہوسکے تشریف لاوین۔۔۔۔

راوی۔ زہرا ر یہانتک کہنے پائی تھی کہ یکایک اُس کی نظر سعید پر جا پڑی۔ ہاتھون کے طوطے اُڑ گئے۔ ہکا بکا ہوکر رہ گئی بلکہ نقش حیرت بن گئی۔ سایر اُس کا غیر معمولی تغیر دیکھکر سخت متحیر ومتعجب ہوا۔ پیچھے مڑکر جو دیکھا تو سعید کو آتے ہوئے دیکھا اب تو یہ بھی سٹپٹایا اور آنکھ بچاکر آہستہ آہستہ اُٹھکر وہان سے رفوچکر ہوگیا سعید نے موقع غنیمت جانکر وبالا خالی دیکھکر قدم آگے کو بڑھایا اور زہرا کے پاس بعجلت تمام جا پہونچا۔ زہرا ر کا چہرہ نفرت وغصہ کی وجہ سے بے انتہا لال بھبوکا ہورہا تھا آخرکار جب اُس کو تاب ضبط باقی نہ رہی تو یون گویا ہوئی۔

زہرا ر (سعید سے) جنابمن اس وقت آپ یہان کیون اور کس لئے تشریف لائے۔

سعید (بناوٹ سے) محض آپ کے دیدار کے لئے۔ کیونکہ آپ کے خیال مین آج مجھے کسی کروٹ چین ہی نہین پڑتی تھی اور نہ نیند آئی تھی۔

زہرا۔ کیا اس وقت آپکا یہان قدم رنجہ فرمانا نہایت ضروری ولازمی تھا، معلوم ہوتا ہے کہ آپ یقینی میرے اقوال وافعال کی پوشیدہ طور سے برابر نگرانی کرتے ہین اور میرے پاس آنے جانے والون کا حال معلوم کرتے رہتے ہین ... خود امیر المومنین نے آجتک ایسا نہین کیا جیسا کہ آپ نے طریقہ اختیار کیا ہے

سعید (قطع کلام کرکے) اصل بات تو یہ ہے۔ کہ امیر المومنین کو تم سے میری ایسی محبت نہین ہے جتنا مین چاہتا ہون۔ اُسکا عشر عشیر بھی تمہارا اُنس اُن کے دل مین نہین ہی (آہ سرد بھر کر) رہ گیا۔

زہرا۔ (حقارت سے) "بیشک آپ صحیح فرماتے ہین، بھلا ناصر میری محبت کیسے کرسکتے ہین اور پھر آپ کے ہوتے ہوے۔ کس کے منہ مین اتنے دانت ہین جو میری طرف نظر اُٹھاکر بھی دیکھ سکے (غصہ سے لال پیلی آنکھین کرکے خاموش ہوگئی۔)

سعید (اُس کے جور وجفا سے عاجز وپریشان ہوکر) خدا تیرا بھلا کرے خفا نہ ہو اے نازنین جب اپنے عشق ومحبت کا اظہار تیرے روبرو کرتا ہون۔ تیرا ظلم وستم غیظ وغضب اور میرے حق مین بڑھ جاتا ہے۔ اب تو اس قسم کی نفرت کی نظر میرے اوپر نہ ڈالا کر۔ سوچ تو سہی کہ مین نے اپنی کس قدر بہتر وپیاری زندگی تیرے لئے خاک مین ملادی اور ذرہ برابر بھی پروا نہ کی

راوی۔ زہرا نے جب اپنا پُرانا نام سعید کی زبان سے سُنا سہم کر رہ گئی تمام جسم مین رعشہ پڑگیا۔ فوراً اپنے بھائی کا خیال کرکے بولی۔

زہرا۔ جناب تشریف ہی اس ہیئت کذائی سے لائے جس سے مجکو غصہ آگیا۔ آپ کو اس صورت سے تشریف لانا زیبا نہ تھا۔ خیر اس کو جانے دیجئے اب کسی قسم کا لال وغیرہ نہ کیجئے۔ میرے اور آپ کے درمیان تو معاہدہ بھی ہوچکا ہے۔

سعید۔ واقعی اس بدتمیزی وغیر عاقلانہ حرکت کا مین خود مقر ہون۔ انشاء اللہ آئندہ ایسا کبھی نہ ہوگا۔ اس وقت آپ کی محبت اور میری غیرت نے مجھے مجبور کردیا۔ جو ایسی قابل مذمت وگرفت حرکت عمل مین آئی۔

زہرا۔ (اُس کی طرف ہاتھ بڑھاکر) اس محل مین رہ کر کسی متنفس کی اتنی طاقت وجرأت

نہین کہ مجھے نظر بد سے دیکھ سکے۔ آپ اس معاملہ مین میری طرف اچھی طرح سے مطمئن رہین کسی طرح کے شکوک کو دل مین راہ نہ دین۔ اب تھوڑے ہی دنون کے بعد مین تو تمہاری ہوکر رہونگی ... اُس کے متعلق اب آپ مجھ سے کچھ نہ دریافت فرمائین۔

سعید۔ (جامہ مین پھولے نہ سماکر) "آپ میری ہو جائینگی؟ کیا آپ نے مجھے قبول فرمالیا خداوندکریم میرے گذشتہ گناہون کو بخشے۔

راوی۔ یہ کہکر پہلے تو وہ کچھ دیر انتظار کرتا رہا کہ زہرار اس جملہ کا کچھ جواب دے۔ لیکن جب وہ بالکل خاموش رہی اور کچھ نہ بولی تو سعید نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور چاہتا تھا کہ اُس کے گلابی رخسارون کا بوسہ لے کہ زہرار نے ڈپٹ کر اُس سے کہا آپ اس وقت یہان سے تشریف لیجایئے۔ اس قسم کے حرکات کرنے سے لوگ بہت بدگمان ہو جائینگے سعید یہ نادرشاہی حکم سُنکر فوراً وہان سے اُٹھکر اپنے کمرہ مین چلا گیا اور زہرار کی اس امید افزا آخری گفتگو سے نہایت خوش و محظوظ ہوا جیسے ہی وہ یہان سے اُٹھکر اپنے بستر پر پہونچا قسم قسم کے خیالات نے اُس کے دماغ پر قبضہ کر لیا پہلے تو وہ بہت خوش رہا مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد اُس کے خیالات نے خدا جانے کیون پلٹا کھایا۔ کہ وہ اپنی حالت و کیفیت غیر استقلالی پر غور کرنے لگا اور اُس نے وہ زمانہ یاد کیا جب اُس کو شاہ افریقہ نے کسی سیاسی ضرورت و مہم کے لئے روانہ کیا تھا۔ بس اس خیال کا آنا تھا کہ وہ شرم و غیرت کے پسینہ سے آب آب ہو گیا کہ کہان وہ علو ہمتی و بلندی کا خیال اور کہان یہ ایک ادنے لونڈی کا عشق جو مجھ کو ہمیشہ نفرت و حقارت کی نظرون سے دیکھتی ہے۔ یہ خیال کرکے اس نے اپنے کو بیحد لعنت و ملامت کی اور مصمم تہیہ کر لیا کہ پہلے اس مہم کو ضرور بالضرور طے کر لینا چاہیئے ورنہ لوگ نامرد اور بزدل بنائینگے۔ اور اس عشق و محبت سے باز آنا چاہیئے جس مین سوائے بے عزتی و ذلت کے کچھ حاصل نہین۔ لیکن فوراً ہی زہرار کا پھر خیال آگیا۔ جس سے آئے ہوے ہوش و حواس پھر باختہ ہو گئے۔ اب نہ وہ بہادری و جوہری کا خیال رہا اور نہ وہ ہمت مردانہ و جرأت دلیرانہ باقی رہی۔

ساٹھوان باب

(دوسرا سفر)

اُس کے پریشان کن و منتشر خیالات اُس کو آرام کرنے و سونے کا مطلق موقع نہ دیتے تھے اگرچہ بار بار وہ چاہتا تھا کہ اِن خیالات کو اپنے دل سے نکال ڈالے، رات اس قدر زیادہ جاچکی تھی کہ تمام محل بھر مین سوتا پڑ گیا تھا اور کسی متنفس کی آہٹ تک نہ معلوم ہوتی تھی البتہ نہر کے اس پانی کے گرنے کی آواز ضرور آرہی تھی جو صبح کی نسیم خوشگوار و تازہ کرنے کے لئے اندر و باہر کے حوضون کو پُر کر رہا تھا۔ سعید ابھی اُدھیڑبن مین تھا کہ اُس کے کمرہ مین جہان بالکل اندھیرا کر دیا گیا تھا کوئی چلتا پھرتا آدمی نظر پڑا سعید نے فوراً الفور معلوم کر لیا کہ ہو نہو یہ عابدہ ہے۔ جب عابدہ قریب پہونچی تو دوزانو ہو کر اُس کے روبرو بیٹھ گئی اور بولی۔

عابدہ۔ اے سعید۔ برائے خدا... یہ آپ مجھ سے کبتک دل لگی و مذاق کرتے رہینگے۔

سعید۔ تم سے دل لگی۔ آخر یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟"

عابدہ۔ (گلوگرفتہ آواز سے) جی ہان آپ مجھ سے دل لگی کرتے ہین اور میری اُلفت و محبت کا مضحکہ اُڑاتے ہین۔

سعید۔ تم ان اوہام باطلہ و ناقصہ کو اپنے دل و دماغ سے فوراً نکال ڈالو اور اس قسم کے معمولی خیال تک کو بھی نہ آنے دو..."

عابدہ۔ "بس آپ کے بے انتہا وعدون پر جو مصائب و تکالیف مین نے جھیلی ہین وہی کافی ہین... اب آپ مجھ سے صاف صاف فرما دین کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہین یا نہین اگر نہ کرتے ہون تو مین بیکار کیون دھوکے مین پڑی رہون اپنا راستہ ناپون اور آپ کی دعائے خیر کرتی چلی جاؤن۔

سعید۔ بھلا مین تم سے کیونکر کہون، تمھین خود ہی معلوم ہے کہ ابھی ہمارا مقصدِ اصلی نہین ہوا اور جس کام کے لئے ہم آئے ہوئے ہین وہ معرضِ التوا مین پڑا ہوا ہے۔ ہان یہ ضرور ہے کہ مین تم سے محبت و الفت کرتا ہون۔ جسے خود تمہارا ہی دل جانتا ہوگا۔"

عابدہ - جی ہان مین خوب جانتی ہون ... مگر اُس کو کیا کرون کہ اب طاقت ضبط وصبر باقی نہین رہی عنانِ تحمل ہاتھ سے جاتی رہی۔

سعید (یہ سمجھ کرکہ عابدہ کو کوئی راز کی بات معلوم ہوگئی ہے جس کو وہ پوشیدہ رکھنا چاہتی ہی) کچھ صاف صاف کہو تو آخر تمہارا مطلب کیا ہے،،

عابدہ - میرے اس قدر کہنے کا صرف یہ مقصد ہے کہ آپ نے مجھے بالکل فراموش کردیا کہ خبرتک نہین لیتے اور مجھ غمزدہ کو یونہین رنج وغم برداشت کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔

راوی - اتنا کہنے کے بعد عابدہ دردبھرے دل کو نہ سنبھال سکی اور زار وقطار گریہ بکا کرنے لگی جس کا اثر سعید کے دل پر بے انتہا پڑا اور اُس نے بیحد افسوس کیا کہ مین نے واقعی عابدہ کے متعلق بہت بُرا کیا اور اس کا کچھ خیال نہ رکھا۔ لیکن فوراً زہرا کا خیال آگیا جس نے اُس کے خیال لاحقہ کو بالکل بدل دیا اور اُس کے بجائے زہرا کے وصال کی تدابیر پر غور وخوض کرنے لگا اور کہا۔

سعید " تم ان خیالات فاسدہ کو اپنے دل مین کیون جگہ دیتی ہو یہ تو بتاؤ کہ آخر تمہارے سوا مین اور کہان جاتا ہون؟ فرض کرو کہ اگر مین کہین گیا بھی تو اسی مقصد معہودہ کے لیے گیا ہونگا جسے تم خود بھی اچھی طرح سے جانتی ہو،،

عابدہ - (آہ سرد بھرکر) ،، مقصد معہود - افسوس نہ وہ مقصد ہی برآئیگا - اور نہ مین کامیاب ہونگی ... بھلا اس طرح کہین کامیابی ہوتی ہے، بچاسون قسم کی تورکا دٹین موجود ہین

سعید - تم میری ہمت کو پست نہ کرو - مین ضرور کامیاب ہونگا (آہستہ سے) خدا وہ دن جلد لائیگا - جبکہ ہم اس جزیرہ مین حکومت کرینگے اور تم یہان کی ایک عظیم الشان ملکہ بنوگی -

عابدہ - یہ سب نقش بر آب ہے - کچھ ایسی باتین کیجئے - جو قرین قیاس ہونے کے ماوراء خوشحالی کا بھی باعث ہون تو سلطنت ودولت وغیرہ کو خوشحالی کی دلیل نہین سمجھتی ہون میرے نزدیک خوشحالی اس مین ہے کہ انسان کا محبوب مرغوب مِلجاوے - (کچھ دیر خاموش رہ کر) اگر مجھ سے اتنا معلوم ہوتا کہ تم مجھے اُس محبت آلودہ نگاہون سے دیکھتے ہو جس طرح مین - تو مجھے یقین ہوجاتا کہ میری ایسی خوش وباقسمت عورت شاید ہی روئے زمین پر بوقت تمام دستیاب ہوسکیگی ... آہ کوئی بھی مجھے سچ کا کہنے والا نہین !،،

سعید - مین کہتا ہون .. مگر جھوٹ نہ سمجھنا .. لیکن میرا جھوٹ وسچ تو خود بخود تمپر ظاہر ہوجائیگا

عابدہ۔ (سعید کے کلام سے متاثر ہوکر) کیا واقعی آپ سچ فرماتے ہین کیا دراصل آپ مجھسے محبت کرتے ہین ؟ ،،

راوی۔ سعید نے بڑھ کر نہایت الفت و پیار سے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا جس کا اثر عابدہ پر بہت پڑا اور کہنے لگی۔

عابدہ۔ ،، بیشک آپ مجھ سے محبت کرتے ہین۔۔۔ اب تو مجھ سے بڑھکر دنیا مین کوئی خوشحال نہین ہے۔۔۔ ،،

سعید۔ مگر مین نے تم سے یہ دریافت نہین کیا کہ تم بھی مجھ سے محبت کرتی ہو۔ یا نہین ،،

راوی۔ سعید کا یہ جملہ ختم بھی نہ ہونے پایا تھا کہ عابدہ کی شرمگین آنکھون سے اشکون کا دریا جاری ہوگیا اور اُسی حالت اشکباری مین اس طرح کہنے لگی۔

عابدہ کیا آپ مجھ سے یہ دریافت فرماتے ہین کہ مین آپ کو چاہتی ہون یا نہین آپ کو تو ایسا سوال مجھ سے ہرگز نہ کرنا چاہیئے تھا۔ آپ نے میرے امتحان مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا اور پھر آپ مجھ سے یہ سوال کرتے ہین کیا آپ کا امتحان لینا اور میرا پورا اُترنا میری محبت کی کافی دلیل نہین ہے ؟۔۔۔ اچھا نہی آپ ہی بتلا دین کہ اس قدر مصائب و تکالیف برداشت کرنے کے لئے کیا مین مجبور تھی ؟

سعید۔ تم نے تو کوئی مصیبت نہین جھیلی۔۔ اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی کہ تم اِس محل مین پہونچ گئین۔ ہان البتہ اب مصیبت کا سامنا ہے اور اسی وقت معلوم ہوگا کہ محبت صادقہ کس کو کہتے ہین اور کیا چیز ہے۔ مجھے یقین کامل ہے کہ تم اس وقت بھی ثابت قدم رہوگی اور اپنی سچی محبت کا ثبوت نہ صرف میرے روبرو بلکہ شاہ افریقہ کے سامنے پیش کردگی جن کے ایما و منشا سے ہم لوگ یہان آئے ہین ،،

عابدہ۔ افسوس سعید تری محبت نے مجھے ایسا ازخود رفتہ و خود فراموش بنا دیا ہے کہ میرے نزدیک ہر مشکل سی مشکل بات نہایت آسان معلوم ہوتی ہے) اچھا تو مین اس تاریکی سے فائدہ اُٹھا کر اپنی محبت قلبی کا اظہار ہی کیون نہ کرون۔۔۔ اگر دن ہوتا یا یہان کچھ روشنی ہی ہوتی تو بیشک کچھ شرم و حیا کی بات تھی لیکن یہان تو بالکل اندھیرا ہے۔۔۔ مین تو تمہاری محبت مین جنون کی حد تک پہونچ گئی ہون۔ مگر تم مین میری محبت کا عشر عشیر بھی نہین پایا جاتا اور مین آپکی خوشنودی طبع کے لئے اپنی جان تک نثار کرنے کو طیار رہون تم اُسے اچھی طرح سچ

سمجھنا کہ جو کچھ میں کہہ رہی ہوں وہ سچ کہتی ہوں اور جو کچھ میں کرتی ہوں وہ تہ دل سے کرتی ہوں تو کیا آپ میرے ہی برابر ہیں یا کچھ کم وزیادہ "

سعید۔ اے عابدہ۔ آخر تم اسقدر شکی کیوں واقع ہوئی ہو ۔۔ اب وہ وقت بالکل قریب و نزدیک آگیا ہے کہ اپنے مقاصد و مطالب پورے ہوں اور وہ مہم بھی قریب قریب طے ہوگئی ہے۔ جس کے لئے ہم نے اتنی زحمتیں اٹھائی ہیں۔ بس اب ایک ہی قدم اور باقی رہگیا ہے اور اب وہ سوائے تمہارے کسی اور سے طے نہیں ہوسکتا۔

عابدہ۔ جو کام ہو بشوق فرمائیے ناچیز حاضر ہے۔

سعید۔ وہ ڈبیہ تمھارے پاس ابتک موجود ہے۔

عابدہ (اپنے سینہ پر ہاتھ رکھکر) یہ یہاں نہایت حفاظت سے رکھی ہوئی ہے۔

سعید۔ اچھا لاؤ، نکالو "

راوی۔ عابدہ نے وہ ڈبیہ نکالکر سعید کو دیدی سعید نے اُسے کھول کر کاغذ کے دو ٹکڑوں میں کچھ سفید سفید سفوف سا نکالکر رکھا اور علیحدہ علیحدہ دو پڑیاں مضبوط باندھ کر پھر عابدہ کو حوالہ کردیا اور کہا کہ ان دونوں پڑیوں کو بحفاظت تمام رکھو۔ جس وقت میں مانگوں فوراً حاضر کرنا

عابدہ۔ ان سے فائدہ ہی کیا ہے۔۔ کچھ ہرج تو نہیں ہے اگر اسمیں سے میں ذرا سی کھالوں ؟۔۔

سعید۔ دیکھو۔ کہیں ایسا کرنا بھی نہیں ۔۔۔۔

عابدہ۔ مجھے تو خود معلوم تھا ۔۔۔ صرف آپ سے اس لئے دریافت کیا تھا کہ شاید کبھی ضرورت پڑے ۔۔۔۔ "

سعید۔ (اُس کی بات کا کچھ جواب نہ دیکر) بس تم اس کو رکھے رہو۔ میں تم سے کل سے پرسوں تک پھر ملوں گا اس وقت دیکھا جائیگا۔

راوی۔ عابدہ نے اس وقت مناسب سمجھا کہ چلی جاوے۔ چنانچہ وہاں سے اٹھکر رخصت ہوئی اور کسی دوسرے وعدے کی اُمید پر وہاں سے چلی گئی۔ سعید کی پر اثر تقریر و مقناطیسی کشش نے اُسپر پہلے ہی سے پورا پورا قبضہ حاصل کرلیا تھا اس لئے عابدہ پر مذکور الصدر کلام نے کسی دوسرے قسم کا اثر نہیں کیا۔ اگر اندھیرا نہ ہوتا تو سعید کی لگی لپٹی بناوٹ کی باتیں وہ بشرہ و قیافہ سے ضرور سمجھ جاتی۔

اکسٹھوان باب (۶۱)

(عالم خیال)

اب اس کمرہ مین سوائے سعید کے کوئی اور نہ تھا۔ اور سعید کے لئے یہ عالم تنہائی قسم قسم کے خیالات مہیا کر رہا تھا کبھی تو وہ عابدہ کی محبت و درد بھری گفتگو اور اُس کے سچے عشق کا اعتراف کرتے ہوے اپنی دغابازی و فریب دہی پر اظہار نفرت کرتا اور کبھی اپنے جھوٹے و شرمناک وعدون کا خیال کر کے دل ہی دل مین پشیمان ہوتا کبھی اپنی سرسری حالت پر غور کرنے کے بعد نتیجہ نکالتا کہ میرا کوئی کام ایسا نہین ہے کہ جس کا ارتکاب مجنون تک کے لئے باعث ننگ و عار نہ ہو چنانچہ اُس کا یہ کام کہ اس کی وجہ آیندہ ایک بندۂ خدا کا خون ہونے والا تھا۔ پھر اُس کے دماغ اُسی مہم اصلی نے چکر لگانا شروع کیا۔ جس کے پورے نہ ہونے کا باعث محض زہرار کی بے موقع محبت تھی اور واقعہ یہی ہے کہ اگر یہ رکاوٹ نہ ہوتی تو وہ ابتک اپنے مقصد مین ضرور کامیاب ہو جاتا۔۔ جیسے ہی زہرار کا نام اُس کی زبان پر آیا اس کا دل سینہ مین ڈھڑکنے لگا اور اب اُسی کے خیال مین باتین کرنے مین محو ہو گیا اور یون کلام شروع کیا ،، زہرار کے خیال کو اب مجھے اسطرح اپنے دلسے نکالدینا چاہئے جسطرح عابدہ کے خیال کو نکالڈالا ہے تو مین عابدہ سے کیون نہ ملون۔ مگر کیا زہرا مجھے چھوڑ دیگی۔۔ اُنہہ کہان سعید اور کہان عابدہ۔ نہین یہ سب فضول ہے۔ اُسکو طرح طرح کے عذاب مین مبتلا کرنا چاہئے مین نہین۔ بھلا اپنی معشوقہ زہرار کے ساتھ مین ایسا کر سکتا ہون۔ آخر مین اسقدر مطیع و فرمانبردار کیون ہون۔ ہٹاؤ بھی کس کے پیچھے پڑے ہو۔ بیچاری عابدہ کو دیکھو کہ میری خوشنودی کے لیے وہ کسی قسم کی کوشش سے باز نہین رہتی ،، زہرار کی محبت تو میرے لیے عذاب جان ہو گئی اور مین سمجھتا ہون کہ اگر یہی حالت رہی تو پوری قوم کی قوم فنا و برباد ہو جائیگی عبیدیون سے یقینا میرا اعتبار جاتا رہے گا۔ خود افریقہ والے میری کوشش کے نتیجہ کا انتظار کر رہے ہین بھلا اُن کو مین کیسے منھ دکھاؤن گا ، سعید کا سلسلۂ خیالات یہین تک پہونچا تھا کہ وہ دیوانون کی طرح اپنے بستر سے اُچھل پڑا۔ اور آنکھون کو ہاتھ سے بند کر کے پھر سمند خیال میدان دماغ مین سرپٹ ہانکنے لگا۔ تھوڑی دیر تک یونہی

بلاحس و حرکت کھڑا رہا اُس کے بعد پھر بستر پر آکر بیٹھ گیا، زہرا کی تصویر اُس کی آنکھون کے سامنے پھرنے لگی - دل ہی دل مین کہنے لگا "ایسی حسین و خوبصورت عورت پر ایک نظر ڈال لینا دُنیا کی نعمتون سے کہین زیادہ ہے - انسان کے لئے اس سے بڑھکر اور کیا خوشی کی بات ہوسکتی ہے کہ اس کا ایک معشوق ہو اور وہ بھی اُس سے محبت کرتا ہو مین سمجھتا ہون کہ دنیا کی لذتین اس کے بغیر بالکل ہیچ ہین - کل کائنات ایک طرف اور زہرا ایک طرف یہ دونون پلّے بالکل برابر ہین - مگر تمنا مین پوری کرنے کے لئے سخت مصائب جھیلنا پڑتے ہین - اور سچ بھی یہی ہے کہ اپنے مقاصد مین کامیابی حاصل کرنا بڑے ہمت والے کا کام ہے رہی عابدہ اس کو خوش کر کے دوسرے کے ساتھ وابستہ کردونگا -

سعید کی یہ رات اِسی قسم کے خیالات مین گذری - نیند بھی اس کو بالکل کم آئی علی الصبح کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا جس سے یہ چونک پڑا آنکھین کھولکر کیا دیکھتا ہے کہ سامنے سے یاسر چلا آرہا ہے - فوراً اٹھ بیٹھا اور سلام کر کے اُسے بٹھایا - یاسر نے کہا -

یاسر - "مین سمجھتا ہون کہ میری وجہ سے آپکی نیند مین خلل ہوا -"

سعید - "نہین جناب! مین تو آپ کی زیارت کا کمال مشتاق تھا"۔

یاسر - "مجھکو بھی بیحد اشتیاق تھا کیونکہ آج آپ نے بہت تاخیر کی - مین سمجھتا تھا کہ آپ علی الصباح کسی کو میرے پاس ضرور بھیجین گے - جو کہ کل کا واقعہ من وعن مجھ سے بیان کرے -

راوی - سعید سمجھ گیا کہ یاسر زہرا کا واقعہ دریافت کرنا چاہتا ہے، کیونکہ یاسر کو زہرا سے دلی بغض پیدا ہوگیا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ اس کو کسی مصیبت مین ڈالے اور اُس کو ناصر کی نظرون سے اپنی ذاتی عناد کی بنا پر گرادے کہ زہرا نے اُس کا احسان نہ مانا تھا - اور وہ یاسر کے خلاف ہمیشہ کوشان رہا کرتی تھی - حالانکہ یاسر سمجھتا تھا کہ مین نے ہی اس کو ناصر تک پہونچایا اور میرے ہی ساتھ یہ بدسلوکی کرنے کے لئے تیار ہے، ایک مرتبہ باتون ہی باتون مین یہ بات بھی سعید پر روشن ہوچکی تھی کہ یاسر کا یہ مقصد ہے کہ سعید اپنے علم نجوم کے زور سے ناصر پر یہ ظاہر کرین کہ زہرا اور عبد اللہ مین کچھ راز و نیاز کی باتین ہوتی ہین، یاسر کو یقین تھا کہ یہ سننے کے بعد خلیفہ صاحب اس زہرا حرامزادی کو ضرور نکال دینگے سعید سلکے سیاق کلام اور قیافہ سے اس کے دل کے تمام حالات جان گیا اور کہنے لگا سنئے تو جناب اس لونڈی نے مجھے خود بہت پریشان کر رکھا ہے مین حیران ہون کہ کیونکر اس کا تدارک

ن۔ باوجودیکہ رات مین نے اسی غور و فکر مین گذاری اور سویا تک نہین مگر پھر بھی سمجھ
مین نہین آتا جب آپکو مین نے آتے ہوے دیکھا تھا تو سمجھا کہ شاید آپ مجھے بلانے آتے ہونگے
امیرالمومنین یاد فرمارہے ہین مگر غلط نکلا،،

ہر۔ وہ تو ابھی قرطبہ ہی سے واپس نہین آئے۔

سعید۔ کیا رات کو وہین رہے تھے! آخر یہ کیون؟

ہر۔ بات یہ تھی کہ فرانس واٹلی سے کچھ کمیشن آئے ہوے ہین اُن سے ملاقات کرنے کے
تشریف لے گئے ہین اُن کا مقصد تھا کہ محل قرطبہ مین کمیشن کا استقبال کیا جاوے معلوم
ہوتا ہے کہ خلیفہ صاحب کسی خاص وجہ سے کل واپس تشریف نہ لا سکے۔ اسی لیے رات کو وہین
رہ گئے۔ مجھ سے چلتے وقت فرما گئے تھے کہ ہوشیاری کے ساتھ رہنا۔ کوئی اِدھر اُدھر نہ
ہونے پائے اور معاملات مین نقص نہ واقع ہو،،

سعید۔ معلوم ہوتا ہے کہ رات بھر آپ سوتے رہے،،

ہر۔ (سعید کا مطلب سمجھ کر) نہین تو! مین تو برابر جاگتا رہا۔ بلکہ سارہ رات کو ملازمہ
کے بھیس مین محل مین آیا تھا مین نے ہی اس کے اس خیال سے مدد کی تھی کہ وہ حرامزادی
دھوکے مین آجاوے جس سے یہان کا ٹھہرنا اس کے لئے دوبھر ہو جاوے،،

ہر۔ یہ کلام سنکر سعید کو ایک اچنبھا سا ہوگیا اور غور کرنے لگا کہ اگر زہرا پر اتہام قائم ہوگیا
یقیناً ناصر صاحب اس سے خفا ہو جاوینگے، پھر اگر مین کوشش کرکے دونون مین صلح
کرا دون گا تو زہرا پر میرا احسان ہوگا اور دوسری طرف یہ خیال آتا تھا کہ اگر عبداللہ
اور زہرا کے درمیان رشتہ محبت قائم ہوگیا۔ تو پھر خود مین نہایت آسانی سے خلیفہ
کے ذریعہ سے اس سے انتقام لے سکتا ہون، چنانچہ یون کہنے لگا۔ سعید۔ ،، قرطبہ سے خلیفہ
صاحب کب واپس تشریف لائین گے،،

ہر۔ ،، یہ تو معلوم نہین کہ کب آوین گے، ممکن ہے کہ آج ہی شام کو آجائین۔ یا آج رات
پھر وہین آرام فرماوین اور کل صبح تشریف لائین، بہرحال مین نہایت اطمینان کے
ساتھ ان کا انتظار کر رہا ہون۔

سعید۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر خلیفہ صاحب کے نزدیک زہرا اور اُس کے بیٹے کی
ملاقات ثابت ہو جاوین تو وہ کیا کرینگے۔

یاسر۔ "میرا خیال ہے کہ اگر جان بخشی کردین گے تو نکال ضرور دینگے"

راوی۔ سعید نے اُٹھنے کا ارادہ کیا یاسر بھی اُٹھ کھڑا ہوا اور چلا گیا چلتے وقت سعید نے کہا خدا ہم کو ہماری کوشش مین کامیاب کرے"۔ سعید عالم تنہائی مین سوچنے لگا کہ یاسر کی کوشش ہمیشہ زہرا کی مخالفت مین ہوتی ہے اور اُس مین سراسر میرا ہی فائدہ ہے لہذا مجھکو خاموش ہی رہنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ کیا ہوتا ہے

لیکن یاسر اپنی جگہ پر پہونچکر نہایت ہوشیاری کے ساتھ دربانی مین مشغول ہو گیا ہر دروازہ کو نہایت غور سے دیکھتا پھرتا تھا کہ کہین امیر عبداللہ اور زہرا ساتھ ساتھ نہ آجائین اور وہ فوراً خلیفہ سے ان کی شکایت کردے مگر اُسے یہ ڈر تھا کہ امیر عبداللہ آدین اور قبل اس کے کہ خلیفہ صاحب واپس ہون وہ چلے جاوین تو کچھ بھی نہ ہوسکیگا اس بنا پر اُسنے چند خواجہ سراؤن کو قرطبہ اس غرض سے روانہ کیا کہ معلوم کرین کہ خلیفہ صاحب کب معاودت فرمائین گے۔ اُن خواجہ سراؤن کی واپسی پر معلوم ہوا کہ وہ شام کو تشریف لائین گے۔ فی الفور خادمون کو حکم دیا کہ محل کی اچھی طرح سے صفائی کر رکھین کیونکہ خلیفہ صاحب آنے والے ہین اور آپ چوکیداری مین نہایت احتیاط کے ساتھ مشغول ہو گیا۔

باسٹھوان باب (۶۲)

(حدیث ذو شجون)

سورج ڈوب گیا مگر اس وقت تک کوئی نہ آیا تھوڑی دیر کے بعد یاسر نے ساہر کو دیکھا کہ کسی خواجہ سراؤن کی پوشاک پہنائے اپنے ہمراہ لیے آرہا ہے۔ چنانچہ وہ دونون کے دونون محل مین داخل ہوے مگر کسی نگہبان نے اُنھین نہین ٹوکا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان لوگون سے کچھ وعدہ ہو چکا تھا۔ یاسر نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا۔ کہ آنے والا شخص امیر عبداللہ ہے۔ راستہ چھوڑ کر چپکا ایک گوشہ مین جا کھڑا ہوا اور غور کرتا رہا کہ یہ دونون کدھر جاتے ہین۔ کیا دیکھتا ہے کہ دونون قصر مونس کے اس چمن کی طرف جارہے ہین جہان ایک

ر نہ پہلے اجتماع ہو چکا تھا یاسر دبے پاؤن دوسری طرف سے وہان پہونچا کہ بچشم خود زہرا
دہان دیکھے چنانچہ جب دیکھ لیا پیٹ مین کھلبلی پڑگئی کہ بار خدایا کہین ایسے مین خلیفہ
صاحب آجاتے اور اپنی آنکھ سے خود دیکھ لیتے تو مزہ آجاتا۔

یاسر بار بار پھاٹک پر آتا اور خلیفہ صاحب کو دور تک نظر دوڑا دوڑا کر دیکھتا کہ آتے تو نہین
ہین، یہانتک کہ بالکل اندھیرا ہو گیا اور کھانے کا وقت آگیا۔ اگرچہ ساری دنیا تیرہ و تار ہو رہی
تھی مگر قصر زہرا روشنی سے دمک رہا تھا، لوگ جابجا محل سے لیکر قرطبہ تک کے تمام راستہ
روشن کرتے جاتے تھے کہ خلیفہ صاحب کی سواری آرہی ہے خدا خدا کر کے تھوڑی دیر
کے بعد آمد آمد کی خبر سنائی دی اور سامنے سے خواجہ سراؤن کی پلٹین اور مسلح سوار گھوڑون
دوڑاتے ہوے دکھائی دیے جلوس کے بیچ مین خلیفہ کی سواری نہایت شان و شوکت
کے ساتھ نظر آئی خلیفہ صاحب کے پہلو مین تمام خواجہ سراؤن کے سردار کی سواری تھی
سر اور تمام مین کبھی نہ بنتی تھی۔ دونون چاہتے تھے کہ مین دوسرے پر فوقیت لیجاؤن مگر
ناصر ہمہ وقت زیادہ تر تمام ہی سے خوش رہتے تھے یاسر کے دل مین یہ خیال جم گیا تھا
کہ یہ سب زہرا کا کیا دھرا ہے خصوصًا اس وجہ سے زہرا کی طرف سے اُس کے دل مین
آتش انتقام اور بھڑک رہی تھی، یہ موقعہ اس کو نہایت اچھا ہاتھ لگا تھا کہ ناصر کے سامنے
تمام کے مقابلہ مین اپنے اخلاص اور اتقیاد کا اظہار کرے۔

ابھی خلیفہ کی سواری قصر سے کسی قدر فاصلہ ہی پر تھی کہ یاسر کے دل مین یکایک
خیال آیا کہ خلیفہ کہین دوسرے محل مین قصر مونس کو چھوڑ کر نہ اتر جائین تو میری ساری
محنت کی کرائی اکارت ہو اور مین اسوقت خلیفہ کو بلانیسے مجبور ہو جاؤن۔ چنانچہ لپک کر
آگے جا ملا۔

ناصر کی نظر جب یاسر پر پڑی فورًا سمجھ گئے کہ کوئی نئی بات ضرور پیش آئی۔ اس
بنا پر جلوس سے علحدہ ہو کر یاسر کے ساتھ ہوے۔ یاسر اُنکو قصر مونس کی طرف لے چلا۔
پاس پہونچکر خلیفہ سواری سے اُتر پڑے اور لوگون سے کہدیا کہ علحدہ ہو جائین اور آپ
یاسر کے ہمراہ ہو لئے۔ پھر کہا۔ کہو یاسر سب خیریت ہے نا؟

یاسر۔ جی ہان حضور! مین تو حضور کو خوشخبری ہی سناتا چونکہ آپکو اُس اجتماع کا راز معلوم
کرنے کا بیحد اشتیاق ہے اس لئے مجبورًا آپکو کوئی ایسی بات نہین بتا سکتا جس سے آپ کو

مسرت ہو۔

ناصر۔ زہرا اور عبداللہ کے اجتماع کو فوراً سمجھ کر، کیا ہمارا لڑکا عبداللہ ہمارے بعد یہاں آیا

یاسر۔ جی حضور! جس طرح اُن کے دوسرے بھائی اور تمام خاندان کے لوگ آیا جایا کرتے ہیں

اس طرح وہ تشریف لاتے تو کوئی مضائقہ کی بات نہ تھی اگر وہ جو آتے ہیں تو بالکل خلاف

ناصر۔ چوکیدار اُس کو کیوں آنے دیتے ہیں؟

یاسر۔ زہرا نے اپنی ایک خواص کے ذریعہ سے اُن لوگوں کو اس کا حکم دیدیا ہے کہ دن

جس گھنٹہ میں امیر عبداللہ یہاں آنا چاہیں اُن کو فوراً آنے دو،،

ناصر۔ (غصہ سے) اب وہ کہاں ہے؟،،

یاسر۔ وہ اور زہرا دونوں اسی چمن میں ہیں،،

ناصر۔ (کچھ دیر گردن جھکا کر اور زمین پر پیر ٹیک کر) معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ مجھ سے انتقام

لینا چاہتا ہے۔ کیونکہ میں نے اُس کے پاس سے عابدہ کو بلا لیا ہے... خدا کی شان۔ اس کی

یہ ہمت کہ بنفس نفیس میری گھر والی زہرا پر ہاتھ صاف کرتا ہے۔

یاسر (ناصر کے غصہ سے خوش ہو کر بلکہ آتش غضب کو اور بھڑکا کر) انھوں نے خود ایسا نہیں

کیا اور نہ انتقام لینے کی اُن کی ہمت ہی معلوم ہوتی ہے، بات یہ ہے کہ زہرا نے خود

اُن کو فریب دیا۔ ماشاءاللہ حضور خود ہی عورتوں کے ہتھکنڈوں سے واقف ہیں۔

ناصر۔ (جیب میں سے ایک رقعہ نکالکر) دیکھو اس کا ایک خط قرطبہ میں کل میرے پاس آیا

اس کو اتنا بھی صبر نہ ہوا کہ میں وہاں سے واپس آجاتا تو عرض کرتا۔

یاسر۔ در کیا عابدہ کو آپ سے طلب کیا ہے۔؟

ناصر۔ طلب کرنا کیا معنے وہ تو مجھ کو تشدد کیساتھ لکھتا ہے کہ فوراً عابدہ کو روانہ کر دو۔ لیکن میں اب تک

اُس تہدید کا مطلب نہیں سمجھا تھا... ہاں کسی قدر اب سمجھ میں آیا کہ اگر میں عابدہ کو روانہ

نہ کرونگا۔ تو زہرا مجھ سے چھن جائیگی... مگر زہرا اس کے ساتھ رہنا کیونکر پسند کر سکتی ہے

یاسر۔ جناب عورتیں ...،،

ناصر۔ (قطع کلام کر کے اور ذرا غصہ میں آکر) میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں کو ایک ساتھ

بات چیت کرتے دیکھوں اور اُن کی گفتگو سنوں، پھر میں اُس سے کچھ رائے قائم کروں۔،،

راوی۔ خلیفہ کی غضب آلود تقریر سنکر یاسر کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اُس وقت حکم دیا کہ

لوگ محل کے اُس خاص حصہ کو خالی کر دین - کیونکہ خلیفہ صاحب اُدھر سے گذرنے والے ہین - حکم کی دیر تھی آن کی آن مین سب لوگ ادھر اُودھر ہو گئے یاسر خلیفہ صاحب کو اس چبوترہ پر لے گیا - جہان سے اُس باغیچہ کا منظر صاف نظر آتا تھا - مگر اُس وقت خلاف معمول اُسمین قفل پڑا ہوا تھا - یاسر نے کہا کہ زہرا نے نہایت دانشمندی سے اُس کو مقفل کر دیا کہ کوئی ان دونون کو دیکھ نہ سکے، یہ کہکر جیب سے ایک کنجی نکالی اور نہایت آہستگی سے قفل کھولا کہ کسی کو کانون کان خبر نہ ہوئی اور ایک گوشہ مین چپکے سے خلیفہ صاحب کو بٹھلا دیا کہ باغیچہ کا تمام منظر وہ خود بآسانی دیکھ سکین اور اُن کو کوئی نہ دیکھ پائے -

ناصر نے دیکھا کہ زہرا امیر عبداللہ کے روبرو اس طرح بیٹھی ہوئی ہے جیسے کوئی عورت اپنے شوہر کے سامنے، اور اُس کے روبرو امیر عبداللہ نقاب منھ سے اُٹھائے بلا تکلف بیٹھے ہین - خلیفہ کو کوئی شک باقی نہ رہگیا تھا کہ یہ زہرا ہے اور وہ عبداللہ کیونکہ روشنی کافی موجود تھی یہ دیکھتے ہی فرطِ غضب سے ناصر کے تن بدن مین آگ لگ گئی نہایت صبر و تحمل سے کام لیکر خاموش بیٹھا رہا - ادھر یاسر کے دل کی یہ کیفیت تھی کہ سینہ مین ہاتھون اُچھل رہا تھا کہ اپنے مطلب مین کامیاب ہوا -

سب سے پہلی بات جو ان لوگون نے سنی وہ یہ تھی کہ امیر عبداللہ زہرا سے کہہ رہے تھے - "اے زہرا جو مرتبہ تمہارا میرے نزدیک ہے اُس کو تم بخوبی پہلے ہی سے جانتی ہو"

زہرا - جی ہان جانتی کیون نہین ہون ... محض اس لئے مین نے آپ کو یہان تک آنے کی تکلیف بھی دی تاکہ اس معاملہ کو طے کر سکون اگر مجھ کو آپ سے محبت نہ ہوتی تو بھلا مین ایسا کاہیکو کرتی

امیر عبداللہ - تمہاری خاطر مجھے ہر طرح منظور ہے مگر اب تو طاقت صبر باقی نہین رہی -

زہرا - میری سمجھ مین نہین آتا کہ آپ کا پیمانہ صبر کیون لبریز ہو چکا، آپ خواہ مخواہ کے لئے درد فراق برداشت کرتے ہین -

عبداللہ (قطع کلام کر کے) مین جس قدر زیادہ رنج کرون بجا ہے کیونکہ میری وقعت اس سلطنت مین ایک زرخرید غلام سے بھی ... نہ صرف لوگون نے مجھے ولیعہدی سے محروم کیا بلکہ اب تو یہان تک درپے آزار ہین کہ میرے تمام اسباب عیش و آرام سے مجھے محروم کیا جا رہا ہے ... دیکھو نا یہ ایک لڑکی میرے پاس تھی جس سے مجھے کچھ انس تھا - بھائی صاحب نے مجھ سے طلب کیا مین نے

صاف انکار کر دیا۔ انھون نے کہین والد صاحب سے جا کر شکایت کر دی والد صاحب نے مجھے حکم دیا کہ مین دیکھنا چاہتا ہون فوراً بھیجدو۔ مین نے بدرجہ مجبوری بھیجدیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ ابتک اس بیچاری کو میرے پاس آنے کا موقع نہین دیا جاتا۔

زہرا۔ دربس صرف اتنی ہی بات پر آپ اسقدر ملول ہین، یہانتک کہ آپ اپنے والد ماجد سے بدلہ لینا چاہتے ہین۔ کیا وہ ہمارے اور آپ کے ولی نعمت نہین ہین؟ کیا وہ امیرالمومنین نہین ہین اور کیا ہمارا جان و مال اُن کے قبضہ قدرت مین نہین ہے؟ آپ یقین مانئے کہ مین آپسے اس درجہ محبت کرتی ہون کہ جب آپ کے ولی انتشار کی کیفیت مجھے معلوم ہوئی اسی وقت بغرض افہام و تفہیم آپ کو تکلیف دی بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل محبت ہو سکتی ہے کہ مین نے اس واقعہ کو ابتک ولی نعمت امیرالمومنین خلیفہ پر نہین ظاہر کیا ورنہ وہ ایسے نہ تھے کہ آپ کو آپکی ان کرتوتون کا مزہ نہ چکھا دیتے.. !!

امیر عبداللہ۔ انھون نے پہلے ہی سے میرے ساتھ وہ برتاؤ نہین رکھا جو اپنی دوسری اولاد کے ساتھ کرتے تھے۔ خود ابن عبدالبر نے جو ہمارے فقہا کے سردار ہین مجھ سے کہا کہ حکم کی ذات بالکل اس قابل نہین کہ زمام خلافت اُن کے ہاتھ مین دی جاوے کیونکہ وہ دین کو چھوڑ کر دنیا کے پیچھے پڑ گئے ہین۔

زہرا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ولیعہد بننا چاہتے ہین۔

امیر عبداللہ۔ ہان اس مین ڈر کی کون سی بات ہے۔ کیا اس سے قبل اسلام مین ایسا کبھی نہین ہوا۔۔۔ خلیفہ ہرگز اس بات پر مجبور نہین کہ اپنے بڑے ہی بیٹے کو ولیعہد مقرر کرے بلکہ خلیفہ وقت پر لازم ہے کہ اپنی اولاد مین اخلاق و عادات۔ ہمت و جرأت شجاعت و دلیری۔ اور علم و ہنر کا ضرور لحاظ کرے۔

زہرا۔ مین سمجھتی ہون کہ ولیعہد صاحب مین ایسی کوئی قابل گرفت بات نہین ہے جس سے وہ منصب ولیعہدی کے لائق نہ سمجھے جاسکین۔۔۔ اس کے علاوہ مین نہین سمجھتی تھی کہ آپ اپنے پدر بزرگوار کے احکام مین چون و چرا کر کے فساد کی بنیاد ڈالین گے۔۔۔ مین نے ایکبار خلیفہ صاحب کی زجر و توبیخ محض اسی لئے برداشت کر لی تھی کہ آپ پر کسی قسم کا ضرر نہ آئے کیونکہ مین آپ سے عالم تنہائی مین ملی تھی اور اُس کی خبر کسی نے خلیفہ صاحب پر کر دی تھی آپ یقین کر کے مانئے کہ مین نے اُن کے کہنے پر کچھ بھی الٹ کر جواب نہین دیا

... ہمہ تن گوش ہو کر میری ناچیز رائے کو سنئے اور ٹھنڈے دل سے غور فرمائیے کہ آپ آپ اپنے بھائی صاحب سے کس بات مین بڑھ چڑھ کر ہین اگر تھوڑی دیر کے لیے فرض کر لیا جاوے کہ آپ مین زیادہ اہلیت ہے۔ تب بھی والدین کے احکام ماننا سعادتمند اولاد کا فرض ہے انھون ہی نے تو آپ کے بھائی کو ولیعہد بنایا ہے۔ اور اگر خواہ مخواہ کے لئے آپ فساد ہی کرنے پر آمادہ ہون تو یہ دوسری بات ہے۔۔ مین سمجھتی ہون کہ آپ اس فساد سے بھی کوئی نفع نہین اٹھا سکتے کیونکہ آپ تاب مقابلہ نہین رکھتے۔ ...،،

خلیفہ صاحب ہمہ تن گوش بنے اُس کے کلام کو سن رہے تھے۔ مگر مارے غصے کے چہرہ تمتمایا ہوا تھا۔ تمام جسم کانپ رہا تھا۔ چہرہ سے کچھ خوف کے آثار بھی نمایان ہوتے تھے۔ کبھی یاسر کی طرف دیکھنے لگتے اور کبھی اس طرف متوجہ ہو جاتے۔ کبھی آپ ہی آپ چہرہ پر خوشی دوڑ جاتی اور کبھی غصہ سے گرما جاتے۔ غرض دونون نہایت اشتیاق کے ساتھ انجام گفتگو کا انتظار کر رہے تھے۔

عبداللہ (زہرا کے کلام سے خفا ہو کر اور سر ہلا کر) اے تم سمجھتی ہو کہ مین ہی اکیلا مبتلائے مصیبت ہون ؟ سیکڑون اور ہزارون والاصاحبات خار کھائے بیٹھے ہین۔ مین نے تو سب سے آخر مین سر اٹھایا ہے۔ تمام قبیلون کو انھون نے اپنے طرز عمل سے ناخوش کر دیا ہے اس قدر اظہار خودداری کیا کہ لوگون کو بہت برا معلوم ہوا۔ جس قدر عرب اور بربر کے لوگ ملازم سرکار تھے سب کو برطرف کر کے اُن کے بجائے خواجہ سرا ملازم رکھے گئے۔ یہ طرز عمل تمام لوگون کی دلشکنی کا باعث ہوا۔۔۔ اگر مین ذرا بھی اُن کے خلاف کچھ بھی صدائے احتجاج بلند کر دون۔ ٹڈی دل کی طرح لوگ میرا ساتھ دینے کے لئے تیار ہو جائین،،۔

زہرا کو اس گفتگو سے بہت رنج ہوا اور یہ کہے بغیر نہ رہ سکی کہ آپ بڑے مغرور رئیس ہین سنئے مین آپ کو ایک مرتبہ سمجھا چکی اور پھر سمجھاتی ہون۔ اگر آپ نہین مانتے ہین تو اسکی شکایت باقاعدہ مین خلیفہ صاحب سے کر دونگی۔ کیونکہ مین نہین چاہتی کہ یہ حکومت۔ جو صدہا صدمات جانکاہ اور مصائب برداشت کرنے کے بعد قائم کی گئی ہے اس طرح دھوکے دھوکے مین تباہ و برباد ہو جاوے۔ برائے خدا آپ اپنے غصہ سے باز آئین ورنہ یاد رکھئے کہ اس سلطنت کا بہت جلد خاتمہ ہو جائیگا۔۔ مین زیادہ آپ کو فہمایش کرتی ہون کہ آپ جبتک اہل الرائے اشخاص سے مشورہ نہ کر لین ہرگز اس معاملہ مین قدم نہ رکھین

ورنہ ندامت و پشیمانی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا،،

عبداللہ۔ مین نے پہلے ہی فقیہ ابن عباد سے مشورہ کر لیا ہے۔ جن کی وقعت و عظمت تمام فقہا و علما مین اعلیٰ و برتر سمجھی جاتی ہے اگرچہ میرے والد نے ظلماً اُن کو کم علم اور نادان قرار دیا اور اُن کے مقابلہ مین ایسے لوگون کو عزت دی جو الف کے نام لٹھا تک نہ جانتے تھے

زہرا۔ اچھا تو یون کہئے، انھین فقیہہ صاحب کی یہ آگ لگائی ہوئی ہے۔ جن کو اس جلسہ والے دن تقریر نہ کرسکنے مین تمام لوگون کے سامنے سبکی حاصل ہوئی تھی یہ اُس کی تلافی ہے یا یون کہئے کہ دل کی بھڑاس نکالنے کا یہ طریقہ اختیار کیا گیا

عبداللہ۔ (ہنستے ہوئے اُٹھکر) اچھا تم دیکھ لینا کہ مین اپنی بات پر کیسا مستقل رہتا ہون۔ مجھے بھی تم نے کوئی ایسا ویسا آدمی سمجھا ہے،،

زہرا۔ ”نہین مین نہین چاہتی کہ آپ کا شمار نادانون مین ہو۔ آپ کس دھوکے مین ہین مین آپ کو یہان سے جانے ہی کب دیتی ہون۔ جبتک آپ اس فعل سے ابھی ابھی توبہ نہ کرینگے ہرگز تو اُٹھنے نہ دونگی۔

عبداللہ۔ تو کیا تم مجھے دھمکاتی ہو؟۔

زہرا۔ کیا آپ مجھے بالکل کمزور سمجھتے ہین۔ مین اپنے آقا اور خود آپ کے مالک کی مدد مین اپنی جان فدا کرنے کے لیے تیار ہون۔ آپ ہین کیا چیز؟،،

عبداللہ حقارت آمیز تیور سے سر ہلا کر چلے کہ زہرا چلائی ”ساہر! ارے او ساہر! لمحے کی دیر کی بھی پلک مارتے مارتے ساہر ایک رسّی لیے ہوئے برق کی طرح سر پر آپہونچا اشارہ پاتے ہی امیر عبداللہ پر ٹوٹ پڑا اور اس رسّی سے اُن کے ہاتھ جکڑ دیے۔ امیر عبداللہ کہتے کے کہتے ہی بھوچکے سے رہ گئے ”ہٹ بے حرامزادے جاتا ہے کہ نہین۔۔۔ ابے تو نہین جانتا کہ مین کون ہون؟

مگر یہان کون سنتا تھا معلوم ہوتا تھا کہ ہوا آتی ہو اور اُڑی چلی جاتی ہے مگر زہرا نہ معلوم کیا سمجھکر بولی ”ہان مین جانتی ہون کہ آپ کون ہین،، اس مین نہ آئیگا کہ میرا نوکر ہے چھوڑ دیگا یہ محض اس لیے کیا گیا کہ آپ کے غصہ سے مجھے اس بات کا خوف تھا کہ میرے آقا ناصر کا کہین بال بیکا نہو۔،،

اتنا سنکر خلیفہ صاحب یہ کہے بغیر نہ رہ سکے ”شاباش! میری زہرا شاباش!،،

زہرا نے جیسے ہی یہ آواز سنی فوراً سمجھ گئی کہ خلیفہ صاحب بول رہے ہین جھٹ پٹ امیر عبداللہ کو کھول کر آپ چھپ رہی مگر عبداللہ کے بدن مین کاٹو تو لہو نہین۔ مگر اب پشیمان ہونے سے کیا ہوتا تھا۔ ساہر انھین کشان کشان خاص قید خانہ مین لیگیا اور نہایت احتیاط کے ساتھ قفل لگا دیا۔

تریسٹھوان باب (۶۳)

(مشورہ)

امیرالمومنین وہان سے اٹھکر چلے یاسر بھی آگے آگے چلا۔ مگر مارے خوف و دہشت کے اس کے چہرہ کا ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا خوف و ہم کے آثار اس کے چہرہ سے بالکل ظاہر ہو رہے تھے منھ سے آواز نہ نکلتی تھی۔ ذرا دیر مین خلیفہ صاحب اپنے اس کمرہ مین پہونچے جہان اُن کے لئے دستر خوان چنا گیا تھا۔ وہین بیٹھکر کھانا کھایا لیکن اس اہم ترین معاملہ نے کچھ ایسا صدمہ اُن کے دل کو پہونچایا تھا کہ وہ بولے تک نہین عجب حیص بیص مین پڑے تھے کہ کیا کرون۔ کچھ کرتے دھرتے نہین پڑتا سعید سے کل ہی وعدہ ہو چکا تھا کہ زہرا اور عبداللہ کے اجتماع کا راز دریافت کرنا چاہیے۔ چنانچہ خلیفہ صاحب کے دل مین آیا کہ لاؤ سعید کو بلا کر اس کا امتحان کرین اور دیکھین کہ فی الحقیقت اُسے کچھ آتا جاتا بھی ہے کیونکہ خلیفہ صاحب کو سعید پر بے انتہا اعتماد تھا۔

سعید اپنے کمرہ مین بیٹھا ہوا شام ہی سے خلیفہ صاحب کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا۔ محل والون کی آمد و رفت سے اس کو معلوم ہو چکا تھا کہ خلیفہ صاحب آگئے ہین۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد یاسر ہانپتا ہوا پہونچا۔ اور تمام قصہ بیان کر کے اس بات پر اظہار افسوس کیا کہ زہرا کے خلاف میری کارروائی کامیاب نہ ہوئی۔ جسپر یاسر کے حسب منشاء سعید نے بھی اظہار ملال و تاسف کیا۔ مگر دل ہی دل مین کچھ ذرا سہم سا گیا کہ کہین امیر عبداللہ پر کسی قسم کی آنچ نہ آجائے اور اس کی تمام کوشش رائگان ہو۔ اسی بنا پر یاسر سے کہا کہ چلا جائے اور اس واقعہ کو کسی پر ظاہر نہ کرے۔ چنانچہ یاسر چلا گیا۔ اور سعید تنہا اس نازک مسئلہ پر غور کرنے لگا۔ اسپر

بے انتہا خوف و رنج غالب تھا اور سوچتا تھا کہ یا تو اس معاملہ کو جلدی سے طے کرے یا یہان سے کوچ کر جائے۔

یہ اسی تردد مین تھا کہ ناصر کا ایک غلام دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا چلئے آپ کو امیر المومنین یاد فرماتے ہین،، اتنا سننا تھا کہ سعید کے ہاتھون کے طوطے اڑ گئے کہ کہین کوئی میری راز کی بات تو خلیفہ صاحب نے نہین سن لی۔ مگر پھر جرأت کر کے کتاب نجوم اٹھائی اور جیب مین رکھ کر نہایت دلیری کے ساتھ خلیفہ صاحب کے پاس پہونچا۔ خلیفہ صاحب بستر پڑے ہوئے آتش غضب مین سُلگ رہے تھے۔ گو اپنے کو مطمئن جتانے کی کوشش کرتے تھے مگر ناکام رہتے تھے۔ سعید جا کر حسب معمول سامنے مودب کھڑا ہو گیا۔ خلیفہ صاحب نے اشارہ کیا۔ سعید نہایت متانت کے ساتھ فرش پر بیٹھ گیا اور گردن جھکا لی۔

ناصر۔ مجھے قرطبہ سے واپسی مین بہت دیر ہوئی۔

سعید۔ ''جی ہان بہت دیر ہوئی مین نہایت بے صبری سے آپکا انتظار کر رہا تھا،،

ناصر ''یہ کیون۔

سعید۔ اس لئے کہ آپ کو دیکھ کر محظوظ ہوون اور اُس خدمت کے نتیجہ کا اظہار کرون جو میرے سپرد کی گئی تھی۔

ناصر۔ زہرا اور ہمارے بیٹے عبداللہ کے واقعہ کے متعلق تو نہین کہتے ہو۔

سعید ''جی ہان جہان پناہ''

ناصر۔ کہو تمہارے علم نے تحقیق کیا بتایا۔

سعید (ہنسکر) مجھے کوئی ایسی بات معلوم نہ ہو سکی جو ایک پاکدامن۔ امانت دار اور ضعیفہ عورت کے شایان شان نہ ہو۔

ناصر۔ فقط یہ کہدینا تمہارے علم نجوم جاننے کی کافی دلیل نہین ہو سکتا۔ یہ بتاؤ کہ دونون کے درمیان کیا گفتگو ہوئی ہے۔ سعید نے گردن جھکا کر کتاب کی ورق گردانی شروع کی کبھی اسکی نظر کتاب پر پڑتی تھی اور کبھی کنکھیون سے خلیفہ صاحب کو دیکھنے لگتا۔ خلیفہ صاحب بائین کروٹ پر تکیہ لگائے۔ سعید کی کل حرکتون کو بغور دیکھ رہے تھے۔ جب انھون نے دیکھا کہ سعید کچھ حیص بیص مین ہے تو بولے۔ ''کیا بات ہے'' سعید! جو تمھین معلوم ہوا اپنے علم سے کیون نہین بتاتے۔

سعید۔ جان بخشی ہو تو عرض کرون۔۔

ناصر - بشوق... جو تم نے سُنا ہے بیان کرو - ... نجمین ڈر کس بات کا ہے؟"
سعید - مجھے کچھ ایسا معلوم ہوا ہے کہ جس کو بیان کرتے زبان تھراتی ہے کیونکہ یہ ایسا عجیب و غریب واقعہ ہے جس کی وجہ سے مین اپنے علم نجوم کی تکذیب کرنے کے لیے تیار ہون -
ناصر - (مسکرا) اپنے علم نجوم کو ست جھٹلاؤ بلکہ اسے اپنا وہم گمان سمجھو اور ہان نجمین نے تو مجھ سے قبل مین کہا تھا کہ مجھپر مصیبت آنے والی ہے جس کا باعث ایک ایسا شخص ہوگا جو آپ سے سب سے زیادہ قریب ہے -
سعید - معلوم ہوتا ہے کہ جناب سے میرے سوا کسی اور نے بھی اس راز کا افشاء کیا ہے -
ناصر - (ہان ہے تو یہی بات - اب تم صاف صاف بتلانے مین کیون ہچکچاتے ہو؟
سعید - اب جبکہ جناب کو اس واقعہ کی خبر ہو چکی ہے تو مجھے بھی جو کچھ معلوم ہوا ہے اس کے بیان کرنے مین کچھ بھی دریغ نہ کرونگا ..."
ناصر - اچھا اب کہو بھی - مجھے کچھ خوف تو ہے نہین - البتہ تکان کی وجہ سے پریشان ہو رہا ہون
سعید - آپکو چاہیے کہ اگر آپکا بیٹا آپ سے دغا کرنا چاہے تو آپ فوراً اُسپر عتاب نازل فرمائین"
ناصر - (اُس کے علم پر اور زیادہ وثوق کر کے) جو کچھ بھی تمہارے علم نے نجمین بتایا ہو سب کہہ ڈالو اور کچھ پرواہ نہ کرو -
سعید - زہرا - خدا اُسے سلامت رکھے اس وجہ سے امیر عبداللہ سے ملی کہ امیر المومنین کے مقابلہ مین جو امیر عبداللہ سازش کرنے والے تھے اُس سے اُنکو روکے "
ناصر - بہت ٹھیک! تو اب کیا کرنا چاہیے؟ .. مین تمہاری ہی رائے پر عمل کرونگا -
سعید اس کامیابی پر پھولے نہ سمایا اور بجائے اس کے کہ جلدی سے کچھ کہے نہایت متانت کے ساتھ اُسنے کتاب اُٹھائی اور لوبان وغیرہ سُلگا کر گردن جھکالی اور غور کرنے لگا - پھر کتاب کی ورق گردانی مین مشغول ہو گیا - ناصر صاحب سخت انتظار کر رہے تھے کہ کب یہ عمل ختم ہوتا ہے - خلیفہ صاحب بنظر غور دیکھ رہے تھے کہ پہلے پہل سعید کی آنکھین بالکل سرخ ہو گئین پھر آنسو جاری ہو گئے - اور ذرا دیر کے بعد چہرہ کا رنگ بھی بدل گیا - الغرض اُسنے کتاب ہاتھ سے رکھ دی اور دونون مٹھیان بند کر کے یون کہنے لگا "ابھی ابھی اس کو گرفتار کر لیجیے ... اُسکو گرفتار کیجیے اور اُس کے ساتھی کو بھی کیونکہ وہ بھی اس جرم مین اُسکا شریک ہے ... اور اُس تیسرے شخص کو بھی قید کر لیجیے جو آج رات کو آپ کے ساتھ تھا - جیسے ہی یہ سب آپ کے

قبضہ قدرت میں آجائیں تو ان سب کو تہ تیغ کیجیے۔ کیونکہ اُنمیں سے اگر ایک بھی بچ رہیگا تو پورا افساد برپا ہو جائیگا۔۔ تجربہ کار وہی شخص کہلاتا ہے جو برے درخت کو جڑسے کھود ڈالتا ہے۔۔ یہی میری رائے ہے۔ میں نے صاف صاف کہدیا، اگر امیر المومنین میری اس رائے پر عمل نہ کرینگے تو پھر وہ جانیں"

خلیفہ صاحب سعید کے کلام کو لفظ بلفظ نہایت غور کے ساتھ سُن رہے تھے بلکہ اُس کے ہر حرف پر عمل کرنے کے لیئے تیار ہو سکتے تھے۔ کیونکہ اُن کے نزدیک سعید کا نجوم اور اُس کی رائے کا استقلال متعدد مرتبہ۔ پایۂ ثبوت کو پہونچ چکا تھا، سعید جب بات ختم کر چکا تو تھر تھر کانپنے لگا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لرزہ آگیا جسپر خلیفہ صاحب بولے۔ سعید تمکو یہ کیا ہو گیا ہے؟"

سعید۔ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ اگر جہان پناہ اس رائے پر عمل کرنے میں کچھ پس و پیش کریں یا یہ انکو رحم آجائے تو ساری سلطنت یقیناً تباہ و برباد ہو جائیگی۔ اب آپ امیر عبداللہ کے فقیہہ صاحب کو بھی اپنے قبضہ میں کرلیں کیونکہ اُسے منصب قضا سے محروم رہنے کی وجہ سے آپ سے کد ہو گئی ہے اور ہمیشہ در پے آزار ہے۔ بلکہ یہ سارا افساد اسی کا برپا کیا ہوا ہے۔۔۔ اور ہاں آج رات کو جو شخص آپ کے ہمراہ تھا اُس کو بھی نہ چھوڑنا چاہیئے کیونکہ وہ بھی اس معاملہ میں برابر کا شریک وار ہے اگر آپ ٹھنڈے دل سے غور کریں تو معلوم ہو جائیگا کہ یہ آخری شخص آپ کا کتنا بڑا دشمن ہے باوجودیکہ اسکا شمار آپ کے یہاں مقربین میں کیا جاتا ہے۔ لہذا اس کام کو آپ فوراً بالکل پوشیدہ طریقہ سے انجام کو پہونچا دیں ورنہ یاد رکھیئے کہ سب سے پہلے میری جان جائیگی"

اس کہنے سے خلیفہ صاحب کے دل پر بہت گہرا اثر پڑا، بلکہ سلطنت کے متعلق وہ کچھ خوفزدہ بھی ہوگئے۔ کیونکہ سعید کی رائے اُن تینوں کی بابت بعینہ وہی تھی جو خلیفہ صاحب کی تھی۔ چنانچہ ایک خاص خدمتگار کو بلا کر اُنھوں نے حکم دیا کہ یاسر کو جہاں کہیں ہو پکڑ کر حوالات لیجاؤ اور ایک دوسرے خدمتگار کو ابن عبدالبر کے پکڑنے کو روانہ کیا کہ پلک مارتے اُسے قصر زہرا میں لے آؤ۔

چونسٹھوان باب (۶۴)

(انتقام)

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے

سعید اس امر کے انتظار مین خاموش بیٹھا رہا کہ خلیفہ صاحب حکم دین کہ مین جاؤن مگر خلیفہ صاحب نے خلاف امید کچھ نہین کہا۔ اُسپر سعید نے اپنی صورت کچھ ایسی بنائی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ رو رہا ہے چنانچہ خلیفہ صاحب نے یہ ماجرا دیکھ کر پوچھا کہ کیا بات ہے؟

سعید۔ (آنکھین مل کر) کچھ نہین آقائے نعمت!"

خلیفہ "نہین! تم کسی وجہ سے رو رہے ہو۔"

سعید۔ "مجھے امیر عبداللہ کی حالت زار پر رونا آتا ہے کیونکہ مین ان سے بہت محبت کرتا تھا۔ مگر کیا کرون کہ اُنھون نے خود اپنے ہاتھون اپنے پیرون مین کلہاڑی ماری! خیر! مگر جہان پناہ کی عزت اُنسے کہین زیادہ ہے۔۔ کیا اب وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آئین گے؟"

خلیفہ۔ "تمہاری سمجھ مین کیا آتا ہے"

سعید۔ "مجھے اس امر مین سوائے تلوار کی مدد کے اور چارہ کار نظر نہین آتا کیونکہ مشہور ہے کہ سانپ قبل اس کے کہ تمھین تکلیف پہونچائے اُسے مار ڈالو، ورنہ تمہاری جان خطرہ مین ہے۔ مجھے اس وقت عبدالملک ابن مروان کا قصہ یاد آتا ہے کہ سعید ابن اشدق نے پہلے تو اس سے لڑائی مول لی۔ مگر جب مغلوب ہوا تو اُسکا ہی خواہ بن گیا۔ عبدالملک کو ہمیشہ اس سے ڈر رہتا تھا۔ آخر انکو کوئی چارہ کار نظر نہ آیا سوائے اس کے کہ سعید بن اشدق کو طلب کرین اور اُس کو جان سے مار ڈالین۔ چنانچہ اُنھون نے ایسا ہی کیا اور اُس مار آستین سے نجات پائی بنی امیہ کے خلفار کی معاویہ زمانہ سے ہمیشہ ہی عادت رہی اور یہی طرز عمل آپ کے جد امجد عبدالرحمن اول کا رہا ہے کہ جب تمھین کسی خاص گروہ سے کوئی خوف ہو سب کا سر تن سے جدا کرو۔ مگر میرے نجوم سے مجھے جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ امیر عبداللہ عنقریب ایک جماعت کے چودھری

بن ملبیٹھین گے مگر۔۔۔"
خلیفہ۔ تمہاری باتون سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا مجھپر کچھ بھی اعتبار نہین بلکہ شاید یہ خیال ہے کہ مجھکو رحم آجائیگا۔ اور عبداللہ کے قتل سے باز آجاؤنگا... ہرگز نہین ہرگز نہین، مین نے اس کے تہدید آمیز الفاظ اپنے کانون سے سنے ہین رہے بیچارے ابن عبد البرہ کب بچتے ہین، کیونکہ یہ آگ اسی نابکار کی لگائی ہوئی ہے اور یاسر کو تو کچا ہی کھا جاؤنگا کیونکہ ہمیشہ وہ شکوہ و شکایت کیا کرتا ہے۔ معلوم نہین زہرا نے اُسکا باپ مارا ہے کیا گیا ہے ہمیشہ اُس کے درپے آزار رہتا ہے۔ آج ہی تو مین اس کی دغابازی کو سمجھا ہون۔ علی الصباح ان تینون کی گردن اُڑانا میرا سب سے پہلا کام ہوگا"۔

سعید۔ "علی الاعلان اُنکو قتل کرنے مین برائی ہے بلکہ جیسا کہ بڑے بوڑھے لوگ کرتے آئے ہین اُسپر عمل کیجئے وہ یہ کہ جب اُنھین کسی سے خطرہ ہوتا تھا تو پوشیدہ طور سے اُسے قتل کر دیتے تاکہ لوگون کے شور و غل اور جھگڑے و فساد سے محفوظ رہین"

خلیفہ۔ "اس وقت تو جاؤ سو رہو، صبح محل کے دروازہ پر تمھین ایک تختی ملیگی جس پر تحریر ہوگا کہ ہم نے کیا کیا"

سعید۔ (ادب سے اُٹھکر) خدا آپ کی مدد کرے اور آپ کے دشمنون پر آپ کو غالب کرے بیشک فوراً بدلہ لینے سے ایک یہ فائدہ ہوگا کہ وہ لوگ بالکل خوفزدہ اور مرعوب ہو جائینگے جن کا ارادہ آپ کے ساتھ دشمنی کرنے کا ہے۔ بہتر ہوتا کہ آپ اُس لوح پر ایک عبارت یون لکھا دیتے جس کو پڑھکر ہر شخص عبرت پکڑتا۔ "اور نافرمان رعایا کل کی کل سرنگون ہو جاتی" "دغابازون اور جعلسازون کی یہی سزا ہے جو شخص اُن کی پیروی کریگا وہ بھی اُسی گھاٹ اتار اجائیگا علی الخصوص صاحب النقمہ کی اب خیر نہین ہے"

خلیفہ۔ تم نے اچھی رائے دی ہے۔ اسپر مین عمل کرونگا۔ یہ کہکر اشارہ سے سعید کو جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ سعید اُٹھا اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر خلیفہ کو دعائین دیتا ہوا چلا کہ خدا امیر المومنین کی اس کار خیر مین مدد کرے اس کے بعد بستر پر جانے کو تو گیا مگر دل ہی دل مین خوف کرتا رہا کہ اگر خلیفہ صاحب اس رائے سے پلٹ گئے تو میرے حق مین غضب ہو جائیگا۔

صبح سویرے محل کے لوگ جو اُٹھتے ہین تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک لوح صدر دروازہ

پر پڑی ہے جس پر حسب ذیل الفاظ لکھے ہین۔ ”در شریعت کے رو سے مین نے امیر عبداللہ محمد ابن عبدالبر فقیہہ اور یاسر خواجہ سراؤن کے سردار قتل کیے جانے کا حکم دیا۔ کیونکہ ان لوگون نے امیر المومنین سے جو مسلمانون اور دین کے حامی ہین خیانت کی تھی اور خود امیر المومنین اور اُس کے ولیعہد کے مارنے کی فکر مین تھے، چنانچہ یہ تینون اُس فتنہ کے عوض سے قتل کرڈالے گئے۔ کیونکہ ایسے لوگون کی یہی سزا ہے۔ خدا خود کہتا ہے کہ اے عقلمندو! بدلہ اور انتقام لینے مین تمہاری زندگی ہے۔ لہذا اس واقعہ سے ہر اس شخص کو عبرت حاصل کرنا چاہیے جو دھوکہ مین آکر امیر المومنین کی مخالفت مین جد وجہد کرتے ہون ؛ انکی نافرمانی کے لیے تیار ہون خصوصًا صاحب النعمہ اس سے ضرور خبردار رہے“۔

سعید کو اسوقت تک چین نہ آیا جبتک کہ بچشم خود اس لوح کو شروع سے آخر تک پڑھکر اطمینان نہ کرلیا۔

پینسٹھوان باب (۶۵)

(ندامت)

میرے قتل پر مطمئن ہین بظاہر
مگر دل ہی دل مین وہ پچھتا رہے ہین

سعید کے جانے کے بعد ناصر نے جلاد کو طلب کرکے حکم دیا کہ ان تینون شخصون کا سر تن سے جدا کردے۔ جلاد نے اسی وقت حکم کی تعمیل کی۔ ناصر کو جب معلوم ہوا کہ تینون اشخاص ہلاک ہوچکے تو فورًا اس لوح کو لکھوایا۔ مگر زہرا کا خیال آگیا اور اس کی سچی محبت کا خیال اُس کے دماغ مین چکر کھانے لگا۔ اگرچہ اس وقت رات کا بہت زیادہ حصہ گذر چکا تھا تاہم زہرا کے دیکھے بغیر اس کو چین نہ تھا چنانچہ ایک خادمہ کو بھیجکر فورًا زہرا کو طلب کیا تاکہ اُس کا شکریہ ادا کرے اور اس کو اس بات کی خوشخبری سنائے کہ خائن لوگ قتل کرڈالے گئے۔ زہرا اس وقت میٹھی میٹھی نیند کے مزے لے رہی تھی۔ حکم پہونچنے کے ساتھ ہی اُٹھ بیٹھی مگر اس کو تعجب تھا کہ یہ کونسا وقت طلب کرنے کا تھا۔ مگر چار و ناچار

اپنے کپڑے و بال وغیرہ درست کرکے چل کھڑی ہوئی۔

زہرا خلیفہ کے پاس اسوقت پہنچی جبکہ خلیفہ تخت پر بیٹھے اس لوح کو بار بار پڑھ رہے تھے اور سر بھی ہلاتے جاتے تھے خلیفہ صاحب نے جیسے ہی اُسے اُترتے ہوئے دیکھا لوح کو ایک کنارہ رکھ دیا اور بولے۔ اے پاکباز محبت، تم خوب آگئین۔

زہرا نے جھک کر فوراً ہاتھ کو بوسہ دیا اور حکم پاتے ہی ایک طرف گردن جھکا کر بیٹھ گئی۔

امیر المومنین۔ ہمکو تمہاری طرف سے بہت شکوک پیدا ہوگئے تھے مگر اب معلوم ہوا کہ تم بالکل بری ہو

زہرا۔ مین امیر المومنین کی ایک ادنے لونڈی ہون۔ اور آپ میرے آقا ہے نعمت ہین آپ پر اپنا جان و مال قربان کرنا میرا فرض ہے۔ اسمین میرے لئے کوئی کمال یا فضل نہین ہے

امیر المومنین۔ نہین نہین! تم ضرور مستحق ثنا ہو۔ کیونکہ تمہاری محبت میرے بیٹے کی محبت سے کہین زیادہ ہے۔ ارے وہی خائن۔ مین نے خود اپنے کانون سے سنا ہے جو تم دونون کے درمیان گفتگو ہوئی،، ۔۔۔ واہ واہ! اس سے بڑھکر اور کیا کمال ہوسکتا ہے کہ تم نے میری امانت مین ذرا سا فرق نہ آنے دیا۔ اور کیون نہ ہلاک کیا جائے۔ ایسا بیٹا جو باپ کی مخالفت مین خیانت کرے۔

زہرا۔ یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ کے صاحبزادے یہان آئے تھے۔ آپ تو قرطبہ مین تشریف رکھتے تھے۔ !!

امیر المومنین۔ جیسے ہی مین یہان پہونچا کمبخت یاسر نے مجھے اس کی فوراً خبر کی اس لئے کہ تم پر مجھکو غصہ آئے اور تم کو سزا دون۔ چنانچہ اسی نے مجھے اس چبوترہ پر لاکر بٹھا یا ہو ہان بیٹھکر مین نے تم دونون کی گفتگو باسانی سنی۔ یاسر نے جب تمہاری گفتگو مین کوئی تہمت کا لفظ نہ پایا سخت شرمندہ ہوا۔ مگر اپنی سزا کو پہونچ گیا۔

زہرا۔ (دوخیر) مین عبداللہ سے پھر لونگی۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے خیالات فاسدہ سے باز آجائینگے۔ کیونکہ جو صفات آپ مین پائے جاتے ہین تقریباً وہ کل کے کل اُن مین بھی پائے جاتے ہین۔ انکو فقیہ ابن عبدالبر کے مفسدہ پرداز لوگون نے دھوکہ دیا۔ مگر وہ بذات خود نہایت نیک اور خوش دل ہین جیسا کہ آپ خود جانتے ہین،،

خلیفہ زہرا کی باتین سن سن کر نہایت محظوظ ہو رہے تھے کیونکہ اس کی حرکتین دل کو خوش کر رہی تھین۔ مگر جب اس نے عبداللہ کی تعریف کی اور اس بات کی امید ظاہر

کی کہ وہ اپنے خیالات سے رجوع کر سکتا تھا فوراً اپنی جلد بازی کا افسوس کیا اور سخت شرمندہ ہوا۔ مگر پھر خیال آیا کہ اگر میں اُسے قتل نہ کر ڈالتا تو یقیناً بڑا فساد برپا ہوتا جس سے خود میری جان کا اندیشہ تھا چنانچہ بولے۔

امیر المومنین۔ میں ایسے شخص سے بالکل اچھائی کی اُمید نہیں کر سکتا جو اپنے باپ اور بھائی کے درپے آزار ہو۔ بہرحال اب جو کچھ ہونا تھا ہو چکا" یہ کہکر وہ لوح اُٹھا کر زہرا کے سامنے پڑھنے کی غرض سے رکھ دی، زہرا نے ابھی اُس کا کچھ ہی حصہ پڑھا ہوگا کہ نہایت آہ وزاری سے بولی۔ "افسوس، صد افسوس! آپ نے عبداللہ کو قتل کر ڈالا..." یہ کہکر اپنا منھ نوچ ڈالا اور بال کھسوٹ ڈالے پھر اس لوح کو آگے پڑھنے لگی۔ آخر میں اپنے بھائی صاحب النقمہ کا نام دیکھا، بدن کے تمام رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ ایسا ہی حشر میرے پیارے بھائی کا بھی ہونے والا ہے۔ اب تو دو وجہوں سے اُس کی آہ وزاری میں اور اضافہ ہو گیا۔ خلیفہ کو خیال آیا کہ عبداللہ کے لئے یہ رو رہی ہے جس پر دریافت کیا۔ کیوں، تم روتی کیوں ہو؟

زہرا۔ عبداللہ کی جوانی پر خواہ مخواہ کے لئے رونا آتا ہے۔

امیر المومنین۔ (ڈپٹ کر) کیا ایسے حرامخور پر تمھیں رونا آتا ہے جس کے کرتوتوں سے تم بخوبی واقف ہو۔

زہرا۔ "کیا وہ امیر المومنین کا لخت جگر نہ تھا؟ کیونکر مجھے اُس پر رونا نہ آئے جبکہ مجھے یقین تھا کہ وہ اپنی خطا سے توبہ کر لیگا"

امیر المومنین۔ تم ہی نے تو اُس کے گرفتار کرنے کا حکم دیا تھا۔ یقینی طور سے معلوم ہوتا ہی کہ تم کو اُس کی طرف سے نا امیدی ہو گئی تھی۔

زہرا۔ میں نے محض خوف دلانے کیلئے اُن کو گرفتار کیا تھا تو اُس کے یہ معنی نہ تھے کہ کل تک وہ اپنے کئے پر پشیمان نہ ہوگا۔ مگر آہ! افسوس!!... کیا واقعی ایسا جوان اور ہونہار بیٹا صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا؟

امیر المومنین۔ یقیناً قتل ہو گیا اور اسی طرح سے اُس کے ہم خیال لوگ سب کے سب قتل کر ڈالے جائینگے... جب لوگوں کو معلوم ہو جائیگا کہ اُس شرارت پر میں نے اپنے بیٹے کو قتل کر ڈالا اپنی اپنی جگہ پھر اس سے عبرت کا سبق لینگے ورنہ ایک دن ضرور آئیگا کہ جب وہ میرے ہاتھ میں ہونگے اور اُسی گھاٹ اتارے جائینگے۔

زہرا۔ (اپنے پیارے بھائی کا خیال کر کے اور عفو کی امید کر کے) "اگر وہ لوگ توبہ کرلیں تو؟"
امیرالمومنین۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اپنے بیٹے کو مار ڈالوں اور دوسروں سے درگذر کروں؟ کیسے باشندہ میرے قبضہ میں جو آجائیگا فی الفور مارا جائیگا۔

اس قول سے زہرا کے دل پر بہت بڑا اثر ہوا اور اپنے بھائی کے لئے دعاے خیر مانگنے لگی، اور طلب عفو کو دوسرے موقعہ پر اٹھا رکھا کیونکہ وہ خلیفہ کے غیظ و غضب سے بخوبی واقف تھی،

تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ نے زہرا کو جانے کا حکم دیا اور خادموں سے کہا کہ اس لوح کو بچا کر دروازہ پر لٹکا دو، اور تکیہ لگا کر سونے کا ارادہ کرنے لگے، اتنے میں زہرا کی گفتگو کا خیال آگیا۔ جس نے عبداللہ کی تصویر سامنے لاکر کھڑی کر دی۔ سخت افسوس ہوا اور نہایت پشیمانی ہوئی مگر پھر اُس فتنہ کا خیال آیا باوجود اس کے ان کی آنکھیں آنسو بہائے بغیر نہ رہ سکیں اور بستر پر کروٹیں اس بےچینی سے بدلنے لگے جیسے معلوم ہوتا تھا کہ کانٹوں پر سو رہے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو خلیفہ صاحب کو کچھ ضعف محسوس ہوا اور ایسا معلوم ہوا کہ طبیعت اندر ہی اندر بجھی جاتی ہے۔ چنانچہ اپنے معالج سلیمان بن تاج کو فوراً طلب کیا حسب الحکم حکیم صاحب فوراً حاضر ہوئے۔ مگر آتے وقت پھاٹک پر وہ لوح اُن کی نظر سے گذر چکی تھی اب جو خلیفہ صاحب نے اپنا حال بیان کیا تو علاج میں اس لوح نے بڑی مدد دی، چنانچہ انھوں نے ویسی ہی دوائیں تجویز کردیں۔ اور بولے "طبیعت کے بگڑنے کا سبب آپکو معلوم ہی ہے۔ اور مرض کا علاج اُس کے ضد سے ہوا کرتا ہے لہذا انسب ہوتا کہ آپ کسی کھیل میں مشغول ہو جاتے اور یہ فکر آپ سے علیحدہ ہو جاتی"

امیرالمومنین۔ تم ہی بتاؤ کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

سلیمان۔ کسی اچھی گانے والی لونڈی کو حکم دیجئے کہ وہ خوش کرنے والا گانا سنائے اسواسطے کہ گانا ایسی چیز ہے جس سے رنج بھی ہوتا ہے اور خوشی کا بھی باعث ہے مجھے ایک شخص سے تعارف حاصل تھا جس نے اس فن میں خاص کمال پیدا کیا تھا ہنستے کو رولا دینا اور روتے کو ہنسا دینا اُس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ مگر مجھے خیال آتا ہے کہ شاید وہ شخص مرگیا، اب معلوم نہیں کہ اس کا کوئی شاگرد بھی ہے؟"

امیرالمومنین۔ (عابدہ کا خیال کر کے) "ایک لونڈی ہمارے یہاں ہے جس کا نام عابدہ

ہے اُس نے اُس فن کو اپنے اُستاد سعید وراق سے نہایت عمدگی سے سیکھا ہے۔
سلیمان۔ "یہ سعید ایک عجیب آدمی ہے۔ ہر فن مولا علوم و فنون مین اُس سے کچھ بھی نہین چھوٹا۔ یہانتک کہ علم موسیقی! اچھا تو ہو تاکہ آپ عابدہ کو طلب کرتے اور وہ عالم تنہائی مین آپ کو گانا سناتی۔ مجھے اُمید ہے کہ ایسا کرنے مین بہت جلد شفا ہو گی"۔

چھیاسٹھوان باب (۶۶)

(عابدہ)

خلیفہ نے حکیم صاحب کی اس رائے کو پسند کر کے اُنکو جانے کا حکم دیا اور خود ایک آدمی کو سعید کے پاس روانہ کیا۔ اُسنے جاکر سعید سے کل قصہ بیان کیا۔ سعید نے حکیم صاحب کی رائے پر اظہار موافقت کیا اور کہا کہ عابدہ کو اُس کی فوراً اطلاع کرتا ہون اس وقت اس کا دل سینہ مین مارے خوشی کے بانسون اُچھل رہا تھا کیونکہ وہ ایسے ہی موقع کا متلاشی تھا۔

عابدہ اپنے کمرہ مین چند سہیلیون کے ساتھ بیٹھی اس لوح کے متعلق اظہار تعجب کر رہی تھی کہ اس قسم کا جانسوز واقعہ اس قدر جلد کیونکر وقوع پذیر ہو گیا۔ عابدہ نے جب سعید کو اپنی طرف آتے دیکھا اُس کے گورے گورے رخسارون پر ایک سرخی سی نمایان ہونے لگی اور چہرہ مارے خوشی کے دمکنے لگا۔ سعید جب اُس کے کمرہ مین داخل ہوا تو عابدہ نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ اُسنے اپنا دستِ محبت دراز کر کے اپنے پہلو مین اسے چپٹا لیا جس سے عابدہ کے بدن مین ایک جھرجھری سی پیدا ہوئی جسے اس سے قبل اُس نے کبھی نہین محسوس کیا تھا۔ اس موقعہ پر اُس کے رخسارون کی سُرخی اور بھی بڑھ گئی مگر مارے شرم و حیا کے اُس کی گردن جھکی ہوئی تھی، دل سینہ مین دھڑک رہا تھا۔ تو سعید بولا:۔

"اب وہ وقت بالکل قریب آگیا جس پر ہماری اور تمہاری کامیابی موقوف تھی۔ اب تمکو تیار ہو جانا چاہئے کیونکہ تمہاری ہی ذات پر سارا دارومدار ہے"۔

عابدہ۔ "میری ذات پر! یعنی مجھپر! اگر ایسا ہے تو مین بدل و جان حاضر ہون"

سعید۔ "ہاں! تم ہی پر۔۔۔ وہ دونوں پڑیاں جو میں نے تمہارے پاس رکھائی تھیں۔ وہ کہاں ہیں؟۔۔۔ حفاظت سے ہیں نا؟"

عابدہ۔ مسکراتی ہوئی اس کی طرف دیکھ کر) "سعید آپ کے حکم سے کیونکر سرتابی کر سکتی ہوں، وہ میرے پاس نہایت حفاظت سے موجود ہیں" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک تھیلی میں لپٹی ہوئی کوئی چیز نکال کر بولی "لیجئے یہ آپکی امانت حاضر ہے۔"

سعید۔ (اس تھیلی کو لیکر) تم جانتی ہو کہ اس تھیلی میں کیا ہے۔

عابدہ۔ "جی ہاں! دو پڑیاں ہیں"

سعید۔ "یہ نہیں، بلکہ یہ بتاؤ کہ ان پڑیوں میں کیا ہے۔

عابدہ "میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی زہر ہے۔۔۔ کیا یہ میرا کہنا صحیح ہے؟۔

سعید۔ نہیں یہ تو صحیح نہیں۔ بلکہ صحیح یہ ہے کہ اس میں ایک ایسی دوا ہے جو انسان کے بدن کو ڈھیلا کر دیتی ہے اور اس کا کھانیوالا ایک عرصہ تک سوتا رہتا ہے۔

عابدہ۔ "جی!"

سعید۔ سمجھ میں آیا کہ نہیں؟ ان پڑیوں میں ایک سلانے والی دوا ہے جس کے بغیر ہماری بیداری غیر ممکن ہے۔"

عابدہ (سعید کی طرف نظر کر کے) میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی"

سعید۔ "کیا تمھیں وہ دن یاد ہے جبکہ میں نے تم سے سوال کیا تھا کہ تم اس محبت کے امتحان میں اپنی جان کو خطرہ میں بھی ڈال سکتی ہو"

عابدہ۔ جی ہاں! مجھے بالکل یاد ہے جب اس وقت میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا ویسا ہی اس وقت بھی جان دینے کے لئے حاضر و تیار ہوں۔ بلکہ میں اس کو مایۂ ناز و افتخار سمجھتی ہوں"

سعید۔ اچھا سنو! آج خلیفہ صاحب کی طبیعت کچھ سست ہے، اُن کے معالج نے رائے دی ہے کہ کسی خوش گلو گانے والی کا گانا سنکر لطف اور حظ اُٹھائیں جس سے اُن کا علاج خود بخود ہو جاویگا۔ اس حکیم نے فارابی کی موسیقی کا بھی ذکر کر دیا تھا خلیفہ صاحب کو تمھارے متعلق پہلے ہی سے علم ہے کہ تم اس فن میں کمال رکھتی ہو۔ چنانچہ انھوں نے میرے پاس آدمی بھیجا کہ میں تم کو اُن کے پاس روانہ کر دوں اور سیچ اور پیچ سمجھا دوں۔ بس مجھے جو کچھ

کہنا تھا کہہ چکا۔ یہ کہکر وہ خاموش ہو گیا۔

عابدہ (کچھ دیر خاموش اور اُس کی بات کی منتظر رہکر) تو اس سے اور خطرہ سے کیا نسبت

سعید۔ (اُٹھکر) "بیشک تم نے ٹھیک کہا اس سے اور اُس سے کوئی علاقہ نہین۔ اُن پڑیون کو میرے ہی پاس رہنے دو اور چلو خلیفہ کے یہان کیونکہ ممکن ہے کہ تم پر ضعف غالب آجاوے"۔

عابدہ۔ آپ کسی بات سے نہ ڈریے۔ کیونکہ آپ کا عکم مجھ مین ہمت اور دلیری کی ایک روح پھونکتا ہے۔

سعید۔ (عابدہ کو اپنی طرف متوجہ کر کے) مین تم سے کہتا ہون کہ تم آج اس پڑیہ مین جو کچھ ہے خلیفہ کو کسی ترکیب سے کھلا دو"

عابدہ۔ (تھرتھراکر) بہت بہتر مین اُن کو کھلا دونگی"

سعید۔ "سنو اے عابدہ! اس پڑیا کو اپنی جیب مین رکھو اور خلیفہ کے پاس جاؤ تمھارے پاس ہر قسم کے باجے موجود ہی ہین نہایت عمدگی سے انھین بجا کر گاؤ اور خلیفہ صاحب کو محظوظ کرو۔ اور اُس کے بعد یہ چیز اس دوا کے ساتھ جو حکیم نے بتائی ہے گھولکر پلا دو سمجھ گئین"

عابدہ۔ جی ہان سمجھ گئی" کہنے کو تو یہ کہہ گئی مگر نہ معلوم کیا بات تھی کہ اس کے ہاتھ پیر تھرتھرا رہے تھے۔

سعید۔ "جب آدھی رات کی گجر تم سننا تو یہ پڑیا گھولکر دوا مین ملا دینا اور خلیفہ کے سامنے پیش کر دینا۔۔ اس کے پینے کے تھوڑی دیر بعد اُس پر نیند کا غلبہ ہوگا اور ہمیشہ کے لئے وہ سو جائیگا۔"

عابدہ۔ "اچھا۔۔۔ تو اُس کے بعد مین کیا کرون"

سعید۔ (دوسری پڑیا نکالکر) اُس کے بعد تم اس کمرہ مین چلی آنا۔ اگر مین تمھین یہان نہ ملون تو ایک پیالہ پانی کا بھرا تمھین یہان ملیگا۔ اس مین اُس پڑیا کی دوا ملا کر پی جانا۔ تم کو فوراً نیند آجاویگی۔ ممکن ہے کہ مجھ کو واپسی مین دیر ہو۔ مین آکر تمھین جگا لون گا۔ مین نے مقام معہود پر بھاگ چلنے کی سب تدبیرین کر لی ہین۔ تم بالکل مطمئن رہو۔ وہان پہونچکر سب باتین طے ہو جاوینگی۔"

عابدہ۔ (دونون پڑیان لیکر اور جیب مین حفاظت سے رکھکر) "کیا ہماری کامیابی کی بھی

آخری کوشش ہے"۔

سعید "ہان!... اچھا اب جاؤ اور آدھی رات کو نہ بھولو"۔

یہ حکم سُنکر عابدہ اُٹھی اور اپنے باجے لیکر سیدھی خلیفہ کے کمرہ مین پہونچی اور سعید کے احکام کی تعمیل مین مشغول ہوگئی۔

سترھوان باب (۱۷)

فرار

سعید عابدہ کے جانے کے بعد تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا اور اس امر کی نسبت پر غور کرنے لگا پھر خیال آیا کہ عابدہ نے کیونکر بلا سوچے سمجھے اُس کے کہنے پر عمل کیا۔ اب اس کے لئے صرف یہ باقی رہگیا تھا کہ زہرا کو لیکر اُڑ جائے اور امیر المومنین کو قتل کر ڈالے ممکن ہے کہ وہ اُن کے بھاگنے کے بعد اس کا تعاقب کرے اور عابدہ کو اس لئے قتل کرنے کا ارادہ کیا کہ اگر یہ بچ جائیگی تو راز فاش ہو جائیگا۔

سعید یہ خیال کر کے زہرا کے کمرہ کی طرف چلا کہ راستہ مین دروازہ پر جوہر سے ملاقات ہوگئی اس نے دریافت کیا کہ کہو زہرا کی کیا حالت ہے۔

جوہر۔ جب سے امیر عبداللہ اور اُس کے دونوں ساتھیوں کے قتل ہونے کی اُس کو خبر معلوم ہوئی ہے نہایت سراسیمہ و بدحواس ہو رہی ہے کسی سے بات چیت وغیرہ نہین کرتی

راوی۔ سعید سمجھ گیا کہ اُس کی اضطرابی کا باعث صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے اپنے بھائی کا نام لوح پر دیکھا ہوگا اور یہ بھی پڑھا ہوگا کہ اُن کا حشر بھی انہین مقتولین کی طرح ہونے والا ہے چنانچہ سعید نے اس طرح کہا کہ مجھے زہرا تک پہونچا دو۔ جوہر نے سعید کے حکم کی بسر و چشم تعمیل کی۔ ناظرین کو بخوبی معلوم ہے کہ جوہر سعید کا ایک خاص شخص وفادار ہے۔ اور سعید نے اُس کو ناصر کے محل مین بطور جاسوس بھیجا تھا۔ چنانچہ جوہر بڑے بڑے سخت اوقات مین اُس کے کام آتا تھا۔ اور اُس کے راز کو پوشیدہ رکھتا تھا۔

جوہر نے تھوڑی دیر کے بعد آکر سعید سے کہا کہ تشریف لے چلئے سعید اُس کے ہمراہ

کسی بات پر غور کرتا ہوا آہستہ خرامی کے ساتھ جہان زہرا کالون پر ہتھیلی تکیہ لگائے ہوئے کسی غور و فکر مین مبتلا تھی۔ جب اس کو سعید کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی تو اُس نے سر اُٹھا کر ایک مرتبہ اس کی طرف دیکھا اور پھر گردن جھکا کر غور و خوض کرنے لگی چنانچہ سعید نے آگے بڑھ کر اس طرح سلسلہ کلام شروع کر دیا۔

سعید۔ تم نے میری سچائی دیکھی۔

زہرا۔ جواب ندارد۔

سعید۔ پیاری زہرا خدا کے لیے کچھ تو منھ سے بولو۔ کیا اب بھی تم کو میری پیشین گوئی کی تصدیق نہین ہوئی کیا مین نے تم سے نہین کہا تھا کہ تمہارا بھائی قتل کر ڈالا جائیگا۔

زہرا۔ (ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں کو اُٹھا کر) آہ کاش تو نے مجھسے اُس کے متعلق کچھ نہ کہا ہوتا تو بہتر تھا اگر مجھے اپنے بھائی کے متعلق کوئی بات نہ معلوم ہوتی تو وہ میرے لیے اُس سے بہتر و انسب تھا۔ بہ نسبت اس کے کہ مین اپنے سردار وولی نعمت کی خیانت کرون۔

سعید۔ ہائے تعجب ہے کہ تم کو ناصر کی محبت۔ نے اس درجہ از خود رفتہ کر دیا ہے کہ تمھارے ہوش و حواس تک درست نہین۔

زہرا۔ آپ یہ تو خیال فرمایئے کہ مین کیونکر نہ از خود رفتہ ہو جاؤن۔ مین نے آج تک اُنکی زبان سے اپنے متعلق کوئی بدگوئی نہین سنی اور نہ کسی دوسرے نے مجھ سے ذکر کیا۔ بلکہ بجائے اس کے انھون نے میری وقعت و عزت میرے مرتبہ سے زیادہ کی اور مجھے اپنی تمام بیگمات پر فوقیت دی۔ جیسا کہ یہ بڑے بڑے عالیشان محلات میری ہی محبت کا نتیجہ ہین پھر آپ ہی فرمایئے کہ ایسی حالت مین اُن سے کیونکر محبت نہ کرون مجھے تو اُن کی پرستش کرنا چاہیے جنابمن اسی کو سچی محبت و الفت کہتے ہین اور ..... نہ معلوم اور کیا کہنے کو تھی کہ حیا دامنگیر ہوئی اور اُس نے خاموشی اختیار کی۔

سعید۔ (یہ سمجھ کر کہ زہرا میری محبت کو جھوٹا و بے بنیاد سمجھتی ہے) او پیاری! کیا تم مجھے نام کی محبت سے شرم دلانا چاہتی ہو۔ مین تو سمجھتا ہون کہ اُنکی محبت کرنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ تم اُن کی خدمت مین اپنی جان تک فدا کرنے کو تیار ہو، رہے یہ عالیشان محل اُنکی تعمیر خلیفہ صاحب نے محض اپنے نام و نمود کے لئے یا اپنے پسماندگان وغیرہ کے لیے کرائی ہے، تمہارا سچا چاہنے والا اور تمہارا صادق صرف وہ شخص ہو سکتا ہے جو تمہاری نفرت انگیز

باتون اور حقارت آمیز گفتگو کی کچھ پروا نہ کرکے اپنا گھر بار چھوڑ آیا ہو۔ اور محض تم تک رسائی کے لیے علم نجوم اور طرح طرح کی معرفت حاصل کرتا ہو اُس کے علاوہ اپنی جان کو معرض ہلاکت مین ڈالتا ہو۔ یہ محض تمھاری محبت کی کشش کا نتیجہ ہے۔ اسی کا نام سچی محبت ہے اور اس کو محب صادق کہے جانے کا حق حاصل ہے۔ خیر ان سب باتون کو جانے دو اس وقت یہ بتاؤ کہ تم اپنے بھائی کو نجات دلانا چاہتی ہو؟ تم کو معلوم ہی ہے کہ خلیفہ صاحب آج اس سے کس قدر ناراض ہین؟"

زہرا۔ (آہ سرد بھر کر اور عاجزی سے) "ہان مجھے معلوم ہے"

سعید۔ "یہ دوسری بات ہے کہ تمھارے نزدیک اس کی نجات کچھ اہمیت ہی نہ رکھتی ہو"

زہرا۔ تمھین معلوم ہو کہ اُس کی زندگی میرے نزدیک کس قدر پیاری ہے اور اُسکی نجات کس درجہ مجھے عزیز ہے مگر اس کو کیا کرون کہ اُسکی رہائی کی سبیل نہایت مشکل و دشوار معلوم ہوتی ہے۔

سعید۔ جو تکلیف اٹھاتا ہے وہی راحت پاتا ہے اُس کے باوجود مین دیکھتا ہون کہ تمھین کچھ تکلیف ہو ہی نہین سکتی۔ ایک رات کے لئے بس یہان سے چلی چلو اور صبح کو اپنے بھائی کو ہمراہ لیکر واپس چلی آؤ پھر خلیفہ صاحب سے خوشامد درآمد کرکے اُسکی گذشتہ خطائین معاف کرالو۔ پھر جو چاہو کرو۔۔ اگر تمھین چلنا ہے تو کہو ورنہ مین جاتا ہون یہ کہکر اُس نے اُٹھکر چلنے کا بہانہ کیا تھا جبھی زہرا فوراً بولی "تو کیا آپ مجھے ڈراتے ہین۔؟ اسی طرح خوشی حاصل ہو سکتی ہے۔ مین تو یون ہی رنج و غم کی زخم خوردہ ہون آپ اور بھی دھمکا دھمکا کر نمک پاشی کرتے ہین" یہ کہکر اُسکی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے۔

سعید (آگے بڑھ کر) حاشا وکلّا میرا مطلب تمھین دھمکانیکا نہین ہے۔ مین تو تمھاری رضا کا جویا ہون۔ جو حکم ہو بجا لاؤن۔ اگر تم میری موت کا حکم دو تب بھی تمھارا نام لیکر مرنے کے لئے تیار ہون آہ افسوس! اگر تمھارے پاس بھی میرا ایسا دل ہوتا تو یقیناً میری محبت کا اندازہ تمھین ہو سکتا تھا مگر تم نہایت سنگدل ہو۔۔ مین نے بارہا تم کو اسی طرح سے آزمالیا ہے۔

زہرا۔ (آہ سرد بھر کر) "آپ خواہ مخواہ کے لئے مجھ پر تہمت لگاتے ہین۔ آپ نہین جانتے میری ساخت مین سب سے بڑا عنصر محبت کا رکھا گیا ہے۔ آپ اسی سے خود اندازہ کر سکتے ہین جو میرے دل پر آج مظلوم مقتولون کو دیکھ کر گذری ہے۔

سعید۔ "آپکی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ میرے سوا آجتک آپنے کبھی دوسرے پر اظہار غصہ نہین کیا۔

زہرا۔ جناب من! یہ صحیح ہے کہ مین آپکو محبت کی نظر سے نہین دیکھتی تھی مگر آپ اگر سچے دلسے میرے بھائی کو نجات دلانے مین کوشش کرینگے تو مین ضرور آپسے محبت کرونگی۔ گو یہ محبت اظہار شکریہ ہی کیون نہو۔

سعید۔ مین کہتا ہون کہ تمہاری محبت مین مین مردہ بدست زندہ ہو رہا ہون، تمام ممکن کوششون سے ابتک مین باز نہین آیا۔ یہانتک کہ سخت سے سخت موقعون پر مین نے اپنی جان خطرہ مین ڈالدی ہے اور تم اس مین ہزارون شاخین نکالتی جاتی ہو۔ افسوس تم نہین جانتی ہو کہ تمہاری محبت مین آج مین نے کتنے بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

زہرا۔ "وہ کیا؟"

سعید۔ مین جتنی محبت امیر عبداللہ سے کرتا تھا وہ تم پر مخفی نہین، مگر چونکہ وہ تمہارے بھائی کے قیامگاہ سے واقف تھے اس لئے مجھے خوف ہوا کہ ممکن ہے کہ خلیفہ صاحب اُسکے متعلق اُن سے کچھ دریافت کرنا چاہین اور وہ بتلادین جس پر تمہارا بھائی قتل کرڈالا جاوے مجھے یہ اچھا نہین معلوم ہوا، بس فوراً مین نے خلیفہ صاحب کو امیر عبداللہ اور اُسکے دونون ساتھیون کے قتل کئے جانے کا مشورہ دیا۔ اور انھون نے تینون کو فوراً قتل کرڈالا گیا۔ اُسکو تم احسان نہین سمجھتی ہو؟

سعید۔ مین ایسا کام نہین کرنا چاہتا جس مین آپکی خوشی مقصود نہو۔ اور آپ دیکھین گی مین اپنی محبت کے ثبوت مین آپکی ہر طرح کی خدمت کرنے کے لئے تیار ہون اب بتایئے کہ آپ چلینگی یا نہین۔

زہرا۔ بیشک آپ کا بہت بڑا احسان ہے۔

سعید۔ اُس کے باوجود آپ فرماتی ہین کہ بھائی کے چھوٹ جانے پر ممکن ہے کہ تم سے محبت کرون۔

زہرا تو آپکا یہ خیال ہے کہ آپ کو مین دھوکہ دون۔ جو میرے دل مین تھا وہ مین نے کہدیا۔ آیندہ اگر زندہ ہون تو آپ کو معلوم بھی ہو جاویگا۔

زہرا۔ کہان؟ اور کب۔

سعید۔ "آج ابھی میرے ساتھ قرطبہ کے باہر چلی چلو جہان تمہارا بھائی موجود ہے۔

زہرا۔ کیونکر چلی چلون۔

سعید۔ "بس اپنے کپڑے بدلکر اور پوستین کا بھیس کرکے ایک خچر پر سوار ہوکر جوہر کو ساتھ لیکر چلنا۔ مین تم کو محل سے باہر لونگا۔ اُس وقت تمھین میرے سچے ہونیکا صحیح اندازہ ہو سکیگا۔ کہو تیار ہو اس مین ڈرنے کی کون سی بات ہے۔ ہمت مردان مدد خدا!

زہرا۔ "کسوقت یہان سے چلون؟"

سعید۔ شام کو بعد غروب آفتاب چلنا۔ جوہر ہمرکاب ہوگا"

زہرا۔ اور اُس کے بعد؟

سعید۔ اس کے بعد مین دوسرے دروازہ سے آگر تم سے اسی راستہ پر ملونگا جو قرطبہ لیجاتا ہے، وہان پہونچکر تمہارے بھائی سے تم کو ملادونگا۔"

زہرا۔ کیا آپ کو یقین کامل ہے کہ بھائی صاحب وہان ضرور ملین گے۔

سعید۔ "ہان۔ ہان"

زہرا۔ کیا اب یہان پھر ملاقات نہ ہوگی۔

سعید۔ یہان پھر ملاقات کرنے کی اب کوئی ضرورت باقی نہین رہی۔ کیونکہ سارے امور طے ہوچکے، بس جوہر کو ساتھ لیکر نکل چلنا۔ کیون کیا تم اسپر اعتماد نہین کرتی ہو؟

زہرا۔ "ہان کیون نہین"

سعید۔ اُس کو ابھی اپنے ارادہ سے مطلع کردو، اور دیکھو کوئی دوسرا نہ جاننے پائے۔ اس سے کہدینا کہ نہایت ہوشیاری سے کام لے اور تمھارے لئے پوستین کی وردی۔ ایک خچر تیار رکھے کیونکہ پوستین کی آمدورفت پر کوئی روک ٹوک نہین خصوصًا اُس کے ساتھ تمہارا کوئی نوکر ہو"

اُس کے بعد زہرا کچھ سوچ مین آگئی۔ سعید سمجھا کہ اس کو کچھ خوف ہے تو بات بناکر یون گویا ہوا۔

"اگر تمھین اتناہی خوف ہے تو کاہے کو کام چلیگا، اب تمھارے بھائی سے ملنے کی کوئی صورت نہین ہوسکتی۔"

زہرا (بھائی کا نام سنکر اور ہمت کرکے) "مین چلنے کے لئے بالکل تیار ہون اور رات کو اسی وقت اسی مقام پر ملاقات ہوگی نا۔

سعید۔ خدا تجھے زندہ رکھے "اچھا لے مین اب جاتا ہون" یہ کہکر چلتا ہوا۔

اڑسٹھواں باب (۶۸)

(شہرپناہ)

اس واقعہ جانکاہ کو سنکر ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر پریشان تھا۔ اور جیساکہ دنیا کا قاعدہ ہے۔ ہر کس وناکس اسی کے متعلق چہ میگوئیون مین مشغول نظر آتا تھا یہانتک کہ اس کے محل کے دربان وچوکیدار تک مبرا نہ تھے، اگرچہ لوگون کو حیرت تھی کہ اس قدر جلد امیر عبداللہ سا جوان بیٹا ابن عبدالبر سا پرہیزگار یاسر سا نمک حلال غلام خود خلیفہ نے اپنے حکم سے کیونکر قتل کروا ڈالا۔ پھر بھی وہ ان چہ میگوئیون سے باز نہ آتے تھے، ہر وقت انپر احکام پہونچتے رہتے کہ ہر آنے جانے والے کو نہایت ہوشیاری کے ساتھ دیکھتے رہین۔ یہ لوگ بیٹھے ہوے آپس مین اسی موضوع پر گفتگو کرہی رہے تھے کہ دور سے کسی سوار کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی قریب پہونچنے پر معلوم ہوا کہ خچر پر کوئی پوستین عمامہ باندھے ہوے جس کے ساتھ جوہر بھی ہے چلا آرہا ہے پہلے تو دربانون نے روکنا چاہا مگر جب جوہر نے کہا درکہ یہ پوستین زہرا بیگم کا ہے، اسب نے ملکر اُسے باہر جانے کی اجازت دی چنانچہ دونون باہر نکل گئے۔

جب زہرا محل سے نکلی تو اپنے کو ایک ریگستانی تیرہ وتار میدان مین پایا۔ جہان پہونچکر اُسے وحشت نے آگھیرا۔ اس وقت دنیا اُس کے آنکھون مین اندھیر تھی۔ کیونکہ وہ روشنی کی بے انتہا عادی ہو رہی تھی الغرض چلتے چلتے اس مقام پر پہونچی جہان ملنے کا وعدہ تھا یہان وہ ٹھہر گئی۔ جوہر نے اپنا خچر موڑ کر اُس سے دریافت کرنا چاہا کہ ٹھہرنے کی وجہ کیا ہے کوئی ضرورت تو نہین ہے۔

زہرا۔ آخر ہم کہان جارہے ہین ؟ ۔۔۔ یہ کون نقل ؟ ۔۔۔ مین اپنے محل سے کیونکر نکلی، مین تو وہان رانی کی طرح رہتی تھی۔ بلکہ بادشاہ تک میرے قبضۂ قدرت مین تھے، ۔۔۔۔

جوہر۔ آپ کیا رانی نہین ہین ؟ اور کیا آپ کو اب وہ اختیارات حاصل نہین ہے ؟ آپ صبح کو محل پہونچ جائینگی اور آپ کے ساتھ آپ کے بھائی صاحب بھی ہونگے للہ اسقدر غمگین نہ ہوجیے۔ اور اپنی طبیعت کو پریشان نہ کیجیے۔

زہرا۔ کیا مین اپنے بھائی سے ملونگی۔ بڑی خوش قسمتی کی بات۔ تیرے منھ مین گھی شکر،

جوہر۔ "ضرور ضرور! ورنہ آپ کے اسقدر زحمت گوارا کرنے کا نتیجہ؟"
زہرا تو چاہتی تھی کہ اس کا کچھ جواب دے ناگاہ سامنے سے کسی آنیوالے کی صورت نظر آئی جوہر اپنا خچر بڑھا کر فوراً واپس آیا۔ اور زہرا کو سعید کے آنے کی خوشخبری دی۔ زہرا پر اسوقت کچھ عجیب کیفیت طاری تھی نہ تو وہ اس خبر سے خوش ہو سکتی تھی اور نہ رنجیدہ ہی ہو سکتی تھی مگر چونکہ بھائی سے ملنے کی اُمید سعید کی ذات سے والبتہ تھی اس لئے اُس کو چارہ کار نظر نہ آتا تھا اگرچہ وہ سعید کی طرف سے بالکل متنفر تھی۔ بہرحال وہ خاموش رہی کہ یہان تک سعید پہونچ گیا۔ اور اس کو سلام کر کے بولا۔"
سعید "کہئے آپکو کسی طرح کی تکلیف تو نہین ہوئی؟"
زہرا "جی نہین۔
راوی۔ اتنی گفتگو ہونے کے بعد سعید نے زہرا کو خچر بڑھانیکا اشارہ کیا اور تینون کے تینون وہان سے چل کھڑے ہوے۔ زہرا ایک حد تک سواری کی عادی تھی کیونکہ اُسے اکثر خلیفہ صاحب کی ہمراہی مین شکار یا تفریح کے موقعون پر سوار ہونے کا اتفاق ہوتا رہتا تھا۔ اُس کے علاوہ خچر کی سواری اس قدر تکلیف دہ بھی نہین ہوتی تھی یہ لوگ تھوڑی دور تک خاموشی کے ساتھ چلے ہونگے کہ وہ پُل آگیا جہان سے ارباض کا راستہ سیدھا جاتا تھا" پن چکیون کی آواز کان مین گونجنے لگی زہرا کو چند سال سے اس قسم کی آواز سننے کا اتفاق نہین ہوا تھا کیونکہ کئی برس سے اُس کا اُس طرف گذر ہی نہین ہوا تھا۔ نہایت خاموشی کے ساتھ سب نے پل کو طے کیا اور ارباض پہونچ گئے۔ زہرا اگر ایک قدم محل سے دور ہوتی تھی تو دو قدم قعر ندامت مین جا پڑتی تھی۔ جب ارباض مین پہونچی اور چھوٹے چھوٹے جھوپڑے اُس کو نظر آئے تو اُسکا دل اندر سے بیٹھنے لگا اور خچر کو ٹھہرا کر دریافت کیا۔
زہرا۔ "ہم کہان جا رہے ہین"
سعید۔ "سالم کے پاس
زہرا۔ مین خیال کرتی ہون کہ ہم لوگ بہت دور نکل آئے۔
سعید۔ اب کچھ ہی دور اور رہ گیا ہے"
راوی۔ چلتے چلتے زہرا نے دیکھا کہ ارباض بھی نکل گیا اور ابتک منزل مقصود پر نہ پہونچے سمجھی کہ سعید دھوکا دینا چاہتا ہے۔ چنانچہ اُس نے کہا۔ اب تو قرطبہ سے ہم لوگ بہت دور نکل آئے۔

سعید۔ "اب بالکل قریب پہونچ گئے۔ ڈرو نہین چلتے چلتے وادی کبیر کے کنارہ پر پہونچے یہان سے چل کر وہ ایک سنسان احاطہ مین داخل ہوے پہلے سعید پھر جوہر نے اور اُن دونون نے ملکز زہرا کو اتارا۔ اول تو خوف غالب ہوا مگر پھر ہمت کر کے سعید کے ساتھ ہوئی چنانچہ ایک باغیچہ مین پہونچی جہان عمارت وغیرہ کا نام نشان تک نہ تھا سناٹا اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ کسی قسم کی آواز نہین سنائی پڑتی تھی سوائے دریا کے پانی کی آواز کے اور کچھ نہ سنائی دیتا تھا ان لوگون کی آہٹ پاکر اس ۔۔ سے ایک بڑا سا کتا نکلا۔ اور سعید کے قدمون پر آکر لوٹنے لگا اس سے زہرا کو کچھ اطمینان ہوا اور امید بندھی کہ اب کچھ دیر مین بھائی سے ملاقات ہوگی مجھے یہان سے اُس تک پہونچا آئیگا"

اونہتروان باب (۶۹)

(خوف)

جوہر نے خچرون کی رسیان اپنے ہاتھ مین لین اور درختون سے باندھنے مین مشغول ہو گیا۔ سعید نے زہرا کو اپنی طرف بلایا، چلنے کو تو چلی مگر اُسے رہ رہ کر یہ خوف غالب ہوتا تھا کہ کہین وہ کُتا نہ آدبوچے۔ اور دل ہی دل مین سوچتی جاتی تھی کہ کہین سعید کا دہوکہ نہ ہو۔ سعید قیافہ سے زہرا کی حالت تاڑ رہا تھا اور اُس کی دلجوئی کرتا جاتا تھا۔ یہانتک کہ ایک مکان کے دروازہ پر پہونچے۔ سعید نے جیب سے کنجی نکالی اور اندر چلا گیا جہان بالکل اندھیرا تھا۔ زہرا نے اُس تاریکی مین جانے سے انکار کیا۔ سعید نے فوراً چراغ روشن کیا اور اُس کو اندر بلایا۔ یہان ایک معمولی فرش بچھا ہوا تھا سعید نے کہا کہ بیٹھ جاؤ زہرا نے دریافت کیا کہ میرا بھائی کہان ہے؟

سعید وہ یہان نہین ہے۔ اب مین چاہتا ہون کہ ہم تھوڑی دیر یہان ٹھہر کر آرام کر لین۔

زہرا۔ "دیر مین اور آرام کر لون؟ مین تو اُسے بہتر سمجھی تھی کہ لگے ہاتھ اُس سے ملاقات بھی کر لی جاتی۔ کیونکہ رات کا اکثر حصہ گذر چکا ہے۔ تھوڑی دیر مین دن ہوا چاہتا ہے۔ اور صبح کو واپس ہونا ضروری ہے۔

سعید۔ (ہنسکر) اچھا کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ جیسا کہ آپ کہتی ہیں ویسا ہی کیا جائیگا" یہ کہکر چل کھڑا ہوا۔ زہرا کو چارون طرف وحشت ہی وحشت نظر آتی تھی۔ اپنی جلد بازی پر کمال شرمندہ تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ مجھ کو دونون باتون کا اختیار حاصل تھا۔ چاہتی تھی کہ چلا چلا کر کسی کو پکارے مگر انجام کا خیال کر کے خاموش رہی اور کچھ غور کرنے لگی۔ دل ہی دل مین کہنے لگی کہ جوہر سے شکایت کرنا چاہئے۔ ممکن ہے کہ وہ نجات دلا دے۔ یہ سونچکر اٹھی اور دروازہ پر آئی۔ یہان سعید کھڑا ہوا جوہر سے کچھ باتین کر رہا تھا۔ باتین ختم کر کے سعید نے اشارہ سے جوہر کو کنارہ کی طرف روانہ کر دیا۔ اور آپ مکان کے اندر داخل ہو گیا۔

زہرا ناکام واپس آئی اور اپنی جگہ پر بیٹھ کر سوچنے لگی کہ مین یہان بالکل تنہا ہون اور پھر سعید کے قبضہ مین ہون جو چاہے وہ میرے ساتھ کر سکتا ہے۔ اس خیال کا آنا تھا کہ اس کا دل آتش غم سے جھلسنے لگا اور جگر کباب ہو گیا۔ الغرض اس قدر رنج و غم طاری ہوا کہ وہ بغیر روئے نہ رہ سکی۔ اتنے مین سعید آگیا اور اُسے روتا دیکھ کر ہنسکر کہنے لگا۔ یہ تو کہو آخر روتی کیون ہو؟

زہرا۔ (مجھے ڈر ہے کہ تم مجھے دھوکہ نہ دیتے ہو۔

سعید۔ (مین آپ کو کیسے دھوکہ دے سکتا ہون یا آپ کے ساتھ بُرائی کی نیت کر سکتا ہون مین تو چاہتا ہون کہ تم ہمیشہ خوش و خرم رہو۔ اور محض آپ ہی کے بدولت مین نے دنیا کا عیش و آرام ترک کیا ہ

زہرا۔ یہ بتاؤ کہ اس وقت ہم کہان ہین؟ اور میرا بھائی کہان ہے۔ تمھین خدا کی قسم مجھے اُسے دکھلا دو پھر مجھے کچھ پروا نہین جو مصیبت بھی آجائے اسے برداشت کرنیکے لئے تیار ہون۔

سعید۔ ذرا ٹھہرو، ذرا دیر مین تم خود دیکھ لوگی۔

اتنے مین ایک سیٹی کی آواز آئی۔ زہرا سنکر سہم گئی۔ جبپر سعید نے کہا "مت ڈرو"

زہرا۔ "آخر یہ کیا چیز ہے۔

سعید۔ ملاح سیٹی بجا کر ہمین اطلاع دے رہا ہے کہ کشتی کنارہ پر پہونچ گئی ہے۔

زہرا۔ کشتی کیسی؟

سعید۔ ہماری ہی کشتی ہے۔ اس مین بیٹھکر ہم لوگ تمہارے بھائی کے یہان چلینگے۔ کچھ دور نہین ہے۔

زہرا۔ (آہ وزاری کیسا تھ) افسوس!..... اے سلیمان! تم مجھے کہان لئے جا رہے ہو؟ کیا تم نے مجھے بھائی تک پہونچانیکا وعدہ نہین کیا تھا؟"

سعید۔ ہان ہان! خشکی کے راستہ سے دریائی راستہ بہت آسان ہے۔
زہرا ر۔ واللہ مجھے چھوڑ دو۔۔۔ مین گھر جاتی ہون۔ بس بھائی کو دیکھ چکی اور میرا دل پتھر ہو گیا۔۔۔ یہ کیا قصہ ہے۔۔۔ مین کیا کہون؟ یہ کہکر زار و قطار رونے لگی

سعید (زہرا کا ہاتھ پکڑ کر) آپ میری طرف سے برا خیال نہ کرین، ہم آپ کے بھائی ہی کے پاس جا رہے ہین۔۔۔ آیئے چلیئے! دیکھیئے وہ کشتی کھڑی ہے اُسپر بیٹھکر ابھی آپ کے بھائی کے پاس پہونچتے ہین وہان چلکر میری راستی کا آپ کو یقین ہوگا۔۔۔

راوی۔ زہرا نے پہلے تو اپنا ہاتھ چھڑا لیا پھر جو غور کیا تو اپنے کو تنہا پا کر سخت شرمندہ ہوئی کہ کاہے کو آئی تھی مگر ابتک بھائی کی طرف سے نا اُمید نہین ہوئی تھی۔ ہمت کر کے پھر سعید کے ساتھ ہوئی اور جا کر کشتی مین سوار ہو گئی۔ کشتی مین سوائے جو ہر اور سعید کے کوئی تیسرا آدمی اُسے نظر نہین پڑا۔ یہانتک کہ کشتی چل نکلی۔

(۷۰) سترواں باب

(بزدلی)

ان لوگون کو یون ہی پانی مین سفر کرنے دو اور آؤ ہم ذرا عابدہ کی خبر لین اسے ہم نے ناصر کے پاس دوا پلاتے اور اُس کے پاس بیٹھے گانا سناتے چھوڑا تھا۔ یہ دن عابدہ نے خلیفہ صاحب ہی کے پاس گفتگو اور پینے پلانے مین گذارا۔ اللہ اللہ کر کے دن گذرا اور شام ہوئی۔ کھانا دستر خوان پر چنا گیا۔ کھانے کا سامنے آنا تھا کہ اُنکو اپنے بیٹے عبداللہ کا خیال آ گیا۔ اور اپنے کیئے پر پشیمان ہونے لگے۔ پھر سوچنے لگے کہ زہرا مطابق اپنے قول کے ضرور اسے راہ راست پر لے آتی۔ اور اس صورت مین وہ زندہ بچ سکتا تھا اب زہرا کی ملامت نے یاد آ کر اور بھی زیادہ اثر کیا، اس خیال کا آنا تھا کہ زہرا کے دیکھنے کو جی چاہا فی الفور آدمی روانہ کیا۔ آدمی نے واپس آ کر جواب دیا کہ وہ اپنے کمرہ مین نہین ہے محل مین چارون طرف تلاش ہونے لگی۔ مگر کہین پتہ نہ چلا۔ خلیفہ کی آتش غضب اشتعال پذیر تھی، دستر خوان اسی وقت اٹھوا دیا اور عابدہ سے کہا کہ چلی جایئے۔ اب عالم تنہائی مین

غور کرنے لگا کہ میرا امیر عبداللہ کو قتل کرنا مناسب تھا۔ یا نہین، اور یہ کہ آیا مین اُسے زندہ رکھکر اپنے مقصد مین کامیاب ہوسکتا تھا؟ یہ رات اسی قسم کے تصورات مین گذری کسی کی ہمت نہین پڑتی تھی کہ ان سے بات تک کرسکے،

عابدہ جس مقصد کے لئے یہان بھیجی گئی تھی اس مین ناکام رہکر نہایت افسوس کے ساتھ سعید کے کمرہ کی طرف چلی، یہان پہونچکر اُس نے کمرہ کو خالی پایا۔ اُس کی صورت حال ظاہر کر رہی تھی کہ سعید یہان سے ہمیشہ کے لئے کوچ کرگیا۔ مگر ابتک وہ ناامید نہین ہوئی تھی۔ انتظار کرنے لگی۔ یہان تک کہ بہت رات گذر گئی۔ مگر وہ نہ آیا کچھ سوچ کر زہرار کی طرف اُس کی تلاش مین گئی۔ وہان اُس کی دائی سے جسے وہ پہلے ہی جانتی تھی دریافت کیا کہ سعید کو تو نہین دیکھا؟

دایہ "نہ اسے اور نہ زہرار کو"

عابدہ سمجھ گئی کہ اُس کے ساتھ دغا کی گئی، یہ دونون کے دونون ایک ساتھ کیونکر غائب ہوگئے

ابتو یہ خبر تمام لوگون مین مشتہر ہوگئی کہ زہرار اپنے کمرہ سے غائب ہے۔ تمام خواجہ سراؤن کے سردار نے تمام غلامون کو اِدھر اُدھر اُس کی تلاش مین روانہ کیا۔ مگر سب کے سب ناکام رہے

عابدہ یہ حال پاکر لیکر سیدھی سعید کے کمرہ کی طرف واپس ہوئی اور نہایت مایوسی سے تمام چیزون پر لظر دوڑانے لگی، جون جون وقت گذرتا جاتا تھا اُسے سعید کے بھاگنے کا یقین ہوتا جاتا تھا، آخرش وہ تھک کر ایک گوشہ مین بیٹھ گئی۔ طبیعت اندر سے بیٹھی جاتی تھی اور طرح طرح کے خیالات مین منہمک ہورہی تھی۔ اب اُسکے سامنے اُس کے سوانح عمری کے وہ اوراق پیش تھے جنمین سعید کی صحت اور اپنا بیحد اشتیاق اسپر سعید کا وعدہ اس شرط پر کہ عبیدی لوگ امویون پر غلبہ حاصل کرلین وغیرہ وغیرہ تحریر تھا۔ چنانچہ اُسنے اُس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے ہر ممکن وغیر ممکن کوشش مین سعید کا ہاتھ بٹایا تھا۔ یہانتک کہ خلیفہ صاحب کے قتل کرنے کے لئے سعید نے اسی کو تجویز کیا تھا اور وہ بلا کسی حیلہ بازی کے بالکل مستعد ہوگئی تھی، ان تمام خطرناک خدمات کے باوجود سعید کا یہ دل و گردہ کہ زہرار کو لیکر بھاگ جاوے اور عابدہ کو تنہا یہین چھوڑ جاوے۔ جب اُس کے بھاگنے کا خیال آیا آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے۔ اور وہ بیٹھ گئی، تاریکی بہت تھی۔ زار و قطار رونے لگی۔

یہ رونے مین مشغول تھی کہ یکایک اُس کے کان مین آدھی رات کی گجر کی آواز

سنائی دی فوراً سعید کی وصیت یاد آگئی مگر خلیفہ کو دوا پلاکر خود بھی پینا ہے بیساختہ اسکی اطاعت کے لئے کمر ہمت باندھ دی اور اُٹھکر ایک پڑیا جیب سے نکالی اور ایک پیالہ مین پانی لیکر اونڈیلا اور اس مین وہ سفوف گھول کر چاہتی تھی کہ اُسے پیئے لیکن دل ہی دل مین کہنے لگی۔ کیا موت اسی پانی مین چھپی ہوئی ہے ؟... بھئی اس مصیبت سے تو موت لاکھ درجہ بہتر ہے ... مگر نہین نہین۔ ممکن ہے کہ سعید نے سچ کہا ہو اور وہ تھوڑی دیر کے بعد آجاوے... مگر یہ اُمید تو بالکل فطری ہے کیونکہ وہ تو زہرار کو لیکر بھاگا ہی مگر نہین ایسا نہ کریگا بلکہ وہ میری دلی محبت سے واقف ہے اور یہ محبت ضرور اُس پر اثر کرے گی ...،،

گلاس کو ہاتھ سے رکھدیا۔ اور جونہی سر کو دیوار سے ٹیک لگایا فوراً نیند آگئی کیونکہ وہ بہت تھکی ہوئی تھی سوتے ہی طرح طرح کے خواب دیکھنے لگی۔ اور ایسی بیخبر سوئی۔ کہ صبح سے پہلے آنکھ ہی نہین کھلی۔ آنکھ کھلنے کے بعد سب سے پہلی نظر جو اس کی کہین پڑی تو اسی گلاس پر پڑی۔ جو اسی طرح رکھا تھا جس طرح اُسنے رات کو رکھا تھا۔ دل ہی دل مین یون باتین کرنے لگی :-

،، آخر سعید کہان چلا گیا؟ کیا وہ مجھپر رحم کھا کر لوٹے گا بھی یا نہین؟ اے سعید خدا تجھے سمجھے کسقدر سنگدل ہے ... فرض کرو کہ وہ واپس ہوا تو کیا مین زندہ رہ سکتی ہون ؟ تُف ہے ایسی زندگی پر ... بہتر یہ ہے کہ مر جاؤن ... اور موت اس گلاس مین گھلی ہوئی ہے،،

یہ کہکر گلاس اٹھالیا اور چاہتی تھی کہ مُنھ سے لگاکر غٹ غٹ پی جاوے کہ پیچھے سے ایک ہاتھ نمودار ہوا جس نے گلاس چھینکر زمین پٹک دیا۔ جو کچھ تھا وہ سب بہ گیا اس کا گرنا تھا کہ اُس کے آنکھون سے آنسو ڈبڈبا آئے پیچھے مڑکر جو دیکھا تو ساہر کو نہایت غصہ مین کھڑا ہوا دیکھا جو یہ دریافت کر رہا تھا۔ تیرا اُستاد کہان ہے ؟... ارے وہ سعید کتب فروش خائن کہان گیا ؟،،

عابدہ ،، مجھے کیا معلوم ... مین خود اُس کی تلاش مین ہون،،

ساہر۔ خدا اسے غارت کرے .. اُسی نے امیر عبداللہ اور فقیہ ابن عبدالبر کی چغلی کی اور ان دونون کو قتل کروا ڈالا۔ اور اسی نے خلیفہ کے خلاف ان دونون کو بھڑکایا تھا اور تو بھی اُس کے ساتھ تھی،،

عابدہ۔ ارے مین ۔ مین بیچاری نہ گھیت کی رہی نہ گھاٹ کی! اُسنے خود مجھے دھوکا دیا اور رونے لگی۔

ساہر۔ (متاثر ہوکر) ارے تم کو بھی دھوکہ دیا؟"

عابدہ۔ آج کئی برس کا عرصہ ہوا کہ مجھ کو اسنے طرح طرح کی تکلیفین پہونچائین۔ محض اس امید پر مین نے اُس کی خدمت کی کہ وہ میرے ساتھ نکاح کر لیگا۔ اب مجھے معلوم ہوا ہی کہ وہ مجھے چھوڑ کر بھاگ گیا۔ کیا نہین بھاگ گیا؟"

ساہر۔ خبر تو یہی سننے مین آئی ہے کہ وہ زہرا کو لیکر بھاگ گیا۔ خلیفہ کو بھی اُس کی اطلاع ہوگئی ہے۔ مجھے بلا کر اُنھون نے حکم دیا ہے کہ جہان کہین ہو تلاش کر کے لاؤن ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تم مجھے مل گئین۔ میرا ارادہ تھا کہ تم کو گرفتار کر کے اپنا کام نکالون کیونکہ تم اُس کے ساتھ ہی رہتی ہو۔"

عابدہ۔"اگر کہین وہ مجھے ملجاوے، تو مین اپنے ہاتھ سے اُسے قتل کرنے کے لئے تیار ہون۔ اسی بات کے لئے مین نے اپنا خون تک خشک کر ڈالا۔ مگر اب جبکہ حقیقت حال معلوم ہو چکی تو میرے نزدیک اُس سے بڑھ کر اور کوئی حقارت آمیز چیز نہین ہی بخدا مین اُس کا خون تک چوس لینے کو تیار ہون۔"

ساہر۔ تمھین تو اُس کے جائے سکونت کی ضرور اطلاع ہوگی۔ اُس کے جو رگھر بھی یقیناً تمھین معلوم ہونگے جو قرطبہ اور اراضی مین ہین"

عابدہ" ہان! مین جانتی ہون۔ بلکہ اُس کے بہت سے حالات سے بھی واقف ہون" (یہ الفاظ نہایت غصہ سے اُس نے ادا کئے۔

ساہر۔ اچھا تو میرے ساتھ چلو" یہ کہکر خلیفہ کے کمرہ کی طرف چلا راستہ مین تمام سے ملاقات ہوگئی جس سے کہا" یہ لڑکی اس خائن کے جائے قیام سے بخوبی واقف ہے۔ کیونکہ یہ اُس کے ساتھ ایک عرصہ تک رہ چکی تھی اُس کو بھی اُس نے دھوکا دیا ہے۔ بلکہ وہ تو اس بیچاری کے مار ڈالنے کی فکر مین تھا۔ اگر خلیفہ صاحب کا حکم ہو اور ہمارے ساتھ کچھ تھوڑی سی مدد ملی ہو تو ابھی اُسے ساتھ لیکر اُس کا سراغ ہم لگا سکتے ہین"

یہ سنکر تمام فوراً ناصر کی خدمت مین حاضر ہوا اور اس سے جا کر کل قصہ دہرایا ناصر نے فوراً حکم دیا کہ چیدہ چیدہ سوار اُس کے ہمراہ جائین اور پتہ چلادین۔ ایک گھوڑا

عابدہ کے لئے بھی لایا گیا جس پر وہ اس خوبی سے سوار ہوئی کہ ساہر عش عش کر گیا۔ ساہر نے جب اسے امیر عبداللہ کے مکان مین دیکھا تھا تب ہی سے وہ اُس پر شیفتہ تھا اگرچہ ساہر خواجہ سرا تھا مگر اس کی محبت درجہ عشق تک پہونچی ہوئی تھی۔ اُسے دیکھ دیکھ کر اکثر وہ ہنسا کرتا تھا اور فرطِ محبت سے ہر وقت اُسے دیکھا کرتا تھا یہ اسی محبت کا نتیجہ تھا کہ عابدہ کو تنہا چھوڑ کر سعید کے بھاگ جانے پر اُسے سخت غصہ تھا۔

اکہتروان باب (۷۱)

سعید اور زہرا کو ہم نے کشتی پر سوار چھوڑا تھا، زہرا خوف سے لرزان تھی اور نجات سے قریب قریب اُسے بالکل مایوسی ہو چکی تھی مگر انجام کار دیکھنے کے لئے اُس نے صبر سے کام لیا تھا۔ ہوا آہستہ آہستہ چل رہی تھی کشتی بھی دریا کے دھارے پر جا رہی تھی۔ سعید بار بار زہرا کی دلجوئی کرتا مگر زہرا کی بے چینی بڑھتی جاتی تھی، کبھی کشتی اس پہلو پر بہتی اور کبھی اس پہلو پر، بار بار کنارہ کی طرف جھانک کر دیکھتی۔ مگر وہان اندھیرے کی وجہ سے ہاتھ کو ہاتھ نہین سجھائی دیتا تھا۔ بھلا کنارہ کیا نظر آتا۔ البتہ کہین کہین پر دھیمی دھیمی روشنی نظر آتی تھی جس کو دیکھ کر زہرا کے دل کو ڈھارس ہو جاتی تھی،

اس انتنا رمین جوہر اس کو کشتی کے کنارہ پر کھڑا استون سے باندھ رہا تھا اور بالکل خاموش تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتی ہے کہ سعید ہاتھ مین ایک تھیلی لئے اٹھا اور دبے پاؤن جوہر کے بغل مین جا پہونچا۔ زہرا کو حیرت تھی کہ اسقدر چوری کی کونسی بات ہے اس وقت تک کچھ نہ سمجھی جبتک کہ سعید نے اچک کر جوہر کی گردن مین اس تھیلی کو ڈالکر نیچے پانی مین ڈھکیل دیا جس پر بیساختہ زہرا بول اٹھی۔

"ارے تو نے کیا کیا۔" یہ کہکر اُٹھ کھڑی ہوئی اُس کے پیر تھرا رہے تھے، دریا مین اس امید پر نظر ڈالی کہ شاید جوہر تیر آئے، مگر وہ کہان تیر سکتا تھا کیونکہ اس کے گلے مین ایک پتھر لٹکا دیا گیا تھا جس نے اُسے بالکل غرق کر دیا۔ چیخ اٹھی کہ کیا ہو رہا ہے۔

سعید (تجاہل سے) معلوم ہوتا ہے کہ جوہر شاید پانی مین گر گیا۔

زہرا۔ "خود ہی بیچارے کو ڈبویا اور خود ہی اس طرح کی باتین بناتے ہو"،

سعید۔ ہین اس سے کیا مطلب تھا۔

زہرا (چیخ کر) تجھپر خدا کی مار۔ تونے اُسے کیون مار ڈالا۔ ارے وہ تو تیرا خیر خواہ خادم تھا مین وجھتی ہون کہ کسی کو قتل کرڈالنا تمھارے نزدیک کوئی اہمیت نہین رکھتا۔۔۔"

سعید نے اس کا جواب نہ دیکر کشتی کو کنارہ کی طرف موڑا۔ کنارہ پر پہونچکر اُٹھا اور زہرا کو ہاتھ سے اُٹھاکر کہا "اترو اترو" کنارہ آگیا"

زہرا اُترکر کہان چلو گے۔؟ مین تو نہ اترونگی"

سعید۔ تو کیا ہمیشہ کے لئے اسی کشتی مین پڑی رہوگی؟۔

زہرا۔ (اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑاکر اور دریا مین کودپڑنے کا ارادہ کرکے) بلکہ مین اسی دریا مین پھاند جاؤنگی۔ کیونکہ میرے نزدیک تمہارے پاس بیٹھنے سے ڈوب مرنا بہت بہتر ہے۔

سعید۔ کیا اپنے بھائی سے ملنا نہین چاہتی ہو؟ بالکل اُس کے گھر پر پہونچ گئے ہین

جب زہرا نے یہ سنا تو اس کی گئی ہوئی امید پھر واپس ہوئی اور سعید کے حکم کے بموجب کشتی سے اُترکر خشکی مین چلی گئی۔ اب صبح ہوچکی تھی ادھر ادھر نظر کرنے پر ایک باغ دکھائی دیا جس کے وسط مین ایک مکان بالکل اسی قطع کا بنا ہوا تھا جس مین ابھی تھوڑی دیر ہوئی کہ وہ مقیم تھی بلکہ اُس کے پاس ایک درخت سے وہ خچر بھی بندھے ہوے نظر پڑے اور وہی کتا جسے کل دیکھا تھا آج بھی وہ سامنے آیا۔ مکان پر پہونچکر سعید نے فوراً کنجی نکالی اور دروازہ کھول کر زہرا سے اندر آنے کی فہمایش کی۔ یہ بات زہرا کی نزدیک ثابت ہوچکی تھی کہ یہ وہی گھر ہے جس مین تھوڑی دیر ہوئی کہ وہ موجود تھی اور یہ کہ سعید کے کشتی پر سوار ہونے کی اصلی غایت یہ تھی کہ بیچارے جوہر کو پانی مین غرق کردے۔ اس خیال کا آنا تھا کہ سر سے پانون تک وہ خوف کے مارے کانپ گئی اور اندر جانے سے انکار کرکے بولی۔ مین تو اندر اس وقت تک نہ آؤن گی۔ جبتک تم میرے بھائی کا پتہ نہ بتاؤگے۔

سعید۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ امیر عبداللہ وغیرہ کے قتل کئے جانیکی خبر سنکر قیروان کی طرف بھاگ گئے ہین کیونکہ ہم لوگون مین یہ پہلے ہی سے طے ہوچکا ہے کہ جب کسی پر کوئی مصیبت آئے تو قیروان چلا جاوے اب سواے اس کے اور کوئی چارہ کار نہین ہے کہ ہم بھی قیروان

سدھارین اور اُن سے جا ملین۔ کہو اس مین تمہاری کیا راے ہے؟

زہرا۔ کیا تم ہمیشہ مجھے دھوکہ دیتے رہوگے... تمہارا مکر و فریب نہایت وضاحت کیساتھ مجھپر ظاہر ہو گیا ہے مگر افسوس کہ اب میرے اختیار مین کچھ نہین ہے... یہ سمجھکر وہ زمین پر بیٹھ گئی اور اپنا منھ پیٹ پیٹ کر زار و قطار رونے لگی۔

سعید۔ (اسکا ہاتھ پکڑکر اٹھاتے ہوے) خواہ مخواہ کے لیئے اسقدر کیون بدظن ہوتی ہو... بخداے لایزال میری نیت بالکل دغا دینے کی نہین ہے، پیاری! مین تو تمھارا دلدادہ اور شیدائی ہون؟ ارے ان لغو خیالات کو جانے دو اور اٹھو میرے ساتھ قیروان چلو وہان اپنے بھائی سے ملو پھر اگر تمہارا جی چاہے تو اُسے لیکر قرطبہ چلی آؤ ورنہ وہین خوش و خرم زندگی بسر کرو"

زہرا۔ آپ ان باتون سے معاف رکھئے مین آپکی تمام حرکتین جانتی ہون۔

سعید۔ (اس کا ہاتھ پکڑکر) "پہلے گھر مین چلی چلو... وہان چلکر جو چاہنا کرنا.. یہان باہر پڑے رہنے سے کیا فائدہ... اُٹھو چلو"

قہر درویش برجان درویش اُٹھی اور لنگراتی ہوئی اندر پہونچی اور ایک دیوار سے ٹیک لگا نہایت اضطراب و پریشانی کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔

سعید۔ (نہایت عاجزی سے) پیاری! مین تجھے دنیا کی تمام کائنات سے کہین زیادہ چاہتا ہون، بلکہ میرا عضو عضو تیری ہر ادا پر قربان ہو جانے کے لیئے تیار ہے.... یہ محض تیری محبت اور تیرے ہی وصال کی اُمید کا نتیجہ تھا جو مین نے یہ سب کچھ کیا۔ اس قدر رنج و مصائب سہے۔ طرح طرح کے گناہ کا مرتکب ہوا۔ محض تیرے ہی سبیل مین بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مین تجھ سے دغا کرون۔ دیکھنا کہ تیری خوشنودی کے لیے کیا کیا کرتا ہون کہ یہ سارے غم حرف غلط کی طرح محو ہو جاوین گے۔ بیشک مین نے بہتون کے ساتھ بُرائی کی مگر محض تیری محبت کے جنون مین خدا کے لئے رحم کر رحم! ورنہ حشر مین دامنگیر ہونگا۔

بہترواں باب (۷۲)

(ناامیدی)

زہرا گردن جھکائے اُس کا کلام نہایت غور سے سنتی رہی ۔ جب اپنی گفتگو وہ ختم کر چکا تو زہرا اسے ہاتھ سے ڈھکیل کر بولی "کیا اپنے گناہوں اور خطاؤں کے اعتراف کے باوجود تم جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کروں؟ میں نہ تم سے محبت کرتی ہوں اور نہ مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ تم سے محبت کر سکوں"

سعید۔ آپ جانتی ہیں کہ یہاں پر سوائے اس خادم کے تمہارا اور کوئی نہیں ہے اور دیکھتی ہو کہ میں کیونکر آپ کی خوشامد کر رہا ہوں۔ لہذا اسقدر ظلم نہ کیجئے اور جو کچھ میں عرض کروں اُسے ٹھنڈے دل سے سنکر اُسپر عمل کیجئے۔ آئندہ آپکو اختیار ہے..."

زہرا۔ جو شخص کسی کی محبت کا دم بھرتا ہے وہ کبھی اپنی معشوقہ سے جھوٹ نہیں بولتا اور نہ کبھی اُسے دغا دیتا ہے۔

سعید۔ "بیشک تم میری معشوقہ ہو! مگر بتاؤ کہ میں نے کیسا تمھیں دھوکہ دیا۔؟"

زہرا۔ "کیا تم مجھے یہ وعدہ کرکے یہاں نہیں لائے ہو کہ میرے بھائی سے ملاقات کرا دوگے؟"

سعید۔ "میں نے تو تم سے پہلے ہی کہدیا کہ اس وحشت اثر خبر کو سُنکر وہ یقیناً قیروان کو چلا گیا ہو گا۔ اب انسب یہ ہے کہ وہیں چلی چلو"

زہرا۔ "یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سب کے سب تتر بتر اِدھر اُدھر ہو گئے ہوں؟"

سعید۔ یہ ٹھیک ہے مگر ہم لوگ پہلے ہی سے اس امر کو طے کر چکے تھے کہ جب کوئی مصیبت کسی پر آپڑے یا کسی خطرہ کا اندیشہ ہو فوراً قیروان ہجرت کر جاوے۔ چنانچہ جب اُن لوگوں کو امیر عبداللہ اور ابن عبدالبر اور یاسر کے قتل کئے جانے کی اطلاع ہوئی تو حقیقت یہی کہ ان لوگوں کی جان بھی خطرہ میں آگئی۔ اسی بنا پر یہ لوگ یہاں سے چل دیے۔ مگر انھوں نے غلطی کی۔ اگر میرے آنے کا انتظار کرتے تو اُن کو معلوم ہو جاتا کہ اُن کا سب سے بڑا جانی دشمن ختم ہو چکا ہے۔

زہرا۔ "کون دشمن؟"

سعید۔ وہ اتنا بڑا دشمن تھا کہ اگرچہ پردہ دنیا پر ہم کسی سے ڈرتے تھے تو اسی۔ اور اگر کسی کی ہیئت و جبروت کا سکہ ہمارے دلوں پر جما تھا تو بس اسی کا تھا۔

زہرا۔ (در بھی!) ایسا شخص تو سوائے خلیفہ ناصر کے اور کوئی ہو نہیں سکتا۔

سعید۔ ہاں ہاں! وہی وہی!!

زہرا۔ اُس کے ختم ہو جانے سے تمہاری کیا مراد ہے؟

سعید۔ اس میں تعجب کی کونسی بات ہے... میرا مقصد یہ ہے کہ وہ مر گیا۔

زہرا۔ (چیخ مار کر) ارے ناصر! ناصر اور یوں مر جاوے؟ چل دور ہو کمبخت! تیری کیا ہستی جو اس کا بال تک بیکا کر سکے۔

سعید۔ (شانہ ہلا کر) جو واقعہ تھا وہ میں نے تم سے بیان کر دیا۔ اب چاہے تمہیں یقین ہو یا نہ ہو، فرض کرو کہ ایسا نہیں بھی ہوا تو وہ میرا کر ہی کیا سکتا ہے؟ مجھے البتہ موقت ہر طرح کا اختیار حاصل ہے۔ اگر تمہاری یہی ہٹ رہی تو میں مجبور ہوں۔

زہرا۔ اس سے زیادہ تو کیا کر سکتا ہے کہ مجھ کو مار ڈالے یا اُس خیر خواہ ملازم کسی طرح مجھ کو بھی پانی میں ڈھکیل کر غرقاب کر دے۔ جب تک جان میں جان ہے مجھ سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ تیری محبت کو بجائے غیظ و غضب اور نفرت و حقارت کے اپنے دل میں جگہ دوں۔ یہ نہ سمجھنا کہ تیرے کرتوتوں سے جن کا خود تجھے اعتراف ہے میں خائف ہو کر تیرا دم بھرنے لگونگی۔ میں تجھ سے محبت نہیں کرتی... نہیں کرتی نہیں کرتی... تیرا جو جی چاہے کر... یہ سر حاضر ہے مار ڈال...!!

سعید۔ (تعجب کی نظر سے دیکھ کر) معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرا مطلب نہیں سمجھتیں... میرا مقصد یہ ہے کہ اگر آپ ان بیجا ہٹوں سے باز آ کر میری اطاعت قبول کریں تو آپ ابھی اپنے بھائی سے ملتی ہیں، اور میرے ساتھ رہکر نہایت عیش و آرام کی زندگی بسر کریں گے اور ایک خود مختار ملکہ کے پورے پورے اختیارات آپ کو حاصل ہو سکتے ہیں!!

زہرا۔ (جو کچھ آپ نے دیا میں بھی سمجھی۔۔۔ گو اُسے کیا کریں گر آپ سے میں محبت نہیں کر سکتی۔ لاکھ مجھے معلوم ہے کہ میری موت و زندگی آپ ہی کے اختیار میں ہے۔ مگر مجھے اس کی کچھ پروا نہیں۔

سعید۔ یا الٰہی! یہ کیا ستم ہے!!

زہرا اور زیادہ باتین نہ بنایئے۔ مجھ پر اسکا کچھ اثر نہین ہو سکتا۔ جو کچھ تم نے میری محبت کی سبیل مین کیا اُس نے میری آتشِ غضب مین وہی کام کیا جو خس و خاشاک کے ساتھ چنگاری کرتی ہے۔ اس امر کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ اگر تمہاری محبت اور موت کے درمیان مجھ کو اختیار دیدیا جاوے تو مین یقین کبھی نہ ترجیح دون اور موت کے منھ مین جانا اپنا فرض سمجھون، مار ڈالو اگردن اُڑا دو۔" ان الفاظ کے ادا کرنے کے وقت اس کی آنکھین فرطِ غضب و گریہ سے سرخ ہو رہی تھین۔ بدن تھر تھرا رہا تھا۔ پیرون مین توت باقی نہ تھی۔ جس کی بنا پر وہ بیٹھنے پر مجبور ہو گئی۔ سانس پھول رہی تھی کہ۔۔ قریب تھا کہ بیہوش ہو کر گر پڑی فوراً یہ غصہ غم و ملال سے بدل گیا اور اُسکے زار وقطار رونا شروع کیا اور منھ نوچ نوچ کر یہ کہنے لگی "افسوس اے بدنصیب زہرا! اے میرے آقا ناصر آپ کہان ہین؟۔ خدا آپ کے دشمنون پر آپکی مدد کرے۔ جب آپ تک میری خبر مرگ پہونچے سمجھ لیجیگا کہ زہرا کی موت آپ ہی کے محبت پر وقوع مین آئی۔۔۔ مین آپ کے دوستون کی دوست اور آپ کے دشمنون کی جانی دشمن ہون اور آخر دم تک رہونگی۔۔۔ افسوس۔۔۔ افسوس ارے او بدنصیب! ظالم! ستم شعار سعید یا سلیمان یا جو کچھ بھی تو اپنے تئین کہتا ہو پیدا ہوتے ہی نہ مرگیا تھا۔ تو نے بڑے بڑے جرم کئے ہین۔ کیا تیرے لئے یہ مناسب نہ تھا کہ اپنے کو مار کر دنیا کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا۔ کیا یہ اُسی محبت کا نتیجہ تھا جسکا تو دعویدار رہی جو تو ایسے افعال شنیعہ کا مرتکب ہوا، تو زبردستی مجھ سے اپنی محبت کرانا چاہتا ہے میرے امکان سے بالکل باہر ہے۔۔۔ مجھے چھوڑ دے۔۔ نہین تو مار ڈال۔ ورنہ کوئی تیسری تدبیر نہین ہے۔۔۔ رات بھر جاگنے کی وجہ سے اور کچھ بیجا تکان سے اُس کے قویٰ بالکل باطل ہو گئے تھے ابتک وہ پوستین ہی کے بھیس مین تھی۔

سعید اُس کے زجر و توبیخ کے کلمات کو سن رہا تھا اور سوچتا تھا کہ اُس کے ساتھ کس سلوک سے پیش آنا چاہیئے۔ مگر جب دیکھا کہ وہ مجبور ہو کر ایک طرف پڑ رہی، اور اُسکا رنگ فرطِ غم سے فق ہو گیا ہے اور بیہوش ہونے کے قریب ہو گئی تو آہستہ سے اُٹھکر اُسکے پاس گیا اور اپنا منھ اس کے سر پر رکھا اور چاہا کہ اُس کی پیشانی پر ہاتھ پھیر کر اس پر مسمریزم کا اثر ڈالے اُس کے ہاتھ کا لگنا تھا کہ وہ فی الفور اُٹھ بیٹھی اور نفرت کی نگاہ سے اُسے دیکھنے لگی سعید کو بھی غصہ آ گیا۔ یہ اُٹھ کر چلی اور وہ بھی پیچھے پیچھے ہو لیا۔ اُس نے

دوڑکر دونون ہاتھ اُس کی کمر مین ڈالکر اُسے دبوچ لیا۔ اُسنے جھٹک کر اُسے علیحدہ کردیا اس ہاتھا پائی مین اس کے سر کے بال کھلکر کندھے پر گرگئے یہ بڑھی کہ گھر سے نکلکر باغ مین چلی جاکر اس نے بڑھکر دروازہ کو مقفل کردیا اب زہرا اس مکان مین بالکل مقید تھی مگر وہ اپنے مین ایک قوت محسوس کررہی تھی جسے اس نے کبھی نہین محسوس کیا تھا۔ سعید کی طرف متوجہ ہوکر بولی۔ ”یہی تمہاری جھوٹی محبت کا نتیجہ ہے! مجھپر وحشیون کی طرح سے حملہ کرنا چاہتے ہو۔ کمزور پر ہاتھ چلانے سے تم کو کیا ملجائیگا

سعید۔ کس قدر مین نے عاجزی کی اور ناک رگڑی مگر تمپر اثر نہ ہوا، یہ میری شان کے بالکل خلاف تھا، کیونکہ مین آن کی آن مین بڑی بڑی سلطنتون کو الٹ دے سکتا ہون اور بڑے بڑے لشکرون کو دم کی دم مین منتشر کرسکتا ہون، اتنی قوت رکھنے کے باوجود مین کیا تک تم سے دبکر رہ سکتا ہون

زہرا۔ ”مین تم سے پہلے ہی کہہ چکی ہون کہ مجھے مار ڈالو، تمام جھگڑے سے نجات ملجا دے تمہارے امکان مین ہونے کے باوجود تم اس سے باز رہے۔ مین موت سے بالکل نہین ڈرتی جس طرح سیکڑون کو تم نے مارا ہے اسی طرح مجھے بھی قتل کرڈالو۔ اُس کے بعد آرام سے زندگی بسر کرو۔۔۔ تم کو امیرالمومنین کی تلوار سے کون بچا سکتا ہے اور کبتک تم اُس کے غصہ سے بھاگتے رہوگے ہا ہا

سعید (ہنسکر) ”مین تم سے کہہ چکا ہون کہ ناصر اپنے کیے کی سزا پا چکا اور موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔

زہرا۔ ”تیری کیا مجال کہ وہان تک رسائی ہوسکے“

سعید۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے ابتک میرا لوہا نہین مانا۔ اچھا وہ دن آگئے ہین جب تمھین اس کا خود بخود یقین ہوجائیگا

تہتّروان باب (۷۳)

(گرفتاری)

یہ کہکر سعید چاہتا تھا کہ دوسرے کمرہ مین جاکر کوئی چیز لے آئے۔ اتنے مین کُتّے کے بھونکنے کی آواز آئی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی غیر شخص آگیا ہے۔ یہ دیکھ کر سعید کے آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور سنّاٹے مین آگیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد گھوڑون کی ٹاپون کی آواز سنائی دی۔ زہرا نے جھپٹ کر دروازہ کھول دیا اور جیسے ہی کود کر باہر جانے کا ارادہ کیا چوکھٹ سے ٹھوکر کھا کر گر پڑی۔ پھر سنبھل کر اُٹھ بیٹھی۔ اتنے مین دیکھتی کیا ہے کہ صحن پانچ سوارون سے کھچا کھچ بھرا ہوا ہے ان سوارون کے آگے دو سوار ہین۔ جن مین سے ایک کو اُس نے پہچان لیا کہ یہ ساہر ہے۔ فوراً چیخ اُٹھی۔ ساہر! ساہر!... شاباش میرے شیر! اس دغا باز کو پکڑ لو، مکان کا محاصرہ کر لو۔ دیکھو ہوشیاری سے کام لینا جانے نہ پائے" حکم پاتے ہی سبھون نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ ایک دروازہ پر آیا۔ سعید باہر نکل آیا اور نہایت عاجزی سے کہنے لگا "بیکار کو تم لوگ پریشان نہ ہو مین یکہ و تنہا موجود ہون، نہ میرے پاس تلوار ہے اور نہ کوئی چاقو جو تم سے مقابلہ کر سکون اور نہ میری اتنی مجال کہ بھاگ کر کہین جا سکون"۔

ساہر۔ (آگے بڑھ کر) اگر اجازت دو تو تمھارے ہاتھ باندھ لون۔

سعید۔ (ہاتھ بڑھا کر) "لو! باندھ لو" یہ سنکر سبھون نے اس کی مشکین کس لین، اور وہ دیکھتا رہگیا۔ عابدہ پر جو نظر پڑی تو نہایت استعجاب سے سعید نے کہا "ارے عابدہ! کیا تو بھی ہے؟"

عابدہ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور زہرا کی طرف بڑھ کر اس سے مزاج پرسی کرنے لگی

زہرا نے اس سے دریافت کیا۔

"خلیفہ صاحب کیسے ہین؟"

عابدہ "بفضلہ مع الخیر ہین۔ آپ کہان تھین اور اس کے ساتھ یہان تک کیونکر آئین؟"

زہرا "میرے بھائی سے ملانے کے لئے یہ مجھے یہان تک لایا تھا"

عابدہ۔ آپ کے بھائی کا کیا نام ہے؟"
زہرا۔ "لوگ تو اُسے صاحب النقمہ کہتے ہین"
عابدہ۔ آہا! صاحب النقمہ آپ کے بھائی ہین۔ کیا آپ نے اُنھین نہین دیکھا؟
زہرا۔ ابتک تو نہین دیکھا کیا اُن کے جائے قیام سے تم واقف ہو؟
عابدہ۔ "ہان! جانتی ہون"
زہرا۔ "خدا کے لئے بتاؤ کہ وہ کہان ہے مجھے اُس کے پاس جا لیچلو"
عابدہ نے اشارہ سے کہا کہ ذرا ٹھہر جاوے اور خود ساہر کی طرف متوجہ ہوئی جس نے نہایت اہتمام کے ساتھ سعید کی مشکین کسکر چار سپاہیون کے حوالہ کر دیا تھا، یہ کارروائی کر کے زہرا کے پاس دوڑتا ہوا آیا اور نہایت ادب سے حاضر ہو کر بولا۔ "اگر کوئی حکم ہو تو غلام حاضر ہے بجالائے۔"
زہرا۔ خدا تمھین زندہ رکھے ابھی کام تمنے کیا کم کیا کہ مجھ کو ایسے نازک وقت مین آکر نجات دلائی، خدا تمھین اس کی جزائے خیر دے۔
ساہر۔ (ہنسکر) "آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ میرے نزدیک دنیا کی تمام کائنات سے کہین زیادہ ہین۔ بہرحال مین نے تو کچھ بھی نہین کیا۔ البتہ اسمین عابدہ کا بہت بڑا احسان ہے کیونکہ اسی ہی نے ہم کو اس مکان کا پتہ بتایا۔ اگر یہ ہوتین تو ہم کچھ بھی نہین کر سکتے تھے لہذا آپ کو اُن کا تہ دل سے مشکور ہونا چاہیے۔
زہرا۔ (عابدہ کو گلے لگا کر) "مین کبھی تمہارے اس بار احسان سے سبکدوش نہین ہو سکتی؛ بلکہ اگر تم مجھے میرے بھائی تک پہونچا دو تو جانو کہ مین تمہاری زر خرید لونڈی ہون"
عابدہ۔ مین اُس کے پوشیدہ جائے قیام سے بخوبی واقف ہون مگر افسوس کہ مین اُسے بتا نہین سکتی۔ کیونکہ مجھ کو جھوٹا سمجھکر میرے درپے آزار ہو جائیگا۔
ساہر۔ مین اُس کے پاس جاؤنگا۔ بتاؤ تو اُس کا مکان کہان ہے۔
عابدہ۔ تم بھی اس کام کو انجام نہین دے سکتے۔ کیونکہ ناصر کے تمام آدمیون سے اُسے بیحد سوءظن ہے بلکہ تمام اہل اندلس سے خاص کر ایسے وقت مین اور بھی شبہہ مین اضافہ ہو گیا ہوگا جب کہ امیر عبداللہ وغیرہ کے قتل ہونے کی خبر شائع ہو چکی ہوگا"
ساہر۔ تو پھر کیا تدبیر کرنی چاہیئے۔

عابدہ۔ سوائے اس کے اور کوئی تدبیر کارگر نہین ہوسکتی۔ کہ ہم سعید کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک خط یا کوئی دوسری نشانی نہ لین اور اس کے پاس لیکر نہ جائین۔ جیسے ہی وہ سعید کا خط دیکھے گا سر کے بل دوڑتا ہوا آئیگا، کیونکہ وہ سعید کی بے انتہا عزت کرتا ہے۔

ساہر۔ سعید ہمین کوئی خط یا نشان کیون دینے لگا۔

عابدہ۔ مین اس سے بات بنا لونگی۔ مین اُس کے پاس تنہا جاتی ہون

یہ کہکر عابدہ اکیلی سعید کے پاس پہونچی۔ ایک کمرہ مین زنجیرون سے جکڑا ہوا یہ بیٹھا تھا آنکھ شرم سے نہ اُٹھتی تھی۔ اور گردن جھکائے غور وفکر کر رہا تھا جب عابدہ کے آنے کی آہٹ اُسے معلوم ہوئی نظر اُٹھاکر دیکھا تو عابدہ تھی نظر پڑتے ہی وہ آنسو بہائے بغیر نہ رہ سکا جب عابدہ نے اُسے روتے دیکھا فوراً پچھلے واقعات یاد آگئے، اور وہ زمانہ یاد آگیا جبکہ سالہا سال تک دونون کا ساتھ رہا تھا۔ اور جبکہ عابدہ کی خوش قسمتی اُس کے دیدار مین اور اُس کی موت وزندگی سعید کے لبون کے درمیان تھی۔ اس غمناک منظر کو دیکھ کر وہ بہت متاثر ہوئی اور کہنے لگی، "جناب من! مجھے آپکو اس حالت مین دیکھنا بہت بُرا معلوم ہوتا ہے اگرچہ مین ہی سراسر خطادار ہون کہ جو ان لوگون کو آپ کے مکان کا پتہ بتادیا۔ مگر یہ میری سلب لحواسی کا نتیجہ تھی جو آپ کے بدولت مجھ کو برداشت کرنا پڑی۔

سعید۔ عابدہ!! ہمین تیرا کوئی قصور نہین ہے۔ بلکہ گنہگار اگر ہون تو مین ہون . . مین وہ باتین کبھی نہین بھول سکتا۔ جبکہ متعدد مرتبہ مین نے اپنی شہوت نفسانی کے پورا کرنے کے لئے تمہاری جان کو معرض خطرہ مین ڈالا۔ مین نے ہر طریقہ سے تمھین نقصان پہونچانے کی کوشش کی۔ . . ان سب باتون کو خوب جانتا ہون۔ لہذا تم اس سے بالکل بری ہو، تھوڑی دیر مین یہ لوگ مجھ کو خلیفہ کے پاس یا کسی دوسرے کے پاس لیجائین گے اور یقیناً مجھ کو قتل کر ڈالین گے۔ ان سب باتون کی مجھے کچھ پروا نہین ہے کیونکہ مین سمجھ چکا ہون کہ میری زندگی اب آرام سے نہین گذر سکتی ہے . . . . اچھا یہ تو بتاؤ کہ ناصر کے ساتھ تم نے کیا کیا۔ کیا اُنھین کچھ صدمہ پہونچا؟"

عابدہ۔ "نہین! کیونکہ مین آپکے حکم کی تعمیل سے بالکل قاصر رہی۔

سعید۔ (آہ سرد بھرکر) "الحمد للہ . . . اے عابدہ اب مین سمجھ رہا ہون کہ مجھ کو کسی نے سوتے سے جگا دیا یا بیہوشی سے مین ہوش مین آگیا . . . اگر تم نے خلیفہ کو نجات دی تو مین تمہارا

بیحد مشکور ہون۔

عابدہ۔ "جھوٹ بولنے سے کیا فائدہ میرا ارادہ کبھی نہ تھا کہ خلیفہ کو یون ہی چھوڑ دون" اس کے بعد اجمالی طور سے کل قصہ بیان کیا اور کہنے لگی "ممکن ہے کہ خلیفہ صاحب آپکے توبہ کرنے کے بعد آپ سے درگذر کرین اور آپکے علم وہنر سے فائدہ اُٹھائین۔

سعید۔ "نہین! مین زندہ رہنا اب بالکل پسند نہین کرتا، کیونکہ مین نہین چاہتا کہ دنیا مین میرا مرتبہ کسی بادشاہ خلیفہ سے کم ہو۔ مگر اب یہ ہونا قریب ناممکن ہے اُنکو مین ترجیح دیتا ہون.. مین نے محض اسی لالچ مین مجھین دھوکہ دیا اور سیکڑون کے ساتھ دغا کی، بیوفائی کی مگر ہر مرتبہ ناکام رہکر پشیمان ہوا لہذا اب مین چاہتا ہون کہ تمہاری خدمت ایک ایسی چیز سے کرون جسے تم چاہتی ہو"

عابدہ۔ "مین سوائے اس کے اور کچھ نہین چاہتی کہ زہرا... (زہرا کا نام سنکر سعید دانت پیسنے لگتا ہے) اُسے آپ نے طرح طرح کی تکلیفین پہونچائی ہین، اگر آپ کو ان تکالیف کا احساس ہے تو اُسپر احسان کرکے اُسے اُس کے بھائی سے ملا دیجئے۔ مین اُسکا مکان بیشک جانتی ہون مگر وہ سوائے تمہارے اور کسی کی تصدیق نہ کریگا اور آپ کے سوا وہ کسی پر اعتماد بھی نہین کرتا۔ لہذا آپ براہ مہربانی اس کے پاس کوئی نشان یا کوئی خط بھیجدیجئے۔ جسے دیکھکر وہ فوراً یہان حاضر ہو جب وہ یہان آجاوے تو زہرا سے ملا دیجئے۔ اس طرح سے مجھے یقین ہے کہ آپ رہا بھی ہو جائینگے اور آپکی خطائین معاف بھی کردی جاوینگی...."

سعید۔ اچھا ایسا ہی کرو... اپنا ہاتھ لاؤ اور اس انگوٹھی کو میری انگلی سے نکالکر اُس کے پاس لیجاؤ اور اُس کو صاحب النقرہ کے نام سے مت پکارنا بلکہ اسے سالم کہنا جب وہ تمہارے پاس آجائے تو یہ انگوٹھی دیکر جو چاہے اس سے دریافت کرلینا۔"

یہ سنکر عابدہ نے اپنا ہاتھ بڑھاکر اس کی انگلی سے انگوٹھی نکال لی اور لیکر چلی ہی تھی کہ سعید نے آواز دیکر اُسے واپس بلا لیا اور یون گویا ہوا۔ یہ لوگ جن کو مین نے جوش دلایا ہی تم جانتی ہو کہ ہمیشہ وہ نہین رہینگے، اور تم یہ بھی جانتی ہو کہ یہ سب میرا ہی کیا دھرا ہی! اس بنا پر سلطنت اُنکو ہمیشہ اپنا دشمن تصور کریگی۔ اگر تمھین ان لوگون کے جائے قیام سے واقفیت ہو جاوے تو ممکن ہے کہ کسی وقت تمہاری زبان سے نکل جاوے اور میرے

اور ایک دوسرا جرم عائد ہو۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ تم وہان تنہا جاؤ اور اس راز کو بالکل پوشیدہ رکھو۔ صاحب النقمہ کو تنہا یہان بلالاؤ۔ مین سب نقیب وفرازاسے سمجھا دونگا، یہ دیکھو جیب مین میری ایک کنجی رکھی ہے۔ اس سے باہر کا دروازہ کھولنا۔ اُسی راستہ سے سب کے سب چلے آئینگے اور کسی کو کانون کان خبر نہ ہوگی۔ اور اب جب کہ تمھین بھی معلوم ہی وہان تم کسی کو نہ پاؤگی"۔

عابدہ۔ "وبہت بہتر" یہ کہکر اُسنے کنجی نکالی اور زہرا کے پاس واپس جاکر اس کی اطلاع دی کہ یہ دیکھئے مین نشانی لیے جارہی ہون اور ابھی ابھی سالم کو لیکر حاضر ہوتی ہون۔ پھر سعید، خود ہی آپ سے شناسائی کرادیگا"۔

چوہتروان باب

(صاحب النقمہ)

عابدہ مردانہ لباس پہنکر چلی اور اُس مقام معاہدہ پر پہونچکر ایک خاص طریقہ سے دروازہ پر آواز دی وہان سے ایک شخص نقاب ڈالے نکلا اور سوال کیا "کون ہے"؟

عابدہ "دروازہ کھولکر ایک پیغام سن لیجیے۔ اس بڑے دروازہ مین سے ایک چھوٹا سا روزن کھولکر اُسنے انگوٹھی لے لی۔ اور فوراً دروازہ کھول دیا۔ پھر اُسے اندر بلا لیا اب تک وہ سمجھ رہا تھا کہ آنیوالا شخص کوئی مرد ہے۔ عابدہ بولی۔ اُس انگوٹھی کے مالک نے آپ کو ابھی ابھی بلایا ہے۔ یہان سے بالکل قریب ہین"۔

شخص۔ کوئی مصیبت تو اُنپر نہین آن پڑی ہے؟"

عابدہ۔ جی نہین۔۔۔ مگر اُنھون نے تنہا آپکو بلایا ہے"۔

یہ سنکر وہ شخص اندر گیا اور کپڑے بدل کر اس کے ساتھ ہولیا۔ راستہ مین اُس کی نرم زبانی اور شیرین گفتاری سے اُس نے پتہ چلالیا کہ میری ساتھی کوئی عورت ہے۔ چنانچہ محض اُس کی گفتگو سے حظ اٹھانے کے لیے اُسنے بے انتہا سوالات کرنے شروع کردیے

جون جون وہ باتین کرتا جاتا تھا۔ آتش محبت اور بھی بڑھتی جاتی تھی۔ اب اُسے یاد آیا کہ شاید اُس نے یہ زبان کبھی اور بھی سنی ہے، اب لگا دل سے سوال کرنے۔

ذرا دیر کے بعد یہ دونون اس باغ کے قریب پہنچ گئے جہان سے ان گھوڑون کی آواز صاف سنائی دیتی تھی۔

سالم۔ سمجھ گیا کہ یہ ناصر کے خواجہ سراؤن کے گھوڑون کی آواز ہے، اب آگے چلنے سے ذرا ہچکچایا اور کہا مجھے ڈر ہے کہ اسمین کوئی راز پوشیدہ نہ ہو اے مرد یا اے عورت "

عابدہ۔ "نہین جناب راز وراز کیسا، پہونچنے کے بعد آپکو معلوم ہی ہو جاویگا"

سالم۔ "نہین مین یہان سے اُس وقت تک ایک قدم آگے نہین بڑھ سکتا۔ جبتک نقاب اُلٹ کر تم اپنا دیدار نہ دکھا دوگی"

عابدہ۔ "لیکن آپ مجھے پہچان نہ لین" یہ الفاظ کہتے ہوے اُسنے نقاب اُلٹ دی۔

سالم۔ (نظر پڑتے ہی چیخ کر) ارے عابدہ! سعید کہان ہین؟ یا الٰہی! مین یہ کیا دیکھ رہا ہون"

عابدہ۔ "سالم! تو تمنے مجھے پہچان ہی لیا۔ اب ڈرنے کی کون سی بات ہے۔ ذرا دیر مین سعید سے ملکر تمھین ایک نئی خبر معلوم ہوگی" سالم جس وقت مکان سے چلا تھا۔ اُس کے گلے مین ایک عبا پڑی ہوئی تھی، ایک تلوار اور خنجر سے مسلح تھا۔ لمبے ڈیل ڈول اور بڑے رعب وداب کا آدمی تھا۔ خوبصورتی اُس کے چہرہ سے عیان ہوتی تھی ہر وقت اُسکی آنکھون سے چنگاریان اڑا کرتی تھین، اگر کبھی دس آدمیون کے درمیان مین پڑجانے کا اُسے اتفاق ہوتا تو ہرگز نہ ڈرتا۔ اُس کے علاوہ جنگ وجدل کا بھی عادی تھا جب عابدہ کا کہنا سنا اور اُس کے مرتبہ کا خیال آیا فوراً ساتھ ہو لیا۔ اُس کے ساتھ چلتے چلتے باغ کے دروازہ پر پہنچا۔ زہرا، اسی مکان مین کسی کمرہ مین چھپ رہی تاکہ اُس کا بھائی سعید سے آزادی کے ساتھ مل سکے۔ پھر سعید اُسکا تعارف مجھ سے کرا دے۔

عابدہ سالم کے آگے آگے باغ مین چلی اور سالم اس کے پیچھے پیچھے نہایت دلیری کے ساتھ قدم بڑھاتا ہوا چلا۔ سوارون کی بالکل پرواہ نہ کی، یہانتک کہ گھر کے دروازہ پر پہونچگیا عابدہ نے بڑھکر سعید کو سالم کے آنے کی خبر کی اور کہا کہ اس سے دور ہی سے کلام کرین تاکہ اُس کی وحشت دور ہو اور اپنی جگہ پر مطمئن ہو جاوے چنانچہ سعید نے اندر ہی سے آواز دی

سالم! اے سالم!!

جیسے ہی سعید کی آواز سُنی اُچک کر جلدی سے اُس تک پہونچا، اور اُسے اس صورت سے جکڑا ہوا دیکھ کر نہایت تعجب سے دریافت کیا۔ آئین! یہ مین کیا دیکھ رہا ہون (تلوار کھینچکر) "آپ پر میری جان قربان ذرا بتایئے تو کہ کس نے آپکو باندھا ہے؟"

سعید (نہایت متانت سے) "اے صاحبزادے ذرا ٹھہرو۔ اس وقت مین دوسری حالت مین ہون، مین نے خود اپنے تئین باندھا ہے اور تمھین اس لئے بلایا ہے کہ تمھارے سامنے مین اس امر کا اعتراف کرون کہ مین نے تمھارے ساتھ دغا کی ہے"

سالم۔ (نہایت تعجب سے) میرے ساتھ دغا کرنیکے کیا معنی! معاذ اللہ من ذالک"

سعید۔ "ہان ہان مین نے تمھارے ساتھ دغا کی ہے اور اسیطرح سے بہتونکو دھوکہ دیا ہے، خیر یہ وقت ان سب باتون کا نہین ہے، مین تمھین اس وقت پدرانہ کچھ نصیحت کرنا چاہتا ہون مجھے اُمید ہے کہ تم اُسے منظور کروگے۔ جس مقصد کے لئے ہم لوگ اُٹھے تھے تمھین معلوم ہے کہ ہم اُس مین ناکامیاب رہے۔ اب میرے نزدیک مناسب ہے کہ ہم لوگ اس کوشش سے باز آجائین۔۔۔"

سالم۔ "باز آجائین! یہ تو مجھ سے نہین ہوسکیگا... علی الخصوص جبکہ خلیفہ نے مجھ سے انتقام لینے کا اعلان کر دیا ہو، کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جس لوح پر پبلک کے اطلاع کے لئے ان لوگون کے نام کندہ کیے گئے تھے جو مقتول ہوئے اُن کے ساتھ خاص طور سے میرا بھی ذکر تھا۔"

سعید۔ یہ صحیح ہے مگر اب اس سے لڑنے جھگڑنے سے کوئی فائدہ نہین ہے۔ انسب یہی کہ اس سے باز آکر ہم لوگ راہ راست پر آجائین... جاکر سب لوگون سے اسکی خبر کردو"

سالم۔ انکو اطلاع کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہے، کیونکہ وہ لوگ اس خبر کے سننے کے بعد کل ہی سے منتشر ہوگئے ہین"

سعید۔ "اور تمھارا کیا ارادہ تھا؟"

سالم۔ میرا مصمم ارادہ تھا کہ تن تنہا اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کوشش کرون اور آپکے جوش دلانے پر عمل کر کے طالب حقوق کرون... مگر..."

سعید۔ "مین اپنی رائے تم سے ظاہر ہی کر چکا"

سالم۔ اچھا یہ تو بتایئے کہ اس طرح سے بندھکر آپ کہان جانے والے ہین؟"

سعید۔ میرا مقدمہ خلیفہ کے حضور مین پیش کیا جاویگا اور وہ فیصلہ کرینگے۔

سالم۔ "اس فیصلہ کو آپ منظور کیسے کرینگے۔ ہٹا یئے بھی لایئے اس تلوار سے آپکے بند کاٹدون"

سعید۔ نہین نہین ایسا نہ کرنا۔۔۔۔"

سالم۔ "تو مین بھی آپ کے ساتھ چلونگا چاہے پھر مار ہی کیون نہ ڈالا جاؤن"

سعید۔ "چلنے کو تم چلو مگر خلیفہ کے فیصلہ پر تمھین رضامند رہنا پڑیگا، کیونکہ خلیفہ کی مملکت مین تمھین کا بول بالا ہے"۔

سالم۔ اس سے آپ کا مطلب کیا ہے۔۔ جیسے ہی خلیفہ کی نظر مجھپر پڑیگی فوراً مجھے جلاد کے سپرد کردینگے۔ کیونکہ مین نے ابھی سخت ترین عداوت کا اظہار کیا ہے۔

سعید۔ یہ ٹھیک ہے، مگر تمھاری سفارش کرنے کے لئے ایک ایسا شخص تیار ہے جسکی سفارش نامنظور نہین ہو سکتی"

سالم۔ آپ کے سوا وہ کون ایسا شخص ہے جو میرے لئے سفارش کریگا"

سعید۔ "کیا تمھین تمھاری بہن حسنا نہین یاد ہے۔

سالم۔ خدا کے لیے اس کا ذکر نہ کیجئے۔ کیونکہ اگرچہ مدتون سے اس کا نام میری زبان پر نہین آیا ہے مگر اُس کی یاد ہمیشہ درد دل کو تازہ کیے رکھتی ہے۔۔۔ یہ اس وقت آپ نے اُسکا ذکر کیون کیا۔"

سعید۔ کیونکہ خلیفہ سے وہی تمھاری سفارش کریگی"

سالم۔ ارے میری بہن حسنا! کیا وہ ابتک زندہ ہے۔ کہان ہے۔۔۔ یا کچھ اور آپ کہنا چاہتے ہین۔"

سعید۔ ہان ابتک تمھاری بہن حسنا زندہ ہے خلیفہ کے نزدیک اس سے بڑھ کر کسی کی عزت نہین ہے

پچھتروان باب

(ملاقات)

سالم اس گفتگو کو سن کر تھوڑی دیر غور و فکر مین مشغول ہو گیا۔ پھر سر اُٹھا کر سعید کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ کہ اگر جناب مجھ کو صحیح صحیح حالات سے واقف کر دین تو آپکی عین مہربانی ہو گی۔ . . . اس لیئے کہ مین نے آپ ہی کی زبانی متعدد مرتبہ سنا ہے کہ اُس کا انتقال ہو چکا

سعید۔ ہان۔ یہ مین نے ضرور کہا۔ اور مین اِسکا معترف ہون کہ مین نے تمہارے ساتھ ضرور دغا کی۔ تا ایندم تمہاری بہن زندہ اور نہایت بہتر حالت مین ہے خلیفہ کے مقربین مین اس سے بڑھکر اب اور کوئی صاحب وقعت نہین ہے۔

سالم۔ (تعجب اور سخت تعجب سے) یا الٰہی یہ مین کیا سن رہا ہون۔ کہ مین اتنے زمانہ تک اس کی قربت مین رہا اور مجھے کانون کان خبر تک نہین۔

سعید۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ تم اس کے نئے نام سے واقف نہین تھے۔ کیونکہ اُس نے اپنا نام حسنا سے زہرا رکھ لیا ہے۔ جیسا کہ تم نے اپنا نام سالم سے صاحب النعمہ تبدیل کر دیا ہے۔

سالم۔ ارے زہرا۔ . . . ناصر کی بیوی . . . میری بہن . . . یہ آپ کیا فرما رہے ہین۔

سعید۔ بیشک زہرا تمہاری بہن ہے اور تمہاری محبت مین جان بلب ہے۔

سالم۔ تو کیا اُسکو میرے متعلق کچھ علم ہے۔ کیا وہ جانتی ہے کہ مین بقید حیات ہون۔"

سعید۔ وہ کل تک یہی سمجھتی رہی کہ تم زندہ نہین ہو۔ لیکن جب مین نے اس سے تمہاری زندگی کا حال بیان کیا تو وہ میرے ہمراہ ناصر کے محل سے تمہارے دیکھنے کی غرض سے چلی آئی ہے تا کہ تم کو سمجھا بجھا کر ناصر کی اطاعت کے لیے آمادہ و مستعد کرے۔

سالم۔ (گھبرائی ہوئی آواز سے چیخ کر) وہ کہان ہے۔

سعید۔ (آنکھ سے اشارہ کر کے) دیکھیئے وہ کیا سامنے والے مکان مین موجود ہے۔

سالم (مکان کی طرف دیکھ کر) کیا اب تک وہ یہان موجود ہے۔

راوی۔ جس وقت عابدہ واپس ہوئی ہے تو زہرا آرام کی غرض سے ایک کمرہ مین چھ

مکان شب لیٹ رہی تھی۔ عابدہ کو دیکھ کر زہرا اُٹھ بیٹھی اور سالم کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کب تک آئین گے۔

عابدہ۔ بس اب تھوڑی دیر مین پہونچنا ہی چاہتے ہین مین اُن کو مکان پر کپڑے بدلتے چھوڑ آئی ہون۔

زہرا۔ سچ سچ کہو بہن۔ میرے سر کی قسم معلوم ہوتا ہے کہ اُن سے اور تم سے ملاقات نہین۔ شاید وہ کہین چلا گیا۔ یا انتقال کر چکا ہو۔ آخر ٹھیک ٹھیک کیون نہین بتاتین۔

عابدہ۔ بجان شما۔ وہ ابتک بقید حیات ہین تھوڑی ہی دیر مین آتے ہین۔

راوی۔ زہرا نے اُسکے تسکین آمیز کلام سے صبر وضبط سے کام لیا۔ اور اُس کے انتظار مین ہمہ تن محو ہو کر بیٹھ گئی اور ذرا سی آہٹ پر بھی وہ یہی خیال کرتی کہ میرا بھائی آتا ہے اور عابدہ بھی اسی مین مشغول تھی کہ زہرا کو اتنی دیر تک دم دلاسا دیتی رہے کہ سالم سعید سے گفتگو کر کے فارغ ہو جائے اتنے مین زہرا دفعتًا اُٹھ کھڑی ہوئی اور اس طرح کہنے لگی۔

ہو ہو یہ تو میرے بھائی کی آواز ہے۔ یہ کہتی ہوئی دروازہ کی طرف بڑھی اور عابدہ بھی اُس کے پیچھے پیچھے ہولی۔ جب یہ سعید کے کمرہ کے قریب پہونچی تو دو شخصون کو باہم گفتگو کرتے ہوئے پا کر۔ وہین ٹھہر گئی اور کہنے لگی کہ معلوم نہین سعید کس سے گفتگو کر رہے ہین۔

عابدہ۔ ابھی معلوم ہوا جاتا ہے اسقدر عجلت کیون ہے۔

زہرا۔ مین سمجھتی ہون کہ میرا بھائی باتین کر رہا ہے۔

راوی۔ زہرا دروازہ کی طرف بڑھی جو اندر سے بھڑا ہوا تھا اُسنے اندر سے یہ گفتگو سنی جو اُس کا بھائی سعید سے کہہ رہا۔ کہ کیا وہ ابتک یہان موجود ہے۔ چنانچہ اُسکی آواز شناخت کر کے زہرا نے دروازہ کو کھول دیا۔ سالم وہ جملہ ادا کر کے اِدھر اُدھر دیکھنے ہی لگا تھا کہ اودھر سے زہرا نے پوستین کے لباس مین دروازہ کھولا۔ سالم کی نظر زہرا پر پڑی مگر پوستین کے لباس مین ہونے کی وجہ سے سالم اُسکو پہچان نہ سکا۔

زہرا نے سالم کو دیکھتے کے ساتھ ہی پہچان لیا۔ اور دوڑ کر بھائی سالم کہتی ہوئی اُس کے لپٹ گئی سعید نے جب دونون کی محبت کی یہ کیفیت دیکھی اور باہمی اس اختلاط پر نظر ڈالی تو اُس کے تمام منصوبے خاک و خون مین مل گئے۔ اور جو امیدین اُسنے اپنے دل مین

کر رکھی تھین اُن پر پانی پھر گیا۔ کیونکہ اُن کا منشا تھا کہ اگر زہرا مجھ سے راضی نہ ہوئی تو مین دونون کا قصہ پاک کر دونگا۔

عابدہ کو اس وقت جو خوشی تھی اُسکا سبب یہی تھا کہ وہ زہرا اور اُس کے بھائی کی نجات کا سبب تھی اور خصوصًا اس امر سے اور خوشنود ہو رہی تھی کہ مین نے خلیفہ نامر کو مارا نہین حالانکہ یہ ارادہ اُس کے گناہ کا موجب نہ تھا بلکہ یہ گناہ سراسر سعید کا جرم تھا

سالم کئی مرتبہ اپنی بہن کو گلے سے لگا لگا کر پیشانی کا بوسہ لیتا رہا اور فرط مسرت سے پھولا نہین سمایا۔ اور بار بار کہتا تھا کہ مین نے تم کو اکثر خواب مین دیکھ دیکھ کر یہی انبساط کی کیفیت حاصل کی ہے۔

زہرا۔ میرے پیارے بھائی۔ آپ تو اب عالم بیداری مین ہین اور آپ کی ملاقات سے اس وقت میری قسمت کی گرہ کھل گئی۔

سالم۔ کیا ہمارے دوست سعید کا۔ ہماری تمہاری مواصلت مین کوئی احسان نہین ہو۔

زہرا۔ آہ سرد بھر کر۔ بیشک انکا بہت بڑا احسان ہے۔

سعید۔ آخر یہ آہ سرد تم کس لئے بھر رہی ہو۔ اسکا تو مستحق مین ہون۔

سالم۔ مجھے یہ اچھا نہین معلوم ہوتا کہ سعید اسی طرح بندشون مین جکڑے پڑے رہین لہذا تم انکو کھول دو اگرچہ مجرم بھی ہونگے تو بھاگین گے نہین اس کا مین ذمہ دار ہون۔

سعید۔ یہ خواہش نہین ہے کہ میری بندشین کھول دی جائین۔

زہرا (عابدہ کی طرف دیکھ کر) اگر آپ سچ سچ پوچھنا چاہتے ہین تو ہم لوگون پر اس مبارک خاتون کا احسان ہے۔ کیا آپ ان کو پہچانتے بھی نہین۔

سالم۔ ہان ہان کیون نہین پہچانا۔

زہرا۔ کیا انکو پہلے سے پہچانتے ہین یا ابھی ابھی معلوم ہوا ہے۔

سالم۔ نہین نہین مین نے تو انکو سعید کتب فروش کی ہمراہی مین دیکھا ہے۔ تعجب ہے کیا یہی سعید صائب الرائے ہین۔

راوی۔ اس وقت عابدہ کی نظر سالم پر پڑ گئی اور اُس کی ادا عابدہ کی نگاہون مین کھپ گئی۔ یہ پہلا مرتبہ تھا کہ عابدہ سعید کے علاوہ دوسرے پر فریفتہ نہین ہوئی تھی اس خیال کا آنا ہی تھا کہ عابدہ کو اپنی طبیعت پر غصہ آگیا کہ او ناوان کیا کرتی ہو ایک

بلا سے نکل کر دوسری مصیبت مین گرفتار ہونا چاہتی ہے۔ چنانچہ اس خیال کے دور کرنے کی غرض سے زہرا کی طرف متوجہ ہو کر اس طرح کہنے لگی۔

عابدہ۔ زہرا۔ کیا آپ ساہر کو بھول گئین۔

زہرا۔ مین تو اسکا احسان کی وجوہات سے نہین فراموش کر سکتی ... ابھی میرے بھائی کی ملاقات کرانے مین آپ کی بالخصوص ممنون و مشکور ہون۔

زہرا۔ (ساہر کو باغ سے بلا کر اور اُس کو مخاطب بنا کر) دیکھو یہی صاحب النقمہ میرے بھائی ہین۔

ساہر۔ صاحب النقمہ کو غور سے دیکھ کر۔ یہ آپ کے بھائی صاحب ہین۔ اور پھر آپ اُنکو صاحب النقمہ کہتی ہین کیا یہ امیر المومنین کے جان کے خواہان نہین ہین۔ بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ جو امیر المومنین کا مقرب ہو اُس کا یہ بھائی ہے۔

زہرا۔ دیکھنا اب یہی سب سے زیادہ باوقعت ہون گے۔ کیونکہ یہ میرے بھائی ہین۔

ساہر۔ جی ہان۔ اگر واقعی ایسا ہے تو ضرور ہون گے۔ ... میرا خیال ہے کہ اب محل کو واپس چلنا چاہیے۔ کیونکہ وہان لوگ آپ کے غائب ہونے سے نہایت پریشان ہونگے۔

زہرا۔ بس اب تھوڑی ہی دیر مین چلین گے۔

راوی۔ یہ سنکر ساہر باہر گیا اور تمام خواجہ سراؤن کو حکم دیا کہ طیار رہین اور سعید کو اپنی حراست مین لے لین۔

چھہتروان باب ۷۶

(عدالت)

محل کے رہنے والون کو خوف و دہشت ہو رہا تھا۔ اگرچہ وہ جانتے تھے کہ ساہر بہت سے سوارون کو لیکر زہرا کی جستجو مین گیا ہوا ہے۔ خلیفہ کو تو سب سے زیادہ رنج و غصہ تھا اگر زہرا اس حالت مین ان کے پاس سے چلی جاتی جبکہ وہ اس سے ناخوش تھے اور اُن کے دل مین اس کی طرف سے برے خیالات قائم ہو چکے تھے تو اُن کو

کچھ بھی صدمہ نہ ہوتا۔ مگر اب جبکہ اُس کی محبت و اخلاص کا ثبوت اُن کو ملگیا تھا تو اُن کا تعلق خاطر بہت بڑھا ہوا تھا البتہ وہ اپنی عزیز ترین چیز بھی اس پر سے فدا کرنے کے لئے تیار رہتے۔

دن کا بڑا حصہ اسی اضطراب و بیچینی مین گذرا۔ آدمی کے پیچھے آدمی روانہ ہوا ہے ہین کہ خبر لائین خود خلیفہ صاحب مسجد کے مناروں پر چڑھکر نظر دوڑاتے ہین اور پھر نیچے اتر آتے ہین۔

شام کے قریب ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا اور یہ خوشخبری سنائی کہ ساہرع اپنے سوارون کے اور سعید، زہرا، عابدہ اور ایک دوسرا شخص جسے کوئی نہین پہچانتا ہے چلے آرہے ہین، حکم دیا کہ یہ لوگ قصر مونس آرام کے کمرہ مین حاضر ہون۔ جہان سب سے پہلے عابدہ اور سعید آئے تھے۔

سب سے پہلے زہرا کو لوگ لے گئے۔ یہ ابتک کھا مین پارے ہوے تھی جب خلیفہ نے اُسے دیکھا تو سخت تعجب کیا اور پہچان نہ سکے اسنے اپنا چہرہ کھولکر اس کے ہاتھون کو بوسہ دیا۔ جب خلیفہ نے اچھی طرح پہچان لیا تو یون گویا ہوا۔ "یہ تمنے کیا حالت بنائی ہو"

زہرا۔ یہ تو وہ کپڑا ہے جسے بھاگتے وقت مین نے پہنا تھا۔

خلیفہ۔ بھاگتے وقت؟۔ تم یہان سے کیون گئی تھین۔ کیا مین نے تھین کوئی ایذا پہونچائی تھی۔ جب سے تمہاری محبت کا سکہ میرے دل مین بیٹھ گیا ہے۔ اس وقت سے تمہارے برابر میری نظرون مین کوئی چیز نہین جچتی پھر تم نے کیون بھاگنے کا قصد کیا تھا؟

زہرا۔ "میرا ایک بھائی تھا جسے مین سمجھتی تھی کہ انتقال کر گیا۔ مگر بعد کو معلوم ہوا کہ وہ ابتک زندہ ہے اور شہر پناہ مین موجود ہے۔ بس اسی کے دیکھنے کے لئے مین گئی تھی۔

خلیفہ "تو تم نے کسی کو حکم دیدیا ہوتا وہ اُسے یہان لے آتا۔ اگرچہ وہ سدیا جوج کے اس پار ہی کیون نہ ہوتا۔

زہرا۔ "اسے مین خوب سمجھتی تھی مگر مجھے خوف تھا کہ کہین امیرالمومنین اسے کسی قسم کی سزا نہ دین۔

خلیفہ۔ تم اپنے بھائی کے لئے مجھ سے ڈرتی ہو؟"

زہرا۔ جی ہان! آقائے نعمت!!... مین صرف آپ ہی سے ڈرتی ہون اور کسی سے نہین

خلیفہ۔ میری طرف سے تمہارا خیال اتنا خراب ہے؟ کیا تمہارے احسان کا یہی بدلہ ہو سکتا ہے کہ تمہارے بھائی کو مین ایذا پہونچاؤن۔

زہرا۔ تو کیا امیر المومنین وعدہ فرماتے ہین کہ جب اُن کے پاس میرا مجرم بھائی آوے تو اس سے درگذر فرمائین گے۔

خلیفہ۔ تمہین خود اختیار ہے۔"

زہرا۔ اگرچہ اس کا جرم کتنا ہی بڑا کیون نہ ہو"

خلیفہ۔ بھلا اس غریب کا جرم میرے ساتھ کون سا ہو سکتا ہے۔

زہرا۔ ممکن ہے کہ حکومت کے خلاف سازش کرنے کا وہ ارادہ رکھتا ہو۔

خلیفہ۔ "اگر تمہاری مرضی ہوگی تو مین ضرور معاف کرونگا چاہے تمہارا بھائی صاحب النقمہ ہی کیون نہ ہو۔"

زہرا: "جی ہان وہی صاحب النقمہ میرا بھائی ہے"

خلیفہ۔ (تعجب سے)، "صاحب النقمہ تمہارا بھائی کیسے ہو سکتا ہے۔

زہرا نے کل قصہ مختصراً بیان کیا۔ سعید کا واقعہ اُس کی محبت کی داستان، اپنی نفرت کی حکایت۔ کل بھاگنے کا سبب اور سایرہ عابدہ کی بدولت اپنی رہائی کا تمام ماجرا من وعن بیان کر دیا"

خلیفہ۔ تمہارے بھائی کو مین نے معاف کیا۔ اُسے حاضر کرو۔ وہ کہان ہے؟"

زہرا نے ایک ملازم سے کہا کہ جا کر سالم کو بلا لاوے۔ سالم نہایت بہادرانہ انداز سے دربار مین داخل ہوا، ناصر نے اُسے نہایت تعجب کی نگاہ سے دیکھا۔ زہرا نے اشارہ سے کہا کہ بڑھ کر خلیفہ کے ہاتھون کا بوسہ لے، وہ بوسہ لیکر باادب کھڑا ہو گیا۔ ناصر نے دریافت کیا صاحب النقمہ تم ہی ہو؟ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ تم منجملہ اور لوگون کے حکومت کی مخالفت مین جان توڑ کوشش کر رہے تھے تم بتا سکتے ہو کہ ناصر نے کونسا ایسا کام کیا ہے جو تم لوگ اس قدر ناخوش ہو؟"

زہرا۔ یہ دیکھ کر کہ کہین سالم کے منہ سے کوئی ایسی بات نہ نکل جاوے جس سے خلیفہ صاحب کے دل مین جوش انتقام پیدا ہو جاوے، "کیا امیر المومنین نے اُس کی خطاؤن کو معاف نہین کر دیا؟"

خلیفہ - مین نے اُسے ضرور معاف کر دیا۔ مگر مین یہ پوچھنا چاہتا ہون کہ یہ لوگ آخر مجھ سے کیون ناخوش ہوے - یہ نہین جانتے کہ اسلام قعر تنزل مین گر رہا تھا مین نے اُسے از سرِ نو ابھارا سلطنت کا شیرازہ بکھرنے والا تھا۔ اُسے مین نے جمع کیا اور اُس کے دشمنون کو مغلوب کیا گیا مین نے اسلام کی شان و شوکت جو بغداد والون نے بالکل نیست و نابود کر دی تھی اُسے نہین بلند کیا، یہ اسی کارگذاری کا نتیجہ تھا کہ شاہان عیسائی سمعاً و طاعۃً میری خدمت مین حاضر ہوے اور طرح طرح کے تحفے تحایف روانہ کئے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس مین اسلام کی کوئی ذلت مقصود تھی۔ اگر کسی کے منھ مین دانت ہین تو میرے سامنے آوے اور یہ بتائے کہ میرے قبل کس خلیفہ کا سکہ جرأت اسقدر لوگون کے دلون پر جما ہوا تھا۔ ان سب واقعات کے باوجود تم لوگ ہمیشہ برسرِ پرخاش نظر آتے ہو " دورانِ تقریر مین فرطِ غضب سے اُسکی آنکھین سُرخ ہو ہو جاتی تھین۔ زبان تھرتھراتی تھی - بدن کانپتا تھا۔ اُس منظر نے زہرا ر پر بہت بڑا اثر کیا۔ اور وہ سالم کی طرف اس خیال سے دیکھنے لگی کہ اُس کے مُنھ سے کہین کوئی ایسا کلمہ نہ نکل جاوے جو ناصر کے جوش مین سونے مین سہاگہ کا کام دے۔

زہرا ر نے کسی کو باہر سے یہ کہتے ہوے سنا۔" اس مین کسی کا قصور نہین، صرف ایک شخص ہی جس کا یہ جُرم ہے۔

(۷۷)
ستروان باب

خلیفہ نے سعید کی آواز سُنکر حکم دیا کہ سعید کو حاضر کرین۔ چنانچہ لوگ اُسے لائے اُس کے ہاتھون مین ہتھکڑیان پڑی ہوئی تھین اُس کے چہرہ سے کچھ بھی آثار خوف نہین نمایان ہوتے تھے۔ البتہ اُس کی آنکھین سُرخ ہو رہی تھین۔ جب خلیفہ کی نظر اُس پر پڑی اُسکا چہرہ اور بھی زیادہ خوفناک ہو گیا۔ خلیفہ نے کہا کہ اُس کی ہتھکڑیان کھولدی جاوین۔ ایک سپاہی نے بڑھ کر اُسے کھول دیا اور چند سپاہی تلوارین میان سے نکال کر اُسے گھیر کر کھڑے ہو گئے۔ پھر خلیفہ نے اشارہ کیا کہ جتنے لوگ وہان سے آئے ہین سب حاضر کئے جاوین چنانچہ عابدہ آئی اور زہرا ر کے پہلو مین کھڑی ہو گئی اور ساہر آکر موؤب سالم کے بغل مین کھڑا ہو گیا۔ پھر خلیفہ نے سعید کو حکم دیا کہ آگے بڑھ کر وسطِ صحن مین کھڑا ہو۔ چنانچہ اُسنے تعمیل حکم کی

ناصر "کیا تم ہی سعید کتب فروش۔ ہمارے دوست اور ہمارے معتمد علیہ ہو؟
اس کا جواب سعید نے کچھ نہین دیا۔
ناصر "کیا یہی ہمارے احسان کا بدلہ تھا۔ ہم نے اُسی دن کے لیئے تمھین مقرب بنایا تھا اور کیا اسی دن کے لیئے تمھارا اعزاز و تکریم کی اور کیا اسی دن کے لیئے مشیر کار بنایا تھا۔ ہم کو اپنے بیٹے کے قتل کرنے پر تمھین نے برانگیختہ کیا اور یہ سبب بتایا کہ وہ دشمنی کرتا تھا حالانکہ اس دشمنی کے اصل سبب تم ہی تھے۔ باوجود ان سب باتون کے ہمارے ہی محل سے ہماری لونڈی زہرا کو لے بھاگنے کی ہمت کرتے ہو؟ تم نے کوئی دقیقہ ہمین تکلیف پہونچانے کا اٹھا نہین رکھا واللہ مجھے بہت بُرا معلوم ہوتا ہے کہ ایسے ہوشیار عقلمند اور دانا آدمی کو مین اپنے ہاتھ سے کوئی سزا دون، مگر تعجب ہے کہ تم ایسے عقلمند آدمی ہو کر ایسے افعال شنیعہ کے کیونکر مرتکب ہوئے۔ تم نے تو ایسے کام کئے ہین جن کو جُہلا تک کرتے شرماتے ہین۔ تمھاری تدبیر تمھاری دانائی اور تمھاری عقل پر کیا اس وقت پتھر پڑ گئے تھے جو زہرا کو لیکر بھاگے کیا یہ نہین معلوم تھا کہ جبتک عبدالرحمن کی جان مین جان ہے اس وقت تک ایسا نہین ہو سکتا بلکہ وہ تمھین ذلیل و خوار کرنے کے لیئے زمین آسمان کے قلابے تک ملا سکتا ہے کیا ان افعال ذمیمہ کے ارتکاب کے وقت تم شرافت کا مادہ بالکل نہ رکھتے تھے جو تمھین روکتا کیا تم بالکل متوالے تھے جو تم اس خطرۂ عظیم کو نہ سمجھ سکے۔

سعید خاموش کھڑا ناصر کی باتین سنتا رہا اور کچھ ایسی شان سے کھڑا رہا جس سے پتہ چلتا تھا کہ اُس کو کسی کی پرواہ نہین ہے۔ اس وقت اُس کی نظر پر وہ پرکھے ہوئے اس شعر پر پڑ رہی تھی اور لوگون کی نظر سعید پر تھی کہ عذر کے واثق جواب مین یہ کیا پیش کرتا ہے، حالانکہ وہ لوگ جانتے تھے کہ اس مین قوت اختراع بہت زبردست ہے۔

سعید۔ (ناصر کا سوال سنکر) "مین نے جس تدبیر سے کام لیا تھا وہ ایسی نہ تھی جو پٹ پڑ جاتی مگر اسے کیا کرون کہ تقدیر اُس کے خلاف تھی ورنہ ممکن نہ تھا کہ آج مجھ کو آپ اس حالت مین دیکھتے"
ناصر۔ "معلوم ہوتا ہے کہ تم نے میرے مارنے کی بھی فکر کی تھی مگر شومی قسمت سے تم ناکام رہے ... مگر یہ تو بتاؤ کہ ہم نے تمھاری خدمت یا تمھارے اعزاز و اکرام مین کون دقیقہ اُٹھا رکھا تھا جو تم نے ہمارے ساتھ یہ چال چلی اور یہ کہ تمھارا اس سے کیا مقصد تھا۔ ظاہر ہے کہ اس سے نہ تو تمھین کوئی مالی فائدہ حاصل ہو سکتا تھا اور نہ اس مین تمھارا کوئی نام ہوتا۔ بلکہ بہت ممکن تھا

کہ تمہاری آبرو مین خلل آجاتا۔ تم نے تو عجب طبیعت پائی ہے، جو تمہارے ساتھ احسان کرتا ہے اُسے اُلٹے کر تم کاٹنے دوڑتے ہو۔

سعید۔ (نہایت دلیری سے) "امیرالمومنین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مین نے میرے علم کے علاوہ کوئی بات نہین بیان کی ہے اُنکو میری دانائی اور دوراندیشی کا ضرور اعتراف ہے۔ گر اس وقت اُن کے سوال کا مطلب یہ ہے کہ مین نے خلاف عقل کیون کام کیا۔ اور کیون مین نے اپنی جان معرض خطر مین ڈالی۔۔۔ چونکہ میرے پاس مال و دولت بکثرت موجود ہے اس بنار پر مین نے مال کے لالچ مین کبھی نہین ایسا کیا اور نہ مجھے اپنی زندگی درکار تھی۔ کیونکہ خوشحالی کا انحصار محض زندگی پر نہین ہے۔۔۔

اس سے کہین بڑھ چڑھکر مین نے برے کام کئے ہین۔۔ مین نے خیانت کی، دغا کی، جھوٹ بولا سب کچھ کیا مگر دیدہ و دانستہ کیونکہ مین جانتا تھا کہ میرے ایسے شخص کے لئے یہ کام بالکل موزون نہین۔۔ مین اگر ان خطاؤن کا مرتکب ہوا تو مال و دولت یا منزلہ و مرتبہ کی تمنا مین نہین جیساکہ مین پہلے ہی بیان کرچکا ہون، مگر۔۔۔" یہانتک پہونچ کر اُس کے چہرہ کا رنگ فق ہوگیا اور خاموش ہوگیا، لوگ نہایت خاموشی کے ساتھ اپنی سانسین روکے ہوے بیٹھے ہوے تھے کہ دیکھین سعید اپنی معذرت مین کون سے دلائل پیش کرتا ہے جب وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہا تو سب لوگ ایک دوسرے کیطرف دیکھنے لگے سعید نے بہتے ہوے آنسوؤن کو اپنی آستین سے پوچھکر کہا۔ "امیرالمومنین یہ خیال نہ کرین کہ موت سے ڈر کر رو رہا ہون مجھے زندگی سے کچھ مسرت نہین مجھے مال و دولت کی آرزو ہے اور نہ مجھے جاہ و جلال کی ضرورت

اٹھترواں باب

(ہمت مردانہ)

خلیفہ۔ (اسکی تقریر سے متعجب ہو کر، اور اُسکی گفتگو کی تکمیل کا بیحد اشتیاق کر کے) "مجھے معلوم ہے کہ تم موت سے ذرا نہین ڈرتے کیونکہ تمہارے گذشتہ افعال اس امر کے پورے شاہد ہین۔ مین صرف یہ دریافت کرنا چاہتا تھا کہ تم نے ایسی خیانت کیون کی جبکہ تم انتہا درجے کے عقلمند تھے خصوصًا امیرالمومنین کیساتھ کیا تمہین اُسکا کچھ خوف نہ تھا۔

سعید۔ وہ کام جو امیر المومنین کے لائق نہین ہو وہ کبھی کسی دوسرے شخص کے لئے بھی سزاوار نہین ہے۔
آج چونکہ میری زندگی کا آخری دن ہو اس لیے آپسے ایک بات کی اجازت چاہتا ہون جس مرتبہ پر آج
امیر المومنین فائز ہین وہ محض تقدیر سے انہین ملا ہو۔ یہ کوئی انکا اختیاری امر تھا اگر اُن کے بجائے کوئی
دوسرا ہوتا تو اسکی بھی اسی طرح تعظیم وتکریم کی جاتی ۔۔۔ آپ خفا نہ ہو جلیئگا۔۔۔۔ اگر آپ خاندان خلافت مین
نہ پیدا ہوے ہوتے اور لوگ آپکے مددومعاون نہ ہوتے تو کبھی آپ اس مرتبہ کو نہ پہونچتے کیونکہ آپ اس
وقت کھوپڑیون کے ایک پُل پر ہین جو دریاے خون پر قائم ہے۔ اسمین کون سے فخر کی بات ہے؟
تو جب لوگون نے آپکی عزت کی اور آپ سے بیعت کرکے آپکو خلیفہ تسلیم کیا تو آپ نے عالیشان
محل تعمیر کرائے۔ لونڈیان باندیان اور خواجہ سرا آپنے مقرر کیے اور لوگونکو آپنے تعظیم کرنیکا حکم دیا۔ لوگون
نے ایسا ہی کیا وہ سمجھے کہ اسمین آپکا احسان ہے، مگر میرے خیال مین احسان انکا ہو کیونکہ وہی لوگ
آپکی سلطنت کے محافظ ہین اور وہی لوگ آپ کی جان کو ہر خطرہ سے محفوظ رکھتے ہین۔ پھر
آپ ایک خاص شخص پر اتنی بھی رعایت نہین کرتے جتنی اپنے ساتھ کرسکتے ہین ۔۔۔ اسمین
آپ کا کوئی قصور نہین ہے کیونکہ ابتداے آفرینش سے لوگون کا یہ طریقہ چلا آیا ہے مگر کچھ ہو بہت
اسے خوشحالی نہین کہتے۔

خلیفہ (نہایت بردباری سے) ممکن ہو کہ تمہاری راے اس امر خاص مین صواب پر ہو۔ مگر تم نے
میرے سوال کا جواب نہین دیا۔ باوجودیکہ تم اتنے بڑے ہوشیار اور دانشمند آدمی بنتے ہو۔

سعید۔ مین دنیا مین کوئی انوکھا عقلمند آدمی نہین ہون جو اپنی مطلب آری کے لیے کسی بُرے کام کا
خلیفہ۔ ”یہ سب کچھ صحیح ہے مگر ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ تمہارا اس سے کیا مقصد تھا۔

سعید۔ ”اس کام سے میرا مقصد کوئی ایسا ویسا نہ تھا بلکہ نہایت شریف مقصد تھا۔ کیونکہ اسی مقصد
پر اس ہستی کا دارومدار ہے بلکہ یہ منجملہ دیگر سنتون کے ایک سنّت ہے، اور ایک بہت بڑا نیک کام ہے۔
میرے علاوہ جو لوگ افعال شنیعہ کے مرتکب ہوتے ہین وہ البتہ کائنات عالم کی سنّت کے بالکل خلاف
کرتے ہین جس کی نہ تو شریعت نے اجازت دی ہے اور نہ رسم ورواج اسکو اچھا سمجھتا ہو لوگ بہت دغا
کیا کرتے ہین۔ لوٹ مار کرتے رہتے ہین ایک دوسرے کو قتل کرتے ہین اور اُن کا مقصد یہ ہوتا
ہے کہ سلطنت حاصل کرین لیکن کسی کی خلافت انھین ملجاوے مگر یہ نہین سمجھتے کہ ان مقاصد سے
بڑھکر کوئی رذیل چیز دنیا مین پیدا ہی نہین کی گئی۔ کیونکہ جب کسی کو سلطنت ملجاتی ہو۔ تو تمام حرام
چیزون کو اپنے لئے حلال کردیتا ہے۔ رعایا کی جان ومال پر اپنا حق مقرر کردیتا ہے۔ عالیشان

کہ تمہاری ابرو مین خلل آجاتا۔ تم نے تو عجب طبیعت پائی ہے، جو تمہارے ساتھ احسان کرتا ہے اُسے اُلٹ کر تم کاٹنے دوڑتے ہو۔

سعید۔ (نہایت دلیری سے) "امیرالمومنین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مَین نے میرے علم کے علاوہ کوئی بات نہین بیان کی ہے انکو میری دانائی اور دور اندیشی کا ضرور اعتراف ہے۔ مگر اس وقت اُن کے سوال کا مطلب یہ ہے کہ مین نے خلاف عقل کیون کام کیا۔ اور کیون مین نے اپنی جان معرض خطر مین ڈالی... چونکہ میرے پاس مال و دولت بکثرت موجود ہے اس بنا پر مین نے مال کے لالچ مین کبھی نہین ایسا کیا اور نہ مجھے اپنی زندگی درکار تھی۔ کیونکہ خوشحالی کا انحصار محض زندگی پر نہین ہے...

اس سے کہین بڑھ چڑھکر مین نے برے کام کئے ہین.. مین نے خیانت کی، دغا کی، جھوٹ بولا سب کچھ کیا مگر دیدہ و دانستہ کیونکہ مین جانتا تھا کہ میرے ایسے شخص کے لئے یہ کام بالکل موزون نہین.. مین اگر ان خطاؤن کا مرتکب ہوا تو مال و دولت یا منزلہ و مرتبہ کی تمنا مین نہین جیسا کہ مین پہلے ہی بیان کر چکا ہون، مگر... " یہانتک پہونچکر اُس کے چہرہ کا رنگ فق ہوگیا اور خاموش ہوگیا، لوگ نہایت خاموشی کے ساتھ اپنی سانسین روکے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے کہ دیکھین سعید اپنی معذرت مین کون سے دلائل پیش کرتا ہے۔ جب وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہا تو سب لوگ ایک دوسرے کیطرف دیکھنے لگے سعید نے بہتے ہوئے آنسوؤن کو اپنی آستین سے پوچھکر کہا۔ "امیرالمومنین یہ خیال نہ کرین کہ موت سے ڈرکر رو رہا ہون مجھے زندگی سے کچھ مسرّت نہین ہے مجھے مال و دولت کی آرزو ہے اور نہ مجھے جاہ و جلال کی ضرورت

اٹھتروان باب ۷۸

(ہمت مردانہ)

خلیفہ۔ (اسکی تقریر سے متعجب ہوکر، اور اُسکی گفتگو کی تکمیل کا بیحد اشتیاق کرکے) "مجھے معلوم ہی کہ تم موت سے ذرا نہین ڈرتے کیونکہ تمہارے گذشتہ افعال اس امر کے پورے شاہد ہین۔ مین صرف یہ دریافت کرنا چاہتا تھا کہ تم نے ایسی خیانت کیون کی جبکہ تم انتہا درجے کے عقلمند تھے خصوصًا امیرالمومنین کیساتھ کیا تمہین اسکا کچھ خوف نہ تھا۔

سعید۔ وہ کام جو امیر المومنین کے لائق نہین ہو وہ کبھی کسی دوسرے شخص کے لیے بھی سزاوار نہین ہی۔ آج چونکہ میری زندگی کا آخری دن ہی اس لیے آپسے ایک بات کی اجازت چاہتا ہون جس مرتبہ پر آج امیر المومنین فائز ہین وہ محض تقدیر سے آپکو ملا ہی۔ یہ کوئی انکا اختیاری امر تھا اگر ان کے بجائے کوئی دوسرا ہوتا تو اسکی بھی اسی طرح تعظیم وتکریم کی جاتی۔۔۔ آپ خفا ہو جائینگے۔۔۔ اگر آپ خاندان خلافت مین نہ پیدا ہوے ہوتے اور لوگ آپکے ممد ومعاون نہ ہوتے تو کبھی آپ اس مرتبہ کو نہ پہونچتے کیونکہ آپ اس وقت کمزور لوگون کے ایک پُل پر ہین جو دریاے خون پر قائم ہے۔ آمین کون سے فخر کی بات ہے؟ تو جب لوگون نے آپکی عزت کی اور آپ سے بیعت کرکے آپکو خلیفہ تسلیم کیا تو آپ نے عالیشان محل تعمیر کرائے۔ لونڈیان باندیان اور خواجہ سرا آپنے مقرر کیے اور لوگونکو آپنے تعظیم کرنیکا حکم دیا۔ لوگون نے ایسا ہی کیا وہ سمجھے کہ اسمین آپکا احسان ہے، مگر میرے خیال مین احسان انکا ہی کیونکہ وہی لوگ آپکی سلطنت کے محافظ ہین اور وہی لوگ آپ کی جان کو ہر خطرہ سے محفوظ رکھتے ہین۔ پھر آپ ایک خاص شخص پر اتنی بھی رعایت نہین کرتے جتنی اپنے ساتھ کرسکتے ہین۔۔۔ اسمین آپ کا کوئی قصور نہین ہے کیونکہ ابتداے آفرینش سے لوگون کا یہ طریقہ چلا آیا ہے مگر کچھ ہو بہت اُسے خوشحالی نہین کہتے۔

خلیفہ۔ (نہایت بردباری سے) ممکن ہی کہ تمہاری راے اس امر خاص مین صواب پر ہو۔ مگر تم نے میرے سوال کا جواب نہین دیا۔ باوجودیکہ تم استنے بڑے ہوشیار اور دانشمند آدمی بنتے ہو۔

سعید۔ مین دنیا مین کوئی انوکھا عقلمند آدمی نہین ہون جو اپنی مطلب آری کے لیے کسی برے کام کا

غلیفہ۔ (یہ سب کچھ صحیح ہے مگر ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ تمہارا اس سے کیا مقصد تھا۔

سعید۔ (اس کام سے میرا مقصد کوئی ایسا ویسا نہ تھا بلکہ نہایت شریف مقصد تھا کیونکہ اسی مقصد پر اس ہستی کا دارومدار ہے بلکہ یہ منجملہ دیگر سنتون کے ایک سنّت ہے، اور ایک بہت بڑا نیک کام ہے۔ میرے علاوہ جو لوگ افعال شنیعہ کے مرتکب ہوتے ہین وہ البتہ کائناتِ عالم کی سنّت کے بالکل خلاف کرتے ہین جس کی نہ تو شریعت نے اجازت دی ہے اور نہ رسم ورواج اسکو اچھا سمجھتا ہی لوگ بہت دغا کیا کرتے ہین۔ لوٹ مار کرتے رہتے ہین ایک دوسرے کو قتل کرتے ہین اور اُن کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ سلطنت حاصل کرین لیکن کسی کی خلافت اُٹھین ملجاوے مگر یہ نہین سمجھتے کہ ان مقاصد سے بڑھکر کوئی رذیل چیز دنیا مین پیدا ہی نہین کی گئی۔ کیونکہ جب کسی کو سلطنت ملجاتی ہی۔ تو تمام حرام باتون کو اپنے لیے حلال کردیتا ہے۔ رعایا کی جان ومال پر اپنا حق مقرر کردیتا ہے۔ عالیشان

عمارتین بنا کرا ئین سونے چاندی ہی سمجھا ہے جسے محتاجون کی پاک کمائیون نے حاصل کیا تھا وہ اسکے لیے لہو و لعب کا سامان ہو جاتا ہے لونڈیان ہر چہار طرف سے منگواتا ہے۔ لوگون کے جان و مال پر جس طرح چاہتا ہے حکم کرتا ہے اور اپنے سوا کسی دوسرے کا ایک ذرہ برابر بھی حق نہین سمجھتا ہے... اگر کوئی اسکے رویہ پر اعتراض کرنا چاہے تو وہ اسکا بالکل مجاز نہین ہے۔ اور مین دنیا سے رخصت نہوتا ہوتا تو کبھی ایسی بات زبان تک نہ لاتا...

تمام لوگ اس کی اس ہمت و حکمت سے بھری ہوئی تقریر سے دنگ ہو گئے۔ اس سے قبل کبھی کسی خلیفہ کے سامنے اس قدر بدزبانی نہ کی تھی۔ اس بنا پر خلیفہ سے ڈر کر ان لوگون نے اپنی آنکھین بند کر لین۔

خلیفہ نے (اسکی غصہ آمیز تقریر کا کچھ خیال نہ کرکے) یہ سچ ہے کہ سلطنت کے خواہان بغیر خون بہائے کامیاب نہین ہوے دیکھو نا ہمارے بھائی عباسیون کو۔ اُنسے بڑھ کر اور کون شاہد ہو سکتا ہے ان کا سردار ابو مسلم خراسانی تو لوگون کو ذرا ذرا سی تہمت پر قتل کر دیا کرتا تھا۔ بہرکیف مجھے ابتک اس امر کا انتظار رہا کہ تمہارے منھ سے اس کا سبب سن لون۔ مین اس پر اصرار نہ کرتا مگر اس لیے کہ تمہاری تدبیرون کے سننے کا مجھے بیحد اشتیاق ہے۔ کیونکہ مین تمہارے علم و فضل کی بہت قدر کرتا ہون اور تمہاری دور اندیشی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہون...

اوناسی وان باب ۷۹

سعید نے ایک آہ سرد بھر کر ادھر ادُھر نظر دوڑائی۔ زہرا پر پڑ گئی جو نقاب ڈالے اُسے بغور دیکھ رہی تھی زہرا نے فوراً اپنا منھ پھیر لیا سعید کے منھ پر کچھ ہنسی کے آثار نمایان ہونے لگے، اور ناصر سے مخاطب ہو کر یون گویا ہوا۔ بیجئے وہ سبب جسنے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کیا وہ نہایت شریف سبب تھا۔ بلکہ مین کہہ سکتا ہون کہ پراگندہ دلون کو مجتمع کرنے کا وہی ایک بہترین وسیلہ ہے اس کی شرع نے بھی اجازت دی ہے، اور اللہ نے بھی اسکا حکم دیا ہے۔ دانشمندان زمانہ نے بھی اسکی تعریف کی ہے۔ شعراء نے اسکی تعریف مین پل باندھ دیے ہین۔ جناب من وہ "محبت" ہے اُس نے مجھ سے سب کچھ کرایا۔ کیا محبت کوئی بُری چیز ہے۔ اُس کا ذکر تو قرآن و حدیث مین موجود ہے۔ کیا یہ نظام کائنات کا سبب نہین ہے"؟

جب یہ کہہ چکا تو زہرا سمجھ گئی کہ میری محبت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ چنانچہ اُسنے مارے شرم و حیا کے اپنی گردن جھکالی۔ ناصر بھی کوئی ایسا بچہ نہ تھا جو اسکا مقصد نہ سمجھا ہو چنانچہ کہا

مگر خدا نے منع کر دیا ہے کہ غیر کی عورت پر ہاتھ نہ صاف کیا کرو۔

سعید۔ درجی ہان! یہ درست ہے مگر حق طبعی محبت اول ہی کو حاصل ہے، یہ دوسری بات ہے کہ ایک طاقتور ہو اور دوسرا کمزور ہو طاقتور اپنی طاقت کی وجہ سے کامیاب ہو جاوے اور کمزور یونہی کا یونہی پڑا رہجائے۔

خلیفہ۔ "اور اگر ایسی صورت ہو کہ کمزور صاحب حکمت بھی ہو تو کیا اُسکی حکمت اُسے اس وقت یہ ہدایت نہ کریگی کہ انجام کار سے ڈرے اور شیر کی جھاڑی سے دور رہے۔"

سعید۔ "ضرور۔۔ مگر بشرطیکہ وہ اسپر قدرت بھی رکھتا ہو۔ اگر ایسا ہو کہ اپنی محبت مین وہ اندھا ہو گیا ہو اور بغیر وصال کے کوئی چارہ کار نظر ہی نہ آتا ہو تو ایک حدتک وہ بالکل مجبور ہے۔ جیساکہ طالب دنیا اندھا ہو جاتا ہے۔ طالب سیادۃ کو سوائے اپنے مطلب اور اور کچھ نہیں سجھائی دیتا اور طالب جاہ اپنے مقصد کے سامنے لوگون کو قتل بھی کرتا ہے، انکو دھوکہ بھی دیتا ہے اور اُن کی خیانت بھی کرتا ہے، حالانکہ سیادۃ اس طبعی آزادی کے بالکل خلاف ہے جس کو خالق کون ومکان نے بنی نوع انسان کو مرحمت فرمائی ہے، "اور ہی محبت تو یہ ایک تقاضائے فطرت ہے۔ خود خدا نے اپنی کتاب مین فرمایا ہے "اور اُس کی (خدا کی) نشانیون سے یہ ہے کہ تمہارے لئے تم مین سے عورتین پیدا کین۔ تاکہ تم اُن سے دلچسپی لو اور بنایا تمہارے درمیان محبت اور رحم" کوئی مضائقہ نہین ہے اگر اُس کی سبیل مین کوئی قتل یا دھوکہ بازی واقع ہو جاوے خصوصاً ایسے موقع پر جب کہ عاشق اولیت کا حق رکھتا ہو۔۔"

جب زہرا نے یہ سُنا تو اُسے خوف ہوا کہ کہین خلیفہ کو یہ خیال پیدا نہ ہو جاوے کہ قبل میرے یہاں آنے کے مین سعید سے محبت کرتی تھی۔ اس نے بولنے کی اجازت طلب کی، اسے اجازت دی گئی، وہ بولی۔ "مگر سچی محبت کی شرط یہ ہے کہ "دونون طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی"۔ ورنہ وہ محبت باطل ہے اور اُس کے پیچھے مرنا محض حماقت ہے۔۔۔"

سعید (تھوڑی دیر تک ساکت رہنے کے بعد) "محبت ہر حالت مین اچھی چیز ہے۔ چاہے ایک طرف ہو یا دونون طرف سے" کیونکہ اسی ایک چیز پر دنیا قائم ہے اور سچ پوچھو تو محبت کرنے والے ہی اچھے ہوتے ہین۔ اگر یہ لوگ نہ ہون تو دنیا رحمت واحسان سے بالکل خالی ہو جاوے اور اگر محبت نہ ہو تو زندگی ایک ریگستانی میدان معلوم ہو جہان کا پانی نہایت شور اور جہان کی

ہوا نہایت گرم، اگر کوئی چیز اُس کے پانی کو شیرین اور اُس کی گرم ہوا کو باد نسیم بنا سکتی ہے تو وہ یہی ایک محبت ہے افسوس محبت !!"

یہ کہنے کے بعد سعید بے اختیار رونے لگا۔ عابدہ اگرچہ اُس کی چالاکیوں سے بہت بیزار ہو چکی تھی مگر پچھلے واقعات یاد کر کے اُسنے بھی سعید کا ساتھ دیا اور رونے لگی۔

زہرا۔ "مگر جبکہ یہ بات مسلم ہو چکی ہو کہ اس کا محبوب اُس سے محبت نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہے اور نہ اس تک پہونچنے کی کوئی سبیل ہے تو کیا ایسے وقت مین اس محب کا یہ فرض نہین کہ محبوب کو بھلا ڈالے ؟"

سعید۔ مین ایسی عقل رکھتا ہون جس سے تمام مشکلات حل ہو جاتی ہین اور ایسی رائے رکھتا ہون جو اُمنڈ آنے والے سیلاب کو روک سکتی ہے۔ اور ایسا ارادہ رکھتا ہون کہ اگر چاہون تو بلند بلند پہاڑون کو اُنکی جگہ سے ہلا دون۔ مین نے ہر قسم کی تکالیف پر غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ کوئی مشکل مجھے پیش نہ آئی جسے مین نے حل نہ کر لیا ہو اور کسی بات کا مین نے ارادہ کیا ہو اور وہ نہ ہوئی ہو سوائے اس کے ایک محبت سے۔ مین مغلوب ہو گیا۔ اس نے میرے ہوش و حواس گم کر دیے۔

زہرا۔ "ایسی صورت مین بیچارہ محب کیا کر سکتا ہے۔ جبکہ وصال محبوب کا کوئی ذریعہ ممکن ہی نہ ہو؟"

سعید۔ (جیب مین ہاتھ ڈالکر) جب یہ بالکل متحقق ہو جاوے تو مر جاوے۔ کیونکہ بلا محبت محب کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے، اب اس دنیا سے سوائے کوچ کرنے کے اور کوئی تدبیر نہین یہ کہکر اُسنے ایک پڑیہ نکالی اور زہرا سے مخاطب ہو کر بولا "مین اپنی جان کو محبت کی بھینٹ کرتا ہون" (عابدہ سے) عابدہ! مجھے معاف کرنا! کیونکہ مین نے تم پر بڑے مظالم ڈھائے ہین (زہرا سے) "میرے پاس اپنے کردار کی سزا بھگتنے کے لئے سوائے اس ایک جان کے اور کچھ نہین سو لے لے" یہ کہکر جو کچھ اُس پڑیہ مین تھا پھانک گیا۔

باب اسی

(عابدہ اور سالم)

ناصر۔ (یہ سمجھ کر کہ اس نے زہر کھالیا) ہائیں! کیا تم خودکشی کرنا چاہتے ہو؛ ذرا ٹھہرو!... میں تمہیں زندہ رکھنا چاہتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہارا سا دانا آدمی مارا جاوے۔ میرا ارادہ تھا کہ تم کو زندہ رکھوں پر تم نے کیا کرلیا؟

سعید۔ اس لیے کہ آپ کی خدمت کرتے کرتے ناامید مرجاؤں۔ میں تو اپنی زندگی سے بالکل ناامید ہوگیا، بغیر زہرا میری زندگی محال ہے۔"

ناصر۔ سیکڑوں لونڈیاں اس سے کہیں زیادہ خوبصورت تمہارے لیے حاضر ہیں۔

سعید۔ اے عبدالرحمٰن! محبت کوئی خالہ جی کا گھر نہیں ہے کہ جس سے چاہا کرلی۔ اگر ایسا ہی ہوتا تو (عابدہ کی طرف اشارہ کرکے) اس سے بڑھ کر اور کوئی نعم البدل نہیں ہوسکتا، مگر اسے کیا کروں کہ میرا دل بغیر اس کے (زہرا کے) نہیں مانتا مچلا جاتا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرے دل کا ایک ٹکڑا ہے، بھلا انسان آدھے دل سے کیونکر زندہ رہ سکتا ہے، میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں کہ صدق و اخلاص کا مجموعہ آپ کی خدمت میں موجود ہے۔

ناصر۔ "تم اپنے تئیں اپنے ہاتھ سے کیونکر مار سکتے ہو؟"

سعید۔ جلاد کے مارنے سے تو بہتر ہے۔"

عابدہ۔ اگر ایسے مریضوں کا یہی علاج ہے تو میں بھی کیوں نہ مرجاؤں،" یہ کہکر رونے لگی زہرا اس کا مطلب سمجھ گئی اور اس کے قریب جاکر اسے چپ رہنے کی فہمایش کی۔

تھوڑی ہی دیر کے بعد سعید کے پیٹ میں قراقر پیدا ہوا اور اس کے ہاتھ پیر ڈھیلے ہوگئے۔ ناصر نے حکم دیا کہ اسے دوسرے مکان میں لیجاؤ۔ یہ واقعہ جابکاہ اُسے بہت شاق گذرا کیونکہ ناصر اس سے بہت محبت کرتا تھا اور اُسے احترام کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ بلکہ وہ زندہ رہتا تو اُس کی خدمت کرنے کے لیے وہ تیار تھا۔"

سعید بیہوش ہوچکا تھا۔ دوسرے مکان لیجاتے لیجاتے اُس کا دم نکل گیا۔ سبھوں نے ملکر اُس کی تجہیز و تکفین کی، سعید کے مرجانے کے بعد ناصر کو بڑا افسوس ہوا اور اس واقعہ کو سُنے

عبرت کی نگاہ سے دیکھا، زہرا کی قدر و منزلت اور بھی زیادہ ہو گئی اُس کی محبت مین اور اضافہ ہو گیا۔ اور اس کی طرف متوجہ ہو کر بولے جو زمین پر نظر گڑوے کچھ غور کر رہی تھی۔ یہ سب تمہاری ہی وجہ سے ہوا نا؟"

زہرا۔ "مین بیچاری کس لائق ہون مگر انسان کی عمر کا کیا ٹھکانا ہے۔"

ناصر۔ "آج جو تیرا دل چاہے مانگ لے۔ کیونکہ آج مین تجھ سے بہت خوش ہون۔

زہرا۔ لونڈی کو سب کچھ مل گیا۔ جبکہ آپ نے میرے اس بھائی کے گناہون سے درگذر کر دیا البتہ بیچاری عابدہ کا مین ساتھ دیتی ہون۔ کیونکہ یہ غریب مرنے والے پر مرتی تھی اور اُس کا دم بھرتی تھی مگر وہ کمبخت اس سے حیلہ حوالے کرتا رہتا تھا۔ اب آپ اُس کے لئے کوئی ایسی سبیل نکال دیجئے کہ اُس کے سارے غم غلط ہو جائین"

ناصر (سالم) سالم... کیا تمہاری شادی ہو گئی ہے؟"

سالم۔ "جی نہین جناب!"

ناصر (عابدہ سے شادی کرو گے؟"

سالم۔ کیون نہین۔ میری مجال کہ امیرالمومنین میرے لیے کچھ انتخاب کرین اور مین اس سے مکر جاؤن"

سالم اور عابدہ کا نکاح ہو گیا۔ ایک کمرہ دونون کے لئے زندگی بھر کے واسطے عیش و آرام سے بسر کرنے کے لئے خالی کر دیا گیا۔

زہرا۔ ساہر کو بھی کسی رتبۂ جلیلہ پر ضرور فائز کرنا چاہئے کیونکہ اُسنے بڑے بڑے کام انجام دیے ہین"

ناصر۔ اب یہ ہمارے خاص لوگون مین ہے"

اُس کے بعد اسی حالت پر جلسہ برخاست ہوا۔"

تمت بالخیر

مہادیو پرشاد تاجر کتب لکھنؤ

Read in September 1933.

One of the best historical novel

S. [illegible]

Read in July 1933.

Abdul Ahad.

contractor

Wazapora

Srinagar.

Gone through this novel.

A masterpiece writing - Best historical of its kind. July 1934

M. Mahmud